دستور السالکین
شرح
ورد المریدین
مترجم
مخدوم محمد خلیل قریشی عفا اللہ عنہ
شیخ محمد عثمان اینڈ سنز تاجران کتب
فیر ڈیل مارکیٹ ریذڈنسی روڈ سرینگر کشمیر
مدینہ چوک، گاؤ کدل سرینگر، کشمیر

خاکِ پایش چشمِ ما را بہتر است از توتیا
گر دِ راہش درد ماغِ ما بہ از عنبر شدات (خاکیؒ)

دستور السالکین

شرح

وردُ المریدین

(وظیفہ المریدین محبوبیہ)

مترجم
داغدار درگاہ عالیہ سلطانی (ابوصالح)
مخدوم محمد خلیل قریشی عفا اللہ عنہ

شیخ محمد عثمان اینڈ سنز تاجران کتب
فیرڈیل مارکیٹ ریذیڈنسی، سرینگر۔ کشمیر
برانچ: مدینہ چوک، گاؤکدل سرینگر۔ کشمیر
Email: sh_usman@rediffmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب : دستور السالکین شرح وردُ المریدین

مترجم : (ابوصالح) مخدوم محمد خلیل قریشی

زیر اہتمام : شیخ اعجاز احمد

تعداد : ۱۱۰۰

اشاعت : ۲۰۰۱ء

کتابت : بشارت احمد

ہدیہ : ۵۵۰ روپے (ڈیلکس)

ISBN 81-86714-42-1 Delux

پبلشرز:

گلشن پبلشرز

فیرڈیل مارکیٹ، ریذیڈنسی روڈ، سرینگر۔ کشمیر

تقسیم کار:

شیخ محمد عثمان اینڈ سنز تاجران کتب

فیرڈیل مارکیٹ، ریذیڈنسی روڈ، سرینگر۔ کشمیر

برانچ:

مدینہ چوک، گاؤ کدل سرینگر۔ کشمیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

عرض ناشر

عامۃ المسلمین اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ ہماری فرم دیگر امور کے علاوہ دینی خدمات میں کسی سے پیچھے نہیں۔ ہمنے انشاء اللہ تعالیٰ تمام علوم کی ترویج واشاعت کا کام اپنے ذِمّے لیا ہے۔ مگر ہماری توجہ زیادہ تر اشاعت دین پر مرکوز ہے۔ اس میں سب سے مقدم قرآن مجید کی تفسیر کا کام، اور احادیث مبارک کے علاوہ، تمام علمائے کرام مشائخین عظام اور اولیائے ذوی الاحترام کے ملفوظات، کلام بلاغت نظام (منظوم وغیر منظوم) کو جمع کر کے منظر عام پر لانا ہمارا مقصد حیات ہے۔ تاکہ ہماری اصلی وراثت ضائع نہ ہو اور ہم عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہونیکا شرف حاصل کر سکیں۔

اس میں شک نہیں کہ ہمارا ماضی نہایت تابناک اور شاندار رہا ہے ہمیں سلف الصّالحین کے ایسے نادر ونایاب جواہر پارے غیر مطبوعہ صورت میں ملے ہیں جنکی طباعت واشاعت باعث صد افتخار ہو گی ہماری دیرینہ تمنّا ہے کہ ہم تمام اہم موضوعات پر رقم کی

ہوئی دستاویزات جمع کریں اور انکو منصۂ شہود پر لاکر ایسے دُرِّ بے بہا کی حفاظت کا ذمہ لیں۔ ہماری اس کارکردگی کو دیکھکر اکثر احباب کا اصرار ہے کہ **دستور السالکین** کا آسان اور عام فہم ترجمہ کرایا جائے تاکہ عوام الناس عموماً اور اہل عقیدہ خصوصاً اس سے مستفیض و مستفید ہوں۔

ہماری نظر انتخاب اخی المکرم (مخدوم) محمد خلیل قریشی لعلباززاری پر پڑی جنہوں نے **وردُ المریدین** کا کشمیری ترجمہ نہایت دلچسپ اور مؤثر پیرائے میں کیا ہے۔ لہٰذا ہمنے موصوف کو اس مقدس کام کیلئے آمادہ کیا۔ الحمدللہ قریشی صاحب نے دس ماہ کے قلیل عرصہ میں یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اور ہمیں فخر ہے کہ یہ ہم آپ تک پہنچا رہے ہیں۔ ؎

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

اب مؤدبانہ اِستدعا ہے کہ آپ کو جہاں کہیں اسکے اندر کوتاہی نظر آئے تو کمترین کو مطلع کریں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اسکا ازالہ ہوسکے۔

نیز اہل درد و پرائیویٹ کتب خانوں کے مالکاں سے پُرزور التماس ہے کہ وہ اس کار خیر میں ہماری اعانت کریں۔ نیز دیرینہ قلمی نسخہ جات مہیا کرکے خیر دارین حاصل کریں۔ اہل علم حضرات کا

کلام شائع کرنے کیلئے ہم ہر وقت حاضر ہیں۔

الداعی الی الخیر

خادم قوم

میسرز شیخ محمد عثمان اینڈ سنز۔ گاؤ کدل

مدینہ چوک سری نگر

کچھ اپنے بارے میں

از قلم فقیر الحقیر (مخدوم) محمد خلیل قریشی غفر اللہ لہٗ

قاریا از منصفی فانظر الیٰ ما قال تو ان
قول لا تنظر الیٰ من قال ہم امہر شد است
(علامہ خاکی رحم)

ماہ جون ۱۹۹۸ء کا واقعہ ہے کہ ریڈیو کشمیر کے حوالے سے کمترین کا انٹرویو لینے کی غرض سے عزیز القدر ڈاکٹر رفیق احمد مسعودی صاحب ڈائرکٹر ریڈیو کشمیر اور معروف براڈ کاسٹر عزیزم شمشاد احمد کرالہ واری معہ دیگر احباب کار کن میرے غریب خانے پر تشریف لائے" دوران گفتگو کمترین کے غیر مطبوعہ کلام کو "کلیات" کی صورت میں چھاپنے کا مشورہ دیا گیا۔ چنانچہ نظر انتخاب میسرز شیخ محمد عثمان اینڈ سنز تاجران کتب واقعہ مدینہ چوک گاؤ کدل سرینگر پر پڑی جنہوں نے اس میرے کلام کو باقساط شائع کرنیکا ذمہ لیا۔ پہلی کتابچہ حضرت سلطان العارفین کے مناقب سے چھپ گئی۔ دوسری عید میلاد النبی پر موسوم بہ تہنیت میلاد کے نام سے شائع ہوئی۔ مجموعہ مناقب حضرت پیران پیر رضؓ پریس میں ہے۔ انشاء اللہ العزیز عنقریب مجموعہ

منصّہ شہود پر آئیگا۔

حاجی محمد عثمان نے کئی بار میرے غریب خانے پر آکر خواہش ظاہر کی کہ میں دستورالسالکین کا اردو ترجمہ تیار کردں۔ ہرچند میں نے اپنی کم مائیگی بے بضاعتی اور کم علمی ظاہر کی مگر موصوف مُصر رہے چنانچہ پیر کامل کی عنایات بے پایاں شامل حال رہی اور راقم نے دس ماہ کے قلیل عرصہ میں یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ الحمدللہ، والمنتہ دراصل وہ اس مجموعہ مناقب حضرت سلطانؒ سے بہت متاثر ہوئے جسمیں وردالمریدین کے چند اشعار کا کشمیری منظوم ترجمہ موجود تھا۔

وردالمریدین کا ایک مشہور شعر ملاحظہ ہو۔ حضرت علامہ حاکیؒ فرماتے ہیں سہ

اندریں وقت ایں چنیں شعر مبارک کس نگفت
گرچہ از ابنائے جنسم ہریکے اشعر شد است

آپ کا ارشاد ہے کہ بہت سے شعراء اور اہل قلم میرے ہمعصر تھے مگر یہ سعادت میرے نصیب میں تھی کہ میں نے اپنے پیر برحقؒ کی مدح گوئی کیلئے اپنا قلم وقف رکھا اور حضرت پیر رومیؒ کی طرح جسنے اپنے مرشد پاک کی مدح میں چھ دفتر لکھے۔ میں نے بھی پیر کامل کی خوشنودی اور دولت دارین حاصل کرنے کی نیّت سے وردالمریدین اور دستورالسالکین تصنیف کی۔ کیونکہ ؎ "ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے"! اسی سے کمترین کو بھی تحریک ملی۔

ایک اور وجہ یہ بھی تھی جس نے مجھے قلم اٹھانے کا حوصلہ دیا۔ وہ یہ کہ آج سے تقریباً پچاس برس قبل جب میرے مرشد فقیر روح اللہ روحہٗ پہلی بار میرے غریب خانے کو منور فرما گئے تو کمرے میں داخل ہوتے ہی فرمایا:۔

" اے عزیز۔ یہ کیا وجہ ہے کہ مجھے یہاں سلطانؒ کے پرتو نظر آرہے ہیں۔"

کمترین نے انہیں بتایا کہ میری والدہ مرحومہ اسی خاندان سے ہے اور مرحومہ نے مجھے بچپن میں ایک عجیب خواب سنایا ہے۔ کہ میں اسکی گود میں چھ ماہ کا بچہ تھا۔ جب وہ دربار سلطانؒ میں حاضر ہوئی اور دیکھا کہ ایک طرف مرد اور دوسری طرف عورتیں قطار در قطار صفوں میں کھڑے ہیں کھلا میدان ہے جس میں مختلف سائز کے دیگ پلاؤ کے پک کر تقسیم کئے جارہے ہیں۔ آپ فرماتی تھیں کہ جب میری باری آئی۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ دیگ اس تمہارے بچے کے نام الاٹ ہوئی ہے۔ جاؤ اسے کہو خود کھائے اور دوسروں کو کھلائے۔

اس خواب کی کئی تعبیریں ہو سکتی ہیں۔ ایک تعبیر یوں ملی کہ دوران ملازمت میں جس جس محکمے میں گیا میری وجہ سے بیسیوں مستحق افراد ملازم ہو گئے اور اللہ کے عطا کردہ دیگچی سے اپنا حصہ لیتے رہے۔ دوسری تاویل یہ بھی ہے۔ کہ آج تک میں نے پیر کامل کے حالات نعوت و مناقب پر مشتمل کئی کتابچے شائع کئے ہیں۔ مثلاً گلدستۂ محبوبیہ۔ نذر سلطان (ایک تا شش حصص) وغیرہ وغیرہ

اب ایک اور دلچسپ واقعہ آپ کی نذر کر رہا ہوں۔ وہ یہ کہ ہمارا سلسلۂ نسب حضرت شیخ الاسلام والمسلمین جناب حضرت مخدوم بہاؤ الدین ذکریا ملتانی قدس اللہ اسرارہٗ تک پہنچتا ہے صاحب موصوف سلسلۂ سہروردیہ کے باکمال بزرگ ہیں اور شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفۂ خاص ہیں۔ جب ہمارے پیر برحق جناب حضرت سلطان العارفینؒ نے بدعتیوں کے خلاف جہاد کر کے ہم پر بہت بڑا احسان کیا۔ وہاں آپ نے شدت کے ساتھ یہ محسوس کیا کہ کشمیری مسلمان علم قرأت تجوید وغیرہ سے بالکل بے خبر ہیں چنانچہ اپنے معتمد خاص حضرت خاکیؒ کو حکم دیا کہ آپ ہمارے بڑے پیر جناب مخدوم ملتانیؓ کے خاندان سے کسی فرد کو یہاں لائیے جو یہاں علم قرأت وغیرہ سکھائے۔ علامہ کی مشکل لاہور پہنچکر ہی حل ہوگئی اور آپ۔ اسی خاندان سہروردیہ کے ایک چشم وچراغ یعنی حاجی احمد قاری قریشیؒ کو یہاں لائے پیر کامل کے روحانی کمالات سے متاثر ہوکر آپ نے حلقہ ارادت میں شامل ہونے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ حضرت سلطانؒ نے ازراہ شفقت اپنی مخصوص عنایات سے یہ کہکر نوازا کہ آپ ہمارے پیر بزرگوار کے فرزند ہیں اور یہ خصوصی رعایت پشت در پشت ہمارے حق میں بھی جاری وساری ہے الحمدللہ

ہمارے جد بزرگوار برلب دریائے جہلم متصل پتھر مسجد چنار کے سایہ کے نیچے آرام فرما رہے ہیں۔ آپ کشمیر میں حجمت قاری کے نام نامی سے مشہور رہیں۔ آپ کی اولاد آج وہاں بھی سکونت پذیر ہیں۔ اور

دوسری شاخ لعل بازار میں موجود ہے۔ حضرت علامہ خاکیؒ نے ہمارے اس جدِ پاک کے وصال کی تاریخ یوں تحریر فرمائی ہے۔ توفی اعلم القراء (بحوالہ تاریخ اعظمی)

گو ہم قادری اور سہروردی سلاسل سے بیعت ہیں مگر میرے والد مرحوم کبروی نقشبندی اور چشتی سلسلوں سے بھی وابستہ رہے ہیں ہمارے اسلاف میں مخدوم فریدالدین قریشیؒ حضرت شاہ صادق قلندر لاری نقشبندیؒ کے خلیفہ خاص رہ چکے ہیں۔ آپ کو اس بقعہ عالیہ کے جاگیر کا اہتمام انتظام سونپ دیا گیا تھا۔ وہ دستاویز ہمارے کتب خانے میں موجود ہے اسمیں خانیار شریف کا قلندر خاندان بھی شامل ہے۔ اور یہ فیض تاقیام قیامت ملتا رہیگا انشاءاللہ! ہمارا خاندان ہمیشہ سے دینی درس و تدریس اور روحانی فیوضات کا آماجگاہ رہا ہے۔ میرا بچپن اسی ماحول میں پنپتا رہا۔ چنانچہ میں نے فارسی، اردو وغیرہ میں سندات بھی پائیں۔ اور جرنلزم (Journalism) کے ساتھ بھی وابستہ رہا۔ ہمارے برادر عمومی قریشی محمد یوسف (متوفی پاکستان) پاکستان بننے سے قبل ہفتہ وار اخبار "پیغام" سرینگر سے نکالتے تھے۔ اور میں اسکا مدیر معاون رہا۔ صحافت میں دلچسپی رکھنے کے باوجود اسوقت مواقع مہیا کم تھے۔ مسلمانوں کی ترقی کے رستے بالکل مسدود تھے۔

آمدم برسر مطلب!

اسمیں شک نہیں کہ ترجمہ کرنا کچھ آسان کام نہیں۔ بعض دفعہ اصل مقصد فوت ہونے اور اصلیت مسخ ہونے کا قوی اندیشہ رہتا ہے۔ خصوصًا جب تحت اللفظ ترجمہ کیا جائے۔ اسلئے کمترین نے مفہوم کو بیان کرنے پر زیادہ توجہ مرکوز کی ہے تاکہ شعر یا نثر کی اصل روح مجروح نہ ہو۔ بایں ہمہ اپنی احساس کمتری اور بے علمی کی وجہ سے دل ہی دل میں ندامت ہے۔ اور اندیشہ بھی کہ کہیں نادانستہ یا سہوًا کوئی بے ادبی یا فرد گذاشت نہ ہوئی ہو۔ چنانچہ بکمال عجز ونیاز منتدی اللہ تعالیٰ وتبارک سے معافی کا خواستگار ہوں۔ نیز قارئین کرام سے مؤدبانہ استدعا ہے کہ میری کمزوریوں کو درگذر فرماتے ہوئے جہاں ضرورت ہو تصحیح فرمائیں۔ بقول شاعر ؎

قاریا بر من مکن قہر و عتاب !!
گر خطائے رفتہ باشد در کتاب !
آں خطائے رفتہ را تصحیح کن !
از کرم، واللہ اعلم بالصواب!

اے پڑھنے والے دوست! اگر اس کتاب میں آپ کو کوئی فاش غلطی نظر آئے تو مجھ ناچیز کو ہدف ملامت نہ بنا اور قہر و عتاب پر نہ اتر آ۔ بلکہ قلم اٹھاؤ اور وہ غلطی از راہ کرم صحیح کرکے عنداللہ ماجور ہو جاؤ۔ باقی اللہ جانے۔!

علامہ خاکیؒ بھی ایک شعر میں فرماتے ہیں کہ اے عزیز! یہ نہ دیکھ کہ کس نے شرح لکھی ہے۔ یا از خود نظم کس کی تصنیف ہے بلکہ یہ سوچو کہ کیا لکھا ہے لکھنے والے کی ذات کو نہ دیکھ نفسِ مضمون کو سمجھنے کی کوشش کر۔ ہاں اگر کوئی غلطی یا سہو نظر آئے تو اسے درگذر کر۔ شعر ملاحظہ ہو:-

قاریا از منصفی فانظر الی ما قال خوان

قول لا تنظر الی من قال ہم اہم شد است

(وردالمریدین)

بہرحال دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مرشد پاک کے خاکساروں میں شمار کرے تاکہ عزت دارین حاصل ہو اور ہم اس مشہور حدیث مبارک کہ المراء مع من احب (راوی حضرت انسؓ) سے مستمتع ہوں۔ اللّٰھم الحقنا بالصالحین۔ آمین!

یہاں اپنے والد مرحوم کی ایک بات یاد آئی۔ آپ فرماتے تھے کہ ایکدفعہ میر واعظ مولوی احمد اللہ مرحوم (موسوم بہ بوڈ مولوی صیب) نے بارگاہ سلطانیہ میں وعظ کے اختتام پر ایک منقبت پڑھی۔ جسکا ایک شعر یوں ہے ؎

از آفتاب تاباں غم نیست روز محشر
گیرد بزیر دامان مخدوم شیخ حمزہؒ

مجلس میں کسی ڈھلمل یقین سامع نے اعتراض کیا۔ کیا مولوی صاحب آپ نے لوائے محمدی کو چھوڑ کر پیر کامل کے دامن کو ترجیح دی ہے۔ صاحبِ معرفت مولوی صاحب علیہ الرحمۃ نے برجستہ فرمایا اے بے ادب گمراہ۔ بیٹھ جا۔ کیا تم بھول گئے کہ یہاں سے لوائے حمد تک پہنچنے کیلئے سایہ کی ضرورت ہے۔ بھلا تمکو لوائے محمدی تک کون رہبری کریگا شکوک و شبہات چھوڑ کر پورے یقین و عقیدت مندی کے ساتھ سب پڑھو۔

گیرد بتزیر دامان مخدوم شیخ حمزہ رح!

آخر میں اس کتاب کو ان حضرات کے نام پر معنون کرتا ہوں جو اس سلسلہ سہروردیہ کے شہسوار ہیں/ ارادت مند مخلص اور عقیدت کیش۔ کاش اللہ تعالیٰ ہمارے اسلاف والدین اور ذریات کو تمام عقیدت مندوں سمیت انکے سایہ عاطفت میں تا ابد جگہ مرحمت فرمائے۔ آمین!

آخر پر الحاج محمد عثمان اور اسکے فرزند اعجاز احمد کے حق میں بھی دعاء خیر کریں کہ اللہ تعالیٰ انکو بزرگان دین کی تعلیمات کی ترویج و اشاعت میں مدد دے تاکہ وہ اس جذبہ سے سرشار ہو کر خیر دارین حاصل کریں۔ آمین۔ یہ عرض کرنا بجا ہوگا کہ کتاب میں لکھنے والے۔ پڑھنے والے۔ سننے والے اور یاد کرنے والے

سب کیلئے بشارت اور خوشخبری ہے کہ وہ جنتی ہیں۔ اس شعر پر اکتفا کرکے دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بشارت کا فیض بے پایاں نصیب کرے۔ آمین

کاتب و قاری و سامع ہمہ بشارت یافتند
آنکہ رحمت بر سر ایں ہر سہ مستمط شد است

(ورد المریدین)

علامہ فرماتے ہیں کہ جونہی مرے کانوں میں یہ بشارت آئی میں نے موقع غنیمت جان کر اسکو فوراً ضبط تحریر میں لایا۔

یا اللہ ہمیں بھی اس بشارت کا حقدار بنا۔

آمین ثم آمین

از قلم خاکسار درگاہ سلطانی
(ابو صالح) مخدوم محمد خلیل اللہ قریشی
لعلیا تزار سرینگر

یاد عہد رفتگان ضائع مکن
تا بماند یاد نیکت برقرار

سلطان اولیاء برہان الاتقیاء محبوب رب العالمین
منظور ختم المرسلین جناب حضرت شیخ الشیوخ شیخ حمزہ کشمیری
روح اللہ روحہ سے متعلق چند باتیں

شیخ حمزہ سلطان العارفین مرکز ایمان ولیقین، ہر غمگین دل کیلئے وجہ سکون، با
باعث رحمت وراحت، روح کی طمانیت، علاج و معالج آشفتہ سران
مونس بیکساں، تنویر نور سرمدی، باغ شریعت و طریقت و معرفت
و حقیقت کا باغبان اور کشمیریوں کا پاسباں، کشمیریوں کو جن پر ناز ہے
جنکی درگاہ شاہان زمانہ کی ادب گاہ اور عاشقین کی آماجگاہ ہے۔
آپکی اک نظر کرم بود کو نابود، اور نابود کو بود کرنے والی، نار کو نور میں تبدیل
کرنے والی، مٹی کو سونا بنانے والی، کاش ہمیں نصیب ہو تاکہ ہمارے
دونوں جہاں سنور جائیں۔ اسی دعاء سے ابتدا کر کے پیر برحق رح کے بارے
میں کچھ باتیں قلمبند کرنا چاہتا ہوں لیکن قلم میں اتنی قابلیت، اتنا حوصلہ
نہیں کہ اس موضوع پر کچھ رقم کرے۔ بایں ہمہ آپکے سگان دربار سے
شناسائی حاصل ہونے کی بنا پر گرد راہ کو دماغ میں سمیٹتے ہوئے چند

ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں عقیدتمندی کا اظہار کرنے کی جسارت کررہا ہوں

ے گر قبول افتد زہے عزّ و شرف!

پہلے نسب نامہ ملاحظہ ہو:۔

مخدوم و مکرم جناب حضرت شیخ حمزہ سلطان العارفین بن حضرت عثمان ریتہؒ بن زینتی ریتہ بن جہانگیر ریتہ بن دولت ریتہ بن ایدال ریتہ بن احمد ریتہ بن رادن ریتہ بن رام چندر بن ستگرام چندر بن یلاد چندر بن مل چندر بن سوسرم چندر۔

مستند تواریخ کی رُو سے آپکا خاندان چندر بنسی راجپوت سے جاملتا ہے۔ سوسرم چندر نگر کوٹ کا حکمران تھا۔ اسکی وفات پر مل چندر کشمیر آیا اور پرگنہ لار کا جاگیردار بنا اور فوج کا سپہ سالار ہوگیا۔ اسی بنا پر ریتہ کہلایا۔ کیونکہ فوجی وزارت کا عہدیدار ان دنوں ریتہ کہلاتا تھا۔ مل چندر نے اپنی قابلیت کا سکہ بٹھایا۔ چنانچہ اسکو لداخ اور اسکردو بھی جاگیر میں ملے۔ شاہمیری خاندان کے دورِ حکومت میں دولت ریتہ بھی سپہ سالار تھا۔ سلطان زین العابدین بڈشاہ کے عہد حکومت میں ہلمت ریتہ کئی لاکھ افواج کا کمانڈر تھا۔ ہلمت ریتہ احمد ریتہ کا بھائی تھا۔ مدار المہام بننے کے بعد قسمت نے پلٹا کھایا اور ریتہ خاندان پر ابتلا کا دور شروع ہوا۔ زینتی ریتہ کمسنی کے عالم میں ہی وطن چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ اور موضع تجر علاقہ زینہ گیر میں چھپ گئے۔ آخر حضرت بابا اسماعیل کبرویؒ کے مرید بن گئے۔ جناب حضرت بابا عثمانؒ کو یہ فخر حاصل ہے کہ

آپ ہمارے پیر برحق کے والد ماجد ہیں آپ صاحب ثروت، فیاض ہونے کے علاوہ خداشناس اور خداترس بزرگ تھے۔ دولت ملک کی ہمشیرہ بی بی مریم جناب سلطان العارفین کی والدہ ہیں۔

آپ کی زندگی بے داغ رہی۔ آپ مادر زاد ولی ہیں علم لدنی سے واقف۔ آپ کو بچپن سے یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے انبیاکرام جیسے خواجہ حضرت خضر، حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ سے ملاقات کی ہے اور فیض حاصل کیا ہے۔ آپ نے شیخ کبریٰ جیسی الوالعزم ہستی سے روحانی فیوض کا اکتساب کیا ہے۔

آپ کشف قبور، کشف قلوب، طے مکان، طے تلاوت حروف و دیگر کرامات کے حامل رہے ہیں۔ آپ کو یہ خصوصی عنایت حاصل ہے۔ کہ پیر بزرگوار حضرت سید جمال الدین بخاری دہلویؒ آپ کی تربیت کے لئے کشمیر تشریف لائے اور فرمایا۔ میرے فرزند مجھے تمہاری ہر بات سے آگاہ کیا گیا ہے۔ تم مقبول ازل ہو۔ تم اب لوگوں کی رہبری کرو۔ بادشاہاں وقت تمہارے در پر بھکاری بن کر حاضر ہونگے۔ ہم تمہاری نگہداشت رکھینگے اور تمہارے ساتھ ہونگے مشکل وقت تمہاری مدد کو حاضر ہونگے اور یہ ملکہ ہمارے مرشد برحق کو بھی حاصل ہوا تو علامہ خاکیؒ نے تجربہ کی بنا پر برملا عرض کیا۔

بہر امداد مریداں زود حاضر میشود!
صورت پاکیزہ اش ہر جا کہ مصور شد است

جونہی تصور میں تم پیر کامل کو دل کی گہرائیوں سے پکاروگے وہ تمہاری امداد

کو فوراً تشریف لائینگے۔

میں نے کئی بزرگوں سے اس بارے میں جاننے کی کوشش کی مگر کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔ آخر یہ کون سا وائرلیس (WIRELESS) آلہ ہے۔ جو انکو اپنے مرید کے بارے میں آگاہی دیتا ہے۔ چنانچہ جناب حضرت پیر رومیؒ نے میری تشفی فرمائی۔ شعر ملاحظہ ہوں ؎

آں حکیمان الٰہی در جہاں　　چو تند انداز تو احوال نہاں

اولیاء از دور نامت بشنوند　　تا بکار تار و پودت دوند

بلکہ پیش از زادن تو سالہا　　دیدہ باشندت ترا با حالہا

جب ظاہری ڈاکٹر چند سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس قابل ہو جاتا ہے کہ تمہاری جسمانی بیماری دور کرے۔ تو خدائی ڈاکٹروں کے بارے میں سوچ جو خدا سے تربیت یافتہ ہیں۔ چونکہ انہیں کشف قلوب حاصل ہے۔ یہ تمہارا نام دور سے سنکر ہی تمہاری مشکلات کا تانا بانا سنوارتے اور ادھر سلجھا دیتے ہیں بلکہ یوں سمجھو کہ لوح محفوظ است پیش اولیاء۔ ازچہ محفوظ است محفوظ از خطا کے حوالے سے یہ تمہاری ابتدا اور انتہا دونوں سے باخبر ہیں۔ اسما پر مستزاد یہ کہ بقول حضرت مولانا روم ؎

نطق آب و نطق باد و نطق گل

ہست محسوس حواس اہل دل

اے دوست سن لے۔ اس کائینات کی بنیاد جن عناصر اربعہ یعنی آب و آتش باد و خاک پر رکھی گئی ہے۔ اور جس کے طفیل ہم

زندہ ہیں۔ وہ چاروں عناصر اولیاء کے ماتحت رکھے گئے ہیں تم جب صدق دل سے انکو پکارتے ہو تو یہ عناصر فوراً۔ انہیں پیغام پہنچا دیتے ہیں اس پر ایک واقعہ مجھے یاد آیا۔ آپ بھی سُنئے!

چلچلۃ العارفین میں حضرت خواجہ اسحاق قاریؒ جو پیر برحق قدس سرہٗ کے چہیتے مُرید تھے) رقمطراز ہیں کہ ایکدفعہ حضرت میر بابا حیدر تولہ مولی نے آپکو گاندربل تشریف لانے کی دعوت دی۔ پیر برحقؒ صبح سویرے نالہ سندھ کے کنارے چہل قدمی فرمانے لگے۔ ناگاہ آپ کی نظر پانی میں تیرتی ہوئی مچھلیوں پر پڑی۔ دل مبارک میں خیال آیا اور فرمایا۔ کاش آج ہمیں سُرخ چاول (زگ :) اور مچھلی (گاڑ) کھانے کو ملے۔ جب کھانے کا وقت آیا تو میر صاحب خود ہی مٹی کے پلیٹ (اَلبتہ کابہ) میں زگ بتہ کے ساتھ مچھلی لائے اور حضور میں پیش کی آپ نے فرمایا۔ اے میر! تم کو کس نے کہا کہ ہمیں آج ان چیزوں کی رغبت ہو گئی عرض کیا۔ اے مرشد پاک مجھے اُسی نے یہ خبر سنا دی جس کے ہاتھ آپ نے پیغام بھیجدیا۔

گویا ہوا یہ پیغام لیکر میر صاحب کی خدمت میں یہ آپہنچی

تجدید عقیدت لئے پھر پڑھتے۔ شاباش!

؎ نُطقِ آب ؤ نطقِ باد ؤ نُطقِ گِل
ہست محسوس حواسِ اہلِ دل

ایک دفعہ مرحوم مرزا کمال الدین شیدا کے دولت کدہ پر جب یہ بات

چلی تو آپ بہت آبدیدہ ہوئے اور وہ منظر قابل دید تھا!

علامہ خاکی نے اپنی خداداد قابلیت، علمی تبحر اور پیر برحق کی نظر التفات سے دریا کو کوزے میں بند کر کے تقریباً دو سو کتب کے مطالعہ کے بعد جو بزرگان دین اور چوٹی کے اولیاء کرام کے مراتب کا ذکر کیا ہے۔ اور آپ کے روحانی کمالات کو گنوایا ہے۔ بمصداق سے خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں — ان تمام کمالات و مراتب اور اوصاف سے اپنے پیر برحق کو متصف پایا ہے۔ اور قادر الکلام ہوتے کی حیثیت سے خوب داد تحسین حاصل کر کے اپنے لئے توشۂ راہ تیار کیا ہے۔

ورد المریدین کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ عالم باعمل عارف باللہ حضرت امام ابوحنیفہ ثانی کی تصنیف ہے۔ جو پیر برحق کے زمانے میں ہی بلکہ آپ کی نگرانی میں مرتب ہوئی۔ لہٰذا اسکے صحیح اور حقیقت پر مبنی ماننے اور تسلیم کرنے میں کسی کو تامل نہیں ہو سکتا علاوہ بریں دو تین واقعہ اسکی صداقت و مقبولیت پر دال ہیں۔ مثلاً یہ کہ جب پیر برحق کو بکشف معلوم ہوا کہ خاکی کچھ لکھ رہے ہیں تو پاس بلا کر پوچھا اور وہ مسودہ طلب کیا اوراق ملاحظہ فرما کر ارشاد ہوا کہ لکھتے جاؤ۔ دوسری بار حضور پاک صلعم کو خواب میں دیکھا آپؐ یہ شعر گنگنا رہے ہیں۔

قلم گفتا کہ من شاہ جہانم
قلم کش را بدولت میرسانم

تو پیر کاملؒ فرماتے ہیں کہ حضور پاکؐ کا یہ ارشارہ حضرت خاکیؒ کے اسی کتاب سے متعلق تھا۔ چنانچہ صبح خاکیؒ کو مبارکباد دی۔ مزید برآں پیر برحقؒ نے حضرت خاکیؒ کو بلاکر ایک خواب سنایا۔

" کہ خاکی ایک باغ سجا کر پودوں کو پانی دے رہے ہیں۔ تو ارشاد فرمایا اے خاکی تمہاری کتاب مریدوں کا وظیفہ ہوگی۔ اور جسطرح حضور پاکؐ نے حضرت کعب بن زہیرؓ کی نعت سنکر بشارت فرمائی کہ اسکے پڑھنے۔ لکھنے اور سننے والے سب جنتی ہونگے اسی طرح میں بھی یہ خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ یہ میری کتاب جو بھی پڑھے۔ سنے۔ یاد کرے یا لکھے اسکے لئے بھی رحمت خدا شامل رہیگی۔ شعر ملاحظہ ہو:۔

کاتب وقاری وسامع ہم بشارت یافتند
آنکہ رحمت بہ سرایں ہر سہ مستمطر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ جونہی میرے کان میں یہ بشارت سنائی دی۔ میں نے موقع غنیمت جان کر اسکو فوراً ضبط تحریر میں لایا تاکہ مریداں صادق اور قلمکار کیلئے سند رہے۔ یا اللہ ہمیں بھی اس رحمت کا حقدار بنا۔ آمین

ایک بڑا اعتراض جو ہمارے وطنی بھائی ہم کلمہ اس ذاتِ اقدس کے بارے میں اٹھاتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ حضرت سلطان نے ترک سنت کرکے شادی نہیں کی ہے۔ اس بارے میں عرض ہے کہ فخر موجودات حضرت سرور دو عالمؐ کا فرمانا ہے قتالِ جہاد اصغر ہے اور نفس سے جہاد جہاد اکبر ہے۔ کتنا۔

خوش نصیب ہے۔ وہ جو اپنے نفس کو قابو میں رکھکر تمام خواہشات نفسانی کو کچل دیتا ہے۔ اور عبادات و ریاضت میں ہی تمام وقت صرف کرکے خوشنودی اللہ حاصل کرتا ہے۔ اسکے برعکس کتنا بدنصیب وہ جو نفس کا غلام بنکر چار عورتیں نکاح میں لاتے کے بعد بھی دوسری عورتوں کو نظر بد سے دیکھتا ہے۔ اور اسکی چشم آزو حرص کبھی سیر نہیں ہوتی۔

بھلا بدترین دشمن بھی بتائے کیا کسی ولی کامل کے بارے میں آجتک کوئی ایسا الزام لگا ہے کہ وہ کسی کو خدا نخواستہ بری نظر سے دیکھتا ہے یا آسنے بد احتیاط اور تکبر کا مظاہر کرکے شادی سے انکار کیا ہے العیاذ باللہ!

دوسری وجہ شادی رچانے کی یہ ہے۔ کہ مرنے کے بعد کوئی دعاء خیر اور فاتحہ سے یاد کرکے خدا سے والدین کیلئے مغفرت کا طلبگار ہو۔ یعنی قول کشمیری "فاتحہ گلاہ گژھوم پتھ کنہ رو ژن!"

اسکا جواب علامہؒ کی زبانی سنئے:-

ہمچو عیسیٰ ترپیّت بے زن لیک بے فرزند نیست
ہر مرید اور ا پسر ہر مخلصہ دختر شد است

علامہ فرماتے ہیں میرے پیر برحق حضرت عیسیٰؑ کی طرح بغیر نکاح ہی زندگی گذارتے رہے لیکن یہ نہ سمجھو کہ آپ کی کوئی اولاد نہیں۔ فاتحہ پڑھنے والا نہیں۔ سنو! اور کان کھول کر سنو۔ آپ کا ہر مرید فرزند کی طرح ہے اور مریدہ دختر کی طرح ہے وہ دونوں ہر روز

مرقد مبارک پر حاضری دیکر اپنے محسن و مربی پیر برحق کے حق میں تبرکاً تحفتاً فاتحہ پڑھتے رہتے ہیں سبحان اللہ اس سے بہتر اور کیا چاہیئے۔
اس سلسلہ میں ایک واقعہ سنیئے!

حضرت سلطان العارفین رح کا معمول تھا کہ کبھی کبھی ملہ کھماہ قبرستان تشریف لے جاکر عامۃ المسلمین کے حق میں دعاء مغفرت مانگتے خصوصاً اپنے مریدوں کے بارے میں۔ ایکدفعہ ایک صاحب قبر کی طرف متوجہ ہو کر جب پیر کامل فاتحہ پڑھنے لگے تو بعد فراغت مسکرائے۔ حاضرین نے وجہ دریافت کی فرمایا میں صاحب قبر کی طرف متوجہ ہوا مگر اسکی نظریں دوسری طرف لگی ہوئی تھیں۔ میں نے نظریں دوڑائیں تو معلوم پڑا کہ وہ اپنے فرزند کو چلتے دیکھکر اسی کی طرف متوجہ ہوا اسکا خیال تھا کہ وہ شاید اسکی فاتحہ خوانی کے لئے آیا ہے۔ مگر وہ سیدھا وہاں سے گذر گیا اس پر یہ صاحب قبر بڑا مایوس ہوا اسی پر مجھے افسوس بھی ہوا اور ہنسی بھی آئی کہ کس طرح اس فرزند نے اپنے باپ کو مایوس کر دیا۔ آجکل دیکھئے ہمارا حال اس سے کہیں بدتر ہے۔ اللہ رحم کرے!

اسی کتاب میں درج ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلعم نے جو جمعہ کے دن اپنے والدین کی قبروں پر ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور سات مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے تو اسکی مغفرت ہوگی اور اسکے والدین کی بھی!

آپ کے مادرزاد ولی ہونے کا واقعہ سنئے! آپ کے ایک مخلص مرید جناب میر صاحب نے آئینے میں اپنے بال سفید دیکھکر خدا سے

عجز وزاری کی کہ یارالٰہا مجھے کسی مرشد پاک سے ملادے جو مجھے قرب الی اللہ کا راستہ دکھلائے۔ رات کو بشارت ملی۔ کشمیر جاؤ۔ موضع بجر جا کر شیخ حمزہؒ سے استفادہ کرو۔ آپ جب پانہال پہاڑ پار کر رہے تھے۔ تو راستہ بھول گئے۔ کوئی شہ سوار آیا نقاب پوش، اور آپ کو راستہ دکھا کر غائب ہو گیا یہ بات اشاروں میں ہو گئی۔ کچھ زادِ راہ بھی عنایت کیا۔

جب موضع بجر پہنچے تو دیکھا پیر برحق ابھی ہنگوڑے میں ہیں۔ سوچا پیر کب سن بلوغ کو پہنچیگا۔ ظاہر و باطنی علومؒ سے آراستہ ہوگا اور میری تربیت کریگا۔ ایکدفعہ افسردگی کے عالم میں ہنگوڑے کو حرکت دے رہے تھے یکایک آواز آئی۔ "اے میر! وہ وقت یاد کر جب ہمنے تم کو راستہ دکھایا انتظار کرو تم ہمارے مخلصوں میں ہو گے" حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ پیر برحق حضرت عیسٰی کے دل پر پیدا ہوئے ہیں۔ آپ بھی پالنے میں بولتے رہے اور ہمارے پیر بھی۔ بے زن رہے اور ہمارے پیر بھی۔ آپ مُردوں کو زندگی بخشتے رہے اور ہمارے پیر بھی مردوں کو زندہ کرتے اور نابیناوں کو حضرت عیسٰیؑ کی طرح بینائی عطا کرتے وغیرہ وغیرہ۔

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میرے پیر برحقؒ نے حضرت خضرؑ سے بھی تربیت پائی ہے جو زندہ ہیں اور خضر (یعنی سرسبز) تو اسلئے ہمارے پیر برحق کا سلسلہ سدا بہار ہے اسمیں خزاں کو دخل نہیں! سبحان اللہ

سب سے بڑی بات ایکدفعہ عالم استغراق سے نکل کر خوش خوش نظر آئے اور حاضرین سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے سب نے عرض کیا۔ اے

پیرومرشد آپ کی سلامتی وعافیت کی دُعا مانگتے رہتے ہیں کہ آپ کا سایہ ہم پر قائم و دائم رہے۔فرمایا ۔ میرے عزیزو! سنو ہمیں اللہ کی طرف سے حیات ابدی کی بشارت مل گئی ہے۔ الحمدللہ! اب ہمیں تمہاری فکر ہے کہ تم بھی اسیطرح ہمارے مُصاحب بنے رہو۔ بارگاہ الٰہی میں یہی التجا ہی سو سنو۔جسطرح بھی ہوسکے عبادات وریاضیات وذکر واذکار میں معروف و مشغول رہا کرو۔

حضرت اسحاق قاریؒ کے بارے میں کئی واقعات چلچلۃ العارفین اور دیگر کتب میں درج ہیں۔ ایک نہایت اہم واقعہ یہاں درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں ۔تاکہ عاشقان صادق الاعتقاد کی محبت وعظمت میں مزید اضافہ ہو۔

رمضان المبارک کی ۲۶ تاریخ تھی شب قدر شروع ہونے والی رات جناب اسحاقؒ نے سوچا کیوں نہ آج شب قدر پیر کامل کے حضور میں ہی گذاردی جائے۔ شام کو حاضری دی۔ حسب الحکم پیر کاملؒ نماز قاری صاحب ہی پڑھاتے تھے۔ پیر کامل نے رات گئے۔ فرمایا۔اے قاری! میرا دامن تھام لو آج ہم عرش مُعلا پر شب قدر منائینگے چنانچہ آپ دونوں وہاں پہنچ گئے۔قاری صاحب فرماتے ہیں کہ میرے پیر برحق کو حضرت شاہ ولایتؓ کے عقب میں جگہ ملی۔صبح واپس تشریف لائے۔گھر پہنچے وہاں دیکھا کہ افراد خاندان رشتہ دار اور ہمسائے جمع ہیں اور خوشیاں منا رہے ہیں اور پکوان تقسیم کررہے ہیں وغیرہ

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپکے برادر اکبر حضرت خواجہ حسن قاریؒ سے کسی ملنگ نے صبح تڑکے مبارک باد دی کہ تمہارا برادر اصغر کل رات پیر کاملؒ کے ہمراہ عرش معلا پر گیا تھا اسی خوشی میں ہم سب ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

یہاں اولیاء کی چند اقسام کے بارے میں کچھ عرض کرنا بیجانہ ہوگا۔

— پہلی قسم وہ ہے جو انجمن میں بیٹھ کر خلوت میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے بالکل وابستہ ومتوجہ ہوتے ہیں۔ گویا دست با کار دل بایار یا بقول حضرت خواجہ غیورؒ خلوت در انجمن! ان حضرات کا جسم ہمارے درمیان لیکن روح عرش معلّٰی پر ہے!

— دوسری قسم وہ ہے جو ایک جگہ بیٹھکر بھی ساری کائنات بلکہ عرش وفرش کا نظارہ کرتے رہتے ہیں اور یہ ریل (Reel) انہیں رب کے حکم سے دکھائی جارہی ہے۔

— تیسری قسم۔ وہ اصحاب ہیں جو کئی مقامات پر بیک وقت ظاھر ہوکر اپنا چمتکار دکھا کر اپنی موجودگی منواتے ہیں۔ حضرت غوث الاعظمؒ ایک ہی وقت بہتر ۷۲ گھروں میں رونق افروز ہوئے۔ جناب حضرت امیر کبیرؒ نے چالیس گھروں کو بیک وقت منوّر فرمایا۔ حضرت رومی ایک ہی وقت ۱۷ گھروں میں نظر آئے وغیرہ!

الغرض پیر کاملؒ کے کمالات وکشف وکرامات بے شمار ہیں تسبیح دالوں

کی طرح ان گنت ہیں! انکا اس کتابچہ میں احاطہ کرنا بہت مشکل ہے پھر بھی چند ایک واقعات اور بھی ملاحظہ فرمائیے۔

حج کا موسم تھا پیر برحق ؒ حرم شریف میں مقیم مسجد وغیرہ تعمیر کر رہے ہیں حضرت خاکیؒ نے بایزید بسطامیؒ کا واقعہ اپنے پیر برحق پر آزمانا چاہا بحسنِ نیت! وہ واقعہ یوں تھا۔ کہ ایکدفعہ حضرت بایزید بسطامیؒ حج کو نکلے۔ راستے میں کوئی صاحب حاجت برآری کیلئے ملے۔ فرمایا اگر ہماری حاجت پوری کرو تمہیں یہیں حج کرائینگے۔ آپ نے اسکی حاجت پوری کی۔ رات کو اس ولئے کامل نے آپکو اپنے گرد طواف کرنے کو کہا حضرت بایزید نے دیکھا کہ وہ واقعی کعبہ شریف کے گرد گھوم رہے ہیں۔ اب اپنے پیر کاملؒ کا حال سنیئے۔

آپؒ مسجد کے اندر تشریف فرما ہیں۔ حضرت خاکی نے غسل کر کے احرام باندھا اور اسی مسجد کے گرد گویا پیر کامل کو کعبہ مان کر طواف کر رہے ہیں۔ صبح کو پیر کامل نے سارا واقعہ سُنکر بشارت دی کہ تمہارا حج قبول ہوا اور ہم تمہاری اس حسن عقیدت پر بہت خوش ہوئے۔ جب تم ہمارے گرد گھوم رہے تھے۔ ہم کو وہ سب نظارہ دکھایا گیا کہ ایک مخلص مرید کس طرح اپنی عقیدت کا اظہار رات کے سناٹے میں کر رہا ہے جسکو اللہ تبارک وتعالیٰ دیکھتا ہے۔ ملاحظہ ہو شعر۔ حضرت رومی فرماتے ہیں۔

ہست بیت اللہ درونِ اولیاء

رد در انجا سجدہ کن بہر خدا

(اولیاء کرام کا دل بیت اللہ اصلی کعبہ ہے۔ جاؤ وہاں خدا کیلئے

سر بسجود ہو جا)

۔ تربوزہ پکنے کا موسم تھا۔ جھیل ڈل کے گرد رہنے والے عقیدت مند زمینداروں نے اپنی کھیت میں ایک تربوزہ کئی من وزنی دیکھکر فیصلہ کر لیا کہ یہ بطور ہدیہ (تحفہ) پیر برحقؒ کے پیش کرینگے جب پیر کامل نے دیکھا۔ فرمایا اسے لیکر میاں مانک شاہ مجذوب کو کھلادو۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ چند دنوں بعد اس علاقے میں کالرا نمودار ہوا۔ لوگ مرنے لگے تو مریدوں نے پیر کاملؒ سے امداد طلب کی۔ آپ نے فرمایا اس تربوزہ کی اگر کوئی لکڑی یا بیج موجود ہوں وہ سب میاں صاحبؒ کو کھلادو۔ اتفاقاً انکی چٹائی میں کچھ بیج کے دانے اٹک گئے تھے۔ وہ انکو کھلائے گئے۔ تو کالرا بند ہو گیا۔

۔ اسیطرح ایکدن پیر کاملؒ کے حضور ایک اجنبی شخص کوئی کاغذ لیکر آیا اور خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے ڈانٹ کر فرمایا تم کس طرح یہ کاغذ ڈائرکٹ (Direct) یعنی بلاواسطہ یہاں لائے ہو۔ اسکو عبدالرحمان میاں شاہؒ کے ذریعہ بتوسط جائز پیش ہونے دو۔ جب وہ شخص میاں صاحب کے یہاں حاضر ہوا۔ آپ نے کاغذ تھامے ہوئے فرمایا واہ یہ ایسی دستاویز متبرک ہے کہ اسکو دل میں جگہ دینی چاہیئے چنانچہ منہ میں ڈال کر نگل گئے وہ شخص پیٹا یا اور شکایت لیکر پیر کاملؒ کے حاضر ہوا آپ نے فرمایا۔ جاؤ کہیں وہ تمہیں بھی نہ نگل جائے یہ سب معمہ تھا آخر پیر کامل نے فرمایا کہ یہ موکل تھا جو ہر شہر اور ملک سے اس امر کی تعمیل

کر کے لایا تھا۔ کر ویا کے سلسلے میں کشمیر سے کتنے نفوس کی موت واقع ہوئی ہے آخر جب وہ دربار رسالت صلعم میں شکایت لیکر پہنچا کہ سمن کی تعمیل ہر طرف سے کرائی تھی۔ مگر کشمیر میں میاں شاہؒ نے میرے کاغذات ہی ہڑپ کر لئے۔

ارشاد ہوا یہاں دیکھ مجلس میں وہ موجود تو نہیں! عرض کیا ہاں جناب وہ جو آپ کی کرسی کے نیچے آلتی پالتی مارے بیٹھا ہے یہی وہ شخص ارشاد ہوا۔ یہ تو ہمارا خاص الخاص ہے کیونکہ یہ ہمارے فرزند معنوی کا منظورِ نظر ہے (روحانی سیکریٹری) اسکی کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔ سبحان اللہ

—— فیروز گنائی مؤذن پیر کاملؒ کے ہمراہ کشتی میں سوار جھیل ڈل کی سیر کر رہے ہیں۔ پیر کاملؒ نے مچھلیوں کے بارے میں فرمایا اگر انکو پکڑ کر پکایا جائے تو کیسا رہیگا فیروز صاحب نے سنا جھٹ پانی میں ڈبکی لگائی اور بغیر بھیگے اپنے دامن میں کئی مچھلیاں جمع کر کے پیش کیں۔

—— حضرت خاکیؒ کو اس کام پر مامور کیا گیا کہ تمام جھیلوں اور چشموں پر جاکر جنّیات کو مسلمان بنا کر مطیع کیا جائے تاکہ میرے مریدوں کو تکلیف نہ پہنچے۔ جب آپ کوثر ناگ پہنچے اور حسب الحکم پیرؒ پانی میں کچھ وِرد کرتے چلے گئے تاکہ جنیات حاضر ہوں۔ معاً خیال آیا کہ اس کڑاکے کی سردی میں پیر کاملؒ نے کس کام پر مامور کیا ہے؟ یہ خیال آنا تھا کہ کسی نے نیچے سے ٹانگ کھینچی اور خاکیؒ صاحب لگے ڈوبنے! اسی اثنا میں روحانی ٹیلیفون کے ذریعہ پیر کاملؒ کی طرف توجہ مبذول کرا کے ملتجی ہوئے۔ اب آزاد کیجئے! پیر کاملؒ اسوقت مخدوم منڈو میں تشریف فرما تھے جلدی میں عصا مانگا

اور دیواریں ٹھونس کر حضرت خاکیؒ کو اس بلا سے نجات دلائی یہ مگرمچھ تھا! اپنی حالت پر آکر پیر کاملؒ نے فرمایا کہ یہ خاکیؒ کو مگرمچھ سے آزاد کیا ہے۔ اسکے دل میں یونہی وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ اُدھر حضرت خاکی چلا اُٹھے یہ آپ بھی پڑھیے۔

ـــہ بہرامداد مُریداں زُود حاضر میشود
صورت پاکیزہ اش ہر جا کہ مُصوّر شد است

نیز فرمایا۔

سلطان مرا خورم کند سلطان مرا بے غم کند
سلطان بداند حال ما الخ

ـــ ہمارے کرم فرما محترم مرزا غلام حسن بیگ عارف آج سے تقریباً تمیس سال قبل گلر تیر رسالہ میں ایک کرامت نقل کرتے ہیں۔ جسکا لبِ لُباب یہ ہے۔ کہ کس طرح ایک مفلوک الحال فاقہ مست کسان کی پیر کاملؒ نے مدد فرمائی۔ اس طرح کہ اسکے گھر میں رکھے ہوئے چند کوئلے سونے کی ڈلیوں میں بدل گئے اور وہ قائز المرام ہوا۔

ـــ تاریخ اعظمی میں خواجہ محمد اعظم دیدہ مریؒ حضرت خاکیؒ کا لکھا ہوا ایک نسخہ پیش کرتے ہیں۔ جس میں آپ نے یہاں کی حکومت تبدیل کرائے جانے کے سلسلے میں حضور سرورِ عالمؐ کا یہاں تشریف لانا ثابت ہے ثبوت کے طور پر اُس پتھر پر آپؐ کے پائے مبارک کے نشان پائے گئے جس پر آپؐ کو تشریف فرما دیکھا گیا۔ تفصیل کیلئے مستند کتاب

تاریخ اعظمی کا ملاحظہ کریں۔ اَن گِنت کرامات اور ولی!!
(تنگ دامانی مانع نہ ہوتی تو قسم بخدا جذبات کا ہجوم لیکر میرا قلم ہرگز نہ رُکتا)

آپ کے ہمعصر حضرات یہ ہیں:۔ سید احمد کرمانیؒ۔ جامع الکمالات شیخ یعقوب صرفیؒ، میر میرک اندرابیؒ، خواجہ طاہر رفیق عشائیؒ، مخدوم حاجی احمد قاری قریشی ملتانیؒ، آپ کے خلفاء بھی بے شمار۔ کچھ شریعت و طریقت میں کامل۔ بعض میدان سلوک کے شاہسوار۔ بہت سے اہل قلم اہل دل۔ صاحبان ارشاد۔ کچھ ریشان عالیشان بعض مجذوب و مست قلندر فنا فی اللہ وغیرہ گویا آپ کی روحانی یونیورسٹی کے فارغ التحصیل ہر فن مولا اور شریعت و طریقت معرفت و حقیقت کے راز دان۔ ان میں مشہور اکابرین یہ ہیں۔

(۱) بابا حیدرؒ ریشی سابقہ ہردی ریشیؒ (۲) حضرت بابا داؤد خاکیؒ
(۳) میر بابا حیدرؒ تیلہ مولی (۴) خواجہ ضیاء الدین محمدؒ
(۵) میر مبارک خان بیہقیؒ (۶) سید حسینؒ (۷) روپی ریشیؒ
(۸) فیروز گنائیؒ (۹) بابا نقیب الدین غازیؒ (۱۰) نتھو گنائیؒ
(۱۱) خواجہ حسن قاریؒ (۱۲) خواجہ اسحاق قاریؒ (۱۳) ملا احمدؒ چھاگلیؒ (۱۴) خواجہ حسن متوؒ (۱۵) بایزید شمہ گنائیؒ (۱۶) خواجہ عثمان کولؒ (۱۷) خواجہ ابراہیم کولؒ (۱۸) مولانا میر محمد افضلؒ
(۱۹) مخدوم بابا علی رینہؒ (۲۰) خواجہ میرم سکندرپوریؒ

(۲۱) بابا علی صوفیؒ (۲۲) ملک ریگی ڈارؒ (۲۳) قاضی میر موسیٰ شہیدؒ (۲۴) مجذوب ریتی شاہؒ (۲۵) میاں عبدالرحمان مالک شاہؒ المعروف میشا بادشاہ وغیرہ وغیرہ

اسرار الابرار میں ہے۔ جو کوئی صدق دل سے میرے دروازے پر آئیگا۔ صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ جنت پائیگا۔ مزید فرمایا کہ مجھے ایک جماعت ایسی دکھائی گئی جنکو میری وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔ کیونکہ وہ میرے منکر تھے میں نے اللہ کی بارگاہ میں درخواست کی۔ یا الٰہا میری وجہ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ مگر اللہ پاک کا ارشاد ہے جس نے میرے دوست ولی کا بغض سینہ میں رکھا۔ اسنے میرے ساتھ اعلان جنگ کیا ہے۔ (الحدیث) خدا کے مقبول بندوں کی موت آنی ہے۔ محض ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہونا۔ ایک مکان سے دوسرے مکان میں جانا ایک جوڑا نکالکر دوسرا جوڑا پہننا۔

اگر عالم ہمہ برباد گیرد
چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

آپ کی عمر شریف ۸۴ برس تھی۔ آپ ۲۴ ماہ صفر ۹۵۰ھ کو مخدوم منڈو کلاشیورہ میں انتقال کر گئے خواجہ طاہر رفیقیؒ نے غسل دیا اور نماز جنازہ پڑھائی۔ شہنشاہ اکبر بھی دربار میں رحلت کے بعد عقیدت کا اظہار کرتے حاضر ہوا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کے فیوض وبرکات سے کشمیری باشندے عموماً اور اہل عقیدہ خصوصاً ہمیشہ ہمیشہ مستفیض ومستفید ہوتے رہیں۔ اور انکی وساطت وعنایت اس سیہ کار اور اسکے والدین کے شامل حال رہے۔ آمین یا رب!

کلب اولیاء خاکسار درگاہ سلطانیہ

بندۂ محبوب رب جلیل ابوصالح محمد خلیل قریشی عفا اللہ عنہ

لعل بازار سرینگر

(در ماہ اپریل سنہ ۱۹۹۹ء بمطابق ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ)

نوٹ:-

یہ کتاب مکمل ہونے کی مادہ تاریخ یوں ہے

"پئے تاریخ سالش ہاتفی گفتہ"

وظیفہ مریدین المحبوبیہ

۱۴۱۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

اہلِ عقیدہ کیلئے چند منفعت بخش باتیں بحوالۂ دستور السالکین

- یہ دنیا اولیاء اللہ سے خالی نہیں۔ وہ سائل کی فریاد کو پہنچتے ہیں۔
- اگر اولیاء اللہ کے پاک انفاس کی برکات شامل حال نہ ہوں تو وجود کے پرکار کی گردش رک جائیگی۔
- توفیق الٰہی سب سے مقدم ہے۔ ابوطالب کا ایمان نہ لانا اس کی زندہ مثال ہے بقول غنی کاشمیری ؒ

رہتی دستاں قسمت راچہ سود از رہبر کامل
خضرؑ از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

- نیابت اور خلافت کے حقدار اولیاء ہیں۔ خلیفہ وہ ہے جو حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال۔ افعال۔ احوال شریعت و طریقت کو زندہ رکھے۔
- نفس کو قابو میں رکھنا جہادِ اکبر ہے اس کے ہتھیار ہیں۔ یادِ مولا اور پرہیزگاری۔
- یادِ الٰہی سے ایک سانس بھی غافل رہا۔ اہل تصوف کے نزدیک کفر کے برابر ہے یاد حق سے غافل گویا زندہ نہیں مردہ ہے۔
- پیر کامل کو علم لدنی حاصل ہے جس نے اپنے علم پر عمل کیا۔ اسکو نامعلوم علم سے بھی اللہ عزوجل واقف کرتا ہے۔ خصوصاً قرآن مجید کے اسرار و رموز سے!

- نیک بختی اور بدبختی مرشد کے اختیار میں نہیں۔
- ظاہری علم اور فلسفہ سے حقیقتِ حال معلوم نہیں ہوتا۔ خلوص و عقیدت اور ثابت قدمی چاہیئے۔
- واٰتینٰہ من لدنا علمًا۔ ہم نے خواجہ خضرؑ کو اپنے پاس سے ایک علم سکھایا۔ یہ علم اللہ کے قلم سے اولیاء کے دلوں کی تختیوں پر لکھا جاتا ہے۔
- دین کا فہم حکمت ہے یہ خیر کثیر ہے۔
- ظاہری علم والے باطنی علم والوں کی قدر کرتے تھے جیسے حضرت امام شافعیؒ اور حضرت شیبان راعیؒ، امام احمد حنبلؒ اور حضرت معروف کرخیؒ وغیرہ
- ظاہری علم دنیا کی زینت ہے باطنی علم آسمان کی زینت ہے۔
- سالک کو راہ سلوک میں غیب سے جلوے دکھائے جاتے ہیں۔
- صفائی قلب تصوف کی بنیاد ہے صفائی کی برکت سے غیبی اثرات مرتب ہوتے ہیں امر و نہی پر پابند رہ کر قاری حقیقت میں عملی قرآن کی شکل اختیار کرتا ہے۔ قرآن دراصل عین ذات ہے اللہ خود کلام کرنے والا۔ قاری اپنے آپکو سننے والا سمجھے۔
- حقیقی فنا کیا ہے؟ جان لے خدا پڑھ رہا ہے اور وہ اللہ سے سن رہا ہے اگر ترقی کرتے کرتے اس درجے پر پہنچ کر پڑھنے والا بیچ میں غائب ہو جائے تو کلام کرنے والا اور سننے والا اللہ کے سوا کسی کو نہ جانیگا نہ دیکھیگا اپنی ہستی سے آزاد ہو کر ماسوا اس کی نظروں سے غائب ہو گا یہی فنا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کے اسرار کا خزینہ پیر کامل کا دل ہے مرشد کو شریعت،

طریقت اور حقیقت سے باخبر ہونا لازم ہے۔

- شریعت زبانی احکام۔ طریقت اعمال۔ حقیقت احوال حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال سے خوشبو حاصل کرو۔
- جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام مانتا ہے اہل شریعت میں سے ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال کی پیروی کرے اہل طریقت کہلائے جو کوئی وہی دیکھے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدہ میں آیا وہ اہل حقیقت میں سے ہے۔
- طریقت پرہیز گاری کا دوسرا نام ہے حقیقت منزل مقصود پر پہنچنا ہے
- جو شریعت پر عمل نہ کرے وہ طریقت کی نعمت سے محروم ہے۔
- شریعت کا تعلق جسمانی عبادات سے ہے یہ عام مسلمانوں کا خاصہ ہے۔
- طریقت عالم ملکوت سے نسبت رکھتا ہے اس کا تعلق دل کی بندگی سے ہے۔ یہ خاص لوگوں کا مقام ہے۔
- حقیقت عالم جبروت سے متعلق ہے یہ روحانی سیر کا مقام ہے۔
- فرمان رسول صلعم میری اُمت کیلئے ہر صدی کے ابتدار میں ایک مجدد میرے دین کی مدد کریگا۔
- علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کی کیفیات اندر ملاحظہ کریں۔ آگ کا تصور علم الیقین، آنکھوں سے آگ کا دکھائی دینا عین الیقین اور آگ میں کودنا حق الیقین ہے۔ اپنی ہستی فنا کر کے آگ کی تاثیر حاصل کرنا۔ یہ بقاباللہ کا مقام ہے۔
- اولیاء سے رابطہ رکھنے والا کبھی گمراہ نہ ہوگا
- جذبہ خدا کا کام۔ عبادت بندوں کا کام۔ عشق انتہا کو پہنچے تو جذبہ ہے۔

- سلوک کے سات اطوار (تفصیل اندر دیکھیں)
- اولیاء کی روحانی حکومت اللہ تعالیٰ کے فرمان کے تابع ساری دنیا پر قائم ہے
- اولیاء عالم غیب سے روشناس ہو کر جمادات، نباتات، حیوانات اور روحوں سے باخبر رہتے ہیں یہ مقامات عقل سے نہیں پہچانے جا سکتے ہیں۔
- اولیاء مخلوقات کی امداد کرتے ہیں۔
- ناسوت وہ عالم جس میں ہم رہتے ہیں یہ ہے نظر آنے والی دنیا۔

ملکوت ۔ امر کی دنیا، جبروت ۔ روح کی دنیا، لاہوت ۔ عقل و شعور سے پہچانا نہیں جا سکتا۔

- اے مرید! قول و فعل میں اہل سلوک کی پیروی کرو تاکہ قیامت کے دن سب مشائخ تجھ سے خوش ہوں۔
- تمام انبیاء مجذوب اور سالک ہیں ولایت بغیر جذبہ الٰہی ممکن نہیں۔
- باطنی عملوں کا ایک ذرہ ظاہری عملوں کے پہاڑ سے بہتر ہے۔
- جو سانس "ھو" کے بغیر اندر چلا گیا یا باہر آیا ضائع ہو گیا۔
- ذکر ھو ہر ذی روح کی سانسوں میں موجود ہے۔
- حضرت نقشبند مشکل کشا سنتوں کے پیروکار! یہ اذکار کے ذریعے اللہ سے ملا دیتے ہیں۔
- شاہد اور مشہود کی تشریح۔
- اولیاء اللہ تعالیٰ کے اوصاف سے متصف ہیں

مثلاً بی یبصر (وہ مجھ سے دیکھتا ہے) اور بی یسمع (وہ میرے کانوں سے سنتا ہے) وغیرہ

- جس نے ولی کا دامن تھاما ہے اس نے اللہ کا دامن پکڑا ہے کیونکہ وہ دل میں خود ہوں جس کی ظاہری صورت میں جلوہ گر ہوا ہوں۔
- طور کی تجلی کی طرح شمع اور چراغ میں ہوں کیونکہ اللہ کا نور ہمیشہ ایک ہی ہے
- شہود صفات، شہود افعال، شہود ذات (لی مع اللہ) مقام محمود کی تعریف کائن و بائن (اندر ملاحظہ کریں)
- روح جو کچھ دیکھتی ہے جسم کے ذریعہ دیکھتی ہے مگر جسم اس سے بے خبر ہے ایک ٹارچ کی طرح!
- خداشناس عالم بہتر! اللہ کے اسرار بزرگوں سے پوچھو اُن کے دیدار میں شفا ہے انکی صحبت سے۔ سکونِ قلب ملتا ہے۔
- ملامت دوستانِ خدا کی غذا ہے یہ فرقہ ملامتی کہلاتا ہے۔
- مرید کا قبول ہونا نیک بختی کی علامت ہے۔
- مُردوں کو تلقین کرو کہ اللہ کے سِوا کوئی معبود نہیں۔ یہ شہادت گناہوں کو ڈھانپ لیتی ہے۔
- وظیفہ کا مالک بنے بغیر کسی کو بخش دینا غلط ہے۔
- پیر کی باطنی صورت دل کی آنکھوں سے دیکھو یہ فیض رساں ہے۔
- ولی کی قدر و منزلت قیامت کو دیکھو گے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی شرط ہے۔
- مُرشد کا ہاتھ نائب کی حیثیت رکھتا ہے۔
- مریدوں کی اقسام۔ جو اولیاء سے مشابہت رکھتا ہو انکا محب ہو وہ قیامت

کے دن آلہٰی کے ساتھ ہوگا۔

- مردانِ خدا گاؤں میں ہوتے ہیں مادر زاد ولی ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔
- لاہوتی صفت ذاتِ الٰہی کا عکس۔ باری تعالیٰ اس صفت سے بندہ کی روح پر جلوہ گر ہوتا ہے۔
- مریدی کا اقرار کرنا مرید کا حق ہے نہ کہ پیر کا۔
- اُولی الامر سے مراد مرشد ہے اسکی تعمیل واجب اور روگردانی کفر۔
- حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم فنا فی اللہ، بقا باللہ کی صفات سے آراستہ ہونے کی بنا پر خلیفۃ اللہ ہیں۔
- جو اللہ کے ساتھ بیٹھنا چاہتا ہے وہ فقیروں کی صحبت میں رہے۔
- جو انبیاءؑ کے ساتھ بیٹھنا چاہتا ہے وہ عالموں کے ساتھ رہے۔
- اولیاء ہر عمل اللہ کی طاقت اور قدرت سے کرتے ہیں۔
- حضور پاکؐ نے رحلت کے وقت اُونی کرتا پہن رکھا تھا۔ اس پر چمڑے کے بارہ پیوند لگے تھے۔
- چالیس سال کے بعد عصا رکھنا نیکی ہے۔ ہاتھ سے کیئے گئے گناہوں کا کفارہ!
- پیر کا کرتا حضرت یوسفؑ کی قمیص کی طرح کرامت کا حامل ہے۔
- حضرت علامہ خاکیؒ (مصنف کتب ہذا) کو پیر کی طرف سے ملا ہوا عبا اور کلاہ پہنکر کیا کچھ عطا ہوا (اندر ملاحظہ کریں)
- مرید کے دل میں عشق پیدا کرنا مرشد کا کام ہے مرشد دل اور نفس پاک

کرتا ہے۔

- لنگڑے۔ اندھے اور کمزور منزل کی طرف جانے والوں میں شمار ہوتے ہیں اونٹ کے ساتھ اسکا بچہ بھی منزل کی طرف رُخ کرنے کی بنا پر راہروان منزل میں گِنا جاتا ہے۔
- تنگ دل مولوی علم کے گھمنڈ میں مغرور ہوتے ہیں۔
- پیر کا ارشاد نوٹ کرلیں! ہم ہر وقت تم سے آگاہ رہتے ہیں۔
- اللہ قائم بالذات اور بندہ قائم باللہ۔
- ہر زمانے میں قطب موجود اس کا وظیفہ اللہ جب تک ایسا اللہ پڑھنے والا موجود ہے قیامت نہیں آئیگی۔
- قطب سے سب فیضان حاصل کرتے ہیں۔
- فیض کے اقسام۔
- عالم اٹھارہ ہیں بعض کے نزدیک تین سو ساٹھ ہزار ہیں۔
- قبروں کی زیارت کرو۔ اس سے عقبیٰ یاد آئیگا۔
- حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد، جس نے میری اولاد کی زیارت کی اس نے میری زیارت کی۔ جس نے میری زیارت کی اسکے لئے مغفرت ہے۔
- مرد بننے کی کوشش کرو اور درویشوں کی صحبت اختیار کرو۔
- خدا نے ۲ کعبے بنائے۔ ایک مٹی کا ایمانداروں کیلئے۔ دوسرا اپنے لئے یعنی دل کا کعبہ جہاں وہ تو درہتا ہے۔ اہل دل کی زیادت کرو اُنکے دل میں خدا کا نور ہے۔

- نیکو کار کی قبر سے برکت ملتی ہے۔ زیارت قبور مستحب ہے۔
- عورتیں زیارت قبور میں خاص احتیاط برتیں۔ بناؤ سنگھار نہ کریں اور شور و شیون سے باز رہیں۔
- روح کو جسم سے لگاؤ ہوتا ہے سلام کرنا سنت ہے صاحب قبر حاضر ہے
- مخدوم جہانیاں حضرت سید جلال الدین بخاری رض کو وسیلہ بناؤ انکی روح سے فیض طلب کرتے رہو (یہ ہمارے مرشد کامل جناب سلطان العارفین کے بڑے پیر ہیں اور آپ نے سب مشائخ سے فیض حاصل کیا ہے)
- اسی سلسلہ جلالیہ کے سب مرید بخشے جائینگے (تفصیل اندر دیکھیں)

حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس بڑے پیر کی شان میں یہ اشعار لکھے تو اللہ داد نے حضرت مخدوم جہانیاں رض کو خواب میں دیکھا جو علامہ ان کی کے ہاتھ میں چند کاغذات دیکھکر بہت خوش نظر آئے (گویا اس کلام پر اپنی مہر تصدیق ثبت فرمائی)۔

- حضرت مخدوم بہاؤ الدین ذکریا ملتانی اسدی القریشی رض نے ایک بار اعلان کروایا کہ ہم ہاتھی پر سوار ہو کر شہر کا دورہ کرینگے۔ جو ہمارے دیدار سے مشرف ہو گا اس پر جہنم حرام ہے۔

• ہمارے مرشد کامل جناب سلطان العارفین قدس اللہ سرہ نے محسوس کیا کہ عام کشمیری مسلمان قرآن مجید کو صحیح تلفظ کے ساتھ نہیں پڑھتے تھے گویا علم قرأت کی کمی تھی آپ نے علامہ خاکی رحمۃ اللہ علیہ کو ملتان بھیجدیا تاکہ وہ حضرت مخدوم بہاؤ الدین ذکریا (بڑے پیر صاحب) کے خاندان سے کسی ایسے صاحب کو یہاں لائینگے جو کشمیر میں علم قرأت سکھائیں۔

• علامہ خاکیؒ کو لاہور میں آپ کی اولاد میں سے جناب حضرت حاجی احمد قاری قریشیؒ ملے جنکو آپ یہاں لائے۔ یہی صاحب ہمارے جدِ اعلیٰ ہیں اور پتھر مسجد کے قریب دریائے جہلم کے کنارے آسودہ ہیں انکے خاندان کی ایک شاخ لعل بازار میں سکونت پذیر ہے اس صاحب کو یہاں عرف عام میں حجمت قلدی کہا گیا ہے علامہ خاکیؒ نے آپ کی تاریخ وفات" توفی اعلم القراء" لکھی ہے (بحوالہ تاریخ اعظمی)

• شیخ الاسلام شیخ فریدالدینؒ نے جلال میں آکر یہ فرمان جاری کردیا کہ جس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا ہو وہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہیگا۔

• حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ چشتی کا بھی یہی فرمان ہے۔

• حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر برحق جناب سلطان العارفینؒ کا فرمان ہے کہ ہمارے مرشد سب بزرگ ہیں۔ آن کا فیض سب مریدوں اور پیروں کو کو ملیگا۔

• حضرت شاہ ہمدانؒ کا بھی یہی ارشاد ہے کہ ہمارے مریدوں کو فیض پہنچتا رہیگا

- ہمارے مرشد نے فرمایا ہے کہ خواب میں ہماری کشتی دیکھنے کا مطلب ہے شریعت کی پیروی اور طریقت سے وابستگی۔
- آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مردان خدا سے محبت رکھنا عبادت ہے

یہ کہنا غلط ہے کہ ذکر بدعت ہے حضور پاک صلعم نے خود ایک جماعت کو ذکر کی تعلیم دی خصوصاً شاہ ولایت رضؓ کو۔

- دوست کا دشمن بھی دشمن ہے۔ صحابۂ کرام کا دشمن حضرت علیؓ کا دشمن ہے
- کوئی سنّی اہلبیت کا دشمن نہیں بعض صحابہ سے بغض رکھنا قابل مذمت ہے
- خاموشی زبان کی پاک دامانی ہے۔ عالم کی خاموشی عیب ہے۔ اُسکی گفتگو زینت ہے۔
- دکھ کی شربت کو دوا تصور کرو۔ تنگی میں صبر و قناعت اور خوش حالی میں شکر کرو

بقول بہادر شاہ ظفر:-

ظفر اسکو آدمی نہ جانیئے گا گو ہو کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

- کسی فکر کو دل میں جگہ نہ دو۔ جبتک آئینہ صاف نہ ہو کچھ دکھائی نہیں دیگا۔
- شیخ کے مرنے کے بعد دُوسرے شیخ سے استفادہ کرسکتا ہے۔
- نفسانی خطرات کے اقسام اور بچنے کا طریقہ۔
- حضرت سلطان رحمتہ اللہ علیہ کا مادر زاد ولی اور اویسی ہونا ثابت ہے۔
- حضرت خضرؑ سے پیر کامل کی ملاقاتیں۔
- حضرت موسیٰؑ خواجہ خضر کے افعال کو عقل سے بعید سمجھنے لگے۔

- جسطرح حضرت خضرؑ علم لدنی کے راز داں اویسی ہیں اسی طرح ہمارے پیر کامل بھی علم لدنی کے ماہر ہیں۔
- اللہ تعالیٰ یہ علم خاص الخاص کو سکھاتا ہے یہ حروف میں نہیں پڑھایا جاتا ہے یہ دل پر القا ہوتا ہے۔ یہ زنارہ ذات سے ملتا ہے موسیٰؑ کو بالواسطہ ملا لیکن حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا واسطہ۔ موسیٰؑ کی طرح خضرؑ کے تابع رہیے
- یہ دل کی تختی کو صاف کرکے حاصل ہوتا ہے۔
- رحمانی صفت۔ کافر کو تین چیزیں ملتی ہیں۔ روزی، صحت، عیال واطفال۔
- ہر سانس میں ایک خزانہ ہاتھ سے نکل جاتا ہے (پاس انفاس) جسم مسجد پر، دل یار میں!
- حضرت سلطانؒ کا اہم فرمان :۔ گو میرا جسم لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کا عادی ہے مگر میری روح موافقین کے ساتھ رات دن سیر کرتی ہوئی مریدوں کے حالات دیکھتی رہتی ہے میرے ساتھ غیبی لوگ بھی ہوتے ہیں۔
- مصلحت اجازت نہیں دیتی ورنہ چاہتا ہوں کہ بروح وبجسد وہاں موجود رہوں۔
- خواجہ خضرؑ راہ دکھاتے اور مدد کرتے ہیں۔ اُن کے بال بچے بھی ہیں۔ مگر وہ اُس کی اصلیت کو نہیں جانتے۔
- حضرت سید حسین بلادرومیؒ کے مرقد مبارک پر حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات کا حال اگلی صبح ایک مرد قلندر نے سنا کر اور مبارک دیکر پیر کاملؒ کو حیران کردیا
- علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ جن دنوں میں اس کتاب کی تصنیف میں مصروف تھا بسماۃ بی بی نوری (اہلیہ خواجہ شریف گنائیؒ) اور ہمارے پیر کامل کی پرخلوص مریدہ کشف وکرامات والی نے خواب میں ایک بزرگ کو یہ کہتے سُنا کہ تمہارے

پیر کامل نے حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات کی ہے کمال یہ ہے کہ پیر برحقؒ کو بھی اس سب واقعہ کی خبر ہوئی۔

- انبیاء کی روحیں اس دنیا میں آتی ہیں جیسے کہ معراج کی شب ہوا۔
- ایک ولی کو بیک وقت کئی مقامات پر دیکھا جا سکتا ہے۔
- خدا کیلئے بعید نہیں کہ مثالی جسم دیکر جبرئیلؑ کی طرح بھیجدے جسطرح وہ انسانی شکل میں مریمؑ کے پاس آئے۔
- قطب حضرت محمد صلعم کے قلب پر ہے کوئی عیسیٰؑ یا موسیٰؑ یا ابراہیمؑ کے قلب پر ہو سکتا ہے۔
- ہر تبعِ اپنی بساط کے موافق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے حصہ لیتا ہے۔
- ہمارے پیر برحقؒ قلب عیسیٰؑ پر پیدا ہوتے ہیں۔
- السعید فی بطن امہ
- اللہ کا مقصود گندم کے دانہ سے انسان کا بیج بنانا تھا۔
- حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰ بے زن تھے۔
- مرید اپنے مرشد کا فرزند معنوی ہے۔
- مصافحہ دو ہاتھوں سے کیا جائے بوڑھی عورت سے مصافحہ جائز ہے۔
- آنکھوں کی نیکی خوف اور شوق سے رونا ہے اور قرآن کی طرف دیکھنا۔
- جو آنکھ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے جلوہ دیدار سے مشرف ہوتی ہے وہ عالمِ صفا کو دیکھتی ہے۔
- پیر کاملؒ کو ہر طرف جلوہ حق اور نور محمد نظر آتا تھا۔

- کم کھانا اصلی روزہ ہے پیر برحقؒ نے کئی سال کچھ نہ کھایا۔
- پیر کاملؒ نے آنحضور صلعم کو معہ اصحاب خواب میں دیکھا۔ فرمایا گیا کہ مذہب اہلسنت و جماعت پر مستحکم رہو۔
- حضور صلعم نے فرمایا میرے فرزند عشق الٰہی میں سرگرم رہ کر میری روِش پر چلتے ہیں انکی دعاؤں سے زمین و آسمان کی سختیاں دُور ہوتی ہیں۔ انہی کی برکت سے مخلوق کو روزی ملتی ہے۔ کائنات کا نظم و نسق الٰہی بزرگوں کی دُعاؤں سے قائم ہے جب ان میں سے کوئی مرتا ہے تو دوسرا اُس کی جگہ لیتا ہے
- حضور پاک علیہ الصلاۃ والسلام کی صوری و معنوی اولاد سے بغض رکھنا خدائی قہر کو دعوت دینا ہے۔
- جو آل محمد صلعم کی محبت پر مرا وہ شہید ہے۔
- علم مکاشفہ پوشیدہ نوعیت کا ہے جو سینہ بسینہ وُسعت قلب کے موافق حاصل کیا جاتا ہے۔
- جو شخص وہ چیز ناپسند کرے جو آنحضور صلعم کو پسند ہو وہ قابلِ گردن زدنی ہے۔
- مُلا یوسف فقیہ نیکو کاروں کی غیبت کرتا تھا جن میں پیر کاملؒ کا نام بھی شامل تھا۔ جانکنی کے وقت اسکو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اُسنے اپنے آدمیوں کو بھیجا کہ پیر کامل سے معافی مانگیں اِدھر پیر کامل کو بھی اللہ نے اس حال سے آگاہ کیا چنانچہ آپ نے جونہی معافی دی۔ مُلا صاحب کی زبان پر کلمۂ شہادت جاری ہوا اور واصل رحمت ہوگئے۔

- پیر کاملؒ کو عالم بیداری میں حضرت شیخ نجم الدین احمد الکبریٰ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حالانکہ آپ رحلت کر چکے تھے۔
- موتِ اختیاری تمام مرغوب چیزوں کو چھوڑنے سے ملتی ہے۔
- حضرت علی ثانیؒ رسالہ دہ قواعد میں لکھتے ہیں کہ ظاہری عبادت کے ذریعہ نجات ممکن ہے مگر حقیقت تک پہنچنا محال ہے۔
- دنیا آخرت کے طلبگاروں پر حرام ہے آخرت دنیا والوں پر حرام جو بالکل ناقل ہو۔ اہل اللہ پر دونوں حرام۔ بقول دانائے رازؒ ؎

تیرے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا

یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی

- موت نفسانی خواہشات کا غلام بننے سے آتی ہے۔
- لوگ بشری زندگی سے زندہ ہیں دوستانِ خدا معرفت کی زندگی سے زندہ ہیں

المومن حیٌ فی الدارین

- اولیاء کا تذکرہ کرنا دراصل اللہ کی بزرگی و برتری کا اظہار ہے۔ درج رہے کہ سب خوبیاں اللہ کے کمال وجمال کی آئینہ دار ہیں۔
- پیر کاملؒ کا ہر سانس کبوتر کی شکل میں پرواز کرتا تھا۔
- پیر کا ہر سانس موتی اور گوہر ہے۔ ہمارے پیر باطنی سلطان ہیں۔
- ذکر خفی تمام عبادات سے بہتر ہے۔
- پیر کامل ساری رات ایک سانس میں گذارتے تھے۔
- فرشتے اہل ذکر کی مجالس میں حاضر رہ کر مغفرت کی دعائیں مانگتے ہیں۔

- پیر برحق کے دہن مبارک سے آگ کا انگارا نکلتا۔ آپؒ فرماتے۔ سوختم۔ سوختم۔ سوختم۔ میں جل گیا!
- آپ فرماتے مجھے ازل سے عشق بازی کا سبق دیا گیا ہے۔
- اللہ پاک کے جلوہ سے مراد ہے۔ بندہ سے من اللہ کے ذات وصفات کا ظاہر ہونا۔
- جوہر ذات ہے اور عرض صفات جس پر تجلی وارد ہوا اسکی ظاہری ہستی فنا ہو جاتی ہے
- خدا کے دیدار کا مطلب ہے اس کا اثر دل پر پڑنا
- سچے فقیر کا مسکرانا بھی تسبیح ہے وہ تجلّیات میں فنا ہوتا ہے۔
- اولیاء کرام سب کیلئے سراپا خیر ہیں۔
- شیر علی خان کے بارے میں پیر کامل نے فرمایا جس شمع کو خدا روشن کرے۔ اس کو بجھانے والا خود فنا ہوگا۔
- اولیاء ننگی تلوار ہیں۔ دوستان خدا سے محبت پیغمبروں کی صونت ہے۔
- دنیاداری وہ ہے جو اللہ سے غافل رکھے۔
- قرآن صرف خوش الحانی نہیں ہے۔ اگر حضور دل سے نہ پڑھا جائے تو قرآن قاری پر لعنت بھیجتا ہے۔ نورِ قرآن کو چند ٹکوں کے عوض نہ بیچو۔
- دکھاوے کا عمل بے فائدہ ہے۔ حسنِ عبادت میں خلوص لازم ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیر کامل پر اسماء سمیع و بصیر سے تجلی کی تو آپ دور سے سننے اور دیکھنے والے بن گئے۔
- اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے پیر کامل پر حیات، قدرت علم اور کلام

سے جلوہ گری فرمائی تو ان تجلیات کے اثرات صاف ظاہر ہوئے آپ کو حیات ابدی ملی آپ سے ان قوتوں کا اظہار ہوا۔

- اللہ عزوجل آپ پر بحیثیت یا محی یا ممیت جلوہ گر ہوا تو ان تجلیات کی برکات سے زندہ کرنے اور مارنے کی طاقت کا مظاہرہ اکثر اوقات دیکھا گیا۔ آپ جلال الٰہی کے جمالی آئینہ ہے۔
- پیر کامل نے بشری کمزوریوں پر فتح پائی تھی۔
- خالی نسب اگر کام دیتا تو ابوجہل زیادہ حقدار ہے۔
- پیر کامل رح کسی بادشاہ یا امیر کیلئے تعظیماً کھڑے نہیں ہوتے تھے۔
- تکبر کرنے والے کے ساتھ تکبر کرنا صدقہ ہے۔
- اگر دولت کی وجہ سے کسی دولتمند کے سامنے انکساری دکھائی تو سارا دین کھو جانے کا خطرہ ہے۔
- ہمارے مرشد پاک کو الغنی کی صفت سے تجلی حاصل ہوئی تھی۔ اس لئے آپ بادشاہوں سے بے نیاز تھے۔
- پاکیزہ لوگ غیر اللہ سے بے نیاز ہوتے ہیں۔
- جب فرمایا گیا ید اللہ فوق ایدیھم (خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر) تو اس وقت رسول اللہ صلعم پر الوہیت کی تجلی ہوئی تھی۔
- انسان خدا کی ذات و صفات کا آئینہ ہے۔ آئینہ کا صاف ہونا ضروری ہے
- جب آئینہ صاف ہو تو جس صفت سے اللہ اس پر تجلی کرے اُس صفت کی تجلی اُس پر وارد ہوگی۔ خلافت الٰہی کا یہی منشاء ہے انسان اللہ کی ذات

وصفات کا مظہر بنے مثلاً جب رزاقی صفت جلوہ گر ہوئی تو سوکھے درخت سے تازہ کھجوریں ملیں جب خالق کی صورت میں جلوہ گری کی تو حضرت عیسٰیؑ نے جانوروں کو زندگی بخشی!

- ولی کامل کی کرامات میں دراصل خدا کا عمل دخل ہوتا ہے۔ اسکی قدرت کی تاثیر ہے جو اس ولی میں ظاہر ہوتی ہے۔ اس کی ہستی درمیان میں نہیں ہوتی ہے۔
- ولیٔ کامل ظل اللہ ہے یہ اپنے مخلصین کو سورج کی طرح بے پناہ فیض پہنچاتے ہیں۔
- سب سے بڑی کرامت پاس انفاس ہے۔
- صفت بصیری کی برکت سے ولی سب طرف دیکھتا ہے۔
- ولایت سے انکار آنحضور صلعم کے معجزات کا انکار ہے کرامات قرآن شریف میں درج ہیں۔ (تفصیل اندر)
- کشف قبر۔ کشف قلب پیر کاملؒ کے روز کا معمول۔ پیر کاملؒ پر سلسلے حالات منکشف ہوتے ہیں۔
- جس نے اللہ کا دیدار کیا۔ اُس سے کیا پوشیدہ رہ سکتا ہے۔
- تجلئے حیات کی برکت سے پیر کاملؒ نے عالم استغراق میں فرمایا مجھے ابدی حیات دی گئی ہے۔ اب تمہاری فکر ہے فرمایا عبادات میں زیادہ مشغول رہو۔
- پیر کاملؒ نے فرمایا ہمنے ایک ہزار سال سمندروں کی سیر کی۔ یہاں فجر سے آفتاب کے طلوع تک کا وقت تھا۔
- نیز فرمایا میں نے دو سال خشکی کے راستے حج کا سفر مکمل کرلیا۔

یہاں ایک گھڑی سے زیادہ وقت نہیں گذرا تھا۔

- پیر کامل مثالی جسم کے ساتھ ریگو ڈار کے فوجی کیمپ میں جلوہ گر ہوئے۔
- شریعت میں درج ہے کہ حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم ایک ہی شب میں ہزاروں کو دیدار سے مشرف فرماتے ہیں۔
- پیران پیر شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضؓ نے دوران وعظ حضرت ابوالمعالی کو مثالی جسم کے ذریعہ بھری مجلس سے اُٹھا کر دُور جنگل میں وضو کرا کے واپس لایا حالانکہ جناب غوث پاک رضؓ منبر شریف پر وعظ فرما رہے تھے۔
- ہمارے پیر برحق حضرت سلطان رحؒ نے خواجہ عثمان کول رحؒ کو حضرت گنج بخش رحؒ کے آستان عالیہ میں بہت سی نصیحتیں فرما کر کئی کام تجویز کئے حالانکہ اُن دنوں پیر کاملؒ ضلع بارہ مولہ کے دورے پر تھے۔
- اسی مرید خواجہ عثمان کول رحؒ نے پیر کاملؒ سے حرمین شریفین میں ملاقات کی حالانکہ ظاہری طور پیر برحق رضؓ کشمیر میں مقیم تھے۔
- پیر کامل رحؒ نے تبت میں زین الدین کی رہبری فرمائی۔ اللہ داد رحؒ کو گھاس پھوس والی کوٹھڑی میں چراغ لے جانے پر تنبیہ فرمائی وغیرہ وغیرہ
- علامہ خاکی رحؒ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے مثالی جسم کو کئی بار دیکھا ہے۔
- پیر برحق رضؓ کے بارے میں تجلئے رزاقی کی مثال اندر ملاحظہ فرمائیں کس طرح اللہ داد رحؒ کو جھیل ڈل میں طوفان سے نکال کر کھانے کو روٹیاں دیں۔ حالانکہ آپ سرینگر میں تشریف فرما تھے۔
- جسم بروزی کے واسطے سے اُدگر میں رُوپہ ریشی کی تربیت فرمائی

- شہر سندھ (پاکستان) کا دورہ فرمایا۔ وہاں کے مرید پھر کلاشپوکہ پیر کے دیدار کرنے آئے۔
- اولیاء کی اقسام اور درجہ بندی۔ ان کارکنان قضا و قدر کا کام خدائی احکام کے مطابق ہوتا ہے۔
- پیر کامل ؟ نے جنیات اور ارواح خبیثہ کو مغلوب کر کے مسجدیں بنوائیں۔
- تنہائی فتنہ انگیزی سے بہتر ہے نوافل تنہائی میں ادا کرنے سے حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔
- عارف اور زاہد میں فرق۔
- فرمایا جو مرشد کی ہر بات لکھ دیتا ہے۔ اسے ہر حرف کے بدلے نیکیاں ملتی ہیں
- بعض کہتے ہیں قرآن اور علم شریعت کافی ہیں۔
- حقیقت اور معرفت جاننے کیلئے رہبر کی ضرورت ہے۔
- دلی دل سے معروف عمل ہوتا ہے۔ نوافل کے ذریعہ قربت حاصل کرو۔
- خدا کیلئے مانگنا (یعنی شیئاً للہ) ثابت کرتا ہے کہ سائل خدا کے حضور میں حاضر ہے اور یہ خدا سے روگردانی نہیں ہے وہ اسکی عظمت کو تسلیم کر کے مانگتا ہے۔
- دل عقیدت کے نور سے منور ہو کر ہی ولی کی شناخت کرتا ہے۔
- زیادہ مغلوب الحال ولی شرائط کی پابندی سے معذور ہیں۔
- کافروں نے پیغمبروں کو اپنا جیسا خیال کیا۔ یہ ابوجہل کی بولی ہے (بھڑ اور شہد کی مکھی میں فرق دیکھو حالانکہ ایک ہی غذا کھاتے ہیں۔ یہی حال بانس اور

نیشکر کا ہے۔

- تم نے ابلیس کی نظر سے دیکھا۔ ولی کی حقارت کی۔
- حضرت علیؓ کس شرط پر شاہِ ولایت بن گئے؟
- بغیر عمل تصوف کی کتابیں پڑھنا لاحاصل ہے۔
- حضور پاکؐ نے فرمایا کہ جب کسی سے محبت کرنے لگو تو اُس کو بھی خبر کر دو تاکہ محبوب کے دِل میں تمہاری محبت پیدا ہو۔
- حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر کاملؒ کے ارَدل میں ننگے پیر چلنا ایسا لگتا تھا کہ یہ خس وخاشاک میرے لئے گلستان ہے۔
- پیر کاملؒ نے جب ہمیں یہ کتاب یعنی وردالمریدین پڑھتے سُنتے اور لکھتے دیکھا تو فرمایا۔ جبر دار اس کام کو ایک قسم کی تجارت تصور کرو۔ مزید فرمایا مجھے دکھایا گیا کہ اس نیک کام میں مصروف رہنے والے پر خدا کی رحمت برستی ہے۔ یہ ہیں کلمات علامہ خاکیؒ کی زبانی۔ اب مزید خاکیؒ صاحب یوں رقمطراز ہیں۔ جب میں نے یہ بشارت پیر کاملؒ سے سنی تو فوراً اسکو شعر کا جامہ پہنا کر اس کتاب میں شامل کر کے قلمبند کیا تاکہ سند رہے (یا اللہ ہمیں بھی اس بشارت کی نعمتوں سے سرفراز فرما۔ آمین)
- علامہ صاحبؒ نے کس بلیغ انداز میں اس حوالہ سے حضور سرورِ عالمؐ کے اُس ارشاد کو بیان فرمایا جسمیں حضور پاک صلعم نے حضرت کعبؓ بن زہیرؓ۔ نعت خوان کو نعتیہ کلام سنانے پر یہ بشارت سنائی کہ میں پڑھنے والے، سننے والے، لکھنے والے اور حفظ کرنے والے کو جنت میں داخل کرانے کا ذمہ دار ہوں۔ یہ نعتیہ کلام قصیدہ بانت سعاد کے نام سے زبان زد خلائق ہے۔

● علامہ خاکیؒ آخیر میں فرماتے ہیں کہ جب کتاب ھذا کو پڑھنے کا شرف حاصل ہو جائے تو میرے حق میں فاتحہ پڑھیں۔ اللّٰھم ارفع درجتہ فی اعلی العلیین وارزقنا شفاعتھم اس ناچیز مترجم کی بھی مؤدبانہ گزارش سنئیے۔

● وِرد المریدین (دستور السالکین) کا احاطہ کرنا جوئے شیر لانے کے مُترادف ہے گویا سمندر کو کوزے میں بند کرنا ہے۔ کمترین نے جو خوشہ چینی کی ہے وہ اِس درخشندہ آفتاب کی چند کرنیں سمیٹنے کی جسارت ہے جو نورِ عرفان کی ایک جھلک کی صورت میں پیش کی گئی ہیں۔ ؎

گر قبول اُفتد زہے عِزّ و شرف

● چونکہ انسان مرکب الخطا والنسیان ہے خصوصًا مجھ جیسا بے بضاعت کم علم بشر! اسلئے نہ معلوم بندۂ عاصی پر معاصی سے کتنی غلطیاں اور فرو گذاشتیں سرزد ہوئی ہونگی جس کیلئے نہایت عاجزی و انکساری سے اللہ تبارک و تعالیٰ سے عفو و درگزر کا خواستگار رہوں اور ساتھ ہی قارئین کرام سے استدعا ہے کہ میری کوتاہیوں کو معاف فرماتے ہوئے مندرجہ ذیل رباعی کو ملحوظ نظر رکھیں۔

قاریا بر من مکن قہر و عتاب
گر خطائے رفتہ باشد در کتاب
آں خطائے رفتہ را تصحیح کن
از کرم واللہ اعلم بالصواب

احقر العباد و اعذار دربار سلطانی
بندۂ محبوب رب الجلیل (مخدوم)، محمد خلیل قریشی عفی اللہ عنہ لعل بازار۔ سرینگر کشمیر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامہ بابا داؤد خاکی رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ ہذا ترتیب دیتے وقت سب سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا اور شکر بجالاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جیسے مرشدوں کے مرشد جناب حضرت سلطان العارفین شیخ حمزہ رضی اللہ عنہ میرے رہبر بنے ہیں میری حالت لمحہ لمحہ نیک سے نیکوتر ہوتی جاتی ہے۔

اسی قصیدے میں علامہؒ نے اپنے مرشد پاک کی خصوصیات و کمالات کا ذکر کیا ہے جو اُن کے مشاہدہ میں آئے ہیں۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی کتاب عوارف المعارف کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں۔ سو آپ بھی انہی کے طریق پر چلئے۔

امام قشیریؒ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ پس مشائخ یعنی صوفیائے کرام نے چونکہ ہدایت پائی ہے۔ اس لئے وہ اس بات کے اہل ہیں کہ انکی اقتدا یعنی پیروی کی جائے وہ پرہیزگاروں کے امام بنائے گئے۔

اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ ہماری مخلوق میں ایک جماعت ایسی ہے جو حق کا راستہ

بتاتی ہے اور حق کے مواقف فیصلے دیتی ہے مزید لکھا ہے کہ اللہ نے بیشک ایک ایسا طریقہ وضع کیا ہے۔ جس کے مطابق دُنیا ان لوگوں سے خالی نہیں جو خدا کے دوست ہیں وہ فریاد کو پہنچتے ہیں اور انہی سے ہمیشہ حق ظاہر ہوتا ہے۔

کسی نے کیا خوب وضاحت کی ہے کہ جس طرح چکی قطب یعنی کیل پر پھرتی ہے اور گردش قائم رکھتی ہے بالکل اسی طرح حق کے پرستار اولیاء اللہ حق کے ذریعہ حق کی طرف بلاتے ہیں انہی کے ذریعے آفات سماوی میں گھرے ہوئے لوگ سکون پاتے ہیں قحط سالی سے بچ جاتے ہیں۔ انہی کی برکت سے بارش برسائی جاتی ہے۔

حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ اپنی کتاب ذخیرۃ الملوک میں فرماتے ہیں:۔

ہر چہ از گردون گرداں می رسد ۔۔۔ از طفیل جان مرداں می رسد

(جو کچھ اس گردش کرنے والے آسمان سے نازل ہوتا ہے وہ مردان حق کی ارواح کے طفیل ہی حاصل ہوتا ہے)

گر نباشد نفس ارباب شہود ۔۔۔ خود نگردد دور پرکار وجود

(اگر اولیاء کرام کے پاک انفاس کی برکات شامل حال نہ ہوں تو وجود کے پرکار کی گردش رک جائیگی)۔

مرصاد العباد میں مرشد کی اہمیت، اسکی تربیت وغیرہ کو اجاگر کیا گیا ہے۔ قرآنی ارشاد ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ سے کہا کیا میں آپ کے ساتھ اس شرط پر رہ سکتا ہوں کہ جو مفید علم آپ کو سکھایا گیا ہے اسمیں سے کچھ آپ مجھکو بھی سکھا دینگے؟ نیز حضور پاک صلعم کا ارشاد ہے کہ شیخ کامل کی حیثیت اپنی قوم میں ایسی ہے جیسی کہ نبی کی امت میں!

اس سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ مرشد کامل حاصل کئے بغیر چارہ نہیں (جو صاحب ولایت اور صاحب اختیار ہو) حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری! (میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں جنکو میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا)۔

تاریخ گواہ ہے کہ حضرت موسیٰ کو باوجود الوالعزم پیغمبر ہونے کے دس سال حضرت شعیب کی تحویل میں رکھا گیا۔ تاکہ وہ کلیم اللہ کا شرف حاصل کرتے کا اہل بنے علم توریت حاصل کرنے کے بعد علم لدنی سے واقف ہونے کیلئے خواجہ خضرؑ کے ہمراہ رکھا گیا مگر لطف یہ ہے کہ اُستاذ حضرت خضرؑ انکی پہلی تختی پر الف۔ بے۔ لکھنے کی بجای یہ سر خط لکھدیتے ہیں:۔ انک لن تستطیع معی صبرًا (بیشک آپ میرے ساتھ صبر نہ کرسکیں گے)

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک دیوانہ مغرور۔ دھوکے میں پڑا ہوا انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ باری تعالیٰ کے وصال کے وسیع صحرا کو بغیر رہبر کے طے کرسکتا ہے۔

ھیھات ھیھات لما توعدون (بہت بعید از عقل ہیں وہ وعدے جو تمہارے ساتھ کئے جاتے ہیں ایسے وعدے قابل افسوس ہیں)

ابتداء میں توفیق ایزدی اور تائید الٰہی کی اشد ضرورت ہے کیونکہ ہمارے سامنے ابوطالب کی مثال موجود ہے۔ ہر چند حضور پاک صلعم نے ان کے دل میں نور ایمان ڈالنے کی کوشش کی مگر خدا کی مشیت اور مرضی کے بغیر ایسا نہ کرسکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا " آپ اسکو ہدایت نہیں کرسکتے جسے آپ محبت رکھتے ہیں بلکہ خدا جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔

ہاں جذبۂ طلب ضروری ہے اور یہیں مرشد اور پیغمبر کی ضرورت ہے آپ دیکھتے

ہیں کہ مجازی قبلہ کعبہ شریف جانے کیلئے بھی رہبر کی ضرورت پڑتی ہے حالانکہ عازم سفر بینا ذار ہوتا ہے۔ چلنے کی طاقت بھی ہوتی ہے سفر کا معاملہ بھی معین ہے چہ جائیکہ حقیقت کا راستہ پانا ہو جس کی نشاندہی ایک لاکھ بیس ہزار پیغمبر کر چکے ہیں پھر بھی قدموں کے کوئی ظاہری نشان نہیں کیونکہ وہ بجای قدموں کے آنکھوں سے چلے ہیں اس راہ کے نو آموز سالک کو نہ بصیرت ہوتی ہے نہ چلنے کی طاقت کیونکہ ازل میں ہی اُسے ظلوماً جہولاً کے القاب سے نوازا گیا ہے تاکہ کوئی اپنے بل بوتے پر اس راستے سے واقف ہونے کی ڈھینگیں نہ مارے سچ ہے اللہ جس کو چاہے ہدایت دے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ یا رسول صلعم آپؐ سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور قرآن بھی رہنما ہے۔ دراصل خدا سالک ہے۔

شیخ شیخان سے مُراد یہ ہے کہ میرے مرشدِ پاک دیگر اولیاء سے برتر ہیں۔ یا یہ کہ پیر کی تعریف میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ یا یہ توقع ہے کہ مستقبل میں پیر کامل شیخوں کے شیخ اور عارفوں میں سلطان ہونگے۔

الغرض کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ مدح میں وسعت جائز ہے بڑھ چڑھ کر مدح وثنا خوانی کرنا بُرا نہیں۔ کیونکہ عرش کے نیچے خزانوں کی کنجیاں شاعروں کی زبانیں ہیں۔

جہاں تک اعتقاد کا تعلق ہے۔ یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ مرید کا اعتقاد اس بات پر ہونا چاہیئے کہ رسول مقبول صلعم اور صحابہ کرامؓ کے بعد کسی کو مرشد صاحب ولایت پر فضیلت نہیں ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر آ چکا ہے کہ اس راہ میں توفیق الٰہی مقدم ہے۔ بلکہ ہر امر میں اولین درجے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسلئے کمترین ایک تاریخی واقعہ کی طرف آپکی توجہ مبذول کرنے کی جسارت کرتا ہے وہ یوں کہ جب حضرت عمرؓ اسلام لانے سے قبل

محض اس نیت سے برہنہ تلوار لیکر نکلے کہ معاذ اللہ۔ آج حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تمام کردیں تو آپ کی اس نیت پر مقدر سبقت لے گیا اور وہی پیش آنے لگا جو تقدیر میں لکھا تھا مگر اس پر بھی توفیق الٰہی کا خاص عمل دخل رہا اور جو صاحب دربار نبوی میں قاتل کے روپ میں گئے تھے، توفیق الٰہی سے امیر المؤمنین بنکر باہر تشریف لائے۔ (مترجم)

اسی طرح حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کے بارے میں یہ بات واضح ہوگئی کہ شریعت سے بالا اور بھی قوانین ہیں جو عوام کے فہم میں نہیں آسکتے۔ اگر شریعت ہی سب کچھ ہوتا تو جب حضرت خضرؑ نے ایک بے گناہ لڑکے کو مارا حضرت موسیٰؑ سے پوچھا کہ آپ کی شریعت میں اگر یہ گناہ ہے تو اسکا کفارہ یا سزا کیا ہے؟ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ ایک ننھی بے گناہ جان کے بدلے خون کا قصاص لینا ضروری ہے۔ تو حضرت خضرؑ نے فرمایا میری شریعت اس قتل کو جائز سمجھتی ہے اور قاتل بری الذمہ بلکہ معصوم ہے۔ حضرت موسیٰؑ کب ماننے والے تھے چنانچہ جدائی ہوئی

ھذا فراق بینی و بینک۔

پیر رومیؒ نے دلچسپ پیرائے میں یہ بیان کیا ہے کہ مرشد کے تابع رہ کر اگر وہ کسی بے گناہ کو مارنے کا حکم دیں یا خواجہ خضرؑ کی طرح کشتی میں سوراخ کرنے کو کہیں تو بلا تامل حکم کی پیروی کرو۔ کیونکہ اس ظاہری شکست و ریخت میں اور ظاہری نقصان میں بے شمار فائدے ہیں جسکا تم احاطہ نہیں کرسکتے (مترجم غفرلہٗ)

شرح الرسالہ میں لکھا ہے کہ ہر زمانے میں ایک صاحب ولایت کی ضرورت رہتی ہے وہ صرف ارادت کیلئے ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں حضور پاک صلعم کا ارشاد ہے کہ وہ شخص جاہلیت کی موت مرا جس نے جیتے جی اپنے زمانے کے امام کو نہیں پہچانا۔

مرید کو جاننا چاہیئے کہ اس کا مرشد طریقت اللہ کی جماعت کا ایک فرد ہے مگر

ایک کو دوسرے پر فضیلت دینا اچھا نہیں۔ اولیاء اللہ ایک جان کے ہزاروں قالب ہیں
اسلئے اگر اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ ایک ولی دوسرے پر فوقیت رکھتا ہے
وہ شیطانی وسوسہ میں مبتلا ہے۔

خلاصۃ الاسلام میں ہے کہ ایمان برقرار رکھنے کی تین شرطیں ہیں۔ ۱ ایمان
لانے پر خوش ہونا ۲ ایمان کے زوال سے ڈرتے رہنا۔ ۳ ایسے کلام یا اعتقاد سے بچنا
جو ایمان کو برباد کرنے والا ہو۔

ایمان کا مطلب بھی یہی ہے کہ آنحضرت صلعم کی تصدیق کرنا اور اُن کی پیروی کرنا۔
وردالمریدین کے مطلع میں یہ تمام تقاضے پورے ہوتے ہیں

شکر للہ حال من ہر لحظہ نیکوتر شدہ است
شیخ شیخان شیخ حمزہ ؒ مرا رہبر شدہ است

اگر ہم سے کوئی پوچھے۔ کیا تم مسلمان ہو؟ جواب میں الحمدللہ کہنا چاہیے تاکہ
یہ نعمت برقرار رہے اور اسمیں اضافہ ہو۔ الغرض یہ شعر بار بار پڑھنے سے ایمان
وارادت میں تازگی حاصل ہوتی ہے۔ اور جتنا زیادہ پڑھتا رہے اس سنت کے بجا
لانے میں زیادہ سے زیادہ اجر ملیگا۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ اس قصیدے کا وِرد کرنے
سے بے اندازہ ثواب اور برکتیں حاصل ہونگی اسی وجہ سے اسکا نام وِردالمریدین
رکھا گیا ہے۔

شمائل الاتقیاء کے مطابق مشائخ کرام کو خلافت حاصل ہے جیسا کہ حضور پاک صلعم
نے فرمایا ہے۔

"جس نے میری سنت یعنی قول۔ فعل۔ حال یا شریعت۔ طریقت۔ معرفت کو زندہ

رکھا۔ وہ میرا بھی خلیفہ ہے اور مجھ سے پیشتر نبیوں کا بھی خلیفہ ہے۔

احیاء العلوم میں بھی درج ہے حضور پاک صلعم نے فرمایا "میرے خلیفوں پر خدا کی رحمت ہو۔ پوچھا گیا۔ آپ کے خلفاء کون ہے ارشاد ہوا جو میری سنت اور طریقے کو زندہ رکھتے ہیں اور خدا کے بندوں کو اس کی تعلیم دیتے ہیں۔

عوارف المعارف میں درج ہے۔ بھلا کونسی متابعت حضور پاک صلعم کی اس پیروی سے زیادہ مکمل اور استوار ہو سکتی ہے جسکی رو سے لوگوں کو حق کی طرف بلایا جائے۔ اللہ نے حضور صلعم کے لئے حکم فرمایا کلام قدیم میں! اور مرشد کا مرید کو یہی تعلیم دینا قرآنی سنت کو زندہ رکھنا ہے تب تک وہ کامل مومن نہیں جب تک اپنے جھگڑے آپ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ دیں اور دلوں میں تنگی نہ پائیں اور اس کو پورا پورا بطیب خاطر تسلیم کریں۔

تفسیر کاشفی میں اس آیت کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ حضرت زبیرؓ اور حضرت حاتمؓ کا پانی کے معاملے پر جھگڑا حضور پاک صلعم کے پیش ہوا تو آپ نے فیصلہ دیا کہ حضرت زبیرؓ اپنے کھیت کو پانی دیکر حضرت حاتمؓ کیلئے پانی چھوڑے۔ حضرت حاتمؓ کو یہ فیصلہ ناگوار گذرا اور کچھ گستاخانہ الفاظ ان کے منہ سے نکل گئے یہ کہ معاذ اللہ آپ نے طرف داری کی ہے۔ چنانچہ اللہ پاک کو گوارا نہ ہوا اور ارشاد ہوا کہ آنحضور صلعم کا فیصلہ دل کی خوشی سے قبول کرو اور دلوں میں تنگی محسوس نہ کرو۔۔۔

عوارف المعارف میں صاف درج ہے کہ مرشد مرید کے پاس اللہ اور رسول اللہ صلعم کی سند ہے۔ جس کو اپنے مرشد پر بھروسہ ہو وہ حضور پاک صلعم پر بھی اعتماد رکھتا ہے۔

اسمیں کوئی شک نہیں۔

انشاءاللہ العزیز پیر برحق حضرت سلطان العارفین رح کی زیارت اور صحبت کے آداب کے بارے میں وضاحت کے ساتھ سب باتیں آئندہ اشعار میں آئینگی جس سے کلی طور واضح ہوگا کہ رسول اللہ صلعم کی خلافت و نیابت کے حق دار کون ھیں؟

علامہ خاکی فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر برحق حضرت رسول اکرم صلعم کے چچا جان حضرت امیر حمزہ رض سید الشہداء کے ہمنام ہیں اور جسطرح دین اسلام کے اس نامور سالار نے شہادت کا درجہ پایا اسی طرح ہمارے پیر کامل بھی نفس کے جہاد میں غازی ثابت ہوئے اور انشاءاللہ شہیدوں کی فہرست میں شمار ہونگے۔

حقیقت یہ ہے کہ الاسماء تتنزل من السماء (نام اللہ کی طرف سے نازل ہوتے ھیں) حمزہ نام حضور پاک صلعم کے چچا جان کو آسمان سے ملا۔ اور وہ سید الشہداء کہلائے۔ اسی طرح ہمارے پیر کامل رح کو آپ کا ہمنام ہونیکی برکت سے شہادت کا درجہ ملا کیونکہ آپ جہاد اکبر یعنی جہاد فی النفس میں منہمک و مشغول رہے۔

شیخ عثمان مغربی رح کا قول ہے کہ جو ریاضت شاقہ سے کام لیکر نفس کے خلاف جہاد کریگا تو رحلت کے بعد وہ شہیدوں میں شمار ہوگا۔

حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ سے واپسی پر صحابہ کبار سے فرمایا کہ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ رہے ھیں عرض کیا گیا جہادِ اکبر

کونسا جہاد ہے؟ فرمایا جہاد فی النفس! اس جنگ میں جن ہتھیاروں سے کام لیا جاتا ہے وہ ہیں یادِ خدا اور پرہیز گار [illegible] جہاد کے برابر ہو یہ ہے کہ مومن جہاد [illegible] اور روزہ سے ہو اور افطار نہ کرے۔

[illegible] ہے کہ جہاد یعنی تلوار سے کافروں کے خلاف جنگ جہادِ اصغر ہے مگر شیطان کے خلاف جنگ کرنا اور اپنے نفس پر قابو پانا بڑا جہاد ہے اللہ فرماتا ہے کہ جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔ ہم ضرور انکو اپنے راستے دکھائیں گے کیونکہ انّ اللّٰہ لمع المحسنین ۔ بیشک اللہ خلوص والوں کے ساتھ ہے خصوصًا جن لوگوں نے ہجرت کر کے ترک وطن کیا اور ایمان پر ڈٹے رہے۔

سلوک کی اصطلاح میں ہجرت کے معنی اپنے نفس سے سرکشی اور علاحدگی اختیار کرنا ہے شہواتِ نفس کو طلاق دینا اور انصار وہ ایسے مہاجرین کی مدد کرتے ہیں تاکہ اُن کے ایمان میں کوئی کمزوری پیدا نہ ہو۔

دراصل عبادات میں مشقت اٹھانا اسلئے ضروری ہے۔ تاکہ عقبیٰ کے عذاب سے بچ جائے۔ یہاں ہمکو انبیاء اولیاء کا طریقہ اپنانا چاہیئے۔ اہل تصوف کے نزدیک ایک سانس بھی خدا کی یاد سے غافل رہ کر لیا جائے تو گویا کفر کے مرادف ہوگا یاد اللہ نہ کرنے والا گویا مُردہ ہے ایمان سے عاری گویا کافر۔ تو تمہارے لئے یہی نصیحت ہے کہ مجازی تلوار چھوڑ دے اور اپنی جان کو سپر بنادے تاکہ تو سرداری حاصل کرلے۔

شیخ عباس رحمتہ اللہ کا حال سُنئے آپ معرکوں میں نو بار شامل ہوئے لیکن آخر پر سمجھ گئے کہ جہادِ اکبر نفس کے خلاف جنگ ہے اور اس جنگ کی کامیابی میں اللہ کا دیدار حاصل ہوتا ہے جہادِ اصغر میں دکھاوا ہے جہادِ اکبر میں ایسی بات نہیں۔ شیر وہ نہیں جو دوسروں کا شکار

کرے بلکہ وہ جو اپنے نفس پر غالب آئے

علامہ خاکی فرماتے ہیں کہ میرے پیر برحق نے جب یہ آیت قرآنی والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا پڑھی اور اس پر عمل کیا تو اللہ نے آپ کی رہنمائی کی اور خشک و تر کے بسنے والوں کے رہبر بنے۔

تفسیر قشیری میں درج ہے کہ مندرجہ صدر آیہ کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ ہمارے لئے ریاضت و مجاہدہ کرتے ہیں اور ہماری راہ میں تکلیف برداشت کرتے ہیں۔ تو ہم اُن کو اپنا راستہ دکھائینگے ان اللہ لمع المحسنین۔ بیشک اللہ ایسے محسنوں کے ساتھ ہے۔

شمائل الاتقیاء میں بھی شیخ ابو علی دقاق یہی قول دہراتے ہیں کہ نفس کی عاداتِ ذمیمہ سے اپنے آپ کو باز رکھنا اصلی مجاہدہ ہے۔

مرصاد العباد میں اسی آیت شریف کی شرح میں لکھا گیا ہے اللہ کی توفیق سے جب سالک لذیذ چیزوں سے منہ موڑے تو اللہ پاک اس کیلئے چھپے ہوئے راستہ کو آسان بنا دیتا ہے۔ اور وہ اپنے مرشد کو خدا کے ساتھ ملا ہوا۔ اپنے دل کے آئینے میں دیکھکر نہایت فریفتہ و شیدا ہو جاتا ہے۔

درج رہے کہ قلندر جو حواس ظاہری میں نہیں ہوتا مرشد بننے کے لائق نہیں۔ اگرچہ سالک بھی مجذوب ہوتا ہے مگر وہ باہوش ہوتا ہے مجذوب وہ ہے جس کو خدا نے اپنی طرف

کشش کی ہو۔

اس عمل کی مدد سے طالب اپنے دل میں پیر کا جمال دیکھتا ہے اور تڑپتا ہے یہی بے آرامی اس کے اقبال کی نشاندہی کرتی ہے۔

ہزبحر و بیر کا رہبر اس لئے فرمایا تاکہ یہ ذہن نشین ہو کہ ہمارے پیر کامل کو اللہ کریم نے علم لدنی بخشا۔ جب آپ نے معلوم باتوں پر عمل کرتے میں ثابت قدمی دکھائی تو اللہ کریم نے نامعلوم اور غیبی باتوں کا علم بھی آپ کو عنایت کیا اور آپ رہبر خشک و تر بن گئے۔

کتاب الحقائق میں اس حدیث پاک کا حوالہ دیا گیا ہے جس میں حضور پاک صلعم نے فرمایا "جس نے اپنے علم پر عمل کیا اللہ پاک اس کو نامعلوم علم پر بھی واقف کریگا۔ جو شخص پرہیز گاری اختیار کرے اللہ اس کو علم غیب سے نوازتا ہے اور قرآن شریف کے رموز و اسرار سے روشناس کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا (اے ایمان والو اگر اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تمہیں ایسا بنا دیگا کہ تم حق و باطل اور حلال و حرام میں فرق کر سکو گے)

یہ ضروری نہیں کہ جو بھی مرید بن جائے وہ مرشد کے ہاتھوں صاحب کمال بن جائے نہ کسی کو محض اس وجہ سے دھتکارا جائے کہ وہ نااہل ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو مل جائے۔ مثلاً شکاری راج ہنس کو پکڑنے کے لئے جال بچھاتا ہے مگر شاہباز شاذ ہی جال میں پھنس جاتا ہے۔

تین چیزیں ایسی ہیں جو مرشد مرید کو نہیں سکھا سکتا۔ یہ چیزیں طالب میں ہونا ضروری ہیں مثلاً طلب و جستجو۔ عقیدت اور عشق۔ ہاں مرشد جو چیزیں سکھا سکتا ہے وہ ہیں: عبادت اور حسنِ خلق و ادب!

رہبر معشوق کی گلی کا پتہ دے سکتا ہے۔ دربار کے آداب سکھا سکتا ہے مگر اس کی جستجو کرنا اور محبوب کے انتظار میں رات کا چین اور دن کا آرام اُس کے دل میں ڈال نہیں سکتا ہے گویا نیک بختی یا بدبختی مُرشد کے اختیار میں نہیں ہے یہ امور خداوند کریم کے دست قدرت میں ہیں سچ ہے جیسے فرمایا گیا کہ جو آپ کو پیارا ہو اسکو تم ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ خدا جس کو چاہے ہدایت کر سکتا ہے۔

حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ہمارے پیر برحق رضی اللہ عنہ نے معلوم باتوں پر عمل کرنے میں پوری ثابت قدمی دکھائی تو اللہ نے آپ کو علم لدنی سے بھی نوازا اور آپ دین کے پیشوا بن گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ با عمل شخص استقامت کی برکت سے علوم باطنی سے بہرہ ور ہو جاتا ہے۔ اللہ پاک اُس کیلئے۔ یہ دروازے کھول دیتا ہے جب کوئی پرہیز گار بن جائے تو کارکنانِ قدرت بذریعہ الہام اُس کے اندر حکمت ڈال دیتے ہیں۔

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اتنا علم آپ نے کہاں سے سیکھا حالانکہ آپ کا کوئی اُستاد نہیں۔ تو فرمایا کہ میں تیس سال سے اُس کی درگاہ میں استقامت کے ساتھ حاضری دیتا رہا تو مجھے اُسی درگاہ سے یہ علم مِلا

حضرت شیخ اوحدالدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ حقیقت کا راز پوچھ گچھ، بحث و تحیص اور فلسفہ سے حل نہیں ہوتا بلکہ خون کے آنسو سال ہا سال کے بہانے کے بعد ہی

یہ دولت نصیب ہوتی ہے جب دل کے آنسو نہ بہاؤ گے ظاہری علم اور فلسفہ حقیقت حال نہیں بتائیں گے ؎

صد کتاب و صد ورق در نار کن

روئے دل را جانب دلدار کن

رسالۂ قشیریہ میں درج ہے کہ بزرگان دین کے بغیر کسی میں ثابت قدمی اور استقامت نہیں ہوتی ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثابت قدم رہو اور کبھی بھی یہ خیال ذہن میں نہ لاؤ کہ تم ثابت قدم رہو۔

چوں خدا علم لدنی کرد تعلیمش ز مہر

بہر اسرار الہی عالم ماہر شد است

حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر برحق رضی اللہ عنہ جب اللہ کے فضل سے علم لدنی سے مالامال ہو گئے تو اللہ پاک کے اسرار کا تجربہ کار عالم بن گئے اس سلسلہ میں علم لدنی کی فضیلت کے بارے میں قرآن شریف اور احادیث پاک کے حوالجات بیان کئے جائینگے انشاء اللہ العزیز

اللہ تعالیٰ و تبارک کا ارشاد ہے وَآتَيْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا "(ہم نے خواجہ حضرؑ کو اپنے پاس سے ایک علم سکھایا۔)

زبدۃ الحقائق میں مذکور ہے کہ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ۔ اللہ پاک نے فرمایا خدا سے ڈرو۔ خدا تمکو علم سکھائیگا۔ یعنی خدا تعالیٰ کے قہر سے ڈرو غیر اللہ کو چھوڑ دو۔ وہ غیب کے راز سے تم کو واقف کریگا۔ جب مرید پورا پرہیزگار بنتا ہے تو

اللہ اس کو انبیاء اور اولیاء کے تمام علوم کسی دوسرے کی مدد کے بغیر سکھاتا ہے یہی علم لدنی کہلاتا ہے۔

تفسیر الرموز میں درج ہے وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَات۔ اللہ نے فرمایا اور مومنوں میں ان لوگوں کو جنہیں علم دیا گیا ہے کئی مرتبے ہیں دراصل علم لدنی حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں میں بعض کو بغیر استاد کے سکھایا جاتا ہے۔ یہ علم اولیاء اللہ کے دلوں کی تختیوں پر اللہ کے قلم سے لکھا جاتا ہے اس علم کا رتبہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا ہے نہ اس کی عظمت ضبط تحریر میں آسکتی ہے۔

یہ حقیقت ہے جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے۔ یوت الحکمۃ من یشاء ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً۔ دین کا فہم یعنی حکمت اللہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے جس کو یہ نعمت عطا کی گئی۔ اس کو بڑا خیر دیا گیا۔

حضور پاک صلعم کا ارشاد ہے اول ما خلق اللہ القلم (سب سے پہلے قلم پیدا کیا گیا) یہ قلم اللہ کی طرح لاثانی ہے لافانی ہے جس طرح اللہ کی ذات وصفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اسی طرح یہ ہماری قلم تمہارا جیسا قلم نہیں۔

فاتحۃ العلوم میں درج ہے کہ جس ولی یا سالک کو اس علم میں سے کچھ حصہ نہ ملے تو فرمایا کہ میں اُس کے بُرے انجام سے ڈرتا ہوں اس علم سے انکار کرنا بُرا ہے۔

تذکرۃ الاولیاء میں درج ہے کہ ایک دن حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ حضرت بی بی رابعہ بصری رح کی عبادت گاہ میں چلے گئے اور اُن سے کہا کہ مجھے اس علم میں سے کچھ بتائیے جو نہ درس و تدریس سے حاصل ہوتا ہے اور نہ مخلوق کے واسطہ سے مل جاتا ہے آپ نے فرمایا میں نے ایک دھاگے کی انٹی کاتی اور سوچا بازار میں بیچکر کچھ سامان خورد

دلوش لاؤنگی چنانچہ بازار ے گئی۔ وہاں دو درہم ملے تو میں نے دونوں درہم ایک ہی ہاتھ میں نہ رکھے بلکہ ایک ایک درھم ایک ہاتھ میں اور دوسرا دوسرے ہاتھ میں۔ اسلئے کہ اگر ایک ہی ہاتھ میں رکھوں تو مجھے یہ گمراہ کرینگے۔ اسی بات میں میرے لئے کشاکش تھی

احیائے العلوم میں لکھا ہے کہ ظاہری علوم جاننے والے باطنی علم والوں کی بڑی تعظیم کرتے ہیں۔ حضرت امام شافعیؒ حضرت شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے باادب بیٹھتے تھے اور پوچھتے تھے کہ فلاں کام کس طرح کریں کسی نے امام صاحب سے پوچھا کہ آپ بعض امور میں ایک گنوار سے مشورہ کرتے اور رائے لیتے ہیں آپ فرماتے کہ انھوں نے مجھے بعض فرد گذاشتوں سے آگاہ کیا ہے۔

حضرت امام احمد حنبل علیہ الرحمۃ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے جاتے تھے۔

حضور پاک صلعم نے فرمایا کہ جو قرآن و حدیث سے نہ ملے۔ نیک لوگوں سے پوچھو ظاہری عالم دنیا کی زینت ہے اور باطنی عالم آسمان کی زینت ہے۔ علم ظاہری حاصل کرتے کے بعد صوفی بننا ٹھیک ہے۔ علم ظاہری حاصل کئے بغیر صوفی بننا اپنے لئے خطرہ مول لینا ہے۔

دستور الجمہور میں ہے کہ حضرت امام احمد حنبلؒ حضرت بشر حافیؒ کی زیارت کو اکثر جاتے تھے۔ فرماتے وہ اللہ کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں حالانکہ میں تمام ظاہری علوم کا ماہر ہوں۔

رباعی

اے پیکِ خجستہ پے کہ دلری بیان دوست

بامن مگوے جز سخنِ دُر فشان دوست

(اے مبارک قدم والے قاصد جو پیغام دوست لائے ہو۔ مجھے دوست کا موتی جیسا کلام سناؤ)

؎ حال از زبان دوست شنیدن چہ خوش بود
یا از زبان آنکہ شنید از زبان دوست

(دوست کی زبانی باتیں سننا کتنا اچھا ہے۔ یا اُس کی زبان سے جس نے دوست کی زبانی سنی ہوں)۔

تذکرۃ اولیاء میں درج ہے کہ حضرت امام احمدؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ محبت کیا ہے آپ نے فرمایا۔ حضرت بشر حافیؒ سے پوچھو۔ جب تک وہ زندہ ہیں میں اسکا جواب نہیں دونگا

نفحات الانس میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایکواقعہ لکھا ہے۔ کہ آپ حضرت سری سقطیؒ کے سامنے بیٹھے تھے اور ایک درویش آیا اور ——— حضرت سری سقطیؒ کے ساتھ ایسی باتوں میں مشغول ہوگئے جو میری سمجھ سے بالاتر تھیں۔ آخر سری سقطیؒ نے پوچھا آپ نے کس کی شاگردی کی ہے۔ اسنے جواب دیا کہ ہرات میں ایک اُستاد ہے جس کو نماز کے آداب اور فرائض سکھانے پڑتے ہیں۔ لیکن وہ مجھے توحید کا علم سکھاتا ہے۔

ایک اور واقعہ یوں درج ہے کہ ابوعلی سندھی علیہ الرحمۃ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کے اُستادوں میں سے تھے وہ آپ سے علم توحید علم فنا سیکھتے تھے اور ابوعلی اُن سے سورہ فاتحہ اور سورۃ اخلاص یاد کرلیتے تھے۔

عوارف المعارف میں ہے کہ حضرت بایزید بسطامیؒ علم توحید اور علم حقیقت ابوعلی سندھیؒ سے سیکھتے تھے۔

مشکلاتِ واقعاتِ سالکان از پیِ سبب
پیش او تعبیر کردن اسہل و ایسر شد است

حضرت علامہ علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ میرے پیر برحق رضی اللہ عنہ کو چونکہ علم لدّنی حاصل تھا اسلئے آپ اس کی مدد سے سالکوں کی مشکلوں کا حل نکال لیتے تھے اور اُن کے خوابوں کی تعبیر بھی بتاتے تھے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں بیان فرماتا ہے۔ کہ حضرت یوسفؑ کہتے کہ اے اللہ تو نے مجھے سلطنت عطا کی اور مجھ کو خوابوں کی تعبیر کا علم سکھایا۔

حضرت سلطان العارفین رضی اللہ عنہ اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کی مشکلات کا حل علم لدّنی کی برکت سے بیان فرماتے۔

مرصاد العباد میں لکھا ہے کہ سالکِ طریقت کو راہِ سلوک میں غیب سے جلوے دکھائے جاتے ہیں۔ اور واقعات و واردات اُس پر کھل جاتے ہیں اور مُرید کے ہر حال سے واقف رہتے ہیں یہ غیبی زبان غیب والے ہی جانتے ہیں۔ ہاں مرشد کو خدائی امداد چاہیئے اور یہ ضروری ہے کہ اُس نے یہ علم حاصل کیا ہو اور مُرید کو یہ غیبی زبان سکھائے۔ نہیں تو مریدان اشارات اور اسرار سے محروم رہ جائیگا اور ترقی نہ کرسکیگا۔

روشنش انوار قرآن گشت و ہم اسرار آن
ہم خواصش دید و ہم الفاظ آنش از بر شد است

حضرت علامہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر برحق پر قرآن مجید کے انوار روشن ہو گئے اور اسرار بھی منکشف ہوئے آپ کو ہر آیت کی خاصیتیں بھی معلوم ہو گئیں اور وہ بھی یاد ہو گئیں۔

مشائخ حضرات کے متعلق مشہور ہے کہ صدق و اخلاص کے ساتھ جب وہ کثرت سے تلاوت کرتے رہتے ہیں تو دعا یا ذکر یا خود قرآن کریم انکی اپنی جائداد بن جاتی ہے اور اُن کی بعض تجلیات اور خاصیتیں دنیا میں بھی نمایاں ہو جاتی ہیں۔ یہ علم لدنی کی ایک قسم ہے۔

مرشد کو چاہیے کہ ان آیات اور اذکار سے تجربہ میں لائے ہوئے فائدے مخلص مُرید کو عنایت کرے تاکہ وہ مستفیض ہو۔

خود حضرت سلطان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تلاوت وغیرہ کی لذت حاصل کی اور حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میں جب کبھی تلاوت کرتا آپ غلطی نکالتے اور وہ واقعی غلطی ہوتی۔ پیر کامل مختلف آیات اور سورتوں کے خواص بیان فرماتے۔ جو پیر کاملؒ فرماتے وہی تفاسیر میں پاتا۔ میرا عقیدہ بڑھتا جاتا تھا۔ کبھی آپ خوش ہوتے کبھی ناراض بھی اور فرماتے کہ اے خاکیؒ! کیا تم میری آزمائش کرتے ہو۔ کیا میرے کہنے پر یقین نہیں آیا؟

پیر کاملؒ فرماتے ہیں ان خاصیتوں میں سے جو مجھ پر منکشف ہوتی ہیں۔ ایک فیصدی بھی تم کو نہیں سناتا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں عذر خواہی کر کے عرض کرتا۔ ولٰکن لیطمئن قلبی جیسے اللہ پاک سے حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔ آپ جواب میں فرماتے کم حوصلہ مت بنو۔ صفائی قلب سے ہمیشہ پڑھو تاکہ تم پر بھی انکے اثرات مرتب ہوں۔

نفحات الانس میں مذکور ہے کہ گو شیخ برکہؒ ھمدانیؒ کو سورہ فاتحہ اور چند سورتیں یاد نہیں مگر وہ قرآن عزیز کو صحیح طور پر جانتے تھے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ رسالہ وحی اللہ میں فرماتے ہیں کہ تلاوت کرتے وقت خدا خود جلوہ گر ہوتا ہے۔ اور قاری کو معلوم نہیں ہوتا کہ تلاوت کے وقت خدا اپنا جلوہ ڈالدیتا ہے۔

یاد رہے کہ صفت سے نکل کر موصوف کی طرف جاؤ تو کلام اللہ کے بہت سے انوار روشن ہونگے۔ امر و نہی پر پابند رہ کر وہ قاری نہیں حقیقت میں قرآن بن جاتا ہے جس طرح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم قرآن ناطق ہیں عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ — اللہ کا قلم نور محمد صلعم ہے۔ انسان کو دوسرے ذرائع سے اللہ نے راز سکھاتا ہے۔ حضور پاکؐ نے فرمایا تلاوت کرو اور روتے روتے دعا کرو۔ مثلاً وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ کسی مسلمان پر دم کریں تو شفا پائیگا۔ ثُمَّ اَمَاتَہٗ فَاَقْبَرَہٗ پڑھو موذی جانور سانپ وغیرہ مر جائیگا ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَہٗ مرے ہوئے کو زندہ کریگا۔

کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ امام احمد حنبلؒ نے اللہ کو خواب میں دیکھکر عرض کیا کہ تمہاری درگاہ تک کس چیز سے رسائی ہو سکتی ہے۔ فرمایا تلاوت کلام اللہ سے چاہیئے سمجھے یا نہ سمجھے!

قرآن دراصل عین ذات ہے۔ اللہ خود متکلم ہے کلام کرنے والا۔ قاری اپنے آپ کو سننے والا تصور کرکے موسیٰؑ کی وادی ایمن کا درخت جیسا جان لے اور جان لے کہ خود خدا پڑھ رہا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ ہی سے سن رہا ہے اور اگر ترقی کرتے کرتے اس درجہ پر پہنچ جائے کہ پڑھنے والا بیچ میں غائب ہو جائے تو کلام کرتے

والا اور سُننے والا خدا کے سوا کسی کو نہ پائیگا اور نہ دیکھیگا اپنی ہستی سے آزاد ہو کر ماسواللہ اس کی نظر سے غائب ہو جائیگا اور یہی حقیقی فنا ہے۔

درج رہے کہ یہ بلند اور اقبال مند درجہ اہل سُنت و جماعت کے اعتقاد کے بغیر حضور سرورِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم (صاحب شریعت) کی پیروی کے سوا، ذکر و مراقبہ جاری رکھے بغیر، امر و نہی پر عمل پیرا ہوتے کے بغیر ا ماسواگی محبت دل سے نکالتے، کم کھاتے، کم سونے، کم بولنے کی عادت اختیار کئے بغیر اور ہمیشہ ذکر اللہ کرتے رہنے کے بغیر یعنی فرض دائم۔ پاس انفاس اور ہر سانس سے واقف رہے بغیر ممکن نہیں ہے۔

او شریعت راست ناصر در طریقت مجتہد
بہر اسرار حقیقت صدر او مصدر شد است

علامہ خاکی علیہ الرحمتہ اپنے مرشد کامل کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ شریعت کے پیروکار اور طریقت کے امام ہیں اللہ کے حقیقی اسرار کا خزینہ آپکا دل ہے

خلاصتہ المناقب میں ہے کہ مرشد کی امداد کے بغیر مجاہدہ سینہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ یعنی اس اللہ کے گھر کو نفسانی خواہشات اور حرص و ہوا اور شہوت کی غلاظت سے صاف کرنا ہے یہی مجاہدہ سینہ ہے۔

حضرت رومیؒ رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

از حسد اول تو دل را پاک دار ۔۔۔ تو لیشتن را بعد ازاں مومن شمار

جب تک تیرے دل میں بغض، کینہ حسد غرور، خود بینی۔ خود نمائی، غرض مندی

ریاکاری، چاپلوسی، جھوٹ، فریب اور چغل خوری غیبت و بہتان اور دیگر قلبی بیماریاں موجود ہوں تو اپنے کو صحیح مومن نہ سمجھ۔ (مترجم)

مرشد کامل کا شریعت۔ طریقت اور حقیقت سے باخبر ہونا لازم ہے حضور پاکؐ کا ارشاد ہے۔ شریعت میرے زبانی احکام ہیں۔ طریقت میرے اعمال ہیں اور اور حقیقت میرے حالات ہیں ایک اور روایت کے مطابق میرا حال ہے گویا شریعت رسول اللہ صلعم کے اقوال۔ طریقت آپکے افعال اور حقیقت آپ کا حال ہے۔

ارشاد المریدین میں ہے۔ شریعت کی تکمیل احکام پر عمل پیرا ہونا۔ طریقت کا کمال عمل کی خاصیتوں اور برکت سے پردے اُٹھا کر اللہ کے جلووں کیلئے آمادہ ہونا ہے۔ تاکہ اس پر راز افشا ہوں اور حقیقت سے مراد یہی حال ہے۔ تو ورطلب کہ ہم حضور پاک صلعم کے حالات سے خوشبو حاصل کریں۔

حضور صلعم نے فرمایا میری اُمت کے عالم ربانی بنی اسرائیل کے پیغمبر جیسے ہیں ایک لحاظ سے اس جماعت کی طرف اشارہ ہے جو کہ عمل کرتے کرتے اصل راز دارین گئے اور عالم کہلائے۔

مجمع میر عبدالاول میں درج ہے کہ شریعت طریقت اور حقیقت ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔ مثلاً جھوٹ نہ بولنا شریعت ہے۔ دل سے جھوٹ بولنے کے خیال کو نکالنا طریقت ہے۔ اور اس بات پر ڈٹے رہنا کہ جھوٹ بولنے کا خیال کبھی دل میں نہ آئے۔ حقیقت ہے۔

زبدۃ الحقائق میں لکھا ہے کہ انسان کا کمال یہ ہے کہ وہ ان تینوں میں کامل ہو۔ مثلاً جو کوئی حضور پاک صلعم کے احکام جانتا ہے اہل شریعت ہے۔

اور جو کوئی حضور پاکؐ کے اعمال عملاتا ہے۔ وہ اہل طریقت ہے اور جو کوئی وہی دیکھتا ہے۔ جو نبی آخر الزماں صلعم نے دیکھا وہ اہل حقیقت میں سے ہے جو تینوں پر عمل پیرا ہے وہ تینوں کا مالک ہے جو ایک ہی پر عمل پیرا ہے وہ ایک ہی کا مالک ہے جو ان میں سے کسی پر عمل نہیں کرتا وہ حیوان ہے بلکہ اس سے بھی بدتر!

انسان کا کامل بننا چار چیزوں پر منحصر ہے۔ نیک اقوال، نیک افعال نیک اخلاق، نیک احوال۔ جن کے پاس یہ چاروں اوصاف ہیں۔ وہ شیخ مقتدا ہادی، امام، خلیفہ۔ قطب، جام جہاں نما۔ آئینہ گیتی نما کہلاتا ہے۔

رسالہ امیریہ میں ہے۔ اگر کوئی کہے کہ شریعت گلی طور حجل، فریب اور حیلہ ہے۔ (جیسا کہ علماء سوء نے اپنے مفاد کیلئے اسکو بنایا ہے) تو ایسا کہنے والا۔ سمجھنے والا کافر ہو جائیگا۔

خزانۃ الجیلالی میں لکھا ہے کہ طریقت پرہیزگاری کا نام ہے۔ جس سے خدا کا قرب حاصل ہو۔ حقیقت اپنی منزل پر پہنچنا ہے اور اللہ کے انوار سے فیض یاب ہوتا ہے۔

رسالہ حمیدی میں لکھا ہے جو کوئی طریقت میں شریعت کے مطابق نہ ہو یعنی شریعت پر عمل نہ کرے وہ طریقت کی نعمت سے محروم رہیگا۔

عزیمت اور اجازت میں فرق

شاشی کی روایت ہے۔ عزیمت کے معنی پکا ارادہ کرنا۔ اجازت کے معنی سہولت اور آسانی!

اجازت ہے سفر میں روزہ کھولے اور عزیمت ہے روزہ نہ کھولے سفر میں چار رکعت کی بجای دو رکعت پڑھنے کی اجازت ہے یعنی قصر کرنا (مجبوری) اور اضطرار کی حالت میں کلمۂ کفر زبان پر لانے کی اجازت ہے۔ مگر عزیمت میں اسکی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

رسالہ سعدی کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہیں۔

شریعت کی نسبت عالم ناسوت یعنی دنیا سے ہے۔ اور اس کا تعلق جسمانی عبادات سے ہے۔ یہ عام مسلمانوں اور مؤمنوں کا درجہ ہے۔

طریقت عالم ملکوت سے متعلق ہے۔ اسکا تعلق دل کی بندگی اور عبادات سے ہے۔ یہ خاص لوگوں کا مقام ہے۔

حقیقت تیسرا درجہ ہے۔ اسکا نام عالم جبروت ہے یہ روحانی سیر سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ انبیاء اور خاص اولیاء کا مقام ہے۔

یہ تینوں عالم دنیا میں داخل ہیں۔

قرآنی ارشاد ہے۔ جو اللہ کی مدد کریگا اللہ اس کی مدد کریگا

یعنی وہ شریعت کی مدد کرے۔ نیز فرمایا "یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم انکو حکومت دیں گے تو یہ لوگ نماز کی پابندی کرینگے اور نیک کاموں کا حکم دیں گے برے کاموں سے روک لینگے اور اللہ کی طرف تمام کاموں کو لوٹنا ہے۔

تفسیر قشیری میں ہے کہ معروف اللہ کے حقوق کی پاسداری ہے اور منکر کے معنی خواہشات نفسانی سے منہ موڑنا۔

رسالہ اقبالیہ میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کمیل ابن زیاد رض کو ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی کے جلال اور عظمت کے نوشتوں اور کتابوں کو بغیر اشارہ کے کھولنا حقیقت ہے۔ حضرت کمیل رض نے عرض کیا۔ میں نہیں سمجھا مزید تشریح کیجئے فرمایا۔ موہوم کا مٹ جانا اور معلوم کا درست ہونا۔ کمیل رض نے کہا مزید تشریح کیجئے۔ فرمایا توحید کی صفت میں جذب ہو جانا۔ صفات الٰہی کے معنوں اور حقیقت کو پہچاننا۔ کمیل نے کہا اور تشریح کیجئے۔ ایک نور ہے جو صبح ازل سے چمکتا ہے۔

جس سے توحید کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔ کمیل رض نے کہا اور تشریح کیجئے۔ فرمایا چراغ بجھا دو صبح ہوگئی ہے۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت کمیل رض کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اس سینے میں اللہ کے بہت سے علوم ہیں۔ مگر مجھے ان کے حوالے سے ایسا شخص نہیں ملتا جسکو یہ علوم سکھا دوں وہ شخص جسمیں سمجھ اور دانائی دیکھتا ہوں اس کے بارے میں ڈرتا ہوں وہ اسکو دنیاوی فوائد کیلئے استعمال کریگا اور جس میں دل کی لگن اور شوق پاتا ہوں اس میں اتنی لیاقت نہیں دیکھتا کہ وہ میری بات سمجھے۔ الغرض میں نے عقل و فہم

اور جذبہ وشوق ایک ہی شخص میں نہیں دیکھا ہے۔

مجھے قوی اُمید ہے کہ خدائے کریم دنیا کو ایسے آدمیوں سے خالی نہیں رکھیگا جنکے دل ان علوم کے نور سے منوّر ہونگے یہ تعداد کے لحاظ سے تھوڑے ہونگے لیکن ثواب کے لحاظ سے سرمایہ والے ہونگے۔

تفسیر قشیری میں درج ہے کہ نیکیوں کا امر کرنے والے اور برائیوں سے روکنے والے ہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی طرف بلاتے رہیں اور عبادت الٰہی میں ثابت قدم رہنے کا حکم دیتے ہیں۔

حضرت سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ کہ میری اُمّت کیلئے ہر صدی کے ابتداء میں ایسے ولی کو اللہ مبعوث کریگا جو دین کی تجدید کریگا اس میں کوئی نئی بات نہیں ڈالیگا۔ بلکہ مُردہ دلوں کو زندہ کریگا۔

دستور الجمہور میں مجتہد کے بارے میں لکھا ہے کہ ایسا شخص ریاضت میں جدوجہد کرنے والا ہوگا اگر کوئی یہ کہے کہ خلفائے راشدینؓ کے بعد اجتہاد کرنا بند ہے پھر ہمارے زمانے میں مجتہد کا لفظ استعمال کرنا کیسے جائز ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ گو شریعت کے احکام میں اجتہاد کرنا تو اصطلاحی معنوں میں بند ہے کہ مذہب میں کوئی نئی چیز پیدا کی جائے مگر ہم اس اجتہاد پر بحث کرتے ہیں جو طریقت کا اجتہاد ہے خواہ لغوی معنی میں ہو یا اصطلاحی معنوں میں۔ دونوں میں اجتہاد کرنا جائز ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یوں ہے کہ ہمارے مرشد برحق رضی اللہ عنہ سلوک کے مختلف طریقوں سے واقف تھے اور اکثر سلسلوں کے ساتھ نسبت بھی رکھتے تھے۔ اس لئے آپ اپنے مریدوں اور پیروں کو ہر ایک کی صلاحیت اور استعداد کے موافق ایک خاص طریقہ وضع فرماتے تھے ہر ایک کو اس کے مزاج اور مصروفیت کے مطابق ریاضت کا علم دیتے تھے۔ اس لئے لفظ مجتہد استعمال کیا گیا ہے۔

غزل حافظ علیہ الرحمۃ (ترجمہ)

ای دوست! جام جمشید کے راز کو اسی وقت سمجھ سکو گے۔ جب میخانے کی مٹی کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناؤ گے۔

تم تو فطرت کی منزل سے باہر نہیں آتے تو حقیقت کی گلیوں کی سیر کیسے کرو گے۔

محبوب کا حسین چہرہ بے نقاب ہے۔ تم راستہ کے گرد و غبار کو ہٹا دو تو جمال یار نظر آئیگا۔

اے حافظؒ اگر تجھے ریاضت کے نور کا پتہ لگ جائے تو شمع کی طرح ہنستے ہوئے اپنا سر پیش کرو گے۔

باریاضت ساختہ علم الیقین عین الیقین
پس تمام از حق الیقین از لطف حق حقدار شد

حضرت علامہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرے پیر برحق رضی اللہ عنہ نے اپنی ریاضت شاقہ سے علم الیقین کو عین الیقین میں تبدیل کیا۔ پھر اللہ کی مہربانی سے حق الیقین کے بھی حقدار بن گئے۔

حقدار کے معنی ہیں حقدار۔ مستحق!

۔علم الیقین وہ ہے جو کتابوں سے پڑھکر حاصل ہو۔

۔عین الیقین وہ ہے جو سالک خواب یا بیداری میں انبیاء و اولیاء کی ارواح پاک سے سلوک کے راز سن لے یا دیکھ لے یا اسپر واقع ہو جائیں یا الہام کی صورت میں اسکو معلوم ہو جائیں یا تجلیات کے اوقات میں حقیقت اسماء سے کچھ تھوڑا صفات الٰہی میں سے اسکو معلوم ہو جائے۔

حق الیقین وہ ہے کہ مقرب درگاہ وہ درجہ پاتا ہے جسمیں وہ فنافی اللہ ہو جاتا ہے، اسوقت تمام صفات الٰہی ذات الٰہی میں گم ہو جاتے ہیں اور سالک بقاباللہ کا درجہ پاتا ہے۔

شرط یہ ہے کہ ان تینوں صفات کو حاصل کرنے کیلئے کسی مرشد کامل سے ہدایت حاصل کرے۔

شرح لمعات میں اسکی مثال یوں دی گئی ہے جیسے ایک شخص آنکھیں بند کرکے آگ کا تصور کرتا ہے۔ یہ اسکے لئے علم الیقین ہے۔ جب آنکھیں

کھولتا ہے اور آنکھوں سے آگ دیکھتا ہے تو یہ عین الیقین ہوا اور آگ میں گر پڑتا ہے تو انگارے کی صفت ہو جاتا ہے۔ اور اسمیں آگ کی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔ جیسے گرمی دینا۔ جلانا یا چمکنا روشنی دینا وغیرہ۔ یہ اسکیلئے حق الیقین ہے۔

بہت مدت تک طالب اپنے معشوق کے دیدار سے مشرف ہونا چاہتا ہے اس جستجو میں سرگرداں رہتا ہے۔ اس کے بعد اس کو فی انفسھم کی آواز باطنی کانوں میں آتی ہے کہ اپنے وجود میں تلاش کر۔

مثنوی :۔ "وہ چشمہ جس سے خواجہ خضر علیہ السلام نے آب حیات پیا۔ وہ تمہارے وجود میں ہے لیکن اس کو کوڑا کرکٹ سے تم نے بھر دیا ہے۔ یعنی حرص و ہوا۔ خواہشات نفسانی وغیرہ سے۔"

جب سالک یقین کے بعد اپنی آنکھوں سے محبوب کو اپنے اندر پالے اور اپنے وجود کو محبوب کا وجود تصور کرے۔ میں وہی ہوں تو اسے حق الیقین کی کیفیت معلوم ہو جاتی ہے۔ اور وہ کہہ اٹھتا ہے۔

" اے دوست ! میں تجھے ہر جگہ تلاش کرتا رہا۔ ہر ایک سے تیرا خبر لوچھتا رہا۔ جب میں نے تمکو دیکھا تو خود میں ہی غائب تھا۔ شرمندہ ہوا میں تیرا پتہ ڈھونڈتا رہا "

الغرض پہلے نور کو دیکھا جاتا ہے وہ عین الیقین ہے جب مشاہدہ اس حد تک پہنچتا ہے کہ اس نور سے اپنے آپ کو وہی نور تصور کرتا ہے تو وہ حق الیقین ہے۔

در ریاضت سالہا نہ خفتہ پہلو بر زمیں!
حاصلش ایں رتبہ شد چوں او ز کرسی شامخت

علامہ فرماتے ہیں کہ سال ہا سال ریاضت کی وجہ سے کبھی نہ سوئے نہ لیٹے چونکہ ذکر و اذکار اور شب بیداری بے مثال رہی اسلئے بلند درجہ پر فائز ہوئے۔

رسالہ شب نامہ میں مذکور ہے کہ بندگان خدا جو رات کو نوافل پڑھتے اور نصف شب کو دعائیں مانگتے ہیں وہ دعائیں کبھی رائیگاں نہیں ہوتیں ہیں۔ راتوں کو بیدار رہنا بزرگوں کا شیوہ ہے خصوصًا حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم جو سب سے بلند ترین درجے پر فائز ہیں کبھی رات کی نمازیں نہ چھوڑتے یہاں تک کہ پائے مبارک متورم ہو گئے۔ دراصل بلند مرتبہ ان چار چیزوں سے حاصل ہوتا ہے۔

(۱) کم بولنا (۲) کم آمیزی (۳) کم خوری اور (۴) کم خوابی۔ اگر بزرگی چاہتا ہے تو رات کو بیدار رہو سردار بنو گے۔

ایک دن ایک طالب علم نے شیخ الاسلام زین الدین علیہ الرحمہ سے پوچھا۔ کیا شب بیداری میں کوئی تاثیر ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ لیکن شب بیداری کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) کوئی اپنی بیماری کی وجہ سے نہ سو سکے۔

(۲) کوئی ریاضت کیلئے بیدار رہتا ہے۔

(۳) محبوب حقیقی کیلئے بیدار رہتا ہے۔

یہ تمام بیداریوں سے بلند تر ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ تم پر رات کی نماز فرض ہے۔ کیونکہ اسی میں خدا کی رضامندی پوشیدہ ہے۔ مزید فرمایا نصف شب کے وقت دوگانہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے مرنے کے بعد کسی سے خواب میں فرمایا مجھے خانقاہی عبادت تقریروں اور اشاروں نے کچھ کام نہ دیا۔ ہاں دو رکعت نے فائدہ دیا۔ جو میں رات کو پڑھتا تھا۔

ایک آدمی نے رات کو اٹھکر دو رکعت ادا کر کے سوچا کہ میری عبادت کو ایک نے دیکھ لیا۔ اچھا ہوا۔ رات کو سویا۔ یہ نامنظور کر دی گئی۔ کیونکہ اسمیں خلوص نہیں تھا ریاکاری کارفرما تھی۔ اللہ سبوں کو پُرخلوص عبادت کی توفیق عطا کرے آمین!

بود مرغ روح اورا منظر عرش آشیان !
پس بدنیا بے قرار از شوق آں منظر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد برحق کا اصل مسکن عرش اعلیٰ تھا اسی لئے دنیا میں اُس مقام کو پانے کیلئے ہمیشہ بے قرار رہتے تھے۔

باز پراں در سلوک او تا مقام اصل رفت
از جناح جذبۂ حق چوں بیال و پر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ سلوک کے مقامات طے کرتے کرتے میرے مرشد برحق رحمۃ اللہ علیہ اصلی مقام پر پہنچے۔ کیونکہ عشق الٰہی کی کشش آپ کیلئے پر بن گئے۔

مندرجہ بالا دو شعروں میں تصوف کے دو مسئلے بیان کئے گئے ہیں۔
ایک یہ کہ اگر سالک کو اللہ کی طرف سے کشش ہو تو عرش تک پہنچ سکتا ہے
دوسری بات یہ کہ مرشد کیلئے یہ شرط ہے کہ سلوک اور اللہ کی کشش دونوں اس میں موجود ہوں۔ خواہ وہ سالک مجذوب ہو یا مجذوب سالک۔ سالک مجذوب کو اللہ کی طرف سے کشش ہوتی ہے اور مجذوب سالک وہ ہے جو خدا کی کشش کا حامل ہوتے ہوئے محویت اور استغراق کے عالم میں سلوک کی منزلیں طے کرتا ہو۔ سالک مجذوب کیلئے طلب اور جستجو اولین شرط ہے پھر جتنی طلب بڑھ جائے کشش بڑھتی جائیگی۔

مجذوب سالک پہلے مجذوب ہوتا ہے۔ پھر وہ راہ سلوک اختیار کرتا ہے
بعض لوگ باہوش ہونے کے باوجود لامکان اور عرش اعلیٰ کی سیر پر اعتراض کرتے ہیں اور تعجب بھی۔ مگر اس قصیدہ شریف میں تصوف اور سلوک کے ایسے بلند مقامات کی نشاندہی کی گئی ہے۔
جس سے یہ شکوک وغیرہ دور ہو سکتے ہیں۔

دستور الجمہور میں درج ہے کہ حضرت سلطان بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کا فرمانا ہے کہ حاجی لوگ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں اور دیدار خدا کے طالب رہتے ہیں۔

دریائے ابرار میں حضرت خسروؒ فرماتے ہیں اولیاء اللہ گلی کوچوں میں پھرتے ہوئے آسمان کی سیر کرتے ہیں۔ چاند مشرق میں سیر کرتا ہے مگر اسکا رخ مغرب کی طرف ہوتا ہے۔ اسیطرح آسمان ولایت کے چاند زمین پر چلنے کے باوجود عرش کی سیر کرتے ہیں۔

عوارف المعارف میں اولیاء کرام کے حق میں لکھا ہے کہ انکے نفس بندگی کی منزلوں کی سیر کرنے والے ہیں۔ اور انکی روحیں خدا کی نزدیکی کی فضا میں اڑنے والی ہیں۔ انکے جھنڈے زمین کے اطراف میں پھیلے ہیں۔ انکی روحانی حکومت ساری دنیا پر قائم ہے۔ جاہل لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ گم ہو گئے۔ وہ جسم کے ساتھ موجود ہیں۔ وہ دن رات عبادت میں لذت پاتے ہیں۔ وہ خواہشات نفسانی کو دیکھتے ہیں۔ تلاوتِ قرآن پاک سے عجیب لذت پاتے ہیں۔ ہر زمانے میں موجود رہتے ہیں۔ اور حق کو قائم رکھتے ہیں۔ مخلوق کے معاون و مدد گار ہوتے ہیں۔ ان کے انوار چمکتے ہیں۔ یہ پرہیز گاروں کے امام ہیں جو شخص انکی پیروی کریگا۔ ہدایت پائیگا۔ انکا جو انکار کرے وہ گمراہ ہوگا۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ نے روح کے پرندے کو عالم بالا میں سیر کرنے کی تاکید کی ہے۔ آپ نے اپنے دل کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ہے۔ کہ اے دل تو کب تک ظاہری دنیا میں بچوں کی طرح مٹی سے کھیلتا رہیگا۔

اٹھو مٹی جھاڑ کر اپنے گھونسلے کی طرف پرواز کر!

رشاد العباد میں ہے کہ ایک سال جو سفر سالہا سال تک نہیں کر سکتا۔
وہ پیر کی مدد سے دنوں میں طے کرتا ہے۔

وہ انڈے کے مانند ہے۔ اُسے پرندے کی محبت چاہیئے۔ حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ میں نے خوارزم کے شہر جام میں ایک شخص کو دیکھا۔ جسکا کوئی خاص مرشد نہ تھا۔ اس نے سلوک کے مقامات ۴۵ سال میں طے کئے ایک منزل پر دو سال لٹکتا رہا۔ آخر مرشد کی توجہ اور کشش الٰہی سے کامیاب ہوا۔

رسالہ ارشاد المؤمنین میں ہے کہ جذبہ اور طلب دو طرح سے حاصل ہوتے ہیں۔ ۱۔ خدا بلا واسطہ نور بھیجتا ہے۔ جو کہ طالب کے دل کو روشن کرتا ہے۔ اسکی طلب کو تیز تر کرتا ہے۔ دوسری قسم واسطہ پر منحصر ہوتی ہے۔ اس لئے صاحبدلوں کی صحبت میں رہنا اور مشائخ کرام کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

حدیث میں آیا ہے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی کششوں میں سے ایک کشش انسانوں اور جنوں کے اعمال کے برابر ہے جیسا کہ حضرت سلطان ولد علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ اللہ کا ایک بار اپنے بندے کو اپنی طرف کشش کرنا تمام جن و انسان کی سخاوت سے بہتر ہے۔ کیونکہ جذبہ خدا کا کام ہے اور عبادت بندوں کا کام۔

جب دل میں عقیدت ہو تو عبادت ہے۔ اس سے زیادہ ہو تو رغبت بہت زیادہ ہو تو محبت اور جب محبت حد سے بڑھ جائے تو عشق اور جب عشق انتہا کو پہنچ گیا تو جذبہ ہو گیا۔ معشوق کے دل میں عاشق کے عشق کا اثر جذب ہے۔

ــ عشق اوّل در دل معشوق پیدا میشود
تا نسوزد شمع کے پروانہ شیدا مےشود

قطرہ سے ندی، ندی سے نالہ۔ نالہ سے دریا، دریا سے سمندر لیکن حقیقت میں وہی پانی تھا جو ابتدا میں دیکھا گیا۔

**طیر طور جن طور نفس و قلب و روح و سر
ہم خفی کردہ بغیب الغیب ہم اطیر شد است**

حضرت علامہ غالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مرشد برحق نے سلوک کے سات طور یعنی طور جن۔ طور نفس۔ طور قلب، طور روح۔ طور خفی اور طور غیب الغیب طے کیے بلکہ آپکی پرواز ان سے بھی اوپر ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے۔ کہ ہر سالک کیلئے ان سات مقامات یعنی اطوار سبعہ کا جاننا بہت ضروری ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت میر محمد ہمدانی رح فرزند بانی اسلام در کشمیر میر سید علی ہمدانی رضی اللہ عنہ نے اطوار السالکین میں انکی یوں توضیح فرمائی ہے۔

سالکوں کیلئے اللہ تک رسائی میں سات اطوار طے کرنا لازم ہیں۔ پہلے پہلے غافلوں کے دلوں میں جنیات کا عمل دخل اور تصرف ہوتا ہے ایک طور سے دوسرے طور تک دس ہزار پردے ہیں۔ جیسا کہ حضرت سرور دو عالم صلعم کا فرمان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نور و ظلمت کے ستر ہزار پردے ہیں۔ جو ان سات اطوار میں آتے ہیں۔ یہ پردے اسکے اپنے پیدا

کردہ ہیں۔ اللہ کی طرف سے نہیں۔ یہ کیسے پیدا ہوتے ہیں۔ میں عرض کرونگا یہ پردے اللہ سے بندے کی وحشت اور غیر اللہ کی طرف سے اسکی معروفیت سے پیدا ہوتی ہیں۔ ورنہ اللہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہ دیکھتا ہے۔ ظاہر اور پوشیدہ علم رکھتا ہے۔ اگر پردے حائل ہیں تو صرف ہماری طرف سے۔ کیونکہ ہم اللہ کو چھوڑ کر دنیا و ما فیہا کی طرف مائل ہیں۔

سب سے بڑی بات مرشد کی مدد سے اس کے قلعہ میں محفوظ رہ کر نفس کے ساتھ جنگ کرنا ہے۔ تمام نفسانی خواہشات کو چھوڑ کر غفلت سے منہ موڑ کر اوصاف حمیدہ کا مالک بننا ہے۔ ولایت یعنی خدا دوستی سے فیض یاب ہونا۔ مستی کے طور پر چڑھکر اسکے وجود کا ہر ذرہ یہ پکارتا رہے کہ اے اللہ مجھے اپنا جلوہ دکھا۔

طور روح میں اگر مشاہدات و تجلیات کا ذوق و شوق پیدا کرتے اور اپنے آپ سے بے خود ہو کر انانیت کو چھوڑ دئے اور شہباز کی طرح عالم ملکوت میں قدم رکھے۔ اور اپنے آپ کو طور خفی میں ڈال کر جمال و جلال کی تجلیات سے لطف اندوز ہو اب اللہ کی کشش اسکی طرف متوجہ ہوگی پردہ اٹھ جائیگا جدائی کا مارا یہ عاشق قطرہ کی طرح سمندر میں گم ہو جائیگا۔ یعنی غیب الغیب کی منزل سے ہمکنار ہوگا۔ اس مقام سے سالکوں کی سیر اور عارفوں کی پرواز کی کوئی انتہا نہیں۔

جب قطرہ دریا میں فنا ہوگیا تو محفوظ رہا۔ اسکو مقام محفوظیت کہتے ہیں۔ اس مرتبہ پر پہنچنے والا ولایت کے شہنشاہ کا خبر رسان

بتکر خوشخبری سناتا ہے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء (یہ اللہ کا فضل ہے جسکو چاہیئے عطا کرے) اور الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون (خبردار رہو! بیشک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہو گا نہ حزن و ملال)

اللہ کے فضل و کرم سے ہر ذرہ کے کان میں اس قدرتی فرمان کا پیغام پہنچا ہے تو وہ سب اس کے دوست بن جاتے ہیں۔ (سچ ہے جو اللہ کا بن کر رہا تو سب مخلوق اسکی غلام!)

خلاصۃ المناقب میں شیخ نورالدین جعفر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب عالم غیب اس سے پوشیدہ نہیں رہتا تو جمادات، نباتات اور حیوانات کی روحیں اور مردوں کے حالات اس پر کیوں نہ منکشف ہو جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسکو اللہ کے عجائبات نظر آنے لگتے ہیں اور خدا کے جلوے اور تجلیات ظاہر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ناموں کا حسن و جمال نظر آتا ہے اور جب غیب حقی پر پہنچتا ہے تو سالک کو بصیرت کی آنکھیں ذکر کرنے لگتی ہیں سب کچھ اسی سے دیکھتا ہے۔ اور سب کچھ اسی کو دیکھتا ہے۔

شعر مفہوم:۔

تجھے وہ آنکھیں نہیں کہ تو اپنے آپکو پہچانتا۔ ورنہ سر سے پاؤں تک ڈرتی سب کچھ ہے۔ اللہ کی کشش یہاں سے شروع ہوتی ہے

سیر عالم کردہ ملکوت را جبروت ہم
باز در لاہوت مرغ جان او را سیر شد است

حضرت علامہ علیہ الرحمہ حضرت پیر رحیق رضی اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ نے عالم ملکوت و جبروت کی سیر کے ساتھ لاہوت کا سفر کیا اسی سفر میں تین عالموں کے سیر کا ذکر ہے اور چوتھے عالم میں پہنچنے کا بیان ہے جو تمام سالکوں کی تمنا ہے۔

شمائل الاتقیا میں حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وہی صاحب ارشاد ہے جو ان عالموں سے گذر کر کامل بن چکا ہو۔ یہ چار عالم یعنی ناسوت، ملکوت، جبروت، لاہوت۔ ان مقامات تک شیطان کی رسائی ہے۔ اور اسکا یہاں ہر قدم پر یلغار اور حملہ ہوتا رہتا ہے۔ کیونکہ اس نے دھمکی دیکر خدا کے حضور میں کہا ہے لاغوینہم اجمعین (میں سب کو گمراہ کردونگا)

(یہ عرض کرنا بیجا نہ ہوگا کہ اس موقع محل کے حوالے سے حکیم الامت ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے حضور عرض کیا ہے۔ اے اللہ مجھے حکم ہوتا ہے۔ کہ شیطان سے ڈر۔ مگر ذرا بتایئے کہ " اُو بہ درِ دہ کیست " مترجم)

یہاں مرشد کی سخت ضرورت پڑتی ہے۔ یہ ہولناک گرداب ہے۔ چوتھے مقام لاہوت میں لامکان ہیں لامکان کا مکان ہی اللہ کی پاک ذات ہے۔

مقام ناسوت نظر میں آنے والی دنیا ہے۔ ملکوت کی دنیا امر کی دنیا ہے قلب کا عالم (پوشیدہ دنیا) باطن کی دنیا۔ مقام جبروت روح کی دنیا۔ حقیقت حقیقت کی دنیا۔ مقام لاہوت ذات الٰہی کے لامکان کے مکان کی دنیا۔ جس کی تشریح نہیں ہو سکتی۔ ہاں خدا خود کسی کے دل و دماغ پر کھولے تو اور بات ہے!

ابوسعید حمید الدین تمہیدات عین القضاۃ میں لکھتے ہیں: بعض کہتے ہیں کہ کھانا۔ پینا اور حواس کے ذریعے مشغول رہنا عالم ناسوت ہے۔ علمی اور عقلی باتوں کا شوق عالم ملکوت ہے ہر چیز پر اسیطرح قدرت رکھنا کہ کہدے بن جا تو بن جائیگا عالم جبروت ہے۔ ان باتوں سے ظاہری اور باطنی طور گذرنے کے بعد عالم لاہوت کا راستہ ہے۔

عالم لاہوت خدا تعالیٰ کے عاشقوں کا راستہ ہے اور کوئی سالک جب تک اپنے ہوش میں ہے عالم لاہوت میں نہیں ہے۔ ہاں جب فنا ہو گیا تو وہ وہ نہیں ہے بلکہ اللہ ہے!

رباعی مفہوم:۔ جس میں انانیت ہے وہ بغیر ہوا کے کچھ نہیں۔ فنا ہو جا۔ فنا ہو کر محبوب سے جدائی نہیں۔ انسان بندگی کے اس مقام پر پہنچکر فنا ہو جاتا ہے اس کے بعد خدائی کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے۔

یاد رہے کہ کسی مقام پر پہنچکر اسی کے ساتھ چمٹ جانا اچھا نہیں کہا گیا ہے التصرف فی الفقیر حرام۔ فقیر میں تصرف اور عمل دخل ہونا حرام ہے عالم ناسوت میں عمل دخل کرنا یا التصرف کرنا عالم ملکوت کا پردہ ہے اسیطرح عالم ملکوت میں عمل دخل اور تصرف عالم جبروت سے پیچھے رہنا ہے عالم جبروت میں تصرف لاہوت سے دور رکھتا ہے۔

حق تو یہ ہے کہ جب تمہاری ہستی کا کوئی نشان باقی نہیں رہیگا تو تمہارا نور اسکی بقا سے باقی رہیگا۔

اس حقیقت کا راز یہ ہے کہ جب تک سالک طور ناسوت سے

سے نہ گذرے طور ملکوت میں نہیں پہنچے گا جبتک طور ملکوت کو پار نہ کریگا جبروت میں نہیں آئیگا جب عالم جبروت طے کریگا تو لاہوت میں نظارہ کریگا اور لطف اندوز ہوگا۔

یاد رہے جبتک انسان اپنے آپ اور اپنے کام سے باشعور رہے عالم لاہوت سے بہت دُور ہے۔

جو نفسانی خواہشات کا غلام ہو وہ اسکو کہاں پہچانے اور کوئی اسکو عقل وشعور سے نہیں پہچان سکتا۔

شعر مفہوم:۔ یہ کام جسم خاکی کے زور بازو سے ممکن نہیں۔ تمہارا ہی نور چاہیئے جو تجھکو پہچانے۔

جو شخص طلب وجستجو کی تڑپ رکھے اور استاد ذکر سے کرے اور سب چیزوں سے منہ موڑے گوشہ نشینی اختیار کرکے ذکر کرتا رہے۔ اپنے کو لاتعلق رکھکر مُردہ تصور کرے یہانتک کہ لاہوت کی کھڑکی سے سر نکالے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ (سلام اسپر جو ہدایت کی پیروی کرے) شیخ نجم الدین کا بیان ہے" سالک کو چاہیئے کہ قول وفعل میں اہل سلوک کی پیروی کرے تاکہ قیامت کے دن سب مشائخ اس سے راضی ہوں۔ اس طریقہ سے ہٹ جائے تو تمام مشائخ اس کے دشمن ہونگے۔ اسمیں احتساب کی ضرورت ہے۔

ما انشا نا شیئیم یا انبیش یا قتیم
ز انکه شگفتنی انبیا دست جیب منظر شدست

حضرت علامہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمنے پیر برحق کی سیر سے آپکی محبوبیت کا راز پایا۔ کیونکہ عبادات سے پہلے ہی آپ سے کشف وکرامات ظاہر ہوئیں جب کبھی پیر برحق قدس سرہ مہربان ہوکر ریاضت وعبادات سے پہلے اپنے بچپن کے واقعات سناتے تو ہم سمجھتے تھے کہ اللہ پاک نے آپ کو ازل سے ہی اپنا محبوب بنایا تھا۔ کیونکہ ہمکو کتابوں کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہو گئی تھی۔ کہ جس صاحب کو مجاہدات وریاضات سے پہلے کشف حاصل ہو وہ اسکے سیر محبوبانہ کی نشانی ہے

خلاصۃ المناقب میں درج ہے۔ کہ ہر ایک محبوب عاشق ہے اور ہر عاشق محبوب ہے۔ محبوبیت کے درجے میں رہ کر غیبی حالات اور راز ہائے سربستہ پہلے ہی ظاہر ہوتے ہیں۔

ولایت کی دو قسمیں ہیں (۱) ایک عطائی (۲) دوسری کسبی۔ عطائی وہ ہے جو اچانک اللہ تعالیٰ کی برکت اور کشش سے مل جائے ایسا ولی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ یہ ولایت شاذ ہی کسی کو ملتی ہے۔

دوسری ولایت بلند مجاہدات سے ملتی ہے مگر دونوں میں باطنی جذبہ الٰہی درکار ہے۔ جس ولی کو مجاہدات سے پہلے جذبہ عطا ہو اس کو محبوب مجذوب مراد، محفوظ اور معصوم کہتے ہیں جو کچھ وہ کرے اس کیلئے اس کو باز پرس نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ کل ما فعلہ المحبوب محبوب (سب کچھ جو محبوب کرے پسندیدہ ہے)

حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا یہی مقام ہے اسی لئے اللہ نے فرمایا

انا فتحنا لك فتحا مبینا (بے شک ہم نے آپ کو صریح اور کھلی فتح دی)

تمام انبیاء مجذوب اور سالک ہیں بعض اولیاء بھی مجذوب و سالک ہیں کچھ سالک کچھ نرے مجذوب اسوجہ سے ولایت بغیر جذبۂ الٰہی کے ممکن نہیں. مریدوں کو جذبۂ الٰہی کامل اور مستقل ہونا چاہیئے ورنہ رہبری نہیں کر سکتے. حضور سرور عالم فدا امی والی نے فرمایا ہے۔ الشیخ فی قومہ کالنبیؐ فی امتہ (مرشد اپنی قوم میں ایسا ہی ہے جیسے ایک نبیؐ اپنی امت میں) اور یہ بھی فرمایا کہ باطنی عملوں میں سے ایک ذرہ ظاہری عملوں کے پہاڑ سے بہتر ہے۔

رموز الہین میں لکھا ہے کہ مرشد وہ ہے جو محبّ بھی ہو. محبوب بھی ہو اور مطلوب بھی. عاشق اور معشوق بھی، کامل اور کامل بنانے والا بھی. سالک مجذوب بھی ہو اور مجذوب سالک بھی ہو۔ مقام حیرت میں بھی ہو اور وحدت کے سمندر میں غوطہ زن بھی۔ ہر گھڑی اسکی سیر، کبھی بیداری میں بھی ذکر و فکر میں محو کبھی ذات الٰہی میں گم شدگی کے عالم میں!

ہوش در دم خلوت اندر انجمن حال اوست
او سفر با تم خلوت تم صحبت در شد است

علامہ خاکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد برحق قدس اسرارہ لوگوں میں رہتے ہوئے بھی پاس انفاس کا خیال رکھکر انفاس کے ذریعہ خالق حقیقی سے ملے ہوتے ہیں. خلوت میں بھی مخلص مریدوں کی تربیت فرماتے ہیں اور مجالس میں بھی یہ کام انجام دیتے ہیں۔ سالک کو ھُو کے ساتھ سانس اندر جاتے اور باہر آنے کا شعور ہو۔ جو سانس ھُو کے بغیر اندر گیا یا باہر آیا وہ ضائع ہوگیا۔

حضرات نقشبندیہ کی اصطلاحات میں ہوش در دم سے یہ مراد ہے کہ ہر سانس لینے سے سالک واقف ہو اور ذکر ادا کرتے میں دل سے غافل نہ ہو، چاہے خلوت میں ہو یا انجمن میں!

شہرت کی مصیبت سے آزاد ہو۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ خلوت میں شہرت ہے شہرت میں مصیبت ہے۔ نفحات الانس میں ہے کہ خواجہ غیور علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ ہمارے سلسلہ کی بنیاد "خلوت در انجمن" ہے یعنی بظاہر لوگوں میں اور باطن میں اللہ کے ساتھ!

خدائی ارشاد ہے یہ ایسے لوگ ہیں جنکو دنیاوی کاروبار یاد خدا سے غافل نہیں رکھتا!

رباعی (مفہوم) اے دوست! اگرچہ ہر سال اپنا چہرہ نہیں دکھاتے ہو۔ لیکن تمہارے خیال کو زائل ہونے کا خطرہ ہرگز نہیں رہتا۔ مجھے تو ہر جگہ۔ ہر حال میں تمہاری تمنا دل میں رہتی ہے اور آنکھوں میں تمہارا تصور!

(کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔ ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے مترجم)

علامہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد برحق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مختلف ذکروں کا مالک بننے کے بعد مجھے گجرات کے ایک مشائخ کے ساتھ ملاقات کا موقع ملا۔ انہوں نے مجھے ذکر ھُو کی تلقین فرمائی اور اسکے اثر اور نتیجہ کو دکھا کر اسپر قائم رکھا۔ آپ فرماتے تھے کہ یہ ذکر ھُو تمام جانداروں، روحوں نر اور سالتوں میں جاری ہے۔ اور یہی انکی زندگی کا باعث ہے اور اب مجھے اسکے چالو رکھنے کی عادت ہو گئی ہے اور کبھی

قلب و ذہن پر مسلّط رہتا ہے۔ کبھی دور نہیں رہتا!

مولانا جامی علیہ الرحمۃ کی رباعی ملاحظہ ہو۔ مفہوم

اے مطلب جاننے والے۔ حرف ھ غیب احدیت ہے اور تمہارے سانسوں کی بنیاد یہی حرف ھا ہے۔ اے دوست۔ اُمید و بیم کے ساتھ اس حرف سے واقف ہو جا۔ میں نے نادر بات کہی ہے اگر یاد رکھو!

ابوالجناب شیخ نجم الدین احمد الکبریٰ رضی اللہ عنہ اپنی کتاب فواتح الجمال میں لکھتے ہیں کہ جانداروں کی ارواح اور سانسوں پر جو ذکر چالو ہے وہ حرف ھا میں پوشیدہ ہے یہ حرف ھ اللہ کی غیب ھُویّت کی طرف اشارہ ہے یہی حرف اللہ کے بابرکت ناموں میں سے ہے۔

اللہ کا الف اور لام تعریفی ہے۔ لؔ پر تشدید اس تعریف کے مبالغہ کیلئے ہے۔ باقی رہا ھ اسکا دھیان سانس اندر لینے کے وقت یا باہر جانے کے وقت رکھنا ضروری ہے۔ اس کی نگہداشت رکھے۔ ز رتھ اسے دُعا مانگے کہ یہ ہمیشہ موجود رہے۔ اگر ابدی عمر بھی پائے۔ یہ ایک ایسا قرض خواہ ہے جسکا قرض ادا نہیں ہو سکتا۔

ہمارے مرشد کامل رضی اللہ عنہ مکمل طور اسکی پاسداری رکھتے تھے اور ہر مُرید کو اسکی استعداد کے موافق اسکی تعلیم دیتے تھے۔ آپ کا فیض خلوت اور انجمن دونوں صورتوں میں مرید تک نقشبندیہ سلسلہ کی طرح پہنچا ہے۔

حضرت نقشبند مشکلکشا قدس اللہ سرہ کے اطوار اور طریقے اہل سنت والجماعت کے طریقۂ اعتقاد سے ملتے ہیں۔ وہ سُنتوں کی پیروی کو اوّلیت

دیتے ہیں پس جو لوگ ان بزرگان دین کا انکار کرتے ہیں۔ انکو تعصب اور حسد نے اندھا بنا دیا ہے۔ وہ ان نشانات سے مُنہ موڑتے ہیں۔ جو ولایت کی وجہ سے مشرق و مغرب میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اُن کیلئے افسوس صد افسوس ہے۔

نقشبندیہ سلسلہ کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ یہ ذکر خفی کے ذریعہ سالک کو اللہ سے ملا دیتے ہیں یہ خلوت میں بیٹھنے کو ترجیح نہیں دیتے بلکہ اس سلسلہ کے ساتھ بڑے شیر (اولیاء) وابستہ ہیں ایک لومڑی مکر سے اس زنجیر کو کیسے توڑ سکتی ہے۔

ہوش چہ بود ہست دیدار ز شہودش دائما
زانکہ بینا دیدہ سرش بی یبصر شد است

علامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آگاہی اور شعور کی بات ہی کیا میرے مرشد پاک کو ہر وقت مقام شہود حاصل تھا۔ کیونکہ آپ کی چشم بصیرت "بی یبصر" (یعنی وہ مجھ ہی سے دیکھتا ہے) سے بینا ہو گئی۔

یہاں اس شعر میں مقام مشاہدہ اور شہود کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جو کہ مقام حضور حاضرہ ہے۔ یہ بلند مقام ہے سالکوں کا منتہائی مقصد!

کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ حضرت ابو یزید علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا آپ کی عمر کتنی ہے۔ فرمایا چار سال۔ یعنی ستر سال دُنیا کے پردے میں رہا۔ لیکن اب چار سال سے اسکو دیکھ رہا ہوں لجابیصر کے بارے میں یہ تفصیلی حدیث مبارک سُننے توجہ ہے۔ کوئی قرب چاہنے والا بندہ محض فرائض کی ادائیگی کی برکت سے میرے نزدیک نہیں پہنچتا۔ بلکہ بندہ ہمیشہ نوافل یعنی زائد عبادات کی برکت سے میرے قریب ہو جاتا ہے۔ یہانتک کہ میں اُسے محبت کرتا ہوں اور وہ میرے نزدیک

ہوجاتا ہے اور میں ہی اُس کے کان ۔ اسکی آنکھیں۔ اسکی زبان ۔ ہاتھ ۔ پاؤں بنتا ہوں اور وہ مجھ ہی سے سنتا ہے مجھ سے دیکھتا ہے اور مجھ ہی سے بولتا ہے وغیرہ۔

یہ مقام اولیاءِ کرام کو حاصل ہے اور وہ پیغمبر کے سرمہ کی بدولت بینائی حاصل کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں چند واقعات پیش کرنا موزوں و مناسب ہوگا۔ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما طواف کی جگہ پر کھڑے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انکو سلام کیا ۔ مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے حضرت عمرؓ سے شکایت کی۔ حضرت عمرؓ نے آپ سے ناراض ہوکر پوچھا کہ سلام کا جواب کیوں نہیں دیا۔ کیا تم حضرت عثمان رضہ کے مرتبے کو نہیں جانتے انہوں نے عرض کیا کہ مجھے اسوقت کوئی ہوش نہ تھا کیونکہ میں دیدارِ الٰہی میں محو تھا یہ مشاہدۂ حق کا مقام ہے۔

دوسرا واقعہ حضرت ابو یزید رضی اللہ عنہ کا ہے آپ کو کسی نے باہر سے بلایا ۔ جواب دیا، میں خود ابو یزید کو چالیس سال سے ڈھونڈ رہا ہوں۔ مل نہیں رہا ہے۔ حالانکہ خود ہی جواب دے رہا تھا۔ آپ کو مشاہدہ حق نے اتنا محو کر دیا تھا کہ اپنی سُدھ بُدھ نہ تھی۔

کتاب احیاء العلوم من تصنیف حضرت حجتہ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمہ کے نویں باب میں درج ہے کہ اللہ شکل و صورت سے بالاتر ہے۔ تو یہ کہنا کہ قیامت کو بہت سے چہرے بارونق ہونگے جو رب کی طرف دیکھتے ہونگے کہاں

تک درست ہے۔ حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ بات دراصل یہ ہے کہ یہ رویت ایک قسم کا کشف اور علم ہے۔ جسطرح یہ جائز ہے کہ اللہ مخلوق کو دیکھ رہا ہے حالانکہ وہ اُن کے سامنے نہیں۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ وہ بغیر کیفیت اور صورت کے دیکھا جائے۔

تفسیر قشیری میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو دنیا میں اندھے ہونگے وہ آخرت میں بھی اندھے ہونگے اور زیادہ گمراہ! یعنی جو لوگ اس دنیا میں بصیرت سے خدا کا مشاہدہ کرنے سے محروم ہیں وہ آخرت میں بھی خدا کو دیکھنے سے محروم ہونگے کیونکہ آج اس دنیا میں انہیں خدا سے جدائی ہے۔ قیامت میں انکو جدائی کے علاوہ عذاب جہنم نصیب ہوگا اور زیادہ گمراہ ہونگے۔

تفسیر زاہدی میں بحر الحقائق سے نقل کیا گیا ہے بیشک بصیر وہی ہے جسکی بصیرت کی آنکھیں بی یبصر (مری آنکھ سے دیکھتا ہے) کے سرمہ سے صاف ہوگئی ہوں اور سمیع وہی ہے جس کی ہمت کے کان بی یسمع (میرے کانوں سے سنتا ہے) کی بالیوں سے آراستہ ہوئی ہوں۔ جو خدا کی آنکھوں سے دیکھے وہ خدا کے بغیر کچھ نہیں سُنیگا۔ وہ آنکھ جو اللہ سے نور حاصل کرے۔ اُس کیلئے ہر ذرہ ایک آئینہ ہے جس میں دوست کو دیکھتا ہے۔ مقامات خواجہ نقشبند غیور علیہ الرحمۃ میں مذکور ہے درویش نقد والے یعنی جنکو اپنا مقصد حاصل ہوا ہے وہ مستقبل پر نظر نہیں رکھتے ہیں۔ شعر (مفہوم)

اسی دُنیا میں بصیرت کی آنکھ سے دوست کا دیدار کر۔ کل پر کیا چھوڑتا ہے

سراج امالی یا نور المعانی میں یوں تشریح کی گئی ہے کہ مؤمن اسکو بلاچوں وچرا

دیکھتے ہیں۔

اہل حق کا اس بات پر یقین ہے کہ قلبی دیدار دنیا میں جائز ہے۔ یعنی بصیرت کی آنکھوں سے دیکھنا۔ اس کا مطلب ہے باطن اور روح میں حقیقت کا معلوم ہونا ہے۔ اس سے مراد یقین اور روبرو دیکھنا۔ اس میں ظاہری اور باطنی آنکھ سے دیکھنے میں فرق نہیں پڑتا ہے۔ پس جان لو آخرت میں آنکھوں سے دیکھنا حق اور جائز ہے۔

شرح المشارق میں صریحًا درج ہے کہ معراج کی شب حضور پاک صلعم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور سرورعالم صلعم نے فرمایا میں نے اللہ کو دیکھا اور علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے کتاب خصائص النبیؐ میں ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اللہ کو دو مرتبہ دیکھا مولانا شیخ یعقوب چرخی نے لکھا ہے حضرت محمدؐ معاذ اللہ دیوانہ نہیں ہیں۔ آپ نے اللہ کو آسمان کے کنارے پر دیکھا۔ امام قشیری لکھتے ہیں کہ اللہ نے مومن مرد اور عورتوں کو پاکیزہ مکانوں کا وعدہ فرمایا ہے اور مکان محبوب کے دیدار کے بغیر آرام دہ اور پاکیزہ نہیں بنتا ہے اللہ کی تھوڑی رضامندی بہت بڑا انعام ہے۔ اہل رضوان اس خوشنودی کا ذوق رکھتے ہیں۔ یہی محبت کی روح ہے دارالقدس یعنی پاکیزہ گھر کے آرام سے کچھ کم نہیں۔ یہی روح مکمل ہے۔

نفحات الانس میں درج ہے۔ بیشک میں نے تم کو اپنے دل کے ساتھ سخن گو بنایا ہے۔ جسم مخلوق کی خدمت کیلئے ہے۔ دل خدا کے جلوؤں سے مالا مال ہے اسمیں کسی اور کی گنجائش نہیں۔ البتہ ظاہری قواء ساتھیوں کی خدمت میں

لگے رہتے ہیں سے   دل با یار دست با کار

حضرت رابعہ شامیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا دو الگ الگ ہستیاں ہیں ۔ حضرت رابعہ بصری حضرت شیخ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی مریدہ تھیں۔ رابعہ شامیہ رضؓ اویسی ولی تھیں۔

ایک عالم فقیہ نے کہا ہے کہ عورتوں کو خدا کا دیدار نصیب نہ ہوگا۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اجر و ثواب میں ان دو کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ قرآن شریف میں مذکور ہے۔ کہ مسلمان عورت ہو یا مرد جو نیکوکار ہو اسکو ہم ستھری زندگی عطا کرینگے حضرت سلطان ولد علیہ الرحمہ کی مثنوی شریف میں آیا ہے کہ حضور پاک صلعم کو دیدار الٰہی میسر تھا اسلئے حضرت موسیٰ نے آرزو کی کہ انکی اُمت میں سے کیوں نہیں ہوں۔ جب حضور پاک صلعم نے فرمایا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا (میں بطور اُستاد مبعوث ہوا ہوں) وہ سمجھ گئے کہ وہ بھی شاگرد ہونگے اور دیدار الٰہی سے فیض یاب ہونگے۔ حضور پاک صلعم نے فرمایا۔ اصحابی کالنجوم (میرے ساتھی ستاروں کے مانند ہیں) جس کسی کی پیروی کروگے راہ راست پاؤگے

جب لوگ ولی کا دامن تھام لینگے یعنی متابعت کرینگے تو گویا انہوں نے میرا دامن تھام لیا کیونکہ وہ ولی میں خود ہوں جس کی ظاہری صورت میں میں جلوہ گر ہوا ہوں۔

ہر ولی کی جیب سے میں سر نکالتا ہوں۔ جو کوئی دیکھے کہتا رہے اس جیسا کوئی نہیں۔ میں طور کی تجلی کی طرح شمع اور چراغ میں ہوں۔ خدا کا نور ہمیشہ ایک ہے

حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہٗ العزیز چہل اسرار میں کیا

خوب فرما گئے ہیں۔

ہر کو ندید رویش کورِ دو عالم آمد　　وآنرا کہ دیدہ واشد بینا بود ہمیشہ

ترجمہ (جس شخص نے اسکا دیدار نہ کیا وہ اندھا ہے۔ جس کی آنکھیں اسکے دیدار سے کھل گئیں وہ ہمیشہ بینا ہے۔ یعنی مقام شہود میں ہے۔)

از کنار خویش می یابم دما دم بوی یار　　زاں ہمی گیرم بہر دم خویشتن را در کنار

ترجمہ (میں اپنے بغل میں ہر دم یار کی خوشبو پاتا ہوں۔ اس لئے اپنے سے بغل گیر ہوتا رہتا ہوں۔

شہود صفات شہود افعال شہود ذات

مولانا نورالدین جعفر بدخشی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ بعض اولیاء کو شہود ذات حاصل ہوتا ہے یعنی دیدار الٰہی انہیں ہر وقت میسر ہوتا ہے۔ بعض کو شہود صفات دنیا میں نور کی کرنوں اور تجلیوں کے مقدار میں ہوتا ہے۔

شہود افعال ہمیشہ رہتا ہے مگر شہود صفات کبھی پوشیدہ ہوتا ہے مگر اکثر حضرات کا خیال ہے کہ شہود صفات حضور سرور کائنات صلعم کو ہر وقت حاصل تھا بعض کہتے ہیں کہ کسی وقت حاصل ہوتا۔ کیونکہ آپ کا فرمان ہے۔

"لی مع اللّٰہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل"

فرمایا صلعم نے مجھے اللہ کے ساتھ ایسا وقت میسر ہوتا ہے کہ کوئی مقرب فرشتہ یا مرسل میری برابری نہیں کر سکتا۔ اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ آنحضور صلعم کو کبھی کبھی تجلی ذات، اکثر وقتوں میں تجلی صفات حاصل تھا اور ہمیشہ کیلئے تجلی ذات کا وعدہ آخرت میں مرتب ہے اسی کا نام مقام محمود ہے۔

بعض اوقات اولیاء کہتے ہیں کہ ہم ہر وقت خدا کا مشاہدہ کرتے ہیں اگر یہ میسر نہ ہو تو ہم مرجائیں بعض کا خیال ہے کہ اگر اس پر پردہ پڑ جائے تو ہم مرتد ہونگے۔ یہ شہود افعال یا شہود صفات ہو سکتا ہے۔

سورۂ یونس کا جزوی مفہوم ملاحظہ ہو۔

"بے شک جو لوگ ہمارے دیدار اور قرب کی اُمید نہیں رکھتے اور دنیوی زندگی پر راضی ہیں اور اسی میں دل لگائے بیٹھے ہیں اور وہ جو ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں ایسے لوگوں کا ٹھکانا انکے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے۔"

معتزلہ فرقہ دیدار خدا کے جائز ہونے کو تسلیم نہیں کرتا۔ مگر با ایمان دیدار کے شوقین ہیں۔ اور اس کی اُمید رکھتے ہیں۔ جو دیدار کا طلبگار نہیں اسکو عرفان حاصل نہیں ہوگا اگر محبت رکھتے تو دیدار کے شائق ہوتے۔

اللہ کا فرمان ہے جو دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے اُن کیلئے جنت حرام کر دی گئی ورنہ اُمید دار لوگوں کا انجام اللہ کی قربت اور دیدار میں مضمر ہے۔

کشف المحجوب میں مذکور ہے کہ اس گروہ کا مقصد مشاہدہ سے دل کا دیدار ہے۔ یعنی دل کی آنکھوں سے خلوت و جلوت میں اللہ کو دیکھتے ہیں۔

علامہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرے پیر طریقت اللہ کے عارف ہیں جو کہ روشن اور موجود ہے اسلئے آپ کو اللہ کے سرِّ وحدت کا معائنہ کرنے میں صورتوں کی کثرت رکاوٹ نہیں ڈال سکتی۔

نقد النصوص میں تحریر ہے کہ اللہ ہر فہم میں آنے والی چیز میں پوشیدہ ہی نہیں بلکہ عیاں اور جلوہ گر ہے۔ لیکن ادراک سے پوشیدہ! سوائے اُس شخص کے جو انانیت سے بے پرواہ ہو کر بی یبصر کے مقام پر فائز ہو کیونکہ اس صورت میں وہ تمام چیزوں کا مشاہدہ اللہ کی آنکھوں سے کرتا ہے۔

منطق الطیر میں لکھا ہے۔

مردے باید کہ باشد رہ شناس گرچہ بیند شاہ را در صد لباس

آدمی کا اس راہ سے واقف ہونا از بس ضروری ہے اِس کے نشیب و فراز سے!

اگرچہ بادشاہ کو سینکڑوں لباس میں دیکھے۔ (یہ ہمہ اوست کا مسئلہ ہے)۔

کنز العباد میں ہے کہ گوشہ نشینی کا مقصد دراصل بری عادتوں سے الگ رہنا ہے۔ یہ تاثیر صفات کی تبدیلی ہے اور وطن سے دوری نہیں۔

جب پوچھا گیا۔ عارف کون ہے۔ جواب ملا جو کائن بائن ہے۔ یعنی جو ظاہر میں مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے اور باطن میں اُن سے جُدا۔

سلسلۃ الذہب میں درج ہے کہ ایسا شخص دل با یار دست با کار پر عمل پیرا ہوگا۔ گویا صوفی کائن و بائن ہے۔

مثنوی کے چند اشعار ملاحظہ ہوں

ہر کرا حق داد نور معرفتس　　　　کائن و بائن بود صفتش

جس کو اللہ اپنی معرفت سے نور بخشتا ہے وہ کائن و بائن ہے۔

خیز جامیؒ خاک این راہ باش　　　　ہر چہ داری نجاک این رہ پاش

جامی اٹھو اور اس راہ کی خاک بنو۔ اپنا سارا کچھ اس راہ میں خرچ کرو۔

پھر ایک حکایت حضرت عبید اللہؒ کی بیان کرتے ہیں کہ کس طرح بادشاہ سمرقند نے آپ کے استقبال کیلئے اپنے اُمراء وُزراء اور فوج بھیجدے۔ مگر آپ پر ظاہری جاہ وجلال کا کچھ اثر نہ ہوا اور مجھے بُلاکر فرمایا دیکھو یہی فنا کا مقام ہے۔ اتنے ازدہام میں اپنے میں مگن رہو۔ بیشک وہ اپنے مقام اور حال سے خبر دیتے تھے۔ میں بصد شوق یہ لکھ رہا ہوں ورنہ مجھ جیسے بے بضاعت سے انکی کیا تعریف ہوسکتی ہے۔ خزانۃ الجلالی میں لکھا ہے کہ درویشی خرقہ پہننے اور خانقاہ میں رہنا نہیں بلکہ ذکر و فکر میں مشغول رہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ دل کو حضور قلب حاصل ہو حضرت سعدیؒ کیا خوب فرماگئے ہیں۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست　　　　بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

مؤمن وہ ہے جو لحہ بھر بھی یادِ خدا سے غافل نہ رہے اسی ایک لحظہ میں اس کے ایمان میں رخنہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی ایک لمحہ کیلئے وہ کافر ہوگیا۔ اگر ہمیشہ غافل رہے تو اسلام کا دروازہ اس پر بند ہے۔

قربان جائیے حضرت خواجہ نقشبند مشکلکشا علیہ الرحمہ کے آپ کس درد آمیز لہجہ میں اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے ہیں۔

یارب بکرم مشکلات آسانم کن آگہ ز دقیقہ ہا ایمانم کن
حقا کہ مزاف مسلمانی نیست گر گبر وجہودم تو مسلمانم کن (مترجم)

مزید لکھا ہے کہ اللہ پاک کا ارشاد گرامی ہے جو میری یاد غفلت اور لاپروائی سے کرتا ہے میں اس کی یاد لعنت سے کرتا ہوں۔ اسی لئے دانائے راز نے پروردگار سے یوں التجا کی ہے۔

بگیر از من کہ برمن بار دوش است ثواب ایں نماز بے حضور ے

شرح الرباعیات میں تحریر ہے کہ جسکی بینائی کمزور نہیں ہے وہ ہر چیز میں اسکا جلوہ دیکھتا ہے سب اُسی کے حسن کا عکس ہے سب کچھ اُسی کی مدد سے قائم ہے بلکہ خود وُہی ہے!

اللہ تعالیٰ ایسے موجود ہے جو دکھائی نہیں دیتا۔ جس پر کسی کو عبور نہیں جو کچھ روح دیکھتی ہے جسم سے دیکھتی ہے مگر جسم اس سے بے خبر ہے یہی مثال اس حی و قیوم کی ہے۔ یعنی دنیا کا قائم رکھنے والا مگر نہ دکھائی دینے والا۔ دنیا کے ہر ذرہ کا وجود اُسی کی قیومی کی بدولت قائم ہے۔ کائنات کے ہر ذرہ کا وجود خداوند تعالیٰ سے قائم ہے۔

وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ (جہاں کہیں بھی تم ہو گے وہ تمہارے ساتھ ہے) جسطرح عرض جوہر کی بدولت قائم ہے۔ جسم روح کی بدولت قائم ہے۔ اسی طرح قیوم کی رفاقت ہر دم ہر لحظہ چاہئیے! کبھی ہوا کا بگولا اُٹھکر مٹی وغیرہ ہلکی چیزوں کو نچاتا ہے۔ ایسا لگتا ہے مٹی ناچتی ہے مگر وہ بے بس ہے۔ اس کو نچاتا تو ہوا ہے۔ حرکت میں لانے والی ہوا ہے مگر ہوا دکھائی نہیں دیتی ہے۔ دراصل حکومت ہوا کی ہے

اور ہوالنظر سے غائب ہے!

صحبت

مخلصان را صحبت او موجب جمعیت است
تائبان را بیعت او سدِ اسکندر شدست

میرے مرشد کامل کی صحبت مریدوں کیلئے باعث تسکین ہے اور توبہ کرنے والوں کیلئے آپ کے دست مبارک پر بیعت ہونا دیوار اسکندر سے بھی مضبوط ہے۔ یہ اُس کو ہر آفت سے محفوظ رکھتی ہے۔

اسمیں فروتنی، عاجزی اور خلوص کا شامل ہونا ضروری ہے اولیاء کی صحبت کے بارے میں جو فیض حاصل ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں کچھ ملفوظات اور قرآن و احادیث کا حوالہ دینا ضروری ہے۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضؓ سے حضور پاک صلعم نے اس شرط پر بیعت لی کہ شرک نہ کرو گے چوری نہ کرو گے نہ بچیوں کو مار ڈالو گے نیک کام کرو گے تہمت کسی پر نہیں باندھو گے پھر اللہ ذمہ دار ہے۔ وہ پردہ پوشی کریگا حضرت عبداللہ رضؓ نے عرض کیا۔ جس چور نے ہاتھ کاٹے جانے کے بعد توبہ کی کیا اسکی شہادت قبول ہوگی۔ فرمایا ہاں ہر سزا یافتہ کی شہادت مقبول ہے اگر وہ سزا کے بعد توبہ کرے۔ رسالہ لطیفہ غیبیہ میں ہے۔ مرید صادق اس امر کی کوشش کرے کہ مرشد کی ہمنشینی ہاتھ سے نہ جائے۔

یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونو مع الصادقین کا یہی مفہوم ہے

(اے ایمان والو۔ اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کی صحبت اختیار کرو)

مقامات خواجہ نقشبند میں ہے کہ مسائل دین عالموں سے پوچھتے رہو۔ داناؤں

سے ملتے رہو۔ بزرگوں کے ساتھ صحبت رکھو انکے دیدار میں شفا ہے۔ انکی محبت دوا ہے سے یک زمانہ صحبتے با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

(پیر رومیؒ)

نوادر الاصول میں اسکی تشریح یوں کی گئی ہے۔

اللہ کے خاص بندوں کے تین گروہ ہیں۔ ہر گروہ اپنے کردار سے پہچانا جاتا ہے جو کچھ انکے پاس ہے اس سے انکی شناخت ہوتی ہے۔ کچھ حلال و حرام کے عالم ہیں۔ کچھ خدا آگاہ ہیں انمیں اللہ کے جمال کی نشانیاں ہیں۔ اہل حکمت سے ملاقات کر اولیاء کے پاس بیٹھ۔ شریعت عالموں سے پوچھ۔ حکمت و سائنس و تدبیر وغیرہ داناؤں سے پوچھ۔ اللہ تعالیٰ کے راز بزرگوں سے پوچھ۔ انکے دیدار میں شفا ہے

لقاءَ ہم تعلیل شفاء العلیل

حضرت امیر المؤمنین مولا علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے۔

عالموں سے پوچھ۔ داناؤں سے ملو۔ بزرگوں کے ساتھ صحبت رکھو۔ ظاہری عالموں سے صرف ضرورت کے وقت ملو۔ اہل دل سے صحبت رکھو جن پر علم کے احکام زیادہ غالب ہوں ان سے صحبت رکھنا پسندیدہ نہیں ہے۔ اہل باطن سے زیادہ ملو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے۔

علماء تین اقسام کے ہیں۔ نمبر ۱۔ وہ عالم جو احکام الٰہی جانتا ہے مگر خدا شناس نہیں۔ نمبر ۲۔ وہ عالم جو خدا شناس ہے مگر احکام الٰہی کا عالم نہیں۔ نمبر ۳۔ وہ عالم جو خدا شناس بھی ہے اور شریعت کا عالم بھی ہے۔ اس تیسری قسم کے بارے میں حضور پاک ﷺ نے ابو جحیفہ رضؓ سے فرمایا کہ ان لوگوں کے دیدار میں شفا ہے۔

مقامات سلطان ولد علیہ الرحمہ میں ہے کہ جس طرح علم حاصل کرنے کے بارے میں بار بار دہرانا مفید ہے اسی طرح فقیروں سے صحبت رکھنا فقیری کا واقف بنا دیتا ہے۔

اگر ایک شرابی مٹکے کی مُہر لیبل LABEL دیکھے تو بغیر پئے مست ہو جائے آنا (مٹکا) اولیاء کے قلوب ہیں ایک اہل دل اور غافل ہمشکل ہیں۔ مگر پہلے میں کچھ ایسی شراب بھری پڑی ہے جسکا عکس اُس کے چہرے اور جس کا مزہ اُس کے کلام میں ملتا ہے۔ ان کے نام و پیام سے عشق برستا ہے۔ ایسے بزرگوں کی ہمنشینی سے اطمینان وسکون ملتا ہے۔ جو مدتوں کی ریاضت سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

(پیر رومیؒ)

جب پیر ملے تو اسکو مت چھوڑ۔ گھر گھر اس کو ڈھونڈو اور خوشبو حاصل کرو یعنی فیض روحانی!

وہ تمہارے دل کو باطنی کشش کے ذریعہ ہر پریشانی سے نجات دلائیگا۔ پیر کی صحبت میں مِس خام کیمیا کا اثر قبول کریگی۔ دل منور ہوگا۔ اس کے در پر ثابت قدم رہو۔ مرتے دم تک خدمت بجالاؤ۔

محبت کا بیج دل میں پہنچنے دو۔ صحبت صالح ترا صالح کند دل میں اللہ نے یہ صلاحیت رکھی ہے کہ وہ اثر لیتا ہے۔ اولیاء سے رغبت رکھنے والا انکا اثر لیگا۔ ماسواء اللہ سے کٹ جائیگا۔ جب اللہ پاک کی طرف رغبت پیدا ہو گی کبھی ایک ہی نظر سے کسی خوش نصیب طالب کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے اور وہ اللہ کا ہو جاتا ہے۔

مشہور ہے کہ حضرت شمس تبریزی علیہ الرحمہ کی نظر کرم جس پر پڑی۔ وہ اعتکاف وچلّہ سے۔ بچ گیا پچ ہے کہ ؎ نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
اس مقام پر سالک کا قائم رہنا بڑا دشوار ہے اگر آداب صحبت میں ایک ادب چھوٹ جائے تو قرب خدا باقی نہیں رہتا۔ حضرت پیر رومیؒ کا ارشاد ہے یہ خدا اور اُس کے خاص بندوں کی مہربانی کے بغیر اگر فرشتہ بھی ہو گا تو اس کا نامۂ اعمال سیاہ ہی رہیگا۔

مندرجہ بالا شعر کے مفہوم سے یہ مُتَرشّح ہوتا ہے کہ توبہ کرنے والے کو پیر برحق علیہ الرحمہ ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھیگا۔ تاکہ وہ قلعہ کے اندر محفوظ رہے اور یاجوج ماجوج یعنی نفسانی خواہشات اُس پر غالب نہ آجائیں۔ عقیدت نہ ہو تو قلعہ کی دیوار میں رخنہ پڑجاتا ہے وہ گر جاتی ہے اور شیطان اپنی فوج لیکر غالب آجاتا ہے۔ یہاں رِسالہ کا مضمون ختم ہوا۔

علامہ عصر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ باوجود اس امر کے کہ میرے مرشد برحق علیہ الرحمہ کو اپنے مرشدوں سے بیعت لینے کی اجازت حاصل تھی مگر آپ نے حتی الامکان "شیخ" "بابا" یا "صاحب لنگر" کہلانے سے احتراز کیا۔ تاکہ شہرت کی آفت سے محفوظ رہیں۔ نام ونمود کیلئے خانقاہ اور طعام خانہ قائم کرنا آپ کو ہرگز پسند نہ تھا۔ آپ نے ورد المریدین کے تصنیف ہونے تک یہ ڈھنڈورا نہیں پٹوایا کہ وہ مجاز اور صاحب اختیار ہیں رسالہ قشیری میں درج ہے کہ مرشد صدارت اور سجادہ نشینی کا ہوس دل میں نہ رکھے۔ جبتک بشری کمزوریاں اور اسکی ہوس ناکیاں اس میں ختم نہ ہوں۔ اس کا سجادہ نشینی اختیار کرنا اور ارادت کا مرکز قائم کرنا زیب نہیں دیتا۔ کیونکہ ایسے ناپختہ انسان (مرشد) اور خدا کے درمیان پردہ حائل رہتا ہے۔ اور اس کا ارشاد کسی کو فائدہ نہیں پہنچائیگا فلا تزکوا انفسکم (اپنے آپکو پاک اور مقدس مت سمجھو) کی روشنی میں شیخ اور مرشد کہلانے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

میرے مرشد برحق علیہ الرحمہ زیادہ تر سلامت۔ نیستی۔ بدنامی اور گمنامی کو پسند فرماتے۔ گو آپ عالم ارشاد کے سپہ سالار ہیں آپ اکثر اوقات طعنوں کے دلدادہ رہتے۔ یعنی ملامت وغیرہ شہرت کی مصیبت سے بچنے کے یہی حربے آپ کو پسند تھے حق تو یہ ہے کہ شہرت کی آفت کو ہر کوئی پسند کرتا ہے۔ گمنامی اور گوشہ گیری

ایسا آرام ہے جس کو کوئی پسند نہیں کرتا۔

امام قشیری علیہ الرحمہ نے پسندیدہ پیرائے میں اسکی یوں وضاحت فرمائی ہے علماء کیلئے حکم ہے۔ کہ اگر وہ کوئی حکم قرآنی چھپائیں تو ان کو قیامت کے روز آگ کی لگام منہ میں ڈال جائیگی۔ اس کے برعکس ایک ولی کیلئے یہ حکم ہے۔ کہ اسرار الٰہی فاش نہ کرے۔ ایسا کرنے سے اُس سے وہ نور یا اختیار چھین لیا جائے گا اور وہ اسرار سے غیر واقف رہیگا اپنے وجود کے گھمنڈ کو ختم کرنا لازم ہے کیونکہ کہا گیا ہے کہ تیرا وجود خود ایسا گناہ ہے جس کے برابر کوئی اور گناہ نہیں ہے۔

عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ مرشد خدائی لشکر ہے جو مریدوں کی رہنمائی کرتا ہے ایک حدیث پاک کو اسطرح ادا کیا گیا ہے۔ حضور پاک صلعم نے فرمایا کہ اگر کہیں بیس آدمی یا اس سے زیادہ حاضر ہوں اور ان میں سے کوئی ایسا نہ ہو جو خدا سے ڈرتا ہو تو تو عذاب الٰہی کا حکم سمجھو صادر ہو گیا۔ یا قیامت برپا ہو گئی۔ اس لئے مشائخ یعنی مرشدوں اور اولیاء کرام پر اللہ کا وقار لازم ہے کیونکہ انہی سے مرید اور طالب ظاہری اور باطنی طور ادب حاصل کرتے ہیں۔

اہل ملامت اور عاشقوں کیلئے قرآنی ارشاد بھی سنئے۔

"اے ایمان والو۔ جو شخص تم میں سے دین سے پھر جائے تو اللہ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کریگا۔ جن سے اللہ کو محبت ہوگی اور انکو اللہ سے محبت ہوگی۔ وہ مسلمانوں پر مہربان اور کافروں پر تیز ہونگے اور وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے۔ اللہ بڑا وسعت والا ہے اور بڑا علم والا ہے۔"

کشف المحجوب میں ایسے عاشقوں کے بارے میں لکھا ہے۔ کہ وہ لایخافون لومۃ لائم (وہ کسی ملامت کرنے والی کی ملامت سے ڈرنے والے نہیں) کے مصداق ہیں۔ دراصل یوں سمجھو کہ ملامت اللہ کے دوستوں کی غذا ہے۔ تاکہ ان میں خودبینی اور غرور پیدا نہ ہوں اللہ کی مرضی ہے کہ وہ نظرِ بد سے بچیں۔

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ ماہ صیام میں روزے سے تھے۔ اور جب ایک شہر میں وارد ہوئے وہاں آپ کا پرجوش استقبال ہوا۔ حضرت کا وقت غارت ہوا آپ یادِ خدا سے رہ گئے۔ جیب سے روٹی نکال کر کھانے لگے۔ لوگوں کو نفرت ہو گئی آپ نے مریدوں سے فرمایا۔ دیکھو میں نے شریعت کے ایک مسئلہ پر عمل کیا۔ گویا سفر میں روزہ توڑ دیا۔ لوگوں نے ناپسند کیا۔ اور مجھ سے پھر گئے متنفر ہو گئے

ایک اور بزرگ جس کی زیارت کیلئے ایک آدمی آیا مگر اسکو شطرنج کھیلتے دیکھکر اس سے نفرت کرنے لگا حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ وہ اس لڑکے کو شطرنج سے نفرت دلانا چاہتے تھے۔ کیونکہ آپ نے اس کے ماتھے پر عطیہ الٰہی دیکھا تھا۔

مقامات نقشبندیہ میں لکھا ہے کہ مرشد ایک شکاری کی طرح ایک طالب کو شکار کرتا ہے۔ اور وہ وحشی ہو کر سدھایا جاتا ہے۔ پھر مرشد اپنے مرید کے بساط کے موافق اسکی تربیت میں لگ جاتا ہے۔

طالبانِ صادقان را میکند توبہ قبول !!
طالبے کو یافت رُو تلقین ذکر از ذکر شد است

علامہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد کامل رضی اللہ عنہ ایک با اخلاص اور پر خلوص طالب کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔ اور جس کو ذکر کی تعلیم دیتے ہیں وہ بڑا ذاکر بن جاتا ہے۔

ہمارے مرشد کامل علیہ الرحمہ کے ارشاد ناموں میں لکھا ہے کہ آپ کو توبہ کرنے اور طالبوں کو ذکر کی تعلیم دینے کی اجازت دی گئی ہے۔ آپ اُسی کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔ جس کے بارے میں باطنی اشارہ مل جاتے یہ اشارہ اپنے مرشدان کامل کی ارواح پاک سے ملتا ہے۔ جس کے بارے میں بشارت سنتے ہیں اس کو ذکر کی تعلیم دیتے ہیں اس کی صلاحیت کو ملحوظ نظر رکھکر!

امام قشیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مرید کا قبول ہونا۔ نیک بختی کی علامت ہے ہمارے مرشد کامل ان دو اوصاف سے متصف ہیں ایک یہ کہ وہ توبہ قبول فرماتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ ذکر کی تلقین کرتے ہیں۔ یہ استعداد آپ کو مل چکی ہے۔ عام اصطلاح میں ذاکر اسکو کہا جاتا ہے۔ جو خدا کی جستجو میں لگا ہو۔

ارشاد المریدین میں تحریر ہے کہ فائدہ بخش علم وہ ہے۔ جس سے طالب میں پرہیزگاری اور بردباری پیدا ہو جائیں جو طلب اور شوق کی آگ کو بھڑکاتا رہے۔

مشہور واقعہ ہے۔ کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور پاک صلعم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ مجھے ایسا علم بتا دیجئے۔ جس سے میں خدا سے واصل ہو جاؤں تو حضور پاک صلعم نے خوش ہو کر فرمایا کہ میں اسی انتظار میں

تھا کہ تم میں اسبات کا شوق پیدا ہو۔ چنانچہ آپ کو قبلہ رو بٹھا کر لا الٰہ الا اللہ ذکر کی تعلیم فرمائی۔ آپ سے یہ تعلیم حضرت امام حسین رضی اللہ علیہ اور آپ سے امام زین العابدین سے ہوتے ہوئے سلسلہ وار مرشدوں تک پہنچتی رہی۔

مرصاد العباد میں ہے کہ راہ خدا پر چلنا ذکر کے ذریعہ سے ہی ہو سکتا ہے مگر اس میں رہبر کی اشد ضرورت ہے بدون مرشد اللہ اللہ پڑھنا پورا فائدہ نہیں دیتا ہے۔ جو یاد خدا سے منہ موڑے اس کیلئے عذاب ہے۔

مومن طالب ہمیشہ یاد خدا میں مشغول رہتا ہے۔ اچھا وقت ذکر کے ساتھ رہنے کا وقت اور اچھی صفائی دل کی صفائی ہے۔

الغرض ہر صبح و شام لا الٰہ الا اللہ وِرد کرتے رہو اللہ پاک جل شانہ کا ارشاد ہے کہ میں ذاکر کا ہمنشین ہوں۔ مقامات نقشبندیہ میں درج ہے کہ ذکر کی تعلیم ایسے استاد سے حاصل کی جائے جو خود کامل ہو اور دوسروں کو کامل بنانے والا ہو۔ تاکہ صحیح اثر پیدا ہو۔

نفحات الانس میں شیخ شمس الدین صفی کا ذکر ہے کہ آپ شہر شیراز کی جامع مسجد کے امام تھے۔ ایکدفعہ آپ نے دیکھا کہ آپ کا ذکر نورانی شکل میں زمین میں جذب ہوتا تھا۔ انہوں نے سوچا کہ الیہ یصعد الکلم الطیب (پاک کلمات اللہ پاک کی طرف اوپر چڑھتے ہیں) چونکہ وہ یہ اذکار کسی صاحب کی اجازت سے نہیں پڑھتے تھے۔ اس لئے جب اجازت حاصل کر کے پڑھے تو دیکھا یہ نور اوپر جا رہا ہے

احیائے العلوم میں حضور پاک صلعم کا حوالہ دیکر لکھا ہے۔

اگر کوئی خلوص دل سے لا الٰہ الا اللہ پڑھنے لگے تو اسکے گناہ بخشے جائینگے آپ صلعم نے ابوہریرہ رضؓ سے فرمایا کہ مُردوں کو تلقین کرو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کیونکہ یہ شہادت گناہوں کو ڈھانپ لیتی ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ جب مُردوں پر یہ فائدہ بخش ہے تو زندہ لوگوں پر کیا حال ہوگا۔ فرمایا صلعم انکو بھی ڈھانپ لیتی ہے۔

اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ دین کے معاملے میں تم سے مدد مانگیں تو انکی مدد کرنا فرض ہے۔ (تفسیر قشیری)

ورد و ملک او دُعا ہائے معظم بے شمار
ہر کہ ورد از وے حصول ذات مستفر شد است

علامہ خاکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک رضی اللہ عنہ نے بہت سے اوراد اور بلند پایہ دُعائیں اپنا میراث بلکہ ملکیت بنائے تھے۔ آپ نے جس کو بھی اجازت دی وہ کامیاب و کامران ہوا۔ آپ کے پاس دردِ اعظم۔ دعائے سیفی۔ دعائے حزب البحر دعائے حرز مونس اولیاء۔ اکتالیس اسم۔ مسبعات عشرہ وغیرہ روزآنہ کا معمول آپ کی ملکیت بن چکے تھے۔

کوئی حاکم ورد میں مشغول رہے اور کام نہ کرے وہ ملعون ہے جو ورد چھوڑ دے وہ بھی ملعون ہے ہمیشہ پڑھنے اور دوسرے کو اجازت دینے سے فائدہ ہوگا۔ مگر صرف دوسرے کو اجازت دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

ایک طالب نے شیخ سے پوچھا کس کو دوست رکھوں۔

مرشد نے فرمایا۔ اللہ کو اور کِراماً کاتبین کو ہمنشین رکھو۔ یا رکلام اللہ کو اور موت کو دوست رکھو۔ غرض خدا کو ہر دم یاد کرو۔

وظیفہ بند کر دگے تو تمہارے مرنے کی آواز ڈینا میں پھیل جائیگی۔ جب مجنوں ایک رات لیلیٰ کے کوچہ میں نہ پہنچ سکا تو لیلیٰ کو اطلاع دی گئی کہ مجنوں مر گیا۔

خواجہ حسن نوری علیہ الرحمہ کی ملاقات کیلئے دو صوفی روانہ ہو گئے راستے میں ایک بلّی نے دوسری بلی سے کہا خواجہ حسن مر گئے مگر جب وہ وہاں پہنچے اسکو زندہ دیکھا تو اُن سے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے فرمایا کہ میں کل ایک وظیفہ نہ پڑھ سکا۔ اس لئے میرے مرنے کی خبر حیوانوں تک پہنچی ہے۔

دُعا کی حیثیت ایک زمین کے ٹکڑے کی سی ہے۔ جب اسکو کاشت کرتے رہو تو تمہاری ہو گئی۔ اگر کسی کو تھوڑی دینا چاہو تو وہ بھی متمتّع ہو گا۔ گویا وِرد وظائف جائداد جیسی ہے۔ مالک بنے بغیر کسی کو بخشدینا غلط ہے۔ اجازت اور ملکیت ضروری شرائط ہیں۔ ورنہ وہ روحیں آکر تکلیف پہنچاتی ہیں۔ ایک صاحب اختیار سے اجازت لیکر ہی وہ دُعا اثر دکھائیگی۔

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ میرے والد مرحوم نے دعائے سیفی بغیر اجازت کے پڑھنا شروع کیا تو آپ کا منہ ٹیڑھا ہو گیا۔ اور چند سال بعد اسی عارضہ سے فوت ہو گئے۔

آفتاب عالم ارشاد و تکمیل است ولیک
ناقص از نقصان خود خفاش وش خود شده

حضرت علامہ علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ہمارے پیر حق رضی اللہ عنہ دوسروں کو کامل بنانے میں ارشاد و ہدایت کے سورج ہیں۔ اب اگر منکر کو آفتابِ عالم تاب کی نورانی کرنیں ایک چمگادڑ کیطرح بھلی نہ لگیں۔ یہ اسکا اپنا قصور ہے کہ وہ نابینا ہی رہا۔

مقامات خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمۃ میں لکھا ہے کہ اس گروہ میں کوئی مقلد ہوتا ہے جو بغیر تحقیق کئے سنی اور پڑھی ہوئی باتوں پر عمل کرتا۔ اپنی ذات میں کامل ہوتا ہے مگر دوسرے کو کامل بنانے کی زحمت نہیں اٹھاتا ہے دوسرا گروہ وہ ہے۔ جو خود بھی صاحبِ کمال ہے اور دوسروں کو بھی کامل بنانے والا ہوتا ہے۔

خواجہ عبید اللہ احرار علیہ الرحمہ نے اس ضمن میں فرمایا ہے۔ کہ دوسرے کو کامل بنانے کیلئے دو شرطیں پوری کرنا ضروری ہیں ۱۔ حد انک پہنچانے والے اعمال کا علم الیقین ہو ۲۔ ظاہری اعمال اور معرفیت شہود اور عین الیقین میں رکاوٹ پیدا نہ کریں جب طالب اس مقام پر پہنچے تو مرشد اسکو دوسرے کی تربیت کی اجازت حسب لیاقت دیتا ہے۔

مقام شکر ہے۔ کہ ہمارے پیر برحق رضی اللہ عنہ خود کامل و اکمل ہونے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو کمال تک پہنچانے والے ہیں۔ اور یہ راز ہر ایک کو معلوم نہیں۔ حالانکہ آپ سورج کی طرح فیض دہ اور فیض رسان ہیں۔

مگر کئی لوگ چمکاڈر کی طرح گمراہ ہو کر آپ کی باطنی صورت کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ نہ حقیقت جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضرت علامہ علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بچپن میں ایک بزرگ سے پوچھا کہ آدمی کب بالغ ہوتا ہے: آپ نے فرمایا۔ اسکی تین علامتیں ہیں۔ ۱۔ جب وہ پندرہ سال کا ہو جائے۔ ۲۔ احتلام لگنا۔ ۳۔ شرمگاہ پر بال اگنا۔ مگر حقیقت میں ایک ہی نشانی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ وہ ہے نفس کی لذات میں پڑنے کی بجائے خدا کی رضا میں لگا رہے۔ جس میں یہ صفت نہیں وہ علمائے ربانی کے نزدیک نابالغ ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ مفہوم

" پانی کا ایک قطرہ ماں کے رحم میں چالیس دن تک قرار کر کے آدمی بنتا ہے۔ لیکن اگر چالیس سالہ آدمی میں عقل و شعور و ادب پیدا نہ ہوں تو وہ آدمی کہنے کے لائق نہیں۔"

حضرت علامہ مزید فرماتے ہیں کہ آپ کو کیسے معلوم ہو کہ آپ خود بھی کامل ہیں۔ اور دوسروں کو کامل بنانے والے ہیں۔ تو اس سلسلہ میں چشم دید واقعات سنئے۔ جو تجربہ مجھے یعنی خاکی صاحب علیہ الرحمہ کو پیر کامل کی صحبت میں رہ کر حاصل ہوا ہے۔

آپ فرماتے ہیں۔ اس سے قبل میں نے ذکر کی تعلیم و تلقین کے اثرات سے آپ کو واقف کیا تھا۔ کہ کس طرح اس عمل سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ پیر کامل مکمل ہیں۔ کیونکہ مشروط ہونا شرط کے وجود ہونے پر دلالت کرتا ہے خواجہ عبید اللہ احرار علیہ الرحمہ نے اپنے ملفوظات میں لکھا ہے کہ جب

اللہ کسی کو برگزیدہ بنا دیتا ہے اسکو شہود اور حضور کے مقامات سے مشرف کرتا ہے
∴ انجم یعنی ستارہ بنتا ہے۔ جس کی خدا قسم کھاتا ہے والنجم اذا ھویٰ۔ (قسم ہے ستارے
کی جب وہ ڈوبنے لگے) جب وہ اپنی انانیت ختم کر کے مدغم ہو جائے۔

پیر رومی علیہ الرحمہ اولیاء کو سورج سے تشبیہہ دیتے ہیں ؎

در بشر روپوش آمد آفتاب ۔ فہم کن واللہ اعلم بالصواب

(انسان میں سورج چھپا ہوا ہے۔ یہ بات ذہن نشین کر دیا تی اللہ جانتے)
کبھی کبھی طالب اپنے مرشد کی حقیقت سورج اور ستارے کی شکل
میں مکاشفہ میں یا خواب میں دیکھتا ہے۔

رسالۂ اقبالیہ میں شیخ علاؤالدین سمنانی علیہ الرحمہ کا واقعہ درج ہے
آپ فرماتے ہیں کہ سلطان بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کے ایک مرید نے مجھ سے
پوچھا کہ تم نے اس خاندان کی مریدی کیسے قبول کی اور حضرت بایزید علیہ الرحمہ
کے علاوہ سلوک میں دوسرے کی پیروی کیسے کی۔ تو میں نے جواباً کہا۔ کہ میں نے
ایک دفعہ دوران وضو آسمان کی دیوار پھٹتے دیکھی۔ نئی فضا میں مشتری۔
چاند وغیرہ نظر آئے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ کسی نے کہا یہ سلطان بایزیدؒ
کا نور ہے پھر ایک اور حال نظر آیا۔ آسمان روشن ہے۔ پوچھا۔ یہ کس کی
روشنی ہے۔ جواب ملا شیخ محی الدین بغدادی علیہ الرحمۃ کی۔ میں دونوں میں
فرق نہیں کر سکتا۔ مگر یہ اللہ کا منشاء ہے کہ طالب کو کس کے حوالے کرے
اولیاء کی قدر و منزلت قیامت کے دن ظاہر ہو جائیگی مگر بلندی کی
علامت آنحضور صلعم کی پیروی میں مضمر ہے۔

پیروی کرنے والا اپنا لگاؤ صرف اللہ کے ساتھ رکھتا ہے خزانۃ الجلالی میں حضرت سید السادات مخدوم سید جلال الدین بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں آجکل جو مرشد خرقہ پہناتا ہے اور بیعت لیتا ہے۔ وہ نائب کی حیثیت سے لیتا ہے۔ اسکا ہاتھ نیابت کا ہاتھ ہے۔

مزید فرمایا۔ مریدوں کی تین قسمیں ہیں:۔

حقیقی، رسمی اور صوری،

حقیقی مرید وہ ہے جو کہ ظاہری اور باطنی طور پر قول اور فعل میں مرشد کا پیرو ہو۔

رسمی مُرید وہ ہے جو مقدور بھر مرشد کے موافق ہو۔

صوری وہ ہے۔ جو صرف ظاہری طور مرشد کی پیروی کرتا ہو۔ وہ اپنے لئے فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔

ہاں اُمید ہے کہ اولیاء اللہ سے مشابہت رکھنے کی برکت سے خوش نصیب بن جائے اور اُسی کے ساتھ قیامت میں اُٹھے۔ کیونکہ فَاِنَّ ھٰؤلاء قوم لایشقٰی (یہ ایسی قوم ہے کہ انکا ہمنشین بدبخت نہ ہوگا۔)

کشور کشمیر اور امولد و مسکن شدہ
مولد ایں مخلص او ہیں کشور خداست

پیر برحق رضی اللہ عنہ کی جای پیدائش اور مسکن کشمیر ہے۔ شکر ہے کہ آپکے پُرخلوص مرید صادق الاعتقاد (یعنی حضرت علامہ خاکیؒ) کا بھی وطن کشمیر ہے حدیث نبوی صلعم ہے کہ الرّجال فی القریٰ (مرداں خدا گاؤں میں ہوتے ہیں) کے مصداق یہ زینت علاقہ زینہ گیر تجر شریف کو حاصل ہے جہاں پیر کامل علیہ الرحمہ پیدا ہوئے۔

آپ کے والد بزرگوار حضرت عثمانؓ لون قبیلہ کے سردار تھے۔ آپ کی قرابت اعیانِ وقت یعنی چک خاندان وغیرہ کے ساتھ تھی۔

حضرت علامہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے والد مرحوم کو دیکھا ہے آپ شرعی فقیہ شاعر اور اچھی صحت کے مالک تھے۔ آپ کے گاؤں میں بہت سے صوفی۔ پرہیزگار دیندار ملے۔ آپ کے والد ماجد ہمیشہ زکوٰۃ۔ عُشر وغیرہ ادا کرتے تھے۔ اور حضرت بابا محمد اسماعیل شامی علیہ الرحمۃ کی نذر کرتے تھے۔ آپ کے رشتہ دار موضع کاچہ ہامہ میں سب مُتقی۔ دیندار اور پڑھے لکھے تھے۔ تعجب ہوتا تھا کہ ان دُور اُفتادہ دیہات میں ایسے نیکوکار آباد ہیں۔

پیر برحق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بچپن سے میری دو عادتیں مضبوط اور استوار رہیں۔ ۱۔ میں ہمیشہ سچ بولتا تھا ۲۔ کھیل کود چھوڑ کر بزرگوں کی مجالس میں بیٹھتا تھا۔ سچ نہ بولنے پر بزرگوں کو بھی ڈانٹتا تھا۔

جس پر وہ مجھے تیز مزاج سمجھتے تھے۔ باوجود اس کے کہ میرا ایک پاؤں ٹیڑھا ہوا تھا میں کام کرنے میں ہوشیار تھا تیر اندازی غلیل بازی اور اسپ سواری میں تجربہ کار تھا ایک دفعہ مدرسہ نہ جانے پر والد مرحوم نے اتنا پیٹا کہ میں بہت دیر بیمار رہا پھر میں نے پکا ارادہ کیا کہ کبھی نہ کھیلونگا۔

صحت یاب ہونے پر میرے دادا زینی رینہ نے مجھے شہر لاکر حضرت شیخ اسماعیلؒ کے فرزند اور خلیفہ شیخ فتح اللہ کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے ایک سال تک اپنے پاس رکھکر قرآن شریف پڑھایا۔ پھر ملک شمس چک کی خانقاہ میں بتیس برس تک خلوت میں کٹھن ریاضت کی۔

علامہ خاکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرا جای مسکن خانقاہ معلی کے دائیں جانب دریائے جہلم کے کنارے پر تھا۔ میرا باپ کاتب تھا۔ مولانا مخدوم عثمان (اوچپ گنائی) میرا چچیرا بھائی تھا۔ آپ سلطان مذکور کے مزار میں دفن ہیں یہ بھی نیکو کاری اور صاحب اعتبار ہونیکی دلیل ہے۔ ورنہ اس مقبرے میں ہر کسی کو جگہ نہیں ملتی ہے۔

این گواہی گو بہر محضر دہید ای جن و انس
کین فقیر از جان مرید آن نکو محضر شد است

علامہ خاکیؒ فرط عقیدت سے سرشار ہوتے ہوئے جن و انس کو گواہ بنا کر اس بات کی شہادت دینے کیلئے کہہ رہے ہیں کہ یہ فقیر یعنی حضرت خاکیؒ دل و جان سے آپ کا مرید بنا ہے۔ یہ شعر آپ کے حد درجہ خلوص کی نشاندہی

اور غمازی کر رہا ہے۔ بیشک پیالی میں سے وہی ٹپکتا ہے جو اس کے اندر ہو۔
جس طرح حضرت امام شافعیؒ اپنا اعتقاد ظاہر کرتے ہوئے اہلبیت کی محبت کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں۔

"اے جنو اور انسانو! گواہ رہو کہ اگر اہلبیت اور آل رسولؐ سے محبت رکھنا رفض ہے تو ایسا رافضی میں بھی ہوں۔ یعنی محب اہلبیت رافضی نہیں ہو سکتا۔

شیخ حسن خوارزمی علیہ الرحمۃ نے اپنے وعظ میں رافضیوں کی مٹی پلید کی ہے جو چار یاران باصفا میں فرق کر کے ایک ہی صاحب سے عقیدت و محبت کا اظہار کر کے باقی اصحاب کا ذم کرتے ہیں۔

ایک شعر کا مفہوم یہ ہے:۔

" نہ تجھ سے خدا راضی نہ رسول بلکہ حضرت علیؓ تمہارا جانی دشمن ٹھہرا۔"

حضرت میر سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہٗ اوراد فتحیہ میں دو فرشتوں کو گواہ بنا کر کلمہ شہادت کا ورد کرتے ہیں۔

فوائد السالکین میں خواجہ قطب الدین علیہ الرحمۃ کا ملفوظ ہے عقیدت بڑی دولت اور سعادت مندی ہے۔ یہ لاہوتی صفت کا عکس ہے۔ ذات الٰہی کا عکس۔ جب باری تعالیٰ اس صفت سے بندہ کی روح پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ تو وہ مریدین جاتا ہے جب مرید پیر کے تمام عقیدوں کو مانتا ہے۔ اور اسی عقیدے پر مرتا ہے تو اسکا ایمان درست ہے۔

اس سلسلہ میں ایک واقعہ پیش کرنا مناسب ہو گا۔

ایکبار مرید نے اپنے مرشد سے عرض کیا کہ میں اسلام کی باتوں سے

اچھی طرح واقف نہیں ہوں۔ نکیرو منکر کو کیا جواب دوں۔ مرشد نے فرمایا۔ تم کہدینا میں فلاں شخص کا مُرید ہوں۔ جو اُس کا اعتقاد اور دین ہے وہی میرا بھی ہے۔ ایک صاحب کشف نے دیکھا کہ اسکو ایسا جواب دینے پر چھوڑ دیا گیا۔

مندرجہ صدر شعر بار بار پڑھنے سے ارادت میں پختگی بلکہ تازگی آ جاتی ہے۔ اور وہ مریدوں کے گروہ میں شامل ہوکر فیوض و برکات کا حقدار بنتا ہے۔

مُریدی کا اقرار کرنا مُرید کا حق ہے۔ پیر کا نہیں۔ جیسا کہ بیان ہوا مرید دو قسم کے ہوتے ہیں۔ رسمی اور حقیقی! رسمی وہ جو اہل سنت جماعت کی روش پر قائم رہے۔ حقیقی مرید وہ ہے۔ جو مرید بننے کے وقت توبہ کرے اور جسکو مرشد اپنی صحبت میں رکھنا منظور کرے۔

حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ مجھے اس قصیدہ کی تصنیف کے دوران بہت سی خوش خبریاں سنائی گئی۔ خصوصًا مندرجہ بالا شعر پر۔ چنانچہ حضرت پیر حق علیہ الرحمہ کا فرمان ہے کہ میں نے مکاشفہ میں دیکھا کہ اس بابرکت سہروردی سلسلہ کے مشائخ معہ دیگر اولیائے کرام نے جمع ہوکر حضرت خاکیؒ کی روح کو اپنے دائرہ میں تعظیم کے ساتھ بٹھا کر بہت دُعائیں دیں۔ اور مرحبا آفرین کے نعرے بلند کئے خاص کر اسی شعر پر جسمیں فرط عقیدت سے آپ جن و انس کو گواہ رکھکر برملا اعلان کر رہے ہیں کہ

میں خلوص دل سے اس پیر برحق کا فدوی مرید ہوں۔ پیر کاملؒ نے فرمایا کہ مرید کا ایسا ہی اعتقاد ہونا چاہیئے۔ اس عقیدت کی برکتیں آگے میلنگی اس لئے ارشاد ہے کہ اسمیں زیادتی کر اور برکتوں کا اُمید وار بن۔ پھر حضرت سعدیؒ کا یہ واقعہ سُنایا کہ جب موصوف نے یہ شعر لکھا۔

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

(صاحب بصیرت کیلئے درخت کا سرسبز پتہ اللہ کی معرفت پر مشتمل ایک دفتر ہے)

تو آسمان سے اُس پر نور کی بارش ہوئی!

حضرت علامہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ قصیدہ پیر برحق رضؓ کے حضور پیش کیا۔ (اسوقت یہ صرف چالیس اشعار پر مشتمل تھا)۔
یہ ارشاد سن کر میں نے اس میں ہمہ تن مشغول رہ کر چار سو پچاس ابیات لکھے۔ (مگر درج رہے کہ موجودہ قصیدہ شریف میں صرف تین سو ساٹھ اشعار ہیں۔

پیر من حقانی است وہست لازم پیروی اش
زانکہ از بہر سلوک او راستست چون مسطر شد است

علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک حق پیر ہیں اس لئے آپکی پیروی لازم ہے۔ کیونکہ سلوک میں آپکا راستہ مسطر کی طرح بالکل سیدھا ہے۔

توقیع العارفین میں بھی مرشد کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ اس راستہ کا واقف ہونا چاہیئے تاکہ مرید کی صحیح رہبری کر سکے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ سے یہی مراد ہے۔ کہ حضور پاک کا راستہ سیدھا راستہ ہے۔

مقامات نقشبندیہ میں درج ہے کہ اس راہ پر چلنے والا اولیاء کرام کی پیروی سے خاص ولایت کا حقدار بن جاتا ہے۔

سبحۃ الابرار میں علم کلام جاننے والا اور صوفی آپسمیں کیا گفتگو کر رہے ہیں آپ بھی سنیئے ؛۔

عالم نے صوفی سے پوچھا۔ تم نے خدا کو کیسے پہچانا۔ اس نے کہا اسکے فیض سے جو ہر وقت میرے دل وجان پر نازل ہوتا ہے۔ تم کس طرح لوگوں کو یہ غیب کی بات سمجھا سکتے ہو۔ اس نے جواب دیا۔ میں عقلی دلائل کا قائل نہیں ہوں نہ کسی کو زبردستی سے اپنے مرید بناتے میں یقین رکھتا ہوں ہاں میں بحمداللہ خود آگاہ ہوں خدا آگاہ ہوں جو میری طرح اس سمندر میں کودے اسکی قدم قدم پہ رہبری کرونگا یہاں عمل کی ضرورت ہے۔

اللہ پاک جل شانہٗ کا فرمان ہے۔ اطیعو اللہ واطیعو الرسول و

واولی الامر منکم ! حضرت ثعلبیؒ اور ابوبکر وراقؒ کہتے ہیں کہ اولی الامر سے مراد چار یاران باصفا اور صحابہ کبارؓ ہیں دیگر صوفیوں کے نزدیک اس سے مراد مرشد ہے

۔ شمائل الاتقیاء میں ہے ۔کہ مرشد جو کام کرنے کو دیتا ہے۔ وہ خدائی خلعت ہوتا ہے۔

اگر لفظ حقانی سے مراد حق لیں تو ہمارے پیر برحق علیہ الرحمہ والرضوان حقانی ہیں گویا اپنے آپ سے فانی اور اللہ کی ذات سے باقی ! اس لئے آپ کا حکم خدا کا حکم ہے ۔جس کی تعمیل واجب اور روگردانی کفر ہے !

اللہ پاک کا ارشاد ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول صلعم کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی کیونکہ آپ اللہ کے حکم سے ہی سب کچھ کرتے ہیں ۔

بحر الحقائق میں ہے کہ حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم فنا فی اللہ اور بقا باللہ کی صفتوں سے آراستہ ہیں اس لئے کہ وہ اللہ کے خلیفہ ہیں۔

وما رمیت اذ رمیت . . . . جو مٹی تم نے پھینکی وہ اللہ تعالیٰ نے پھینکدی ۔ جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔

ے اپنی ہستی کو مٹا کر ہی بندہ بقا باللہ کا مقام حاصل کرتا ہے۔اسکا حکم خدا کا حکم ہے۔

تفسیر کاشفی میں تحریر ہے کہ پیروی کے معنی اپنے مرشد کے ساتھ ہم آہنگی اور موافقت کے ہیں اسلئے پیر کامل کی پیروی میں ثابت قدم رہنا ضروری ہے رسالہ قشیری میں سہل بن عبداللہ کا بیان ہے۔ بندہ جو کام بغیر پیروی کے کرتا ہے۔ وہ اپنے نفس کی پیروی میں کرتا ہے۔ جو کام مرشد کی پیروی میں کرتا ہے۔ وہ نفس کیلئے باعث عذاب ہے۔ پہلی صورت میں نفس غالب ہے اور دوسر صورت میں نفس مغلوب!

علامہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بیعت کے وقت جب میرے مرشد پاک عیسیٰ نفس نے اپنا دست مبارک میرے ہاتھ میں دیا تو مجھے محسوس ہوا کہ میرا دل زندہ اور منور ہو گیا۔

شمائل الاتقیاء میں لکھا ہے کہ ارادت کے معنی خواہش و تمنا کے ہیں کہ کسی مرشد کا مرید بنوں۔ بیعت کے یہ معنیٰ ہیں کہ اس خواہش کو ارادہ کے قریب لائے یعنی مرشد کو خدا تک پہنچنے کا وسیلہ بنائے جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ اور ید اللہ فوق ایدیھم کا مفہوم بھی وسیلہ کی تلاش کرو۔

خدا کا قرب فقیروں کے ذریعہ تلاش کرو۔

حضور پاک صلعم نے فرمایا جو انبیاء کی صحبت میں بیٹھنا چاہتا ہے۔ وہ فقیروں کی صحبت اختیار کرے فقیر سے مراد مشائخ مرشد اور رہنما ہے۔ مشائخ یا مرشد کے ساتھ بیعت اللہ کے ساتھ بیعت ہے جو اس عہد کو توڑتا ہے۔ اسکا وبال اسی پر ہے۔ جو عہد پورا کرے اسکو بڑا اجر ہے۔

سید السادات سید جلال الدین بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں عوف ابن مالک اشجعی سے روایت ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ لوگ اس بات پر میرے ساتھ بیعت نہیں کرینگے کہ کسی کو خدا کی عبادت میں شریک نہیں ٹھہرائے گے پانچ وقت کی نمازیں پڑھیں گے اور لوگوں سے کچھ نہیں مانگینگے راوی نے کہا کہ بعد میں میں نے ان لوگوں میں سے بعض اصحاب کو دیکھا کہ اگر انکا کوڑا دوران سواری گھوڑے سے گر جاتا تو خود نیچے اتر کر اٹھا لیتے۔ یعنی کسی کے دست نگر نہ رہتے

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ تجدید بیعت کا بھی موقع فراہم کیا گیا ہے۔ اسکی مکمل سند ہے۔ چنانچہ فوائد السالکین میں بیعت الرضوان کے سلسلہ میں تحریر ہے کہ جب صحابۂ کرام بیعت کر چکے تو ایک صحابہ ابن اکوع رض واپس لوٹے تاکہ بیعت پھر سے کرے۔ یعنی تجدید بیعت۔

مزید عرض ہے کہ اگر نفس شوم یا شیطان کا ڈر ہو تو توبہ کرے۔ اگر مرشد حاضر نہ ہو تو مرشد کے خرقہ یا تسبیح یا کرتہ کے ساتھ جو اسکو مرشد سے ملا ہو۔ تازہ بیعت کرے۔ حضور صلعم نے فرمایا۔ التائب من الذنب لمن لا ذنب له

یعنی تائب کی حالت توبہ کے بعد ایسی ہو جاتی ہے کہ گویا اُس نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا ۔ اسی حقیقت کا راز ہے۔ گویا تائب گناہوں سے پاک ہو گیا۔

مشکواۃ المصابیح میں ایک حدیث مبارک کا متن درج ہے جسکے راوی عبادہؓ بن صامت ہیں۔ واقعہ یوں ہے کہ ایکدفعہ رسول اللہ صلعم کے گرد صحابۂ کرام کی جماعت بیٹھی تھی ۔آپؐ نے فرمایا۔ میرے ساتھ اسی شرط پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں گر دانو گے ۔

نہ چوری کرو گے اور نہ بدکاری کرو گے ۔ نہ اپنے بچوں کو قتل کرو گے نہ تہمت باندھو گے کسی شخص پر! پھر جس نے اس بیعت کو نبھایا اسکو اجر ملے گا جس نے تھوڑی سی کمی کی تو اسکو اسی دنیا میں سزا ملی تو گویا وہ اسکا کفارہ ہو گیا اور جس کی پردہ پوشی ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کا منشا سمجھو۔ (بخاری و مسلم راوی)

قرآن مجید میں درج ہے کہ جو ہجرت کی نیت سے اللہ اور اسکے رسول کی طرف سفر پر روانہ ہوا۔ اور راستے میں مر گیا۔ تو اللہ پر اسکی مزدوری لازم ہو گئی اللہ بخشنے والا رحیم ہے۔

اسلام میں بیعت کا مطلب عقد اور معاہدہ ہے یہ مالی لین دین کے مشابہ ہے بندہ اپنی وفاداری کے عوض ثواب کا اُمید وار بنتا ہے ۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اپنے دوستوں سے فرمایا آؤ بیعت کریں۔ کہ جو کوئی ہم میں سے قیامت کے روز خلاصی پائے وہ دوسروں کی شفاعت کرلیگا۔ حاضرین عرض کیا کہ آپ کو بھلا سفارش کی کیا ضرورت ہے ۔آپکے جدّ بزرگوار علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام لوگوں کی شفاعت کرینگے

حضرت امامؒ نے فرمایا کہ مجھے اپنے اعمال پر شرمندگی ہے کہ اس حال میں کیسے آپؐ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھوں۔

تذکرۃ الاولیاء میں درج ہے کہ آنحضور صلعم نے بیعت کے وقت حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو اپنی چادر اوڑھادی۔ اور فرمایا کہ یہ چادر تیرے اور میرے درمیان ایک رشتہ کی علامت سمجھو یہ طریقہ اہل طریقت کی سنت اس سے خرقہ پہنانا ثابت ہے۔

حضرت خسرو علیہ الرحمۃ کی نعت میں جو یہ کلمات یعنی"

؎ حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ، ید بیضا داری" درج ہیں وہ اولیاء پر بھی صادق آتے ہیں کیونکہ اولیاء اللہ ہر عمل اللہ کی طاقت اور قدرت سے کرتے ہیں۔

مرصاد العباد مرقوم ہے کہ مریدی اللہ کی ذات کی صفت ہے خدا کی تجلی سے ہی مرید میں ارادت کی صفت پیدا ہوتی ہے۔

شمائل الاتقیاء میں ہے کہ مرشد کے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں طالب کو سب سے پہلے غسل کرنا اور احرام باندھنا ضروری ہے۔ اور ننگے سر ننگے پیر بھی رہنا لازم ہے۔ اور نذرانہ پیش کرکے حاضرین مجلس کے ساتھ مصافحہ کرنا چاہیئے۔ پھر مرشد کے حکم کا منتظر رہے۔ جن نفلوں اور وظیفوں کی اجازت ملے مرتے دم تک انکو ادا کرتا رہے۔

تفسیر زاہدی میں لکھا ہے کہ جب اللہ کی طرف سے ہجرت کا حکم آیا۔

کہ جو اللہ کی راہ میں اسکی رضا کیلئے ہجرت کرے تو اللہ اسکا اجر دینے والا ہے۔
تو حضرت جندع ابن حمزہؓ جو سو برس کے تھے اپنے بیٹوں سے یہ خواہش ظاھر
کی کہ میں بھی ہجرت کروں۔ اپنے والد کی آرزو پوری کرتے کیلئے اُسکے فرزندوں
نے پالکی میں بٹھا کر باھر نکالا۔ آپؓ دورانِ سفر فوت ہوگئے تو فرمایا۔ کہ رسول اللہؐ
کو کون خبر دے۔ تو خود اپنے دائیں ہاتھ کو رسول اللہؐ کا ہاتھ موسوم کرکے اپنے بائیں
ہاتھ پر مارا اور بیعت کی رسم ادا کی۔ آخر حضور پاک صلعم کو یہ اطلاع ملی۔ تو اللہ
کی طرف سے وحی آئی کہ ایسے شخص کا تو ثواب اجرُ اللہ کے ذمّہ ہے۔ معلوم ہوا کہ
اس دنیا میں کوئی بغیر مرشد نہ رہے۔

ایں کلاہ پوستین ویں خرقہ پشمین کہ داد
بندہ را بہ از قبای شاہی و افسر شد است

علامہ خاکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے پیر برحق رضی اللہ عنہ کی طرف
جو کلاہ پوستین اور خرقہ پشمین دیتے گئے۔ وہ میرے لئے بادشاہی تخت وتاج
سے بھی زیادہ قیمتی ہیں۔

اسرار الابرار میں تحریر ہے کہ بابا فریدالدین گنج شکرؒ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے
کہ اصلی کلاہ بارگاہ الٰہی کی عنایت ہے۔ یہ سب سے پہلے جبرئیل امینؑ ہمارے
نبی کریم صلعم کیلئے لایا اور اللہ پاک کا ارشاد سنایا کہ اسے آپ پہن لیں اور
جس کو اسکا اہل سمجھیں اسکو عطا کریں۔ وہ چار کونے والی ٹوپی آپؐ پہنتے تھے۔

پھر اسکا ایک ایک کونہ چار یار باصفا کو عنایت کیا۔ حضرت شاہ ولایت رح کے پاس چار گوشہ والی کلاہ مبارک تھی حضرت گنج شکر کا فرمان ہے۔ کہ یہ کلاہ وہی سر پر رکھیگا جو دنیا سے بیزار ہو جائے مزید فرمایا کہ اے درویشو! کلاہ کی دو قسمیں ہیں۔ یہ۔

(۱) کلاہ طاقیہ جسکو لاطیہ کہتے ہیں۔ (۲) کلاہ طاقیہ ناشنزہ ہے۔ طاقیہ ہمیشہ سر پر رکھی جاتی ہے۔ ناشنزہ ہمیشہ سر پر نہیں ہوتی کلاہ مبارک رحمت کا سائبان ہے۔ یہ جہنم کی آگ سے سپر کا کام دیگی

حضرت ابراہیم ادہم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جو کلاہ پہنے اور اس کا حق ادا کرے۔ اُس نے دین و دنیا کی سعادت مندی پائی۔

کتاب روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ حضور پاک صلعم اکثر کلاہ مبارک پر عمامہ شریف باندھتے تھے۔ اور لباس کے حوالہ سے کرتہ۔ چادر۔ شلوار۔ تہبند، نقشدار کپڑا۔ سادہ قبا اچکن، پوستین زیب تن فرماتے تھے۔

ذخیرۃ الملوک میں بیان کیا گیا ہے یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کہ جس روز اس دنیا سے آنحضورؐ رخصت ہو گئے آپ کے جسم اقدس پر اُونی کرتہ تھا۔ جس پر بارہ پیوند لگے تھے۔ جن میں سے کچھ بھیڑ کے چمڑے کے تھے۔

حضرت پیر اقدس رضؓ نے فرمایا ہے کہ ہم دنیا میں اکثر مختلف قوموں اور جماعتوں کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

پرہیز گار لوگ چمڑے کی ٹوپی اور خرقہ پہنتے ہیں وہ تنہائی میں ۔ سبحان اللہ، الحمدللہ کلمہ تمجید درد کرتے ہیں ۔ تارکِ دنیا یہی طریقہ اختیار کرتے ہیں ۔ وہ چمڑے کی کلاہ یا چمڑے کا کرتہ پہننے والے کے چکر کاٹتے ہیں ۔

مرحوم مرزا حیدر کے زمانے میں حضرت خاکیؒ نے ایک مغل کو دیکھا کہ پگڑی کے بغیر چمڑے کی ٹوپی پہنے ہوئے گھوڑے پر سوار آرہا تھا ۔ اس کے پیچھے دو غیبی مرد خوش ہوکر اسکا انتظار کرتے ہوئے آرہے تھے وہ ہمارے نزدیک پہنچے حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ میں نے باطنی نظر سے دیکھا کہ یہ کلاہ پوش عام آدمی تھا مگر یہ غیبی مرد اسکی اسلئے تعظیم کرتے دیکھے گئے کیونکہ اس کے سر پر چمڑے کی ٹوپی تھی انہوں نے کہا ہماری نظر کلاہ پر ہے ۔ آدمی پر نہیں !

مرشد کامل حضرت سلطان العارفینؒ علیہ الرحمہ نے سفید اُون سے ایک کلاہ بنوایا تھا ۔ وہ ٹوپی آپ نے چالیس دن تک پہن لی ۔ اسکو پہنے ہوئے دیکھ کر مردان غیب خوش ہوتے تھے ۔ بیعت کے وقت حضرت خاکی کو ایک کلاہ اور شال کا ایک دستار عنایت فرمائے اور حکم دیا کہ شملہ رکھو کچھ عرصہ بعد شملہ نہ رکھنے کی ہدایت فرمائی ۔

پیر برحق رضؓ نے فرمایا کبھی ٹوپی بغیر دستار کے بھی پہن لو تاکہ سنّت کی پیروی ہو جائے ۔ کبھی فرمایا یہ بھی ترک کرو اور شملہ ڈالکر صافہ پہنو ۔ اس بابرکت کلاہ کو اپنے پاس رکھو ۔

رنگو ڈار جو پیر کامل کا مرید خاص تھا انکا بیان ہے کہ جب میں نے مکاشفہ میں اس کلاہ مبارک کی خاصیتیں دیکھیں تو میرے دل میں آیا کاش

پیر کاملؒ یہ ٹوپی مجھے عنایت کرتے۔ چنانچہ آپ نے از خود یہ کلاہ مبارک انکو دیدی۔

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر کامل نے کبھی مجھے ایک ہی خرقہ پہننے سے بھی باز رکھا۔

خزانۃ الجلالی میں درج ہے کہ حضور پاک اکثر دستار مبارک کھڑے ہو کر باندھتے تھے۔ لیکن جب مجلس میں کسی بزرگ کو بھی حاضرین کے ساتھ تعظیماً کھڑا ہونے کی نوبت آنے کا اندیشہ ہوتا تو پیر برحق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہی عمامہ زیب سر فرماتے شملہ ایک بالشت دراز رکھتے۔ کبھی کمر کے نصف حصہ تک بھی لمبا چھوڑتے!

حضرت مخدومؒ کا ارشاد ہے کہ درویش اکثر شملہ سینے اور بائیں کاندھے پر ڈالتے ہیں۔ اس طرح مرنے کے وقت کے عمامہ کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے درج رہے کہ کسی بزرگ کو مرنے کے بعد دستار سر پر باندھ کر شملہ سینے کے بائیں طرف ڈالا جاتا۔

زاد الفقہا میں ہے۔ کہ اگر مُردہ عالم یا شریف ہو تو اُسے عمامہ باندھا جائے اور شملہ سینے کے بائیں طرف ڈالا جائے اس طرح درویش لوگ اپنے آپ کو مردوں سے تشبیہ دیتے ہیں پیر حقؒ فرماتے اس نیت سے درویش شملہ آگے کی طرف ڈالدے کہ ابھی مجھے حرم درپیش ہے۔

شمائل الاتقیاء میں لکھا ہے۔ کہ خرقہ پانچ قسم کے ہوتے ہیں پہلا خرقہ ارادت ہے جو بیعت کے وقت ملتا ہے۔ مرشد اُسے توبہ کرتا ہے۔

اور نیکی کی ترغیب دیتا ہے۔ دوسرا خرقہ محبت ہے۔ مرشد مرید کو ارادت کا خلعت پہنانے کے بعد محبت اور مہربانی سے کلاہ اور کرتہ عنایت کرتا ہے۔ یہ برکت کی نشانی ہے۔

تیسرا خرقہ تبرک ہے۔ جو التجا پر دیا جاتا ہے۔ چوتھا خرقہ صحبت ہے وہ یوں کہ مرشد جیتے جی یا مرنے کے بعد مرید کو کسی دوسرے کے پاس جانے کا حکم دے پانچواں خرقہ حقیقی ہے۔ جو مرشد کسی خاص مرید کو دیتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ مرشد پاک یہ حقیقی خرقہ کس مقبول ازل کو عنایت کرے!

حقیقت یہ ہے۔ کہ درویشی لباس میں ثواب ہے۔ اور بادشاہی لباس میں حساب اور عذاب! دل کا اطمینان اور خوش حالی سادہ لباس میں ہے!

حضرت علامہؒ فرماتے ہیں کہ جہاد نفس میں میرا خرقہ جبہ سے بہتر عصا بطور نیزہ اور طاقیہ بطور خود (HELMET) ہیں۔

عوارف المعارف میں ہے۔ کہ صوفی عصا نہیں چھوڑتے ہیں کیونکہ یہ سنّت ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور پاک صلعم نے فرمایا منبر سنّت ابراہیمی ہے۔ عصا سُنتِ موسوی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ فرمایا حضرت رسالتمآب صلعم نے کہ عصا پر ٹیک

لگانا انبیاء کی علامت ہے۔ حضور پاکؐ کے پاس بھی عصا تھا جس پر آپؐ ٹیک لگاتے تھے اور دوسروں کو بھی اسکا حکم دیا ہے۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے عصا کی چھ خصوصیات بیان کی ہیں ۔ یہ نبیوں کی سنّت ہے۔

—نیکوں کی زینت ہے۔

— دشمنوں کے خلاف ہتھیار ہے۔ مثلاً کتا ۔ سانپ موذی جانور وغیرہ

۔ کمزور کا مددگار ہے۔

— منافقوں کیلئے باعث رنج۔

— نیکیوں میں زیادتی کا باعث۔

۔ شیطان اس سے بھاگتا ہے۔

نماز کے وقت قبلہ کا کام دیتا ہے۔

تھکاوٹ میں طاقت دیتا ہے۔

شمائل الاتقیاء میں لکھا ہے کہ مرشد۔ صاحب دِل دیندار عالموں کے ساتھ مصافحہ کرنا۔ چالیس سال کے بعد عصا ساتھ رکھنا نیکی ہے ہاتھ سے کئے گئے گناہوں کا کفارہ ہے۔ یاد رہے کہ یہ چیزیں نفسانی خواہشات کے خلاف استعمال کرنی چاہیں ۔

مُرشد مُرید کے باطن پر نظر رکھتا ہے اسکی بہبودی کا خاص خیال رکھتا ہے۔ نفسانی خواہشات سے آزادی دلاتا ہے اسکو اپنے اختیار سے

کھلاتا پلاتا ہے۔ اور پہناتا ہے۔ دیا ہوا کرتہ مرشد کامل مرید پر وہی اثر کرتا ہے جو حضرت یوسفؑ کے کرتے نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر کیا تھا۔

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ باطنی بینائی رکھنے والا مرشد ہی مرید کو علم لدنی سے واقف کرا سکتا ہے۔ افسوس میں نے کئی برسوں تک دردو سوز والا مخلص مرید نہیں دیکھا۔ مرید کیسا چاہیئے۔ یہ حضرت خاکی علیہ الرحمۃ سے سنئے: (مفہوم)

" ہمیں ورد خوان مرید کی ضرورت نہیں نہ زاہد اور حافظ قرآن کی۔ بلکہ اُس صاحب درد اور سوختہ جان کی ضرورت ہے جس نے اپنے خانماں، دل و جان کو داؤ پر لگایا ہو۔"

خزانۃ الجلالیہ میں درج ہے کہ جب کوئی شخص حضرت سید السادات علیہ الرحمہ سے مرید بننے کی خواہش ظاہر کرتا تو آپؒ فرماتے کہ میں نہیں جانتا کسی کو مرید بناؤں۔ ہاں آؤ۔ بھائی چارے کا عہد کریں کیونکہ حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ دینی برادری کو بڑھاؤ دو اللہ تعالیٰ بیشک اسیات سے حیا کرتا ہے کہ کسی کو اپنے بھائیوں کے سامنے عذاب دوں۔

جب کوئی ارادت کیلئے حاضر ہوتا تو آپ یوں فرماتے کہ کیا تو نے مجھ مسکین کو برادری میں قبول کیا ہے۔ وہ کہتا تھا۔ میں نے قبول کیا۔ تو آپ فرماتے آؤ ہم دونوں توبہ کرینگے اور فرماتے میں اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں۔ جس کے بغیر کوئی معبود نہیں۔ یہی کلمات تین بار دُہراتے اور فرماتے اللّٰھم اشرح صدرہٗ (یا اللہ اسکا سینہ کھول دے) اس کے بعد قینچی سے

اس کے بال کوتاہ کرتے اور طرفین کے بال کاٹتے اور پڑھتے۔ اللّٰھم اقصر مالہٗ وحفظہٗ عن المعاصی (اے اللہ اسکی آرزوئیں کم کر اور نافرمانیوں سے بچا) پھر درود مشہور پڑھکر یہ دعا مانگتے۔

اللّٰھم ثبتنا علی التوبہ وحفظنا عن المعصیۃ بحفظہٖ وبحق محمد وآلہٖ بیتہٖ وبحق شیخ الکبیر بہاؤالحق والشرع والدین والشیخ العارف صدرالحق والشرع والدین والشیخ قطب عالم رکن الحق والدین قدس اللہ ارواحھم ان یحفظک عن المعاصی

اس کے بعد کوئی پرانا استعمال شدہ کپڑا مانگتا تو فرماتے کہ توبہ کی نیت ہی کافی ہے۔ اب کوئی اصرار کرتا تو اسکو کپڑا عنایت کرتے اور دائیں طرف سے پہناتے۔ اگر کلاہ موجود ہوتی وہی پہناتے اور حضرت مخدوم علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے۔

اللّٰھم توجہ بتاج الکرامۃ والسعادۃ واحفظہٗ عن المعاصی وثبتہٗ علی دین الاسلام

یا اللہ اسکو عزت اور نیک بختی کے تاج سے سرفراز فرما۔ اسکو گناہوں سے بچا۔ دین اسلام پر ثابت قدم رکھ۔ کچھ وصیت فرماتے کسی کو قرآن تلاوت کرنے کسی کو علم فقہ حاصل کرنے۔ کسی کو ذکر لا الٰہ الا اللہ، بعضوں کو شیخ بہاؤالدین رضی اللہ عنہ کی اوراد یاد کرنے پر مامور فرماتے

کسی کو مٹھائی کھلاتے دعا فرماتے اللّٰھم ارزقنا حلاوۃ الایمان (اللّٰھم ارزقنا حلاوۃ الایمان آمین)

علامہ فرماتے ہیں کہ پیر برحق علیہ الرحمہ کی طرف سے مجھے جو سجادہ اور فقر کا کرتہ (چوغہ) عنایت ہوئے وہ گویا نفس کے ساتھ جنگ کیلئے گھوڑا اور اونٹ جیسی سواریاں مہیا ہوئیں۔

اسرار الاولیاء میں اس خرقہ یا چوغہ کے بارے یوں درج ہے کہ جب حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے باختیار خود فقر قبول فرمایا اور کمبل پہنا تو اللہ نے تمام ملائکہ کو حکم دیا کہ میرے محبوب کی پیروی میں تم بھی ایسی پوشاک پہنو ملائکہ نے سجدہ کیا اور وجہ پوچھی۔ تو جواب ملا کہ میرے محبوب نے یہی لباس پسند کیا ہے۔

شیخ فریدالدینؒ فرماتے ہیں کہ اگر حضور پاک صلعم فقر و درویشی پسند نہ فرماتے اور قبول نہ کرتے تو سب تباہ ہو جاتے۔

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ حضرات علیؓ، فاطمہؓ اور حسنینؓ کو آل عبا اسلئے کہتے ہیں کیونکہ اُن سب کو حضور پاکؐ نے کمبل کے نیچے لا کر دعا فرمائی تھی۔

روضۃ الاخیار میں اسی واقعہ کو یوں پیش کیا گیا ہے کہ آنحضورؐ نے ان سب کو کمبلی کے نیچے رکھکر یہ آیت پڑھی۔

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطھرکم تطھیرا ط

بیشک اللہ کو منظور ہے کہ پیغمبر کے گھر والوں کو تمام آلودگیوں سے دور رکھے اور ہر طرح ظاھری اور باطنی طور صاف رکھے)

یہ پوشاک درویشوں کیلئے مخصوص ہے۔ ہمارے مرشد کامل ایک کشمیری کمبل موسوم یہ رَدَہ (کھردری ادنی چادر پہنا کرتے تھے۔ حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ جب بھی میں آنجنابؒ کو یہ کمبل اوڑھے بیٹھے یا سوتے ہوئے دیکھتا تو مجھے حضرت امیر خسرو علیہ الرحمہ کا یہ شعر یاد آتا تھا اور گنگنا کر بہت خوش ہوتا تھا آپ بھی سنئے:-

مرد پنہاں در گلیم و پادشاہِ عالم است
تیغ خفتہ در نیام و پاسبانِ کشور است

(مرد خدا کمبل اوڑھے ہے لیکن یہ دنیا کا بادشاہ ہے گویا تلوار نیام کے اندر سوئی ہے مگر پھر بھی مُلک کی نگہبان ہے۔

علامہؒ فرماتے ہیں کہ مجھے خرقہ۔ کلاہ۔ عبا اور مُصلا جیسے مرشد پاک سے ملے میرا باطن منوّر ہو گیا کیونکہ ان سب چیزوں کو پیر کاملؒ کے وجود پاک کے ساتھ رہنے اور مس ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ نفس اور شیطان کے وسوسے جاتے رہے۔ دنیا سے نفرت۔ اور دل بے نیازی پا کر صبر و استقامت

کے زیور سے آراستہ ہوا گویا آپ نے مجھے یہ پوشاک پہنا کر من تشبہ بقوم فھو منھم کے مصداق بنا دیا۔ (جو جس قوم کے ساتھ مشابہت پیدا کرے وہ انہی میں شمار ہوگا)

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس شعر میں ماضی کا صیغہ تبت یدی ابی لھب کے تتبع میں استعمال کیا حالانکہ میں اُن مشائخین عظام کی طرح کیسے بن سکتا ہوں۔ اسلئے اپنی ندامت کا احساس دل میں لئے شیخ ابو علی دقاق علیہ الرحمہ کی لکھی ہوئی مناجات (جو محض قیل و قال سے تو یہ ہے) اپنے حال اور اپنی نیت کے انجام کے موافق پاکر عاجزانہ شکریہ کے ساتھ باپت برکت لکھتا اور پڑھتا ہوں آپ بھی چند اشعار ملاحظہ کیجئے۔ (مفہوم)

عشق کا مارا ابو علی دقاق نے ایک دفعہ منبر پر چڑھ کر یہ مناجات کی کہ

یا اللہ کوئی جگہ تجھ سے خالی نہیں نہ مکان نہ لامکان!

اے اللہ جب قیامت کے دن مجھکو زندہ کرو گے لوگوں کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کرنا اور اپنے حضوری کے لائق اگر مجھے تصور نہیں کرو گے تو کم از کم یہ فقر کا لباس میرے بدن سے نہ اتارنا میرے۔ ہاتھ میں ایک پرانا کمبل اور عصا دینا اور جہنم کی وادیوں میں آزاد چھوڑ دینا تاکہ میں دل کو پگھلانے والی آہ و زاری کروں اور اگر وصل کی اجازت نہ ہو تو میں اپنے وجود کو ناامیدی کے ماتم کے سہارے زندہ رکھوں۔

علامہؒ فرماتے ہیں کہ میں اللہ پاک کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے اپنے

پیر برحق علیہ الرحمہ نے اپنے طالبوں کی پوشاک پہنا دی اسکا پورا حق ادا نہ کرنے اور اس کے آداب میں جو کمی واقع ہوئی ہو اسکی تلافی کیلئے معذرت خواہ ہوں اور مغفرت کا طلبگار!

ورد کان کردہ حوالہ ذکر کان تلقین نمود
آں کمان و تیر و ایں شمشیر با جوہر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ پیر برحق رضی اللہ عنہ نے جس وظیفہ کی اجازت مجھے مرحمت فرمائی اور جس ذکر کی تعلیم دی وہ وظیفہ میرے لئے تیر کمان اور اور ذکر میرے لئے تلوار جوہر دار ثابت ہوئے۔ جس طرح تیر نشانے پر بیٹھتا ہے۔ اسیطرح آپکا دیا ہوا وظیفہ درگاہ ایزدی میں قبول ہوا۔ ذکر کی تلوار نے غیر اللہ کو میرے لئے مسخر کر دیا۔

حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے عمل کے بارے میں خواب میں نتیجتاً یہ دکھایا گیا کہ میرے کمر میں تلوار لٹک رہی ہے اور ہاتھ میں خنجر ہے۔ جو کند ہے تیز نہیں۔ پیر کاملؒ نے فرمایا کہ تلوار ورد اعظم ہے مگر کند خنجر کا مطلب ہے کہ تم کوئی وظیفہ بغیر اجازت کے پڑھتے ہو۔ خبر دار اسے پڑھنا چھوڑ دو اور توبہ کرو۔

مزید فرماتے ہیں کہ ہم ایکدفعہ موضع آہنگام میں تھے میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی نے تیروں سے بھرا ترکش پیر کاملؒ کے حضور پیش کیا۔

موصوف نے وہ ترکش مجھے دیدیا اور فرمایا ہمیں چند اسماء کے پڑھنے کی اجازت ملیگی اور تم کو اُن کے پڑھنے کی اجازت دینگے چند روز بعد فرمایا کہ سن وہ کلمات یہ ہیں۔ سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمدللہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۳ بار، لاالٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ الملک ولہ الحمد وھو علٰی کل شیئٍ قدیر۔ دس بار۔ ہم نے یہ کلمات اکٹھے پڑھے۔ فرمایا یہ فرض نمازوں کے بعد خفی طور پڑھا کرو۔

آگے فرمایا کہ میں کوئی چیز بغیر اجازت کے نہیں بتاتا عالم غیب میں میں نے اتنی کتب احادیث کا مطالع کیا جنکا تم نے نام کبھی نہ سنا ہوگا۔ لیکن بیداری میں یہ الفاظ مجھے یاد نہیں رہتے۔ کیونکہ عربی زبان پر میں پورا عبور نہیں رکھتا ان اسرار کو ہر کسی کے سامنے ظاہر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میں دل وجان سے یہ کلمات پڑھتا رہا ایک سال بعد میں نے مشکواۃ شریف میں یہ حدیث پاک دیکھی بہت خوش ہوا۔ بڑے اخلاص اور شوق سے میں نے اپنے وظیفوں میں لکھ ڈالا کیونکہ یہ حدیث میرے پیر برحق کے علم لدنی سے واقف ہونے پر دلالت ہے۔ اور وہ حدیث یوں ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ہر نماز کے بعد سبحان اللہ، الحمدللہ اللہ اکبر لاالٰہ الا اللہ الخ پڑھا کرو۔ جو یہ پڑھے اسکے سب گناہ خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں معاف کیے جائینگے (مسلم)

آگے لکھتے ہیں کہ میں نے ایکدفعہ پیر برحق رح سے عرض کیا کہ مجھے خواب یاد نہیں رہتے فرمایا یہی اچھا ہے کیونکہ یہ بھول جانے کیلئے ہیں۔ اگر میں تعبیر کے وقت میں اچھی تعبیر کردوں اور اسے اچھا خواب کہوں تو بہتر ہے۔ اگر کبھی برا لفظ زبان سے نکلے یا عفو مانگنے لگوں تو سمجھنا چاہیئے کہ خواب کے بعد فورًا توبہ کرنی چاہیئے مزید فرمایا کہ بیہودہ باتوں سے مجھے تکلیف نہیں دینی چاہیئے۔

یہ بات یاد رکھیں کہ خوابوں کی تعبیر وقتوں کے تفاوت خواب دیکھنے والے کے حالات اور تعبیر کرنے والے کے حالات کے اختلاف کے مطابق کی جاتی ہے گویا مختلف شرائط کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ دراصل تعبیر خدائی عطیہ ہے۔

کوئی مرید کسی غیر مرید کو اپنے وظائف نہ دکھائے ایسا کرنے سے رخنہ پڑ جاتا ہے۔

حضرت علامہ مزید لکھتے ہیں کہ پیر برحق رح کے یہ اوصاف ظاہر کرتے کی میری نیت یہی ہے کہ یہ پڑھکر دیگر عقیدت مند خوش ہونگے اور خدا کا شکر ادا کرینگے شکر کرنے سے انکی ترقی میں اضافہ ہوگا۔

مزید لکھتے ہیں کہ میرے مرنے کے بعد اگر یہ واقعات کتابی تشکل میں قارئین کے سامنے پیش ہونگے تو مجھے پوری اُمید ہے۔ کہ وہ میرے حق میں دُعاء خیر کرینگے میرے اس اظہار سے اگر کوئی گستاخی یا رخنہ پیدا ہو وہ دور ہو جائیگا آخر پر اللہ کی بارگاہ میں شکر ادا کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ الحمد للہ

مجھے اس برگزیدہ کامل اور بابرکت پیر حق رضی کے ذریعہ تعلیم ملی گویا مجھے یہ انمول عطیہ دیا گیا۔ اگر اب انکی ادائیگی میں کوئی لاپرواہی واقع ہوئی ہو۔ تو اس کیلئے معافی کا خواستگار ہوں اور اسکی رضامندی قیامت تک مانگتا رہونگا کیونکہ وہی دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔

حضرت علامہؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے مرشد پاک کو سید جمال الدین علیہ الرحمہ کی تربیت کی برکت سے وہ مقام حاصل ہوا جس مرتبہ پر پہنچکر وہ شیخ و رہبر بنے آپ حضرت سید جمال الدین بخاریؒ کے مُرید ہیں۔ اور آپ سے اجازت اور خطِ ارشاد حاصل کئے ہیں۔

حضرت مخدوم سید جمال الدین بخاری ۔ مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری علیہم الرحمہ والرضوان کے خاندان کے سجادہ نشین اور خلیفہ ہیں خطِ ارشاد میں خدا کی محبت پیدا کرتا توبہ اور ذکر کی تلقین وغیرہ شامل ہیں ارشاد کے معنی ہیں خدا کی طرف راستہ دکھانا مقصود ہے۔ ذاتی طلب

کے علاوہ مرشد کامل کی تربیت چاہیئے رہبر ضرور چاہیئے جو اللہ سے ملائے۔ حقیقی محبوب اللہ تعالیٰ ہے۔ مرید کے دل میں عشق پیدا کرنا مرشد کا کام ہے۔

حدیث اقدس میں ہے۔ کہ اللہ کی طرف سے حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم ہوا کہ میرے دوست بن جاؤ۔ ساتھ ہی میرے دوستوں کا دوست بھی بن جاؤ۔ میرے بندوں کو میرا دوستدار بناؤ۔ حضرت داؤدؑ نے کہا کہ تیرے بندوں کو کس طرح تیرا دوست بناؤں۔ ارشاد ہوا کہ میری نعمتیں انکو یاد دلاؤ تاکہ وہ مجھ سے محبت کریں۔

مرشد بندوں کو اللہ کا محبوب بناتا ہے قرآنی حکم ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

مرشد پہلے مرید کا دل اور نفس پاکیزہ بناتا ہے دل صاف ہو جاتے پر اللہ کے نور کا عکس اور اسکی عظمت اس پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ اس میں توحید کا جمال نظر آتا ہے۔ وہ بصیرت کی آنکھوں سے انوار کے مطالعہ کرنے کی سعی کرتا ہے۔ وہ اپنے ربّ سے محبت کرنے لگتا ہے۔ یہی تزکیہ نفس کا نتیجہ ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر آپ کو کسی قوم سے محض اسوجہ سے محبت ہے۔ کہ وہ نیک عمل کرنے والے ہیں۔ تو آپ کو انہی میں شامل کیا جائیگا۔

نیز فرمایا من تشبہ بقوم فھو منھم جس نے اپنے آپ کو

کسی قوم کے مشابہ بنایا وہ انہی میں سے ہے۔ اگرچہ اس کے اعمال اُن کے مشابہ نہ ہوں۔

جناب مرشد برحق علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جتنا ہو سکے مشابہت پیدا کرو۔ اگر مکمل پیروی ممکن نہ ہو تو یاد رکھیئے کہ لولے۔ لنگڑے۔ اندھے اور کمزور بھی منزل کے ہمراہیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اونٹ یا گھوڑی کے ساتھ اسکا بچہ بھی چلتا ہے اس سلسلہ میں ہمارے مرشد گرامی یہ مثنوی اکثر گنگنایا کرتے تھے۔ ؎

گر تنگ شکر خریدے نتوانم

بارے مگس از تنگ شکر میرانم

(اگرچہ میں شکر کی بوری خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ مگر کھانڈ کی بوری سے مکھیاں ہٹاتا ہوں۔)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ظاہری مشابہت کچھ کام دیگی کہ نہیں۔ اگر کوئی کسی منزل پر جانے کا صرف ارادہ کرے تو کیا وہ وہاں پہنچیگا؟

ہمارے پیر کامل علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مُریدوں کی تین اقسام ہیں۔ حقیقی۔ رسمی اور صوری۔

حقیقی مُرید وہ ہے جو ظاہر و باطن۔ گفتار و کردار میں اپنے مرشد کا پیروکار ہو۔

رسمی مُرید وہ ہے جو اپنے مقدور کے مطابق ظاہری اور باطنی طور اپنے مرشد کامل کے مشابہ ہو۔

صوری مُرید وہ ہے جو صرف ظاہری صورت اور شکل و شباہت میں مرشد کے مشابہ ہو۔ گو اسکو کوئی فائدہ نہ ہوگا مگر اُمید ہے کہ وہ صرف ظاہری مشابہت کی بنا پر اور اسکی برکت سے سعادت مند بن جائے اور قیامت کے دن اسکے ساتھ اٹھایا جائے۔ کیونکہ یہ ایسی جماعت ہے جنکے ساتھ بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا۔

اب علامہ صاحب سے اس سلسلہ میں تفصیلی طور پیر برحق علیہ الرحمہ کے کے حالات سے ہمیں اسطرح آگاہ فرماتے ہیں۔

پیر برحق رضؓ فرماتے ہیں کہ شمسی چک کی خانقاہ میں۔ مجھے ایک درویش کے ساتھ رہنے کا موقعہ ملا۔ میرے ساتھی رات کے ایک بجے اٹھکر سورہ کہف تلاوت فرماتے اور میں اٹھکر سنتا۔ یہانتک یہ سورت مجھے زبانی یاد ہوگئی۔ میرے بزرگ ساتھی نے تعجب سے کہاکہ مجھے ابھی تک یہ سورۃ یاد نہیں رہی ہے۔ آپ نے میرے ہاتھوں کو چوما۔

آپ کی تمنا تھی کہ مرشد ملے۔ چنانچہ آپ کے پاس اولیاء اور انبیا کی ارواح پاک آکر آپ کو رہبری سے مشرف فرماتے۔

حضور پاکؐ کا ارشاد ہے کہ علم و ادب مجھے رب نے سکھایا۔ پیر کامل فرماتے ہیں کہ اگر مجھ سے کوئی غلطی دن کے وقت ہوتی تو رات کو کوئی آتا اور مجھے تنبیہہ یا ملامت کرتا۔ یہ صحیح ہے کہ اگر نبی کی اولاد بھی ہو وہ بچہ ہی ہے ایک دفعہ میں نے بچپن میں بچوں کے ساتھ ایک مسجد کے کنگرے پر پتھر مارا۔ تو رات کو سخت ڈانٹ پڑی۔ خبردار یہ خدا کا گھر ہے اسکی تذلیل کرنا منع

ہے بلکہ یاد رکھو کہ مسجدیں بھی زائرین کیلئے دعا کرتی ہیں۔

آگے ایک اور واقعہ فرماتے ہیں کہ کسی دعوت میں شریک ہونے پر جیسے دوسرے بچوں کے ساتھ بطور ختمانہ چار پیسے ملے۔ میں نے سوچا ان سے سیاہی قلم کاغذ خریدونگا مگر اللہ کا کرنا کہ میرا پاؤں راستے میں پھسل گیا اور یہ پیسے کیچڑ میں گم ہو گئے۔ رات کو ڈانٹ پڑی۔ اے حمزہ! تم بھیک مانگنے اور گھر جانے کیلئے پیدا نہیں کیے گئے ہو۔ اگر توکل کرتے تو اس سے دوگنے پیسے مل جاتے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت شیخ صاحبؒ جب خانقاہ میں فروکش ہوئے معلوم ہوا کسی امیر آدمی نے خانقاہ میں آکر حاضر بچوں میں آٹھ آٹھ پیسے بانٹ دیئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد توبہ کرلی اور کبھی ایسا کام نہ کیا۔

مزید فرماتے ہیں کہ اگر تہجد میں دیر ہوتی تو کوئی صاحب دروازے پر دستک دیکر بیدار کرتے۔ آواز آتی۔ بابا حمزہؒ اٹھو۔ طہارت کرو نماز پڑھو اگر کسی امر میں مجھے کچھ شک ہوتا تو وہ رفع کرنے کیلئے کوئی صاحب جاگتے یا سوتے میں۔ میری ہدایت فرماتے شک دور کرتے اور اچھی اچھی باتیں بتاتے وغیرہ۔

ایک دن ملا لطف اللہ جو اس خانقاہ کے مدرس تھے، بڑے پرہیز گار اور نرم مزاج) کے پاس فقہ ثنائی پڑھنے لگا۔ میں سبق بھول گیا اور رات بھر روتا رہا۔ مگر کسی غیبی آواز نے میری مدد کی اور میں نے سبق یاد کیا۔ میں نے اسی طرح منطق الطیر، ذخیرۃ الملوک فارسی نامہ وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ میں دیکھتا کہ کوئی مجھے غلطی نکال رہا ہے۔ اور باریک نکتے سمجھا رہا ہے۔ صبح ظاہری استاد میری ذہانت دیا داشت دیکھکر یہ سمجھتا کہ نہ معلوم یہ شاگرد رات کو کسی استاد سے سیکھ کر آیا ہے۔ مگر جب میرے استاد کو حقیقت معلوم ہوگئی تو وہ میری بڑی عزت کرتے تھے۔

مذہب میں اختلاف کی بنا پر پیر پر حق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت آنحضرت صلعم نے تعلیم دی کہ مذہب اہل سنت وجماعت پر قائم رہو۔ اور ملاقات کے دوران جو ہم تمکو نصیحت کرتے اور پڑھنے کو دیتے ہیں وہ توجہ سے سُن کر اس پر عمل پیرا رہو۔

کبھی میں ذاکروں کو مشغول عبادت دیکھتا تھا۔ اور ان برکات کی خاصتیں اور انوار ظاہر ہوتے تھے اور میں اپنی آنکھوں سے دیکھتا تھا"

پیر پر حق مزید فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے بہت سے اولیاء کرام کو دعائے سیفی پڑھتے دیکھا اور مجھے بھی یاد ہوگیا اور وظیفہ بنایا۔

حاجی داؤدؒ ایک صاحب دل میرے حالات دیکھکر مجھ سے پیار کرتا تھا۔ اور خوش خبریاں دیتا تھا اور اپنے رشتہ داروں کو میری

خدمت کرنے کی ترغیب دیتا تھا اور فرماتے تھے کہ یہ ہزار گنا بزرگ بن جائیگا

حضرت مخدوم جمال الدین رضی جب ملک احمد ایتو کی خانقاہ میں رونق افروز ہوئے۔ تو مجھے مکاشفہ میں کہا گیا کہ پیوند والے درخت میں میٹھا پھل لگتا ہے لہٰذا کسی صاحب اختیار سے نیابت حاصل کرنا ضروری ہے اسلئے تمہارے مرشد پاک ملک احمد ایتو کی خانقاہ میں فروکش ہیں وہاں ان سے مل کر استفادہ حاصل کرو۔ انکی خدمت کو اپنی زندگی کا عزیز سرمایہ تصور کرو۔ اور بیعت کو بہت غنیمت جانو۔ اگلے روز میں نے مرشد پاک سے ملنے کی تیاری کی تاکہ زیارت سے مشرف ہو جاؤں۔ آپ کو ایک کوٹھری میں دیکھا۔ میں دروازہ کے پاس ہی بیٹھا چونکہ موصوف بہت تھکے ماندے تھے۔ اسلئے اُلٹے پاؤں واپس ہو کر اگلے دن اُسی جگہ آکر بیٹھ گیا۔ آپ نے آگے بلایا اور شفقت بھری نظروں سے دیکھکر فرمایا۔ اے عزیز! مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پیدا ہوتے سے آجتک تمہارے تمام حالات سے پوری طرح باخبر رکھا ہے۔ میں تمہارے مُڑے ہوئے پاؤں سے بھی واقف ہوں جسے تم چھپا رہے ہو۔ تمکو تربیت پانے کیلئے میرے سپرد کردیا گیا ہے۔ میں تمکو اپنی فرزندی میں قبول کر رہا ہوں۔ تم اب پرائے اور غیر کی طرح نہ رہو۔ اپنا پن محسوس کرو۔ اس کے بعد مجھے دو روٹیاں اور گوشت کے کچھ ٹکڑے اپنے دست مبارک سے عنایت فرمائے۔ میرے دل میں یہ خیال اور وسوسہ پیدا ہوا کہ میں

انکو اپنے ساتھ لے جاؤں یا حاضرین میں تقسیم کردوں آپ پر میرا یہ حال منکشف ہوا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ اے عزیز یہ تمہارا حصہ ہے یہ باقی حضرات اپنا اپنا حصہ لے چکے ہیں۔ مزید فرمایا کہ تم یہ کھاؤ۔ میں تمکو مزید دو روٹیاں اور دونگا۔ اپنا کلاہ مبارک سر سے اتار کر مجھے پہنایا اور فرمایا کہ نماز استخارہ، نوافل وغیرہ میں مشغول رہ کر کچھ دن بعد آنا۔ بعدازاں مجھے بیعت سے سرفراز فرمایا اور خلوت میں لے جاکر ذکر خفی، ذکر چارضرب کی تعلیم دی۔ اور فرمایا۔ اللہ سے نزدیک رشتہ یہی ہے اسکا پورا فائدہ اٹھا۔ اسکے انوار سے بہرہ مند ہوجا۔ تاکہ اور وظائف وغیرہ عطا کروں۔ اسطرح میرا دل صاف ہوگیا ساری رات جاگنا میرے لئے آسان ہوگیا۔

بعض سورتوں کی اجازت دیکر حرز مونس اولیاء بھی عنایت کی کہ اب یہی پڑھا کرو۔ بغیر اجازت پڑھنے سے نقصان ہی ہوگا۔ اسطرح آپ نے مزید چھ ماہ تربیت فرمائی۔

میں ہر روز آپ کو اپنے روحانی تجربات اور مکاشفات سناتا۔ میں ٹوٹی پھوٹی فارسی زبان میں یہ سب ادا کرتا تھا۔ اور حاضرین ہمارے ان رموز سے واقف نہ تھے۔ حضرت کا معمول تھا کہ ہر کسی کو اسکے ظرف اور حوصلہ مندی کے موافق تعلیم دیتے تھے۔

ایک دفعہ ہمارے استاد ملا لطف اللہ نے ساتھ لینے کو کہا۔ میں نے طوعاً و کرہاً مان لیا اور انکو پیر کامل کے پاس لے گیا۔

موصوف نے میرے اس استاد کے ساتھ ایسی باتیں کیں جو طالب علموں کے ساتھ کی جاتی ہیں تصوف کے بارے میں کچھ بھی نہ فرمایا۔ خلوت میں مجھ سے فرمایا کہ اس تنگ دل مولوی کو یہاں کیوں لائے وہ علم کے گھمنڈ میں مغرور ہوتے ہیں۔ ہماری باتیں ان پر اثر نہیں کرتی ہیں۔

ملا حسرت اکابری ساکن موضع بانگل سے سلسلہ نامہ لکھوا کر مجھ سے فرمایا کہ میں نے امانت تمہارے حوالے کی ہے۔ اب پُر خلوص طالبوں کی رہبری کرو۔ یہ سن کر پیر کامل حضرت سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سنکر اپنے مرشد پاک کی خدمت میں عرض کی کہ میں کون ہوں میری حیثیت کیا ہے کہ لوگ میرے پاس آئینگے۔ آپ نے فرمایا تم مخدوم ہو تمہارے دروازے پر بادشاہ انتظار کرینگے۔ آگے فرمایا کہ تم میں انسان کو شناخت کرنے کی صلاحیت دی گئی۔ نیز یاد رکھو کہ ہم تم سے دور نہیں ہونگے ہم ہر وقت تم سے آگاہ رہینگے ۔۔۔ اب تم کو خدا کے حوالے کرتے ہیں اور اسطرح ان الفاظ کے ساتھ مجھے رخصت کیا۔

پیر برحق فرماتے ہیں کہ آپ کا ایک خادم میرے پاس آیا مجھے اس عنایت ملنے پر مبارک باد دی اور کچھ نذرانہ مانگنے لگا۔ حضرت سید موصوف مرشد کامل اسکی یہ باتیں سن رہے تھے۔ اسکو ڈانٹا اور فرمایا کہ اس دنیا سے متنفر گوشہ نشین غریب سے کیا مانگ رہے ہو وہ تم سے زیادہ مدد کا حقدار ہے۔

ان دنوں یہاں رافضی حکومت تھی آپ نے یہاں کسی مخلص

طالب کو نہ پاکر سفر کی تیاری شروع کی اس پر حضرت سلطانؒ نے عرض کیا۔ کہ اے مرشد پاک مجھے اپنے ساتھ لے جا کر خادموں میں شامل رہنے کا اعزاز بخشئے۔ آپ نے فرمایا۔ اے فرزند سفر کا فرہے تم یہیں رہو۔ ہمارے تصوّر کی برکت سے تمہیں انشاء اللہ ہماری امداد ملتی رہیگی۔

گر در یمنی چو با منی پیش منی   در پیش منی چو بے منی در یمنی

دیمن جیسے دُور افتادہ شہر میں رہ کر بھی اگر دل میں ہمارے ساتھ ہوگے تو سمجھو سامنے ہو۔ اگر سامنے ہو کر بھی دل تمہارا کہیں ہوگا تو سمجھو ہم سے دُور یمن میں ہو

درج رہے کہ اللہ کی بارگاہ تک پہنچنے کے بہت سے راستے ہیں جو جتنا آگے بڑھتا گیا۔ اتنا ہی وسیع راستہ دیکھتا گیا۔

حضرت علامہؒ فرماتے ہیں کہ پیر برحق علیہ الرحمۃ مجھے یہ واقعات وقتاً فوقتاً سناتے رہتے۔ میں کمی بیشی کیلئے خدا سے معافی و مغفرت کا طلبگار ہوں سچ تو یہ ہے کہ طالب کے جذبہ کی کشش مرشد کو ہی اپنے پاس کھینچ لاتی ہے یہی حال ہمارے پیر برحق قدس سرہ کا ہے کہ مرشد کامل مہربان بن کر آپ کے پاس شہر سوار بن کر آئے۔ الحمد للہ

دی ہم از ارشاد قطب عالم دلنواب او
درمیان مرشداں سلسلہ منفرد است

حضرت علامہ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ مخدوم سید جمال الدین بخاری رح قطب عالم
مخدوم سید جلال الدین اور آپ کے خلفاء کے ارشاد سے سلسلہ سہروردیہ کے مرشدوں
میں بڑا اونچا مقام رکھتے ہیں اور اپنے جدِ پاک کی روحانی رہبری سے صاحب
ارشاد بن گئے ۔

مخدوم سید جمال الدین علیہ الرحمۃ حضرت سید صدر الدین بخاری علیہ الرحمہ
کے مرید تھے۔ آپ سید مخدوم عابد آچی بخاری کے مرید تھے۔ وہ اپنے والد محترم
مخدوم سید محمد رح کے اور وہ اپنے بھائی مخدوم سید محمود الوالقاسم کے
اور وہ اپنے والد سید رکن الدین ابوالفتح کے اور وہ اپنے والد سید
حامد کبیر کے اور وہ اپنے والد سید محمود ناصر الدین کے اور وہ اپنے بزرگ
والد مخدوم جہانیاں سید جلال الدین حسین الحسنی البخاری (رضوان اللہ
علیہم اجمعین) کے مرید تھے۔

یہ بھی درج ہے کہ سید حامد کبیر رح کو مخدوم سید زین العابدین کی
خلافت بھی حاصل تھی انکو شیخ کبیر الدین سے اور انکو شیخ مخدوم سید صلاح الدین
المعروف بہ شیخ راجو قتال سے اور انکو اپنے بھائی مخدوم جہانیاں جہانگرد
سے خلافت حاصل تھی۔ (واللہ اعلم)

آل بخاری نسبت دسید جلال الدین لقب
قطب عالم بودن و مخدومیش اشتہر شدہ است

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ سید جلال الدین بخاری کا قطب عالم اور مخدوم جہانیاں ہونا ثابت ہے یہ القاب واقعی آپ کو حاصل ہیں۔

متاخرین کی کتب مثلاً تحرانۂ الجلالی سراج الہدایہ۔ مفتاح الجنان کنز العباد وغیرہ میں جہاں کہیں قطب عالم یا مخدوم جہانیاں لکھا گیا ہے۔ وہاں مراد اسی ذات سے ہے آپ کا اصلی نام حسین تھا۔ کنیت عبداللہ۔ جای پیدائش اُچہ شریف۔ شہر بخارا سے اسلئے لسبت ہے کہ آپکے دادا میر جلال الدین بزرگ شہر بخارا کے صحیح النسب الحسب سید خاندان میں پیدا ہوئے تھے والد محترم سے تربیت حاصل کرنے کے بعد آپ ہندوستان تشریف لائے۔

خلاصۃ المناقب میں لکھا ہے لے دوست جان لے کہ ہر زمانے میں ایک ولی قطب کے عہدے پر فائز ہوتا ہے۔ جسکو غوث کہتے ہیں۔ قطب کے مقام کا وظیفہ اللہ ہوتا ہے۔

جب تک اقطاب میں سے ایک قطب یا ان بے نظیر ولیوں سے کوئی ولی دنیا میں قائم ہے قیامت نہیں آئیگی جیسا کہ حضور پاک صلعم کا ارشاد ہے فرمایا گیا۔ قیامت تب تک نہیں آئیگی جب تک دنیا میں اللہ اللہ کہنے والا شخص باقی رہیگا۔

قطب اللہ تعالیٰ کی تمام صفتوں اور کمالات سے آراستہ ہوتا ہے صرف ذات الٰہی اس پر واجب نہیں آتی۔ یعنی وہ خدا نہیں بن سکتا۔ کیونکہ موجود اور ممکن، ذاتی اور عطائی میں نمایاں فرق ہوتا ہے اللہ واجب الوجود اور بندہ ممکن الوجود۔ اللہ قائم بالذات ہے بندہ قائم باللہ۔

یاد رہے کہ قطب سے ہی تمام فیضان حاصل کرتے ہیں کیونکہ قطب
اہل جبروت، ملکوت، ناسوت کیلئے خلیفہ ہے قطب کے مقام کو بغیر اللہ
کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔

خدا کی علمیت مشاہدہ والی ہوتی ہے۔ اولیاء کی جان پہچان علم
کی بنا پر ہوتی ہے۔ ان میں خدائی عطایات قبول کرنے کی صلاحیت
ہوتی ہے۔

فیض دو قسم کے ہیں۔

(۱) فیض اقدس جو سب سے اعلیٰ مخلوق یعنی قطب کو پہنچتا ہے۔
(۲) فیض مقدس۔ یہ بعد میں آنے والوں کو ملتا ہے۔ تمام فیوضات
انہی دو میں شامل ہیں۔

وجود کے عالم تین سو ساٹھ ہزار ہیں بعض روایتوں میں تین سو ستر
ہزار ہیں۔ بعض میں اٹھارہ ہزار۔ بعض میں صرف اٹھارہ عالم ہیں مثلاً
عقلی، روحانی، نفسی، طبعی، جسمانی، عنصری، مثالی، خیالی، برزخی،
جسمی، اطرافی، رویائی، صوری، جمالی، جلالی، کمالی، معنوی یہ عالم باطن
اور ظاہر میں پوشیدہ ہیں خدا کا فرمان ہے۔

عالم الغیب والشھادہ ھو الرحمٰن الرحیم ۝

خدا کا فرمان
عالم الغیب و الشہادہ ھو الرحمٰن الرحیم

قطب کے بعد دو امام (وزیر) ان کے بعد چار ولی نگہبان بمثل خلفاء راشدین اسکے بعد سات ابدال۔ سات اقلیموں (سات براعظموں) کے واسطے۔ اس کے بعد بارہ ولیوں کا درجہ جو بارہ ۱۲ بروج کے نگہبان ہوتے ہیں اور دنیا کے حادثات سے تعلق رکھنے والی اشیاء پر حاکم ہیں۔ اسکے بعد بیس ۲۰ ولیوں کا درجہ ہے اور چالیس ابدال کے بعد (۹۹) ننانوے اور تین سو ساٹھ ۳۶۰ اولیاء کا درجہ یہ اللہ کے وکیل اور عالم ہیں ہر ایک کا عہد حکومت سو سال ہوتا ہے۔

جب تجلئ باطن غالب ہونے کی باری آتی ہے اُس سال اولیاء زیادہ ہوتے ہیں۔

قطب کے علاوہ اور چند افراد ہیں جو بلاواسطہ توسل بالذات رکھتے ہیں وہ قطب کے ماتحت نہیں ہوتے وہ براہ راست فیض حاصل کرتے ہیں وہ درجے میں قطب کے برابر ہوتے ہیں مگر خلیفہ صرف قطب ہوتا ہے ورنہ ان کے Conc-urrent power ہوتے ہیں۔

بعض افراد خاص مہر والے ہوتے ہیں یعنی با اختیار حاکم۔ ان کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ رجال الغیب ہندی اور ترکوں میں سے ہوتے ہیں۔ عرائس اللہ کی تعداد چار ہزار ہے۔ یہ شاید مؤنث اولیاء ہیں

ان کو مستانظر اللہ کہتے ہیں ان کے حالات لوگوں سے بلکہ اپنے آپ سے پوشیدہ ہوتے ہیں ایک قابل اعتماد بزرگ سے سُنا ہے کہ اولیاء اللہ بیس ہزار ایک ہیں۔ ہر جماعت کا ایک امام ہوتا ہے فطری ولی (اویسی) کسی کا مطیع نہیں ہوتا۔

عام طور مرید ھر مرشد کو فرط محبت سے قطب۔ کہتے ہیں جو صحیح نہیں ہے۔

علامہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری رضی اللہ عنہ کو یہ اختیار حاصل تھا کہ آپ چاہتے تو کسی کو ولایت کے درجہ سے معزول کرتے تھے بعض کو اختیارات عطا فرماتے تھے۔ اسیات میں آپ مشہور تھے اس سلسلے میں کئی واقعات دلچسپی سے خالی نہیں۔آپ جس ولی سے ملتے اُس سے ولایت سلب کر کے چھین لیتے اور فرماتے کہ یہ لذیذ دولت کم ظرف کی جگہ اعلیٰ ظرف والے کے پاس ہوتی چاہیئے۔آپ نے اس سلسلہ میں چشتیہ سلسلہ کے اعلیٰ پایہ ولی شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ کے ایک مُرید سے ولایت چھین لی مگر لیتے کے دیتے پڑے آپ کے اپنے اختیارات اور ولایت چھن گئے چنانچہ آپ حضرت چراغ کے پاس تشریف لیگئے آپ نے عزت کی اور فرمایا

کہ تمہیں اس درجے سے معزول کرنا بے ادبی ہے مگر ان بیچارے محنتی ولیوں کو خالی کر کے رکھنا کہاں کا انصاف ہے یہ بڑی محنت اور عرق ریزی سے یہ مقام حاصل کرتے ہیں۔ حضرت مخدوم نے عرض کیا کہ میں دعا مانگ کر انہیں اس سے دوگنا فیض اور درجہ دلواسکتا ہوں چنانچہ آپ کی دعا سے اُن کے مرید کو ولایت واپس ملی چنانچہ حضرت چراغ نے بھی دعا فرما کر حضرت مخدومؒ کو زیادہ ہی برکات وعنایات سے نوازا اور اپنا خلیفہ بنالیا اور طریقہ چشتیہ کی تربیت کی۔ اسکے بعد حضرت مخدومؒ نے جو بھی مرید بنایا اسکو چشتی سلسلہ کی تربیت سے نوازا۔ جس سے ایک نیا سلسلہ شروع ہوا جسکو سلسلۂ مخدوم جہانیاں کہتے ہیں۔

مقامات خواجہ نقشبندیہ میں درج ہے کہ خواجہ صاحبؒ نے ایک دفعہ اپنے مرید سے فرمایا کہ ہم اگر چاہیں تو تم سے ولایت چھین سکتے ہیں چنانچہ انکا کہنا تھا کہ مرید خالی ہو گئے۔ اسکے بعد فرمایا ہم چاہیں تو واپس دے سکتے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا اسی لئے فرمایا کہ ہمیں عمل دخل کا اختیار دیا گیا ہے یہ جذبہ کشش سے پیدا ہوتا ہے مگر ہر کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں ہوتا۔

ایک واقعہ حضرت خواجہؒ کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ کہ اُن کا ایک مرید جب امیر برہانؒ کے پاس جاتا تو موخر الذکر اُسے ننگا کر کے چھوڑتا۔ اُسنے اپنے مرشد پاک حضرت خواجہ بزرگ سے شکایت کی آپ نے فرمایا جب دوبارہ وہ ایسی حرکت کرنے لگے تو کہدینا۔ دیکھئے یہ میں نہیں ہوں یہ حضرت خواجہ غیور ہیں چنانچہ جب ایسا موقع آیا تو مرید کا کہنا تھا کہ امیر برہان کے ہوش اڑ گئے اور نتیجتاً اُن کے یہ اختیارات سلب کئے گئے۔

حضرت خاکی کی زبانی یہ واقعہ بھی سنیئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایکدفعہ خواجہ زین الدین علیؒ نے جو ان کے اُستاد اور مخدوم شمس الدین کے بھائی تھے فرمایا کہ حضرت سلطان العارفینؒ نے کوہ ماراں والے مُلّا محمد کی تربیت شروع کی تھی اور ابتدا میں حرزموتس اولیاء کی اجازت دی تھی۔ اور آپ کو اسکا اثر معلوم ہونے لگا تھا۔ مگر پھر وہ حالت نہ رہی تو خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے موقع پا کر اپنے مرشد کامل سے یہ پوچھنے کی جسارت کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ جب ہمنے دیکھ لیا کہ اس کے دل میں ہماری محبت نہیں رہی تو ہمنے اس سے یہ اثر واپس لے لیا۔ وہ برسوں پڑھتا رہے اسکا اثر نہ ہوگا۔

اس طرح اس شعر میں نصیحت ہے کہ جب اپنے سلسلہ کے بغیر دوسرے مُرشدوں کے پاس جائے تو خوف میں رہنا چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو پرائے پن کی وجہ سے اس کے حالات کو لوٹ لیں یا بند کریں اسلئے مرشد شکر گذار رہنا چاہیئے۔

حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ کی کرامات اور صحیح النسب ہونے کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت چاہیئے کہ جب آپ روضۂ مطہرہ پر سلام عرض کرتے تو جواب ملتا۔ اے میرے فرزند تم پر بھی سلام ہو۔

حضرت خاکی اس اجمال کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں وہاں کے مقامی سید حضرات نے حضرت مخدوم جہانیاںؒ سے شجرہ نسب طلب کیا آپ نے فرمایا میرے جد پاک صلعم بنفس نفیس تشریف رکھتے ہیں وہیں اسکا ثبوت ملیگا۔ فیصلہ یہ ٹھہرا کہ آپ بھی جد بزرگوار صلعم کو سلام کرو ہم بھی کرینگے۔ چنانچہ انکو کوئی جواب نہ ملا مگر حضرت مخدوم جہانیاں کو جواب ملا "وعلیک السلام یا ولدی" جب حاضرین نے سُنا تو انکے دل میں آپ کا اعتقاد اور زیادہ بڑھ گیا۔

مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلعم نے میں نے تمکو زیارت قبور سے منع فرمایا تھا۔ مگر اب زیارت کرو۔ اس سے عقبیٰ یاد آتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلعم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ حدیث مبارک احسن اور صحیح ہے مزید کہا کہ بعض عالموں نے رائے دی ہے کہ یہ حکم رسول اللہ صلعم کے قبروں کی زیارت کرنے سے منع سے پہلے کا تھا۔ اور جب قبروں کی زیارت کی اجازت مل گئی تو اسمیں مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ کم صبری اور جزع وفزع کی وجہ سے عورتوں کی زیارت قبور مکروہ قرار دی گئی ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دفن ہونے سے پہلے میں پردہ کے بغیر اپنے آقائے نامدار صلعم

اور وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قبروں پر جاتی تھی لیکن بعد میں پردے کے ساتھ کپڑے باندھے ہوتے جاتی تھی۔

علامہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سید مخدوم جہانیاںؓ کو سرور دو عالمؐ نے مدینہ پاک سے ہندوستان بھیجا۔ تاکہ لوگوں کو رُشد و ہدایت کا راستہ دکھائیں۔

یہ اُس مکاشفہ کی طرف اشارہ ہے جسمیں حضرت سرور کائناتؐ نے حضرت مخدوم جہانیاںؒ سے فرمایا اے فرزند یہاں تیری رہبری کی کیا ضرورت ہے۔ ہندوستان جاؤ۔ وہاں کفر زوروں پر ہے۔ کوئی پیغمبر وہاں نہیں پہنچا ہے۔ تمہاری ولایت کی برکات دیکھکر لوگ مشرف بہ اسلام ہونگے اسطرح حضرت معین الدین چشتی شیخ فرید الدین گنج شکر کو ہندوستان بھیجا گیا۔

کے بیان کردن مقاماتش مجال من بود!
خود زبان لال و عبارت زیں بیان قاصر شد است

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میری کیا مجال کہ میں آپ کے مقامات کے بارے میں کچھ عرض کروں۔ میری زبان بیان کرنے سے لال اور قاصر ہے۔ سچ یہ ہے کہ اولیاء کے حالات اللہ کے بغیر کوئی نہیں جانتا وہ خود اور لوگ قطب کا مرتبہ جاننے سے قاصر ہیں۔

اگر ان کے حالات سے کماحقہٗ کچھ واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہو تو مناقب قطبی، خزانۃ الجلالی اور سراج الہدایت وغیرہ کتابیں جو ان کے خلیفوں نے لکھی ہیں مطالعہ کرنا ضروری ہے تاکہ بعض کرامتوں کی شناسائی حاصل ہو سکے۔

ہندوستان کی سرزمین میں اُچہ کا پاک شہر آپ کی زیارت گاہ کے نور سے منور و معطر ہے۔ یہ شہر ریاست بہاولپور (پاکستان) میں واقع ہے یہاں آپ کی خوابگاہ ہے۔ جو زیارت کیلئے جائیگا صفائی قلب کے علاوہ بے شمار برکتیں حاصل کریگا۔

سراج الہدایہ میں مذکور ہے آنحضور صلعم نے فرمایا کہ جس نے میری اولاد کی زیارت کی اُسنے گویا میری زیارت کی۔ جس نے میری زیارت کی اللہ نے اس کیلئے مغفرت اور رضامندی کا دروازہ کھولا اور اسکو جہنم سے آزاد کیا۔

خواجہ عبداللہ انصاری ؒ نے الٰہی نامہ میں فرمایا ہے "مردبننے کی کوشش کرو اور عاشق بن جاؤ۔ درویشوں کی مدد سے اور زیارت گاہوں کے اثر سے تمہارا چہرہ زرد پڑ جائیگا اور دنیا کی چاہت تمہارے دل سے نکل جائیگی۔ اللہ تعالیٰ نے دو کعبے بنائے ہیں۔ ظاہری کعبہ مٹی گارے پتھر کا بنا ہے جو ایمانداروں کو منظور ہے لیکن خدا کا بنایا ہو کعبہ اللہ کو منظور ہے اور اس کے زیر نظر ہے۔

در راہ خدا دو کعبہ آمد منزل
یک کعبہ صورت ست یکہ کعبہ دل
تا بتوانی زیارت دلہا کن
کافزوں زہر کعبہ باشد یک دل

ترجمہ:۔ اللہ کے راستے میں دو کعبے آتے ہیں ایک ظاہری کعبہ دوسرا دل کا کعبہ۔ جہاں تک ہو سکے صاحبدلوں کی زیارت کر کیونکہ ایک دل ہزار کعبے سے بہتر ہے۔

احیاء العلوم میں درج ہے کہ زیارت قبور میت کیلئے دعاؤں اور عبرت حاصل کرنے کا مقام ہے اور مستحب ہے نیکو کاروں کی قبروں سے مزید برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور کی اجازت اسلئے دی ہے کہ یہ آخرت کی یاد دلائیگی۔ لیکن وہاں بیہودہ باتیں نہ کرو۔ خصوصاً عورتوں میں یہ بُری عادت پائی جاتی ہے کہ وہ جزع فزع کرتیں اور بے ہودہ بکواس اشور وشغب میں مشغول رہتی ہیں۔

یہاں ایک واقعہ درج ہوا ہے۔ وہ یہ کہ آنحضور صلعم نے اپنی والدہ کی قبر شریفہ کی زیارت کی اور اُس دن سے زیادہ آپؐ کو کبھی روتے نہ دیکھا گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے زیارت قبور کی اجازت دی گئی ہے۔ استغفار کی نہیں۔

ابن ابی ملیکہؒ سے روایت ہے کہ میں نے ایک بار حضرت عائشہ رضہ سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آرہی ہیں۔ فرمایا اپنے بھائی عبدالرحمان رضی کی قبر پر گئی تھی۔ اس نے عرض کیا کہ عورتوں کے لئے منع کا حکم دیا گیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں مگر بعد میں اجازت دیدی تھی چونکہ عورتیں زیادہ بکواس کرتی ہیں اسلئے برکت حاصل کرنے کے مقابلے میں شرک کی حقدار بن جاتی ہیں۔ اور راستے میں اپنے چہرے کھول کر چلتی ہیں نمائش کے بغیر ذلیل لباس میں جو کشش کا باعث نہ بنے جانے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ اجازت اس شرط پر دی جاتی ہے کہ دعا پر اکتفا کریں۔ اور قبر پر دنیوی باتیں اور بکواس کرنا ترک کریں۔

کتاب اقبالیہ میں درج ہے کہ ایک مرشد نے حضرت علاؤ الدولہ سمنانیؒ سے پوچھا کہ جب جسم مٹی میں مل گیا تو زیارت کا کیا فائدہ۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو یہ کرنے سے اسکی روح متوجہ ہوتی ہے۔ روح کو جسم سے عمر بھر کا لگاؤ ہوتا ہے۔ وہ اسی جسم میں حشر کو اٹھیگا اور وہ قبر میں ہے اس لئے زیارت بہتر ہے۔ حضرت سمنانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ حضرت جنیدؒ کی خلوت گاہ میں بڑا لطف پایا جب اُن سے اسکی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ میری وجہ سے ہے۔ کیونکہ اس جگہ نے میرا اثر قبول کیا ہے اسی وجہ سے جسم کی زیارت کے بھی بہت

فائدے ہیں۔ جسطرح کسی کا خرقہ فائدہ دیتا ہے اسی طرح فرمایا جو حضور پاکؐ کی زیارت مدینہ منورہ میں کرے اسکو بہت فوائد حاصل ہونگے۔

نفحات الانس میں درج ہے کہ خواجہ علاؤ الدین عطارؒ نے فرمایا کہ زیارت مزارات کے وقت توجہ خدا کی طرف ہو اور بزرگ کی روح کو اللہ کی پوری توجہ کا وسیلہ بنائے اور نہایت انکساری اور نرمی سے التجا کرے۔

حضرت مخدوم کی تاریخ ولادت اور وفات کو کسی صاحب نے نظم کیا ہے۔ جسکا مفہوم یہ ہے۔ کہ آپ ماہ شعبان میں شب برأت کو تولد ہوئے۔ اٹھتر سال کی عمر پاکر عید الاضحیٰ کو سال ۷۸۵ھ میں نقل فرمایا۔

نیز فرماتے ہیں کہ میرے بھائی مولانا زین الدینؒ نے حضرت مخدومؒ کے مرقد مبارک کی زیارت کی ہے۔ اور وہاں آپ کی نظم دیکھی اور خود بھی انکی پیروی میں ایک نظم لکھی۔ جسکا مفہوم یہ ہے۔

ملا دولت جو اس سلسلہ اور خاندان کا مرید ہے۔ یہاں "حاضر ہو کر خورسند ہوا۔ اس مبارک دہلیز کو چوم کر زیارت سے مشرف ہوا۔" با خوشی آمد مادہ تاریخ لکھدی اور زائرین سے استدعا کی کہ پڑھتے وقت میرے لئے فاتحہ پڑھیں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ آپ چودہ سلاسل سے فیضیاب تھے۔ لیکن ظاہری طور مریدوں کی تربیت سلسلہ سہروردیہ اور چشتیہ میں فرماتے تھے۔ اور ان دو سلسلوں کے خلیفہ۔ جانشین اور مرشد تھے۔

حضرت مخدومؒ اپنے سفرنامے میں لکھتے ہیں کہ آپ کو ہر سلسلہ کی خلافت حاصل تھی اپنے بارے میں بڑی دلچسپ بات تحریر فرمائی ہے جو یوں ہے:۔

میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے قبر کو دیکھنے گیا۔ حضرت سلیمانؑ کے قبر کو بحر قلزم میں ڈالدیا گیا۔ آپکو زمین میں دفن نہیں کیا گیا ہے۔ آپ اِسی قبر کے اندر لیٹے ہوئے ہیں۔ پریاں پنکھا جھلتی ہیں اور دیو و جن خدمت پر مامور ہیں قبر ہذا دور سے ہی دکھائی دیتا ہے۔ حضرت مخدوم فرماتے ہیں کہ میں یہ دیکھنے گیا۔ یہ دو کوس کا سفر تھا۔ جونہی سفر پر چلا۔ چار سواروں نے روک کر کہا کہ آپ کو حضرت سلیمانؑ نے اپنا فرزند بنالیا ہے۔ آپ ہر سلسلہ کا کلاہ سر پر رکھئے اور دوسروں کو عطا کیجئے تمام دنیا میں آپ انکے خلیفہ ہو گے۔

خزانۃ الجلالی میں آپ کے ایک خلیفہ مولانا بہاؤ الدین احمد نے ان سلسلوں کے بارے میں لکھا ہے۔ کہ کس کس صاحب سے آپ نے خرقہ حاصل کیا اور نوبت برابر حضرت محمد مصطفٰے صلعم تک پہنچتی ہے۔ ان میں شیخ صدر الدین بخاریؒ، سید اکبر الدینؒ۔ جلال الحق بخاری، شیخ کبیر، شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی قریشی الاسدی۔ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت جنید بغدادی، سری سقطی، حضرت معروف کرخی، داؤد طائی حضرت حبیب العجمی شیخ حسن بصریؒ وغیرہ کا ذکر خصوصیت سے آتا ہے۔

سراج الہدایہ میں تحریر ہے کہ جب آپ سے سلسلہ سہروردیہ سنانے کی فرمائش کی گئی تو آپ نے یوں بیان فرمایا:۔

الٰہی بحرمت شیخ رکن الدین ، الٰہی بحرمت شیخ صدرالدین ،
الٰہی بحرمت شیخ بہاؤالدین ذکریا ، " " شیخ شہاب الدین سہروردی
" " شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب ، " " شیخ وجیہہ الدین ،
" " شیخ محمد عبداللہ سہروردی ، " " شیخ احمد دینوری
" " شیخ جنید بغدادی ، " " شیخ سری سقطی ،
" " شیخ معروف کرخی ، " " شیخ داؤد طائی ،
" " شیخ خواجہ حبیب اعجمی ، " " شیخ حسن بصری ،
" " امیرالمؤمنین حضرت علی مرتضیٰ ، " " حضرت محمد مصطفیٰ صلعم

مرید کو چاہیئے کہ نماز عشاء کے بعد مقررہ اوراد پڑھکر اپنے پیروں کا شجرہ پڑھے۔

(اس فقیر الحقیر پر تقصیر (مترجم) کے جدامجد جناب حضرت شیخ الاسلام شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی اسدی القریشی علیہ الرحمۃ ہیں)

؎ بداں خلیفہ او شیخ حق بہاؤ الدین
کہ ہست خطۂ ملتان ز مقدمش مختار

آپ کا فرزند شیخ صدرالدین عارف ۔ ان کے بعد آپ کے فرزند شیخ رکن الدین عالم ہیں ۔ آپ کے بعد حسین لقب سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں قطب عالم ہیں جنکے والد بزرگوار سید احمد کبیر اور دادا صاحب

سید جلال الدین بخاریؒ ہیں۔ اسطرح قطب عالم اور حضرت علیؓ کے درمیان آٹھ واسطے ہیں۔ آخر پر علامہ صاکیؒ اپنے مرشد برحق حضرت سلطان العارفین کا ذکر کر رہے ہیں:۔ (مفہوم)

حاجی عبدالوھاب دہلوی کے خلیفہ سید جمال الدینؒ ہمارے پیر برحق کے مرشد تھے اور انہی کے سایۂ عاطفت میں پرورش پاتے رہے۔ میں اسی پیر کامل کا جان و دل سے مرید ہوں اور اسپر سب کو گواہ رکھکر دست بدعا ہوں کہ اللہ انکے وسیلے سے ان کے مریدوں پر اپنی عنایات کی بارش برسائے وغیرہ

درج رہے کہ اس شجرۂ پاک کو شجرۂ جعفریہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں حضرت امام جعفر صادقؓ شامل ہیں۔

رشد و آثار ہدایت ایں مبارک سلسلہ !!
ایں زماں در ہر ولایت شامل و منتشر شد است

اس مبارک سلسلہ کی برکت سے رشد و ہدایت کی روشنی دنیا کے اطراف میں پھیلی ہے۔

گو آپ کا وطن بخارا اور روضۂ پاک اُچہ شریف (بہاولپور پاکستان) میں ہے لیکن آپ کے سلسلہ کا شہرہ تمام عالم میں پہنچا اور ہمارے پیر

برحق ؒ کی کاوشوں سے دنیا کے ہر کونے میں اس سلسلہ کے پیرو ملینگے خاص کر ہندوپاک میں!

علامہ فرماتے ہیں کہ ہمیں انکے لطف وکرم کی قامی امید ہے۔ کیونکہ آپ کا فیض تا قیام قیامت خاص وعام کو ملنے والا ہے۔

حضرت مخدوم موصوف علیہ الرحمہ والرضوان نے اپنی نصیحت نامہ میں اپنے قلم مبارک سے تحریر فرمایا ہے۔ کہ ایک دفعہ میں نے کعبہ شریف کے اندر خدا کے حضور کافی گریہ زاری کی۔ اور دعا کی کہ یا اللہ میں نے جوانی بلکہ آج تک ساری زندگی گناہوں میں گذاری ہے۔ قیامت کے دن نہ معلوم میرا کیا حال ہوگا۔ آواز آئی خوش رہو تمہاری عبادت اور نیکیاں قبول ہوئیں۔ اب جو کوئی آپ کی پیروی کریگا اس کی عبادت بھی قبول ہوگی اس حقیقت کی تائید میں اس نصیحت نامہ کی پشت پر ایک روایت تحریر ہے۔ اور شیخ سماء الدین جو شیخ کبیر بن شیخ اسماعیل البخاری ؒ کا خلیفہ ہے کی آنکھوں دیکھی ہے۔ جو یوں ہے :-

ترجمہ :-

گنہگار جب بغیر توبہ کے فوت ہو جائے تو اللہ کی مرضی ہے کہ اُسے بخش دے یا عذاب کرے۔ لیکن جلالی لوگ (سلسلۂ جلالیہ کے مرید) ان سب کی قطعی مغفرت ہوگی (الحمد للہ المنۃ)

اب پیرو مرشد حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ العزیز کا کمال دیکھئے۔

اور علامہ خاکیؒ کی زبانی سنئے۔

اسی طرح آقائے نامدار حضرت پیر برحقؒ نے اپنے تجربہ میں آئے ہوئے معاملات میں سے خبر دی کہ قطب عالم مخدوم جہانیاں اپنے فیض وکرم سے امداد پہنچاتے ہیں۔ جو ہم دیکھتے ہیں۔ تم بھی اُن کے پیروؤں میں شمار ہو۔ تم کو چاہیے ہر عبادت کے بعد حاجت طلبی کے وقت اس بزرگ ہستی کی روح سے مدد اور فیض مانگتے رہو مکاشفہ والے حضرات تمام مرشدوں اور حضرت مخدومؒ سے ملاقات کرتے رہتے ہیں۔

اب خاکی صاحبؒ مزید رقمطراز ہیں کہ جس وقت میں نے یہ شعر لکھے ملا اللہ دادؒ نے اعتکاف میں رہ کر خواب دیکھا کہ ایک بزرگ کے گرد لوگوں کا ہجوم ہے۔ اور انکو آپ کچھ دے رہے ہیں اسی اثنا میں جناب اللہ دادؒ نے علامہ خاکیؒ کو ہاتھ میں کچھ کاغذ لئے دیکھا۔ حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے جواباً عرض کیا یہ حضرت سلطانؒ کے مرید ہیں۔ انہوں نے کچھ شعر لکھے ہیں۔ آپؒ نے عنایت کی نظر سے دیکھکر فرمایا۔ بہت اچھا ہے۔ اسکے بعد پوچھا گیا کہ یہ لوگ کون ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت مخدوم جہانیاںؒ ہیں۔ اور اپنے مریدوں مخلصوں کو فیض دیتے ہیں۔ (اللہ ہمیں بھی آپؒ کے خاکساروں اور دلداروں میں شامل رکھے۔ آمین)

علامہؒ مزید فرماتے ہیں کہ جناب حضرت مخدوم جہانیاں کو صرف ایک صدی کے صاحب قِران ہیں یعنی سعادت مند بادشاہ۔ اس سلسلہ کا ہر مشائخ صاحب ارشاد رہا ہے۔

صاحب قران ایسے بادشاہ کو کہتے ہیں جس نے ایک قرن میں کوئی قابل قدر کام کیا ہو۔ قرن تیئس سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ محور وہ آلہ ہے جس کے گرد چکی گھومتی ہے جسکو کشمیری زبان میں اہتوک کہتے ہیں۔

آپ اپنے ہمعصروں میں سلسلہ سہروردی اور چشتی کے صاحب قران مانے جاتے ہیں۔ آپ میں بے شمار فضیلتیں موجود تھیں۔ آپ صحیح النسب سیّد ہیں۔ عالم و فاضل ہونے کے ساتھ آپ نے عالم اصغر اور عالم اکبر کی سیر کی ہے۔ چالیس سال خشکی اور سمندروں کا سفر کیا ہے۔ آپ کو حضور پاک صلعم کے روضۂ اطہر سے جواب ملتا رہا۔ آپ وعلیک السلام یا ولدی کے ارشاد سے مشرف ہوئے۔ آپ کا صاحب قرآن ہونا اور قطب عالم ہونا مسلّم ہے۔

هر یکے زیں مقتدایاں ابر ساں فیاض بود
فیض شان بر مخلصان باران صفت ممطر شد است

فرماتے ہیں کہ ان مرشداں کامل میں سے ہر ایک بادل کی طرح فیض بخش تھا۔ آپ کا فیض اپنے مخلصوں پر بارش کی طرح برستا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ فیض آنے والے مریدوں کو بھی نصیب ہوگا۔ جس طرح کہ قرآن شریف کو لیلۃ القدر میں نازل ہوا مگر آسمان اول پر کتابی صورت میں اتارا گیا اور اس کے بعد تیئس سال حضور پاک صلعم پر حسب ضرورت بہ منزیت مختلف مواقع پر نازل ہوتا گیا۔

اسرارالاولیاء میں حضرت مخدوم بہاؤالدین ذکریائے ملتانی قدس اللہ سرہٗ العزیز (جد بزرگوار سے عاصی مترجم) کا ایک واقعہ درج ہے کہ آپ نے ایک دفعہ شہر ملتان میں منادی کرادی کہ میں تمام شہر کا چکر ہاتھی پر سوار ہو کر کرونگا۔ جو کوئی میرے دیدار سے مشرف ہوگا اس کیلئے میں ذمہ لیتا ہوں کہ وہ قیامت کو جہنم میں نہیں جائیگا۔ مزید تحریر ہے کہ ـــ یہ سنکر شیخ الاسلام شیخ فریدالدینؒ نے فرمایا کہ اے درویش سن۔ جس کسی نے میرے ساتھ مصافحہ کیا ہو۔ یا میرے خاندان کے کسی فرد سے بیعت لی ہو۔ تو جہنم کی آگ اسپر حرام ہوگی۔

میرے مرشد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے مجھے وہ مقام عطا کیا ہے۔ کہ اگر کوئی میرے ساتھ ہاتھ ملائیگا یا میرے مریدوں سے مصافحہ کریگا وہ جنت میں جگہ پائیگا۔

مزید فرمایا کہ ہر دن ایک ہزار بار مجھے جنت سے ندا آتی ہے کہ فریدا جود ہندیؒ کتنا نیک بخت بندہ ہے۔

اب علامہ خاکیؒ اپنے مرشد برحق کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ

حضرت محبوب العالم اپنے احباب کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ ہمارے سارے مرشد بہت بزرگ تھے ان کا فیضِ اثر اپنے مریدوں اور پیروں پر قیامت تک پہنچتا رہیگا۔ مزید یہ بھی فرمایا کہ تمکو ان کی مدد سے تجلیات و مکاشفات ظاہر ہوتے رہتے ہیں لہٰذا تمکو چاہیے کہ ہر عبادت کے بعد بلکہ وظائف کی ابتدا اور اختتام پر حاجت طلبی کے وقت حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی روح بابرکت سے اور مرشدان سلسلہ کی ارواح پاک سے امداد و اعانت طلب کرتے رہیں۔ کیونکہ انکی رہنمائی اور امداد کے بغیر یہ پُر خطر راستہ طے نہیں کیا جاسکتا انکی عبادات و ریاضات کی برکات مریدوں اور پیرؤں کو ملتی رہینگی۔

مرشدان صمدانیہ کا بیان ہے کہ اولیاء اللہ کی دو جماعتیں ہیں۔

(۱) عاشق (۲) معشوق

بعض صاحبان ہوش ہیں اُن سے مدد طلب کریں۔ بعض مجذوب مجنون ہیں جنکی پیروی نہیں کرنی چاہیئے۔ مگر انکار بھی نہیں کرنا چاہیئے وہ ان چیزوں سے بے نیاز ہیں۔

حضور سرور عالم محبوب میں سے ہیں۔ آپ صلعم کی شان میں انّا فتحنا نازل ہوا۔ (ہم نے آپ کو کھلم کھلا فتح دی اور اگلی پچھلی فروگذاشتیں معاف کردیں لیکن حضور پاک صلعم پھر بھی ریاضت کرتے رہے۔ اور فرماتے کیوں نہ مشکور بندہ بنوں۔ مجذوب پر پابندی نہیں۔

آنحضور صلعم کے حق میں فرمایا طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ (ہم نے قرآن اسلئے نہیں اُتارا کہ آپ صلعم کو تکلیف میں ڈالیے۔

حضرت شاہمدان قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں کہ ہمنے سب بزرگوں اور مشائخین کرام کی ریاضتیں کی ہیں لیکن بعض کا ابھی نتیجہ ظاہر نہیں ہوا مگر ہمارے مریدوں اور پیروؤں کو اسکا فیض حاصل ہوتا رہیگا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ ارشاد و ادب کے حوالے سے ان مشائخ کا سلسلہ برابر حضرت نبی اکرم صلعم تک پہنچا ہے۔ اور حضرت علیؓ آنحضور صلعم تک وسیلہ ہیں۔

اس زنجیر کی کڑیاں برابر سرورِ دو عالم صلعم تک پہنچتی ہیں چاہے سہروردی سلسلہ ہو یا چشتی سلسلہ۔ حضرت شاہ ولایت کرم اللہ وجہہٗ اکثر سلاسل کے وسیلہ اور منبع ہیں (اس سلسلہ میں اس ناچیز مترجم کا ایک مضمون بعنوان حضرت علیؓ اور معراج رسالہ البتلیغ جلد نمبر ۱۶ شمارہ نمبر ۶ ماہ جولائی ۱۹۹۹ء میں ملاحظہ فرمائیے۔)

نقشبندی سلسلہ کی ایک کڑی جناب شیر خدا کرم اللہ وجہہٗ تک پہنچتی ہے دوسری حضرت سلمان فارسیؓ تک۔ حضرت سلمانؓ تو اہل بیت میں شمار ہیں۔ اور حضرت صدیق اکبرؓ کے ساتھ یہی رشتہ تھا۔ اس لئے نقشبندیوں کا سلسلہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تک پہنچتا ہے۔ اور یہ ذریعہ مقاماتِ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند میں درج ہے۔

جنگ خیبر میں حضرت علیؓ دوران جنگ یہ رجز فرماتے

انا الذی سمتنی امی حیدرا " میں وہ ہوں جسکا والدہ نے حیدرؓ نام رکھا

یعنی شیر اور مرتضٰی یعنی رضا یافتہ۔

علامہؒ نے حضرت شاہ ولایتؓ کی شان میں چند اشعار لکھے ہیں تنگئ داماں

کے باعث لکھنے سے رہ گئے۔

ہمکو قیامت کے دن پیاس کا ڈر نہیں کیونکہ ہمارے سلسلہ کا منبع حضرت

شاہ ولایتؓ ہیں چونکہ آپ کے محبوں میں شمار ہیں۔ اس لئے پیاسا نہیں رہینگے۔

خواجہ احمد بغدادیؒ نے کہا ہے۔ کہ محبت ہی بہترین رابطہ ہے۔

حضرت شاہ ولایتؓ نے فرمایا ہے کہ تین چیزیں مجھے بہت پسند ہیں دنیا

میں! (۱) مہمان کی عزت کرنا (۲) جہاد (۳) گرمی میں روزہ رکھنا

اس کے علاوہ ذکر۔ چلہ۔ پردہ پوشی۔ عفو و درگذر۔ انصاف۔ دنیا

بیزاری حسد و بغض و کینہ سے دوری۔ بھلا جو دل میں بغض حسد رکھتے ہوں

وہ کس طرح آپؓ کے دوست ہو سکتے ہیں۔

حضرت خاکی کے مندرجہ بالا شعر سے یہ مطلب بھی لیا جا سکتا ہے کہ آپ

ذکر کو صاف پانی سے تشبیہ دیتے ہیں آپ کے ذریعہ ہی سیرابی ہم تک پہنچی ہے

اس لئے وہاں بھی سیراب ہونگے

مقامات خواجہ نقشبند میں لکھا ہے کہ ذکر کی تلقین کے بعد جب آپ کے ایک طالب علم نے پتے آپ کو پانی کے ایک تالاب میں دیکھا تو خواجہ صاحبؒ نے تعبیر بتلاتے ہوئے فرمایا کہ یہی تمہاری عبادت قبول ہونے کا ثبوت ہے۔ پس دل ذکر کے ذریعہ زندہ ہو گیا۔ اسی لئے شیخ کامل علیہ الرحمہ خوب فرما گئے ہیں۔

دل چھوی گاڑتے ہو کہ موسٹا ولو
ذکرِ ہستد نوی دِس لبہ یو توے (مترجم)

عروۃ الوثقیٰ وحبل اللہ یا ان زین سلسلہ است
ہر کہ زد چنگش بعصمت تا بیان تا لب مقبر شد است

اس سلسلہ کا نام عروۃ الوثقیٰ اور حبل اللہ ہے یعنی محکم دستاویز اور اللہ کی رسی۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا ۔ اللہ کا فرمان ہے کہ میری رسی مضبوط پکڑو سب اور فرقہ بندی مت کرو۔ اور فرمایا فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ جس کسی نے اس سلسلہ کو پکڑا وہ مرتے دم تک محفوظ رہا اس کے معنی ہیں اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا امور ہا پر عمل پیرا ہونا۔ مرشد کامل پہلا سبق نفی و اثبات کا دیتا ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ لا کے معنی ہیں ماسواء اللہ سے انکار یعنی ان میں سے

کوئی خدا نہیں۔ کوئی معبود نہیں ماسوائے حضرت اللہ جل شانہٗ سالک کے نزدیک نفسانی خواہشات معبودان باطل یعنی جھوٹے خدا ہیں ان سے کنارہ کشی اختیار کر د۔

اللہ پاک نے حضورؐ سے فرمایا کہا آپ انکو نہیں دیکھتے جہنوں نے نفسانی خواہشات کو بنا رکھا ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ دنیا کا بندہ اور عورت کا غلام دونوں خراب ہو گئے۔ مگر یاد رہے بغیر مرشد یہ کمزوریاں دُور نہیں ہو سکتیں۔ وہی جانتا ہے کہ تم کن بُری خواہشات کا شکار ہو۔ وہی عروۃ الوثقیٰ ہے اسی کا دامن تھامنا از بس ضروری ہے حضرت پیر رومی کا ارشاد ہے۔

اندریں دنیا تیر زری باخسے ٭ تا نیا دیزی بدامان کسے

(اس دنیا میں ایک تنکے کی طرح اُسوقت تک حقیر اور بے قیمت ہو گے جب تک کسی کامل کا دامن نہ تھام لو گے۔)

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہوائے نفس عبادت میں داخل ہو کر خرابی پیدا کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ سنیئے۔

مقامات خواجہ میں درج ہے کہ ایکدن آپ کے پاس ایک مرید حاضر ہوا جو روزے سے تھا۔ اسی اثنا میں حضرت خواجہ نے کھانا منگوایا اور اس مُرید سے فرمایا کہ انسان کو خواہش نفس کبھی گمراہ کرتی ہے جسکے ماتحت رہ کر انسان اللہ کو ترک کرتا ہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ آؤ کھانا کھاؤ کیونکہ تمہارے روزے خواہش نفس کے باعث ہیں۔ تو نے اللہ کو ترک کیا ہے۔

فرمایا گیا سلاسل کو تھامے رہنا لازم ہے وہ ہے تعمیل ارشاد اس سے سلسلہ میں کمزوری نہیں آتی۔ حضرت حافظؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید

کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزل ہا (مترجم)

اگر تم چاہو کہ اپنے علم کے مطابق عمل کرو اور اس عمل کا راز دار نہ بنو تم میرے نافرمان بن جاؤ گے۔

چنانچہ اس سلسلے میں شیخ کبیر الدین مصری کا مقولہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا جو یہاں چوں و چرا فی العور مرشد کے حکم کی تعمیل کرتا رہے اُسے اپنے علم و عقل سے نہیں پرکھتا تو وہ منزل پر جلدی پہنچ جاتا ہے۔ الامرُ فوق الادب

حضرت علامہؒ فرماتے ہیں کہ جس کسی کو اِس سلسلے کی کشتی میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔ اسکا سفر بے مشقت اللہ کی طرف شروع ہو گیا۔ فرمایا میرے اصحاب اور اہلبیتؑ حضرت نوحؑ کی کشتی کے مانند ہیں۔ جو انکی پیروی کرے انکا ہمنشین ہو اس نے نجات پائی۔ حضرت حافظ نے اپنے کلام بلاغت نظام میں فرمایا ہے۔ کہ اولیاء اللہ کی کشتی میں بیٹھ کیونکہ اس کشتی کو طوفان سے کوئی خطرہ نہیں۔ یعنی

اولیاء کی صحبت سے فیضاب ہوئے

حضرت رومی کا کلام :-

یک زمانہ صحبتے با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

لبّ لباب میں درج ہے کہ یہ راستہ کسی راہنما کے بغیر طے نہیں ہو سکتا کیونکہ

نکڑ پر لٹیرے بیٹھے ہیں۔ رہبر چاہیے حضرت نوح جیسا!

اسکے بعد کچھ منظوم کلام ہے۔ جسکا ماحصل یہ ہے کہ بے مرشد اندھا ہے

جب تک آنکھوں میں روشنی نہ ہو اندھیرے میں راہ بنانا مشکل ہے۔ اور راستے کی

واقفیت نہ ہو۔

سمندر بغیر کشتی کے پار نہیں ہو سکتا۔ جب تک مرشد کے پَر نہ ہوں اُڑا

نہیں جا سکتا۔ معراج میں تمہارے پَر کھلینگے جب مرشد ساتھ ہو۔ کیا

خوب شعر ہے :-

نے چو معراجِ زمینی یا شجر بلکہ چوں معراج کاکی یا شکرؒ

یہ معراج زمین پر چلنا یا درخت پر چڑھنا نہیں۔ بلکہ حضرت کاکیؒ کا گنج

شکر کے ساتھ ہوا معراج جیسا ہو۔ یہاں مراد حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر کو

معراج کمال تک پہنچایا۔

گویا اگر ترقی کے طالب ہو تو سیڑھی حاصل کرو۔ کیونکہ مرشد آسمان کی سیڑھی

ہے اور تیر کمان سے نکل کر ہی اڑتا ہے۔ اسلئے میں آج کے بعد آسمان کا راستہ نہیں

بلکہ پیر کی تلاش کرونگا۔

واضح رہے کہ ہمارے مرشد برحق جناب سلطان العارفین رحمۃ کے طالب بیعت کے وقت یا اس سے قبل خواب میں بڑی بڑی کشتیاں دیکھتے تھے۔

اس ضمن میں جناب ریگو ڈار مرید صادق الاعتقاد کا واقعہ دلچسپی سے خالی نہیں۔ آپ اہل کشف تھے مگر پیر کا شہرہ سنکر گرویدہ ہوگیا۔ آپ نے فرمایا کہ استخارہ کرو۔ نماز استخارہ کے بعد اس نے خواب میں دیکھا کہ لوگ گھروں سے بھاگ رہے ہیں۔ آپ بھی بھاگ دوڑ میں نادلورہ گھاٹ پر پہنچے سوچا کہ کوئی کشتی ملے تاکہ اسمیں سوار ہو جاؤں۔ چنانچہ اس نے ایک سبز رنگ کی ایک بڑی کشتی اپنی طرف آتے دیکھی۔ کوئی پکار رہا۔ اے ریگو ڈار ادھر آؤ۔ یہ ہے ہمارے پیر برحق رحمۃ کی کشتی! صبح آپ سے یہ خواب بیان کیا اور بیعت حاصل کرلی۔

نیز ریگو ڈار ایک طالب علم کے ساتھ بھی یہی حال ہوا۔ اس نے بھی بیعت کا شرف پایا اور مرید ہوگیا۔

پیر کامل رحمۃ نے فرمایا ہمارے کشتی کا مطلب ہے شریعت کی پیروی اور طریقت کے ساتھ وابستگی!

خواجہ عبید اللہ احرار فرماتے ہیں کہ بزرگوں کا خواب دیکھنا باعث صد برکت ہے۔

ایک بزرگ نے دوسرے بزرگ کی محض اس حوالے سے عزت کی کہ اسنے حضرت جنید بغدادی رحمۃ کو خواب میں دیکھا تھا۔

با علیؓ صحبت بہ پیران بہتر از ہر طاعت است
ایں وصیت از نبی با آں شہ خیبر شد است

حضرت علامہؒ ایک مشہور واقعہ کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت سرور دو عالم صلعم نے کس طرح حضرت علیؓ سے وصیت کی کہ مردانِ خدا کے ساتھ صحبت رکھنا ہر عبادت سے بہتر ہے اسی واقعہ کو حضرت پیر رومیؒ نے مثنوی شریف میں یوں نظم کیا ہے۔

گفت پیغمبر صلعم علی را کہ ای علیؓ
شیر حقی پہلوان دیپو دلی

(حضور پاک صلعم نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ اسمیں شک نہیں کہ تو بہادر پہلوان ہے۔

لیک بر شیری مکن ہم اعتمید
اندر آ در سایۂ نخل امید

لیکن شیر ہونے پر فخر نہ کر نہ بھروسہ۔ کسی امید کے درخت کے سایہ تلے آؤ

اندر آ در سایۂ آں عاقلے
کش ندانند بردوازرہ غافلے

اُس عاقل کے سایہ میں آؤ۔ جو آپ کو غفلت سے دور رکھے

گر بگویم تا قیامت نعت او
ہیچ ادرا مقطع و غایت مجو

اگر قیامت تک اسکی تعریف کروں۔ اسکی کوئی حد انتہا نہیں

درلیشر روپوش آمد آفتاب
فہم کن واللہ اعلم بالصواب

مختصر یہ کہ انسان کے اندر سورج چھپا ہے سمجھ لے باقی اللہ جانتے۔

یا علیؓ از جملہ طاعاتِ راہ
برگزین سایۂ خاصِ الٰہ

اے علیؓ۔ سلوک کی تمام عبادات میں سے کسی محبوبِ خدا کا سایہ تلاش کر

مولانا رومیؒ کے فرزند سلطان وُلدؒ نے بھی اس نکتے کی وضاحت کی ہے۔ فرماتے ہیں اگرچہ نیکوکاری خدا تک پہنچا دیتی ہے۔ مگر مرشد کی وساطت سے یہ سفر جلدی اور بہتر صورت میں طے ہو سکتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ صاحب کتاب اور کلیم اللہ ہوتے کے باوصف خواجہ خضرؑ کا طالب بنا۔ اور خدا سے اپنی دعاؤں میں اسکی دعا قبول ہوئی۔ چنانچہ قرآن شریف میں ارشاد ہے۔ فَوَجَدَ عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا (پس موسیٰؑ نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ یعنی خضرؑ کو پایا۔

حضور پاکؐ فرماتے تھے والشوق الیٰ لقاء اخوانی

(مجھے اپنے بھائیوں کے دیدار کی تمنا ہے خدا کرے کہ یہ تمنا پوری ہو!)

عشق و محبت کے عالم میں کبھی فرماتے کہ مجھے یمن سے خوشبو اللہ کی آ رہی ہے آپؐ نے حضرت علیؓ سے وصیت فرمائی کہ جب ہر کوئی کسی نہ کسی عبادت کے ذریعہ اللہ کا وصل تلاش کرتا ہے آپ بھی کسی بندہ خاص کی صحبت کی برکت سے اللہ کے قرب و وصال کی تلاش کرو۔ جو لوگ نوافل وغیرہ کے ذریعہ خدا

خدا کا قرب حاصل کرتے ہیں انکے درجات و مراتب خاص ہونگے ان صاحبان حق کے بارے میں پیر رومی یوں رقمطراز ہیں۔

یک زمانے صحبت بہ مردان خدا
بہتر از صد سالہ بودن در تقا

(اولیاء اللہ کی صحبت میں ایک گھڑی گذارنا سو سالہ پرہیزگاری سے بہتر ہے)

ہر کہ او شد ہمنشین با اولیاء
ہمنشینے داں ہمیشہ با خدا

جو اولیاء اللہ سے صحبت رکھے اسکا ساتھی اللہ ہے۔ وہ اللہ کی معیت میں ہے۔

مظہر حق است جسم ظاہرش
سر یزداں است جان طاہرش

اس کا ظاہری جسم ظہور خدا ہے۔ اسکی پاکیزہ روح خدا کا راز ہے

حق نماید خویش را از ہر دلی
کے شود لے شیخ سر حق جلی

اللہ ہر دلی کی صورت میں اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے۔ بغیر مرشد کے اللہ کا راز کیسے واضح ہوگا۔

زیں سبب می جست موسیٰ خضر را
تا بر دار د زوے تحفہ سیر را

اسی لئے حضرت موسیٰؑ حضرت خضرؑ کی تلاش میں نکلے تاکہ پوشیدہ رازوں کا علم حاصل کرے۔

نفحات الانس میں شیخ سعید الدین فرغانی کے بارے میں لکھا ہے کہ مرشد کے ساتھ تین طریقوں سے رشتہ جوڑا جا سکتا ہے۔

۱ خرقہ سے ۲ ذکر کی تعلیم سے ۳ خدمت اور ادب حاصل کرتے سے۔ خرقہ دو ہیں۔ ۱ ایک مرید بن جانے کا ۲ خرقہ بطور تبرک حاصل کرنے کا۔ تبرک کے طور پر مختلف مرشدوں سے خرقہ پہننا جائز ہے۔ اپنے مُرید بننے کے سلسلہ میں آپ نے شیخ نجیب الدین علی شیرازی سے خرقہ ارادت پہنا انہوں نے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی سے پہنا۔ اسطرح سے یہ سلسلہ حضور پاک صلعم تک پہنچتا ہے۔ جسکا تذکرہ کتاب تحفۃ البررہ میں درج ہے جو حدیث صحیح سے ثابت ہے۔

مُرید بننے کا خرقہ اور ذکر کی تعلیم کی نسبت دو مرشدوں سے حاصل کرنا بُرا ہے۔ لیکن صحبت حاصل کرنا اچھا ہے۔ لیکن وہ بھی اجازت لیکر یا جبتک پہلا مرشد فوت نہیں ہوتا۔

گفتن ذکر است سوئے حق رہے نزدیک تر
بر طریقے کز نبی تلقین آں صفدر شد است

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ ذکر کی تربیت کے ذریعہ خدا تک پہنچنے کا راستہ زیادہ نزدیک ہے جیسا کہ حضور سرورعالم صلعم نے حضرت علی رضؓ کو تربیت فرمائی کتاب لطیفہ غیبیہ میں روایت صحیح درج ہے کہ کس طرح حضرت علیؓ نے جناب رسالت مآب صلعم سے پوچھا کہ مجھے وہ راستہ بتایئے جس پر چل کر آسانی کے ساتھ خدا تک پہنچا جاسکتا ہے اور جو بندوں کیلئے زیادہ فضیلت والا ہو۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے اے علیؓ تم پر تنہائی میں اللہ کو یاد کرنا لازم ہے۔ عرض کیا کہ اللہ کا ذکر کیسے کروں فرمایا آنکھیں بند کرلو اور مجھ سے تین مرتبہ سنو پھر رسول اللہ نے لا الہ الا اللہ تین مرتبہ فرمایا۔ اور حضرت علیؓ نے یہی کلمہ تین بار دہرایا۔ اور آنحضور صلعم سنتے رہے اسکے بعد حضرت علیؓ نے اسکی تلقین حضرت خواجہ حسن بصریؒ کو کی۔ انہوں نے حضرت حبیب عجمیؒ کو اس طرح یہ تلقین ہمارے مرشد کامل تک پہنچی۔

شداد بن اوسؓ اور عبادۃ بن صامتؓ راوی ہیں کہ ایک جماعت کو حضور پاک صلعم نے ذکر کی تلقین کی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ یہ مرشدان کامل اور صوفیائے کرام کی بدعتوں میں سے ہے حقیقت یہ ہے کہ مرشدان اور صوفیائے عظام نے صحابہ سے اور انہوں نے حضور پاک سے ذکر کی تلقین حاصل کی اور فیضیاب ہوئے۔

خزانتہ الجلالی میں حضرت مخدوم جہانیانؒ کے خلیفہ مولانا بہاؤالدینؒ نے ایک حدیث بیان کی ہے۔ جسکا مفہوم یہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔

ارشاد المریدین میں بھی درج ہے کہ سلوک کا پانچواں ادب لا الہ الا اللہ کی ذکر میں ہمیشہ مصروف رہنا ہے اسکی خاصیت سے پردہ ہٹ جاتا ہے

یہ ادب حضرت موسیٰؑ کا ہے۔ اس کی کئی شرائط ہیں نمبر۱۔ طالب نے کسی باکمال مرشد کے ہاتھ پر توبہ کی ہو نمبر۲۔ کسی صاحب ارشاد باکمال مرشد سے ذکر کی تعلیم حاصل کی ہو۔ اور اسکو اذکار کی خاصیتیں حاصل ہوں نمبر۳۔ اپنے مرشد کی محبت اور اسکا یقین بدرجہ اتم موجود ہو۔

مزید یہ کہ دوزانو بیٹھ کر قبلہ کی طرف رخ کرے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے اور سلسلہ کے مرشدوں کی ارواح اور اپنے مرشد کی سلامتی کیلئے فاتحہ پڑھے درود شریف دس بار پڑھے اور کمال خلوص کے ساتھ اپنے مرشدوں کی دونوں سے امداد طلب کرے۔ اور اپنے شیخ سے بھی مدد مانگے۔ اور سر نیچے کرکے لفظ لا اپنی ناف سے اوپر کو کھینچے اور ساتھ ہی سر بھی اوپر اٹھائے اور الٰہ کا لفظ کہتے ہوئے سر دائیں طرف گرائے اور پھر لفظ اِلّا پر سر اوپر اٹھائے اور لفظ اللہ کہتے ہوئے سر بائیں طرف ڈالدے اور اسکا اثر دل تک پہنچائے اور جتنا ہو سکے سانس بند رکھے۔ کسی وقت لفظ اللہ کو لمبا کرتے وقت ہی کچھ پردے اٹھ جاتے ہیں۔ بعض پردے نفی اثبات لا اور اِلّا کے وقت ہٹ جاتے ہیں۔ اپنے مرشد کی صورت بھی دل کے سامنے لائے۔ یعنی تصور شیخ۔ یہاں شیطان مخل ہو کر اسکا دھیان دوسری طرف ٹال دیتا ہے۔

دل میں برے خیالات آتے ہیں اس لئے تصور شیخ ضروری ہے تاکہ وہ بھی گواہ رہے۔ اور وسوسے دور ہوں۔ ذکر کے معنی بھی ذہن میں رکھے کیونکہ حقیقت تک پہنچانے والی ذکر ہے۔ اس ذکر کے معنی صوفیوں کے کے نزدیک یہ ہیں۔

کہ میں خدا کے بغیر کسی چیز کی طرف مائل نہیں ہوں۔ یعنی پہلے مراد کا نفی۔ دوم مطلوب کا نفی۔ سیوم موجود کا نفی۔ یعنی پہلے خواہشات کا نفی کرے۔ کسی چیز کو نہ چاہے جب خواہش کلی طور نابود ہوگئی۔ مطلوب کی نفی کرے اور جب مطلوب بھی نابود ہو جائے تو موجود کی نفی کرنے اور اس بات پر ایمان لائے کہ ظاہر و باطن میں سوائے اللہ کے کوئی وجود والا نہیں ہے یہ انتہا درجہ کے سالکوں کا حال ہے۔

چاہیئے کہ ہر وقت دل اور زبان سے ذکر میں مشغول رہے۔ اور اگر تنہائی اور حضور حاصل ہو تو ذکر کو چار ضرب سے ادا کرے ورنہ جس طرح ہو سکے ادا کرے اس شرط پر کہ نفی اثبات کو زیر نظر رکھے۔ ہر دفعہ ذکر کا اثر دل تک پہنچائے تاکہ دل ہی ذاکر بنے۔ خدا شناسوں نے اسی ذکر یعنی لا الٰہ الا اللہ کو اختیار کیا ہے۔ تمام ذکروں سے بہتر ہے۔

سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں درج ہے کہ افضل ذکر لا الٰہ الا اللہ اس کی چار فضیلتیں ہیں۔

نمبر ۱:۔ اس میں اسم ذات (اللہ) شامل ہے۔

نمبر ۲:۔ میزان پر اسم ذات شرک کے بغیر دوسرے گناہوں کے مقابلے میں زیادہ وزنی ہوگا۔

نمبر ۳:۔ اس کے دہرانے سے خدا کی محبت غالب ہوتی ہے۔

نمبر ۴:۔ یہ کلمہ شرک کی نفی کرتا ہے۔ یہ جہنم سے بچنے کا ذریعہ ہے خدا کے نزدیک شرک ناقابل معافی گناہ ہے۔ اس گناہ کیلئے توبہ کا دروازہ بند ہے

باقی کیلئے کھلا ہے۔

۵۔ اس کلمہ کو بار بار دُہرانے سے اہل طریقت کیلئے یہ دیدار الٰہی کا دروازہ کھولتا ہے۔ یہی سب سالکوں کی مدعا ہے۔ پہلی اور دوسری شرط دوسرے اذکار کے ساتھ مشترک ہیں باقی شرائط یعنی فضیلت اسی ذکر میں ہے۔

مصابیح المشکوٰۃ میں تحریر ہے۔ کہ آنجناب رسول اللہ صلعم کا فرمان ہے حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے ذکر سکھانے کیلئے کہا۔

جس کے ذریعہ تم کو یاد کروں۔ اللہ نے فرمایا۔ پڑھو لا الٰہ الا اللہ! حضرت موسیٰؑ نے عرض کی کہ بار الٰہا یہ تو سبھی پڑھتے ہیں۔ میں کچھ اور چاہتا ہوں فرمایا گیا کہ یہ ساری دُنیا و مافیہا سے زیادہ وزن دار ہوگا۔ یہ کلمہ طیبہ ہے۔

یاد رکھئے یہ کلمہ پڑھنے سے اللہ کو نہیں بندے کو فائدے حاصل ہونگے اس کی برکت سے وہ مومن بن جاتا ہے۔ اور عذاب سے بری ہو جاتا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے کہ لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے۔ جو اسمیں داخل ہوا وہ امن و امان میں ہے۔ اسکی برکت سے دل صاف ہو جاتا ہے اور انوار الٰہی پاتا ہے۔

اس ذکر کو ذکر چار ضرب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسکی تفصیل یوں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تو اُس میں نور اور تاریکی پیدا کر کے اپنے کامل صفات میں سے ہر صفت کو اپنے مقام پر ظاہر کیا اور اسکے چار اطراف میں چار دشمن رکھے۔

۱۔ ہوا و ہوس یعنی نفسانی خواہشات یا شہوت جو لاہوت کا دشمن ہے۔
انسانی دماغ اس کا مسکن ہے ۲۔ نفس: جو جبروت کا دشمن ہے اور ہوا
ہوس کا مددگار ہے اور مشیر۔ اسکا مقام دائیں طرف ہے نمبر ۳۔ شیطان یہ ملکوت
کا دشمن ہے یہ ہر دم غفلت شعاری اور لاپرواہی کی طرف راغب کرتا ہے اس کا
مقام ان دو کے نیچے ہے۔
۴۔ یہ ناسوتی دشمن ہے۔ یہ اپنے آپ کو پورے طور سج دھج کر کے دکھاتا
ہے اس کا مقام شیطان سے نیچے ہے۔ یہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔
جب کوئی طالب مرشد کے سامنے توبہ کرتا ہے۔ دنیا کو لات مارتا ہے اور
ذکر نفی سے ان دشمنوں کو نیست و نابود کرتا ہے۔ سب سے پہلے لا کو ناف سے
کھینچ کر سینہ تک لاؤ۔ سر دائیں طرف موڑو۔ اسکا مطلب نفسانی خواہشات کی نفی
کرتا ہے۔ اور ہوا و ہوس لالچ و حرص کو خیر باد کہنا ہے۔ یہی عیوب انسان کو خدائی
کا دعوا کراتے ہیں۔ جب یہ تینوں دشمن مغلوب ہو گئے تو سر اوپر اٹھا کر استقامت
کی صفت پیدا کر کے عاشق کی طرح وجود و عدم سے فارغ ہو کر اپنے سر کو بائیں
طرف جھکایئے گویا اسطرح دماغ میں بُرے خیالات، جذبات اور آرزوئیں
کو خیر باد کہنا ہے۔ پھر اللہ کے اثبات و اقرار کر کے ماسوائے سے انکار کیجئے۔
جب اس طریقہ پر مداومت و استقامت کی تو دل میں اسکا اثر محسوس ہونے
لگیگا۔ اللہ تعالیٰ اس طرح دل کے پردے کھولتا ہے۔ وہ اِس کشائش
اور کھلے پن کو محسوس کرتا ہے۔ اور پوری تشفی و تسلی پاتا ہے۔

جب تک یہ منزل حاصل نہ ہو طالب اپنے دل کو ذکر سے خالی نہ رکھے تاکہ دنیا و آخرت کے خسران سے بچ جائے کیونکہ حضرت رب العزت کا فرمان ہے کہ جو شخص میرے ذکر سے مُنہ موڑے اس کیلئے تنگی ہوگی دنیا میں اور قیامت کو وہ اندھا بن کر اُٹھیگا۔

علامہؒ فرماتے ہیں کہ ہم سُنّی ہیں اور رافضیوں کے برعکس ہمارا اور ہمارے مشائخیں کرام کا مولا حضرت علیؓ ہیں۔

مولا کے معنی یار۔ آقا۔ سزاوار۔ مہتر۔ ہم عہد۔ چچا کا بیٹا۔ آزاد کرنے والا۔ بچانے والا۔ پناہ دینے والا۔ ہمسایہ اور ساتھی!

موالی کے معنی ہیں جماعت۔

واضح رہے کہ سُنی اور موالی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ سُنّی کے معنی رسول پاکؐ تمام صحابہ کرامؓ اور اہلبیت اطہارؓ سے محبت رکھنے والا۔ بھلا جو صحابہ کا دوستدار اور عقیدت مند ہو وہ کیسے حضرت علیؓ سے محبت نہ رکھتا ہو۔ خاص کر ہمارا مرشد کامل حضرت سلطان العارفینؒ آپ کا دوست اور فدوی نہ ہو خصوصاً جب ہمارے سلسلہ کا منبع اور سلوک کا پیشوا حضرت

شاہ ولایت رضؓ ہیں۔

سرح الدیوان میں ایک تاریخی واقعہ درج ہے کہ جب حضرت علی رضؓ اور امیر معاویہ رضؓ کے درمیان سلہ ھ میں صلح ہوگئی تو خارجی جمع ہوگئے اور یہ سازش تیار کی کہ اس امت میں تین اصحاب کو ختم کرنے سے سارا معاملہ "سدھر" جائیگا چنانچہ انہوں نے ایک ہی شب میں حضرت علی رضؓ۔ امیر معاویہ رضؓ اور عمرو بن العاص رضؓ کو مارنے کا فیصلہ کیا۔ پلان کے مطابق عبدالرحمان بن ملجم نے حضرت علی رضؓ کو شہید کرنے کا ذمہ لیا۔ حجاج بن عبداللہ تمری نے امیر معاویہ قتل کرنے کا بیڑا اٹھایا اور دارویہ عفری نے عمر ابن العاص کو مصر میں تہہ تیغ کرنیکا عزم کیا۔ ۱۷ ماہ صیام اس کام کیلئے مقرر ہوا۔ ابن ملجم نے کوفہ میں ایک ہزار دینار میں ایک زہر آلود تلوار خریدی۔ جب حضرت علی رضؓ صبح نماز کیلئے نکلے تو اسنے آپ رضؓ کے سر مبارک پر وار کیا اور تین دن کے بعد آپ حضرت حق سے جا ملے۔ انا اللہ الخ

حجاج نے دمشق میں جاکر عمرو بن العاص کے مارنے کا قصد کیا۔ مگر وہ بیماری کی وجہ سے وہاں نہ ملے کیونکہ انہوں نے خارج بن خلافہ کو قائم مقام بنایا تھا۔ اور وہی آدمی غلطی سے مارا گیا اور دارویہ مصر ہی میں رہا

حافظ اسمٰعیل حضرت حبیب رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے ایک دن حضرت علی رضؓ سے پوچھا۔ تم بتا سکتے ہو اوّلین میں کون زیادہ بدبخت ہوگا۔ حضرت علی رضؓ نے عرض کیا حضرت صالح کی اونٹنی کو مارنے والا حضور ﷺ نے فرمایا۔ تم نے ٹھیک کہا۔ اچھا بتاؤ آخرین میں بدبخت

ترین کون ہے۔ عرض کیا اللہ اور رسول صلعم جانتے ہیں آنحضرت ؐ نے فرمایا۔
وہ آدمی جو تمہیں اس جگہ پر چوٹ لگائے۔ آپ ؐ نے حضرت علی رضؓ کے سر کی طرف
اشارہ فرمایا۔

درج رہے۔ کہ سُنی مسلمان اور مؤمن ہے۔ اسکے برعکس بدعقیدہ رکھنے
والا مسلمان اور مومن نہیں۔ مثلاً بعض اہل کلمہ معتزلہ پر کفر
کا فتویٰ صادر نہیں ہو سکتا مگر وہ سُنّی بھی نہیں ہیں۔

موالی کے معنی دوست رکھنے والا۔ مگر موالی حضرت علی رضؓ کے دوستداروں
کے معنوں میں مشہور ہیں۔

موالی کے معنی دوست کے ہیں۔ یہ مولا کی جمع ہے۔ اب جو حضرت
کے موالی ہونے کے دعوٰیدار ہیں وہ حضور پاک ؐ کے تمام صحابہ میں سے
اکثر صحابہ کے منکر ہیں۔ پس مخالفت ظاہر ہے۔ تمام صحابہ کے ساتھ حضرت
علی رضؓ کی محبت بہت سی وجوہات کے سبب سے ہے۔ کیونکہ بعض صفات
حضرت علی اور صحابہ کے درمیان مشترک ہیں۔ جیسے ایک ہی دین پر ہونا
ایک ہی مکتب میں پڑھنا۔ ایک دوسرے سے محبت رکھنا۔ ایک ہی
شہر میں ہونا۔ ایک ہی زبان بولنا۔ ایک ہی سماج کے کارندے ہونا (ایک
ہی شمع کے پروانے ہونا) ہمعصر ہونا۔ ایک قبیلہ سے ہونا۔ اکٹھے سفر
کرنا۔ ایک ہی فوج میں ہونا اور انما المؤمنون اخوۃ کے مطابق
مومن ہونے کا رشتہ۔ وہ رشتہ جو خلوص پر مبنی ہے۔ آجکل

کے رافضیوں کو اس حساب سے آپ کے ساتھ کوئی نسبت ہو ہی نہیں سکتی۔ پس کیسے ہو سکتا ہے کہ صحابہ کبار اور اہل سنت وجماعت حضرت علی رضؓ کے دوستدار نہ ہوں یاد رہے کہ حضرت علی رضی صحابہ کرام کے دوست تھے اُن کا دشمن بننا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

ثابت ہوا کہ ایک آدمی صحابیوں کا دشمن بنکر حضرت علی رضؓ کا دشمن بنا۔ اگرچہ زبان سے کہتا ہے کہ میں حضرت علی رضؓ کا فدوی ہوں مگر دراصل وہ آپ رضؓ کا دوست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ دوست کا دشمن بھی دشمن ہے۔

شعیہ اور سُنی میں کوئی فرق نہیں لیکن شیعیت کا دعوا کرنے کے باوجود صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کے ناموں کے خلاف تبرّا بازی اور گستاخی کرنا اور دل میں انکی عداوت رکھنا بہت ہی بدترین صفت ہے۔

رفض کے معنی ہیں ترک کرنا۔ چھوڑ دینا۔ جو چار یاران کرام رضؓ میں سے تین اصحاب کے نام تبرّا بازی کرے اور سب وشتم زبان پر لائے وہ رافضی ہے۔

خلفاء بنو امیہ کے زمانے میں شیعان علی کی ایک جماعت نے

حضرت زید بن علی بن امام حسین رضؓ کے ہاتھ پر اس امر پر بیعت کی کہ وہ بنو امیہ کی حکومت کو ختم کر کے دم لینگے۔ جب تعداد بڑھ گئی تو انہوں نے حضرت زید رضؓ سے درخواست کی کہ وہ حضرات شیخین رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ کے بارے میں تبرا بازی کریں۔ آپ رضؓ نے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جن بزرگان دین نے حضرت رسول صلعم کے دوش بدوش اسلام کی خدمت کی۔ عبادات، غزوات اور ہجرت میں شرکت کی اور حضور پاک ؐ کے بعد خلیفہ بنے۔ خاص کر حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ جو محدث، مفسر، فقیہ ہونے ساتھ ساتھ مدینہ کی مفتی تھیں ایسی فضیلت مآب شخصیتوں کی بے عزتی کرنا خود حضور پاک ؐ کے خلاف گستاخی ہو گی۔ جو کہ کفر ہے۔ وہ بدبخت یہ باتیں سنکر آپ سے الگ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا هل رفضتمونی (کیا تم نے مجھکو چھوڑا ہ) انہوں نے کہا۔ ھاں!

ان بدبختوں نے حضرت زید رضؓ کو حجاج بن یوسف سے گرفتار کرا کے شہید کرا دیا۔ یہیں سے لفظ "رافضی کی اصطلاح چل گئی۔

(ماخوذ از تاریخ عرب)

شرح متن:۔ شیعہ یک دل جماعت کو کہتے ہیں ان میں سے رافضیوں نے صحابہ رسول ؐ کے خلاف دشمنی اور عداوت کی تشہیر و ترویج کی۔ جو بڑی بدعت ہے چنانچہ قرآنی احکام یوں ہیں۔

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا۔

پارہ نمبر ۲۲۔ سورۂ احزاب آیت نمبر ۵۷

"بیشک، جو لوگ اللہ اور آپؐ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر دنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے۔ اور ان کیلئے بہت ہی ذلیل کن عذاب تیار رکھا ہے۔ اور جو لوگ ایمان والے مردوں اور مومنات کو بے قصور ہونے کے باوجود ایذا پہنچاتے ہیں۔ وہ لوگ بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے کندھوں پر لیتے ہیں۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ خدا اور رسول کو انکے عزیزوں دوستوں اور پیروؤں پر سب و شتم کرنے سے ایذا پہنچتی ہے کیونکہ محبوبان خدا پر تبرا بازی سے خدا اور رسول دونوں بیزار ہیں۔ ایسے لوگ ملعون اور عذاب کے مستوجب ٹھہرے۔

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ طوالع کی فارسی شرح میں تحریر ہے کہ شعیہ اور سنی ایک ہی قوم ہیں۔ کیونکہ سنیوں کے اعتقاد میں آنحضورؐ کے دوستوں اور پیروؤں سے محبت رکھنا فرض ہے۔ ان میں اہل سنت معہ اولاد شامل ہیں۔ جنکو آنحضورؐ کی صحبت کا شرف حاصل تھا اور جس کو بھی یہ خوشبوئے رسولؐ عطا ہوئی۔ وہ سب قابل احترام ہیں جیسا کہ امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ فرما گئے ہیں۔

چوں ز زلفش گشت عالم مشکبو
دوستیٔ ایں داں بر بوے او ست

حدیث پاک کی رو سے لفظ اہلبیت وسیع معانی کا حامل ہے جبکہ آنحضورؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے بارے میں فرمایا کہ یہ ہمارے اہلبیت میں سے ہیں یعنی ہمارے گھر والوں میں شامل ہیں حالانکہ آپؓ غیر عرب یعنی عجمی تھے۔

زمانۂ حال میں جن دوستوں کو اکثر صحابہ سے دشمنی اور عداوت ہے وہ شیعہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ شرح دیوان میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا حوالہ دیکر کہا گیا ہے کہ شیعہ اور سنی میں موافقت ہے کیونکہ کوئی سنی اہلبیت کا دشمن نہیں ہے۔

شعیان علیؓ کہنا کوئی جرم نہیں۔ مگر بعض غلو کرنے والے حضور پاکؐ اور بعض صحابہ سے بغض رکھتے ہیں جو قابل مذمت ہے اسکو مسلک بنانا منع ہے۔ اور باعث عذاب الہٰی!

بستان ابو اللیث میں درج ہے کہ آخر زمانے میں ایک جماعت اپنے کو ہمارے ساتھ نسبت دیتے ہونگے حالانکہ انکا لقب رافضی ہوگا۔ اگر وہ تمہیں ملیں انکو قتل کر دو۔ نیز انہوں نے فرمایا کہ دو آدمی میری وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے وہ حد سے نکل کر میری طرف وہ کچھ منسوب کرینگے جسکا میں حقدار نہیں دوسری جماعت حد سے زیادہ دشمنی کرنے والی ہوگی جو میری عزت کو گھٹانے کی کوشش کریگی۔

شرح دیوان میں یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ اگر یزید لعنت کا حقدار ہے

تو تم کو اپنی زبان آلودہ کرنے کی کیا ضرورت ہے اور اگر کوئی لعنتی نہیں ہے۔ تو خواہ مخواہ گناہ کا کیوں ارتکاب کریں ؟ تین خلفاء کے بارے میں اپنا عقیدہ درست رکھو۔

مشکوٰۃ المصابیح کی یہ حکایت موقعہ ومحل کے مطابق لکھی جانہ ہوگی۔ حضور پاکؐ کے زمانے میں ایک صاحب کی ردا (چادر) ہوا نے اڑالی۔ اُس نے ہوا کو بُرا بھلا کہا۔ حضور پاکؐ نے فرمایا۔ ہوا کو بُرا مت کہو۔ کیونکہ وہ اللہ کے حکم کے تابع ہے۔ اسلئے جو شخص کسی پر بلا وجہ لعنت بھیجتا ہے وہ لعنت اُلٹا کہنے والے پر بُرا اثر ڈالتی ہے۔

جامع الصغیر میں لکھا ہے آنحضورؐ نے فرمایا کہ جب بدعتیں ظاہر ہو جائینگی اور اُس اُمت کے متاخرین اپنے اسلاف کے حق میں بُرا بھلا کہینگے تو اہل علم کو چاہیئے کہ حقیقت بیان کریں قرآنی احکام کو نہ چھپائیں۔

فصل الخطاب میں ایک حدیث بروایت حضرت فاطمہ رضؓ درج ہے۔ حضرت رسول اللہ صلعم نے حضرت علی رضؓ سے فرمایا۔ اے علی رضؓ میرے بعد ایک گروہ ایسا پیدا ہوگا جنکو رافضی کہا جائیگا جہاں کہیں ملیں انکو ختم کردو۔ کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ انکی نشانی یہ ہوگی کہ وہ حضرات شیخین رضؓ یعنی ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضؓ فاروق کے خلاف تبرا بازی کرینگے۔

بستان الواللیث میں بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہم ایک حدیث یوں بیان کی گئی ہے۔ کہ حضور پاکؐ نے فرمایا۔ آخر زمان میں

ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی جسکا لقب رافضی ہوگا یعنی وہ اسلام کو چھوڑ دینگے انکو مارو ایسی حدیث کی بنا پر ہارون رشید نے رافضیوں کو قتل کر ڈالا۔ نیز حضرت علیؓ نے ایک ایسے گروہ کی نشاندہی کی ہے جو اپنے کو حضرت علیؓ کا گروہ تصور کرتے ہونگے مگر وہ ہم میں سے نہیں ہونگے۔ مفتاح الطالبین میں لکھا ہے کہ شیخ حسین سے جب پوچھا گیا کہ جب چاروں خلیفے ایک جیسے ہیں۔ تو پہلے دو کے خلاف تیر بازی کرتے والوں کو کیوں حکم کفر دیا گیا۔ جبکہ حضرات عثمانؓ و علیؓ کے بارے میں ایسا حکم نہیں ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ جب پہلے دو خلیفہ بنے تو اتفاق رائے سے بنے۔ مگر حضرت عثمانؓ و علیؓ رضوان اللہ علیہم کے خلیفہ بننے کے وقت صحابہ کرام کے درمیان اختلاف رائے رہا بلکہ لڑائیاں ہوئیں۔ اس لئے انکے کافر کہنے میں اندیشہ ظاہر کیا گیا ہے۔ جب اُن سے سوال کیا گیا کہ کافر کے قتل کئے جانے سے پہلے اُسے موقع دیا جانا چاہیئے کہ وہ توبہ کرے اور اسلام کی طرف آئے لیکن رافضی کے بارے میں یہ شرط کیوں ملحوظ نہیں رکھی گئی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ یہ شرط اس شرعی حکم پر صادر ہوئی ہے جسمیں کسی دوسرے پر سب و شتم کہنے کا الزام ثابت ہو۔ مزید فرمایا کہ زید کے غلام کو ذلیل کرنے سے دراصل زید کی ذلت لازم آتی ہے

اس امر کی رو سے رسول رحمت صلعم کے جانشین کی توہین و تحقیر کرنا ۔ دشنام کاری گالی دینا۔ تو در رسول اللہ ؐ کی توہین ہے اور رسول اللہ ؐ کو گالیاں دینا کفر ہے۔ ایسے آدمی کو توبہ کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ ـــــ ایسی توبہ نامقبول اور نامنظور ہے۔ اسی لئے ان کے قتل کا حکم دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

مفتاح الجنان میں ایک واقعہ درج ہے کہ کوفہ میں ایک فاسق رہتا تھا۔ جو ہر گناہ کاغذ پر لکھ لیتا تھا چنانچہ اس ڈائری کے تیس ورق مکمل ہو چکے تھے۔ وہ ایک دن ایک رافضی کے ساتھ شراب پی رہا تھا تو رافضی نے جام اٹھاتے ہوئے کہا کہ میں حضرت عمرؓ کے قاتل کا جام صحت پی رہا ہوں اس فاسق نے حضرت عمرؓ کی محبت میں تلوار کھینچی اور اسکو مار ڈالا۔ گھر آیا اور ڈائری میں یہی واقعہ لکھنے لگا۔ مگر حیران رہا یہ دیکھکر کہ ڈائری بالکل صاف ہو گئی تھی اسکے گناہوں کی تحریر دُھل چکی تھی۔ آخری ورق پر لکھا دیکھا ہے۔ اے انسان! تیرے سب گناہ معاف کیے گئے۔

سوی حق آنرا کہ سودائی سلوک اندر سر است
گو رعایت کردن این ہشت ادب معتبر شد است

علامہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو سلوک کے راستے پر چلنے کا شوق ہو۔ اُسے کہہ دو۔ کہ سلوک کے آٹھ آداب کو ملحوظ رکھ کر ان پر عمل کرے۔

آٹھ آداب یہ ہیں۔ تنہائی۔ ذکر میں مصروف رہنا۔ باوضو ہونا خطرات اور نفسانی وسوسوں کو دل سے نکال دینا۔ اپنا دل مرشد کے ساتھ وابستہ کرنا۔ خاموش رہنا۔ کم کھانا۔ کم خور اور اللہ کی رضامندی!

خلاصۃ المناقب میں حضرت شاہ ہمدان قدس اللہ سرہ العزیز کا فرمان ہے اگرچہ رسول خدا صلعم کے تمام اقوال وافعال نجات کا باعث ہیں لیکن اہل طریقت کے مطابق ولایت حاصل کرنے کیلئے مندرجہ صدر آٹھ اصول کو اپنانا لازم ہے۔ ارشاد المریدین میں بھی یہی کلام درج ہے۔

نفحات الانس میں تحریر ہے کہ ولی ولایت سے مشتق ہے۔ جسکے معنی نزدیکی کے ہیں۔ ولایت دو قسم کی ہے۔ عام اور خاص ولایتِ عام سب مومنوں میں مشترک ہے۔

قرآنی ارشاد ہے اللہ انکا دوست اور نزدیک ہے جو ایمان لائے وہ انکو تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے۔

ولایتِ خاص سلوک کی راہ پر چلنے والوں کا حاصہ ہے۔ اسکا مطلب ہے بندہ کا ذات میں فنا ہونا اور اُسی ذات سے بقا حاصل کرنا ہے۔

پس ولی وہ ہے۔ جو اللہ کے اندر فانی اور اُسی سے باقی رہے۔ اللہ کے ساتھ فنا ہونے سے یہ مقصد ہے کہ غیر اللہ سے قطع تعلق کرے۔ اور بندہ کا شعور زائل ہو جائے اور ماسِواء اللہ کا کوئی شائبہ دل میں باقی نہ رہے۔ جسطرح بھوکا پانی اور روٹی مانگتا ہے اسی طرح خدا کے بغیر کسی چیز کی طرف مائل نہ ہو۔ ساری توجہ اللہ کی طرف اور اسکو اپنا مقصود و تصور کرے۔ محویا فی الحق بالحق

نفحات الانس میں یہ بھی درج ہے کہ فنا سے مراد خدا کی طرف سیر اور بقا سے مراد خدا کے اندر سیر۔ سیر الی اللہ اسی وقت ختم ہوتی ہے۔ جب ماسِواء اللہ سے کٹ جائے اپنی ہستی چھوڑ دے۔

سیر فی اللہ سے مراد ایسی زندگی ہے جو دنیا کی آلودگیوں سے پاک ہو تاکہ بندہ اسی پاک وجود کے ذریعہ الٰہی صفات کا متحمل بنے اور اپنے رب کی عادتیں اس میں سرایت کر جائیں۔

قشیری کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ سلوک کے اصطلاحی فنا سے یہ مراد ہے کہ خدا کی طرف جانے کی انتہا ہو۔ مگر وجود ذاتی کا فنا ہونا نہیں۔ کیونکہ مجذوب (قلندر) کی فنا سیر الی اللہ کی انتہا نہیں ہے۔

اللہ سے قرب حاصل کرنے کا مطلب ہے ایک حالت سے دوسری حالت میں جانا۔ ایک کام سے دوسرے کام کی طرف منتقل ہونا۔ ایک تجلی سے دوسرے کی طرف جانا۔ یا ایک حال سے دوسرے حال میں جانا۔

بقا سے مراد سیر فی اللہ ہے۔ لقا سیر الی اللہ کی انتہا ہے۔ یہ ایسے وقت طے ہو سکتی ہے جب اللہ کی تمام رکاوٹیں اور پردے اُٹھ جائیں۔ رکاوٹوں سے مراد جماداتی، نباتاتی، حیواناتی اور روحی احکام کی پابندیاں ہیں۔ جن سے انسان کا وجود رنگا گیا ہے۔ اور جن کے ذریعہ سے انسان نے آرام پایا ہے۔ اور اُن سے محبت رکھتا ہے۔

سیر فی اللہ یہی ہے کہ روح انسانی کو شعوری رکاوٹوں سے پاک کیا جائے۔ اور وہ محفوظ رہے اور وہ مظاہر قدرت کی طرف نہیں لوٹتا اسکی صفات کسی اور مرحلے میں داخل ہوتی ہیں۔ اور وہ وسعت پاکر انکو دوسرے حال میں منتقل کرتے ہیں اسی انتقال کو سیر فی اللہ کہتے ہیں۔ گویا اب وہ الٰہی صفات سے آراستہ ہو جاتا ہے۔

نفحات الانس میں ابو علی جرجانیؒ کا کلام درج ہے فرماتے ہیں ولی وہ ہے۔ جو ایک حالت سے فانی ہو اور اللہ کے مشاہدہ کے اندر باقی ہو جو اپنے وجود سے بے خبر ہو۔ اور ماسوا اللہ سے اسکا تعلق کٹ گیا ہو

ولی کی تعریف ایک اور پیرائے میں ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔

ولی وہ ہے جو اپنی ہستی سے فانی ہو اور اللہ کی ذات کے مشاہدہ سے

باقی ہو صرف اللہ کے دیدار میں محو ہو۔ اللہ کے بغیر کسی سے سکون نہ پائے۔
اسکے فنا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے وجود کی خبر نہیں دے سکتا۔

اگر کوئی خبر بھی دے تو مظہر نور الٰہی کی صورت میں دے

نفحات الانس میں ولی کی تعریف میں سلطان ابراھیم ادہمؒ کا یہ قول
درج ہے آپ نے کسی سے پوچھا کہ تم ولی بننا چاہتے ہو۔ اس نے کہا۔ ہاں
فرمایا تو دنیا و عقبیٰ دونوں کی طرف رغبت مت کر۔ کیونکہ انکی طرف توجہ
کرنے سے خدا کی بارگاہ عالیہ سے توجہ ہٹ جاتی ہے اپنے آپ کو صرف
اللہ کی دوستی کیلئے وقف رکھ۔ اور اسی کی طرف اپنا رخ موڑ دو ولایت
خاص میں فنا کیلئے یہ کافی ہے۔

کیونکہ ولی کو نہ مصیبتوں کا ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ کہ
انکا مطلب پورا نہ ہوا۔ (لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون) بقول
علامہ اقبالؒ سے

ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا
یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی

عین المعانی میں لکھا ہے کہ اولیاء ایک ایسی جماعت ہے جسکی زندگی
اللہ کی یاد سے قائم ہے۔

بحر الانوار کہتا ہے کہ اولیاء سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کے دشمن
ہوتے ہیں۔

کشف الاسرار میں اولیاء کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ شریعت کا دیباچہ حقیقت کی دلیل اور ثبوت ہیں۔

انکا ظاہر شریعت کے احکام سے آراستہ اور انکا باطن فقر کے نور سے پیراستہ ہے۔

اولیاء اللہ خدا کی رضا کیلئے ایک دوسرے محبت کرتے ہیں۔ اس جماعت کو کسی بڑے ہولناک واقعہ سے خوف نہیں ہوتا ہے۔ اولیاء پرہیزگار اور ایماندار ہوتے ہیں۔

لہم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا۔ انکو دنیا میں ہی خوشخبری دی جاتی ہے) اس کا مطلب وہ خوشخبری جو آنحضور صلعم نے خدا کی طرف سے انکو دی ہے۔ بشریٰ سے مراد نیک خواب ہیں۔ ایسے حضرات کو مُبشّرات کہتے ہیں انکو جانکنی کے وقت فرشتے خوشخبری سُناتے ہیں۔ ایسا بندہ مرنے سے پہلے اپنا مسکن دیکھتا ہے۔

تفسیر مدارک میں ہے کہ انکے لئے سلامتی کا پیغام ہے۔ دنیا کی بشارت دیدار کا وعدہ۔ آخرت کی سُرخ روئی وغیرہ۔

مومن کیلئے دنیا میں صفا اور عقبیٰ میں رضا اور دیدار الٰہی کی لذتیں مخصوص ہیں۔

از نعمت ایں جہاں تمنائے تو بس
وز لذت آنجہاں لقائے تو بس

اس دُنیا کی نعمتوں سے تمہاری تعریف کافی ہے اور عقبیٰ کی دولت میں دیدار کافی ہے۔

لاتبدیل لکلمات اللہ (خدا کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہوتی۔)

ذالک الفوز العظیم (یہی بڑی کامیابی ہے)

تفسیر کاشفی میں ہے۔ کہ بشارت وہ ہے۔ جیسے وہ اپنے نفس پر غالب آکر خوش ہوتے ہیں۔ راضی برضا اور ایسی کیفیات کا حصول ہی بڑی بشارت ہے۔ القصر کی معنی زیادہ کرنے والا۔ یہ صفت برضا ہے۔

آگے چل کر علامہ خاکی لکھتے ہیں کہ مرشدین کبرویہ کے اسیارے میں تاثرات تبرک کے طور پر تحریر کرتا ہوں تاکہ سعادت دارین حاصل ہو! آمین

زین المعتقد کتاب میں حضرت علاوالدولہ سمنانیؒ نے فرمایا ہے کہ خلوت میں آٹھ شرطوں کا لحاظ رکھا جائے جسطرح حضرت شیخ جنید بغدادیؒ اس طریقت کے استاد نے مقرر کئے ہیں۔

آپ فرماتے تھے کہ ذکر ایک بیج ہے اور طالب کا دل زمین کے مانند ہے زمین کا ملاحظہ کرنا ضروری ہے تاکہ بیج ضایع نہ ہو۔

زمین کی نرمی خدا سے ڈرنے کی وجہ سے پرکھی جاسکتی ہے۔ یعنی دل میں

اللہ پاک کا عشق غالب ہو کیونکہ جس دل میں عشق یا بیم و امید نہ ہو وہ پتھر ہے بلکہ اس سے سخت تر۔

قرآن شریف میں ارشاد ہے۔ پس تمہارے دل اسکے بعد پتھر جیسے اور سیاہ ہو گئے ہیں بلکہ پتھر سے بھی زیادہ سخت اور سیاہ!

شرط اول خلوت ہے۔ خلوت میں رہنے سے فضول باتوں سے پرہیز حاصل ہوتا ہے۔ خلوت کی کوٹھری تنگ اور تاریک ہو۔ اس میں رہ کر وضو با نماز کے بغیر باہر نہ جائے۔ اس کمرہ میں کوئی کھڑکی یا سوراخ نہ ہو۔

شرط دوئم ہمیشہ با وضو رہے۔

شرط نمبر تین۔ خاموش رہے۔ ہوسکے تو صبر کرے اور صرف مرشد سے بات کرے ورنہ وہ بطور الہام تمہارے دل میں بات ڈالدے۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ آرام واطمینان کے دس حصے ہیں۔ جسکے نو حصے خاموشی میں ہیں سوائے یاد خدا کے۔ دسواں حصہ بے وقوف اور کمینہ لوگوں کی محبت سے دور رہنا ہے حضرت جامیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے

جامی ز سفلہ طبعان کم شد صفائے حالت

کردی سفال تیرہ جام جہاں نما را (مترجم)

خاموشی زبان کی پاکدامانی ہے اصل اسلام خاموشی ہے۔ زبان کی ناپاکی چیخ پکار ہے۔ اونچی آواز میں بدکلامی کرنا۔ گالی گلوچ زبان کی گندگی ہے

اسمیں یاد رہے کہ ابتدا کرنے والا ظالم ہے۔

حضورؐ پاک نے فرمایا ۔

البادی ھوا ظلم۔

۔ بزرگوں نے کہا کہ خاموشی سونا ہے اور گفتگو چاندی ۔

۔ ایمان کی جڑ خاموشی ہے۔

۔ آرام و اطمینان قلب کے دس حصے ہیں۔ نو حصے خاموشی میں پوشیدہ ہیں باقی ایک حصہ تنہائی میں ہے۔

۔ جو خاموش رہا۔ صحیح و سالم رہا۔

۔ جس نے خاموشی اختیار کی اس نے نجات پائی ۔

۔ مومن کا تاج خاموشی ہے۔

۔ اللہ کی رضا خاموشی میں ہے ۔

۔ عالم کی خاموشی عیب ہے۔ اسکی گفتگو زینت ہے۔ اللہ کا فرمان ہے اے محمدؐ ان سے کہہ دیجئے کہ میں تمکو ایک ہی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم خدا کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔

۔ اللہ کی رضا کیلئے ریاکاری اور دکھاوٹ سے بچتے ہوئے خاموش رہو۔ مجلس سے اُٹھو تو دو ایک ایک کر کے الگ ہو جاؤ۔ بھیڑ بھاڑ دل کو پریشان کرتی ہے۔

رسالہ اقبالیہ میں حضرت شیخ علاؤالدین سمنانیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہمارے درویشوں نے خلوت میں جانے کی نیت کی ہمیں نے بھی نیت کی۔ طے کیا کہ ہم نہیں بولینگے۔ ہاں ضروری بات ایک دوسرے کو لکھ کر بتا دیں گے۔ چوتھی شرط روزے ہیں۔ خلوت میں روزے رکھنا شام کو کم کھانا تاکہ بھاری پن محسوس نہ ہو۔ نیند غلبہ نہ کرے۔

۔ اتنا کم بھی نہ کھانا چاہیئے کہ نفس کا کتا بھونکتا رہے۔ اور تمہارے دل کو پریشان کرے۔

۔ کھانے پینے میں میانہ روی اختیار کرو۔

۔ فضول خرچی نہ کرو۔ کلوا واشربوا ولاتسرفوا انہ لایحب المسرفین ولا تعتدوا انہ لایحب المعتدین

۔ حد سے نہ گذر جاؤ۔

پانچویں شرط ذکر اللہ ہے۔ زبان کو ہمیشہ ذکر لاالہ سے تازہ و تر رکھو۔ اس کے معنی کا اثر دل پر پوری طاقت کے ساتھ جاری رکھو گے تاکہ تمام جوڑوں میں ذکر سرایت کرے لیکن شرط ہے اونچی آواز میں نہ ہو۔ ذکر خفی (پوشیدہ) ہو۔

حضور پاک صلعم کا ارشاد ہے :۔ بہترین روزی وہ ہے جو بشرط ضرورت کافی ہو۔ بہترین ذکر وہ ہے جو پوشیدہ اور آہستہ ہو۔

چھٹی شرط یہ ہے۔ کہ ہمیشہ خیر و شر، نفع و نقصان کا اندیشہ دل سے

نکال دو۔ ایسے وسوسوں اور خیالات کو دور رکھو۔ کسی فکر کو دل میں جگہ نہ دو۔ یہ ذکر کا اثر کرتی ہے۔ کیونکہ یہ شرط پورا کرتے سے دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ انسان اسی مقام پر کامل ہوجاتا ہے۔

ساتویں شرط یہ ہے۔ کہ اپنا دل شیخ کے دل سے والبستہ کرے۔ اسی شرط کو محبت اور عقیدت کے ساتھ قائم رکھے۔ یہ تمام شرائط سے مشکل تر شرط ہے۔ اسکا فائدہ بھی زیادہ کامل ہے۔ اسمیں کمی آئے تو کمال تک پہنچنے کا راستہ بند ہوجائیگا۔ باقی شرطوں میں اگر کمی آئے تو مرشد کی مدد سے پوری کی جاسکتی ہے۔

اگر ارادت اور عقیدت میں خرابی آئے یا نقصان پذیر ہو یا کمی آئے تو جنوں اور انسانوں کے عمل سے بھی اسکو پورا نہیں کیا جاسکتا ہے۔ کیا خوب مقولہ ہے کہ اگر گوشت سڑ جائے تو نمک سے فائدہ ہوگا اگر نمک سڑ گیا تو وہ کسی چیز سے صاف نہیں ہوسکتا۔

یہ مسلم امر ہے کہ مرشد کی ولایت مرید کیلئے ایک قلعہ ہے مرید کی عقیدت اس قلعہ کی دیوار ہے۔ اگر عقیدت میں کمی آئے تو دیوار میں رخنہ پیدا ہوگا۔ اور شیطان غالب ہوگا

مرید کو چاہیے کہ ہمیشہ اللہ سے مانگتا رہے۔ اسکو عقیدت میں استوار رکھے۔ اگر اسمیں کمزوری آئے تو فوراً غسل کرکے عقیدے کو درست کرے۔ دوگانہ نفل ادا کرے اور توبہ کرکے دعا مانگے

تاکہ مشکل حل ہو اور عقیدت میں فتور واقعہ نہ ہو۔ مرشد کی حاضری اور غیر حاضری میں ادب کو ملحوظ رکھے۔ آٹھویں شرط یہ ہے کہ اللہ اور مرشد پر کبھی اعتراض نہ کرے۔ انکے احکام پر رضامند رہے۔ تنگی میں صبر و قناعت سے کام لے۔

دکھ کی شربت کو دوا اکسیر تصور کرے۔ خوشی اور خوش حالی میں شکر کرتا رہے۔ صبر و رضا حاصل کرکے خدا کا قرب ملتا ہے۔ اس بات کا یقین رکھے کہ اللہ جو کچھ کرتا ہے۔ بھلا ہی کرتا ہے۔ یہ سب شرائط نوشدارو ہیں۔

ان شرائط کو پورا کرکے طالب عجیب و غریب باتیں سنتا ہے۔ اور دیکھتا ہے۔ جو کبھی نہ دیکھی ہوں اور نہ سنی ہوں۔

آنحضور صلعم کا فرمان ہے وہ کچھ معلوم ہوگا جو کسی کے وہم و گمان میں نہ ہو۔ دیکھی نہ سنی ہوگی۔

اللہ بہتر جانتا ہے۔ بندہ کیلئے وہی اچھا ہے لہٰذا اُسی کی طرف لوٹنا چاہیئے۔

ارشاد المرسلین میں چھٹا ادب یہ ہے۔ کہ دل کو تمام وسوسوں سے پاک کرے یہ ادب حضرت ابراہیمؑ کا ہے۔ یہ تمام شرائط کی جڑ ہے جب تک ماسوا اللہ کو دل سے نہ نکالدے ذکر کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ کیونکہ جبتک آئینہ صاف نہ ہو اسمیں کچھ دکھائی نہیں دیگا۔ نظم (مفہوم)

دل کی کوٹھری (کمرہ) کو ماسواء سے خالی کر بادشاہ اندر چاہے اور لشکر باہر۔
شیطان کی کوشش ہوتی ہے کہ دل میں وسوسہ ڈالدے۔ لہٰذا دل کو
ان آلودگیوں سے پاک کر تاکہ محبوب کا حسین چہرہ نظر آئے کیونکہ محبوب
ہر لمحہ اپنے عاشق کے کانوں میں یہ آواز ڈالتا ہے۔
" (اگر ہمارے پاس آنے کی خواہش ہے۔ تو اپنے دل کو غیر اللہ سے
صاف کر) " اگر ہمارے دیدار کی آرزو ہے تو دوسروں کو مت
دیکھ۔"

انسان جبتک دنیا میں ہے۔ وہ نفس کی لذتوں میں پھنسا رہتا ہے۔
۔ شیطان اور نفس دونوں سے ہر وقت ہوشیار رہیں۔

(۷) ساتویں شرط ربط قلب ہے۔ اور یہ ادب حضرت یونسؑ اور
یوسف علیہم السلام کا ہے۔
ربط قلب کا مطلب ہے کہ طالب اپنے مرشد کے ساتھ وابستہ
، ہے طالب کو اس ہتھیار کے بغیر چلنا دشوار ہوگا۔
نفس اور شیطان ایک طالب کو کیچڑ میں پھنسا ہوا دیکھنا
چاہتے ہیں۔ یہ اصلی مقام پر پہنچنے نہیں دیتے۔ اگر مرشد کے ساتھ محکم
رشتہ قائم ہو تو انکی قائم کردہ تمام رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں۔
نیک بختی مرشد کے دل سے وابستہ ہے۔ مُرید کی نیت محکم
ہو غیر متزلزل تو ہر نقصان و تاوان سے آزاد ہے اسکو مرشد

کے ساتھ جتنی زیادہ قلبی وابستگی ہو گی اتنا وہ اس کے قریب ہو گا جبتک مرید کے دل کی نہر مرشد کے دریا کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو۔ پانی کا ایک قطرہ بھی وہاں نہیں پہنچیگا جتنی یہ نہر جڑی ہوئی ہو گی۔ اسکی لہروں سے سیراب ہوتی رہیگی اور اغلب ہے کہ مرشد کے درجے تک پہنچ جائے۔ پھر بھی مرشد کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ بغیر جائے پناہ کے خدا تک رسائی ناممکن ہے۔

اگر مرشد اپنے مرید کو سو بار لوٹا دے تو وہ اسی عمل کو اپنی کامیابی سمجھے۔ اسمیں نقصان نہیں ہے ہاں نقصان اسمیں ہے کہ مرشد کے حکم سے منہ موڑا جائے۔

مرشد کامل ہو تو اسکا رشتہ بھی کامل ہو گا۔ ناقص مرشد سے ناقص رشتہ جلدی ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر معمولی چپقلش ہو جائے۔ اعتراض یا غلط فہمی! اگر سارے انبیاء اور اولیاء اسکی اصلاح کی کوشش کرینگے تو عاجز رہینگے۔

آٹھواں ادب اعتراض سے پرہیز کرنا اور راضی بہ قضا رہنا۔ یہ ادب ہارون ؑ کا ہے۔

جب سالک کو معلوم ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور حضور پاک ؐ سے زیادہ معتبر خبر دینے والا اور کوئی نہیں ہو سکتا تو اس آیت پر

پرکلی طور عمل پیرا رہے یعنی حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ اسی کو اپنا کار
ساز جانے اور دکھ پریشانی سے غم گین نہ ہو۔ اور واللہ یحب القابرین
کو اپنائے اپنے تمام کام مرشد کے سپرد کرے اور اسکے حکم کی تعمیل میں دل
وجان سے کوشاں رہے۔ اور اپنے سامنے مرشد کی کسی کمزوری کو دیکھے تو
اسکو حکمت پر محمول کرکے اپنی کمزوری تصور کرے۔ (نظم)
پیر سے نیکی اور اپنے سے برائی دیکھ اگر شر پہنچے تو اسکو اپنا گناہ
تصور کرے۔ مرشد کے عیب کو اپنی کمزوری تصور کرے جب مرید کو یہ درجہ
حاصل ہوگیا۔ تو سمجھو معرفت کے کوچے کا راز دار بن گیا۔ پیر کی صحبت سے
فائدہ حاصل کرتا رہے۔

ہمارے ظاہری اور باطنی اعضا ہر ایک کے ساتھ ادب وابستہ
ہے۔ ہر عضو اس ادب کے بغیر کسی اور چیز کی طرف مشغول نہیں ہوتا ہے۔
آنکھ کا ادب ہے۔ مرشد۔ کلام اللہ۔ احادیث پاک کا مطالعہ کرنا
لوگوں کے عیبوں سے پردہ پوشی اور نامحرموں سے آنکھیں بند کرنا ہے۔
۔ زبان کا ادب، قرآن شریف پڑھنا اور نصیحت کرنا۔ فضول کلام نہ کرنا
۔ کان کا ادب۔ امر و نہی پر عمل پیرا ہونا۔ اللہ کی باتیں سننا اور جھوٹی باتوں
سے پرہیز کرنا۔ ہاتھوں کا ادب، راہ خدا میں خرچ کرنا
اور سخاوت کرنا۔ عبادات و ریاضت میں مشغول رہنا۔
۔ دل کا ادب اللہ کی طرف رجوع ہونا۔ اسکی معرفت حاصل کرنا۔

الغرض مرشد کے کمال اور بزرگی کا سکہ مرید کے دل میں بیٹھا ہو۔

مرصاد العباد میں ساتواں ادب مرشد کے دل کی طرف مراقبہ کرنا۔ باحضور قلب سے اسکی طرف توجہ کرنا۔ دل کے ذریعہ سے ہی مرشد سے امداد طلب کرے۔

یہ مدد غیبی کشائش سے اللہ کی مہربانی کی بدولت مرشد کے دل کی کھڑکی سے نکل کر مرید کے دل میں پہنچ جاتی ہے۔

کہا گیا ہے من القلوب الی القلوب روزنۃ دل سے دل کی طرف کھڑکی کھلتی ہے۔ جیسے فارسی استاد نے کہا ہے۔

دل را بدل رہے است

ابتدا میں مرید کے سامنے بہت سے پردے حائل رہتے ہیں۔ ظاہری شکل تو دنیا کے ساتھ رہتی ہے۔ لیکن جب عقیدت کا رشتہ مضبوط ہو تو اس کا لگاؤ شیخ کے دل کے ساتھ باسانی ہو سکتا ہے۔ مرشد کا دل بار گاہ الہی سے لگا رہتا ہے۔ وہ عالم غیب کا پلا ہوا ہے۔ وہی سے فیض پاتا ہے۔ یہی فیض مرید تک بھی پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ غیبی امداد کا عادی بن جاتا ہے۔ اس طرح اس کو پرورش ملتی ہے۔

ایسا وقت بھی کبھی نصیب ہوتا ہے کہ کسی ذریعہ کے بغیر وہ اللہ کی مہربانی اور فیض کا مستحق بن جاتا ہے۔

وسقاھم ربھم شرابًا طھورًا ۔ ان کا رب انکو پاکیزہ شربت

پلانے کو دیگا۔

ابتدا میں یہی شربت مرشد کی ولایت کے پیالے میں دی جاتی ہے یہ حضرت محمد مصطفٰےؐ کی نبوت کا جام ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ساقی بن کر شہود بنکر یعنی دیدار کا شراب طہور پلائیگا۔

زاں مے خورم کہ روح پیمانۂ اوست

زاں مست شدم کہ عقل دیوانۂ اوست

دردے بمن آمد و آتشے درمن زد

زاں شمع کہ آفتاب پروانہ اوست

میں نے روح کے ذریعہ سے شراب پی ہے میری مستی پر عقل فریفتہ ہے۔ دردِ عشق نے بدن میں ایسی آگ لگادی ہے اُس شمع سے جسکا پروانہ سورج ہے۔

آٹھواں ادب اللہ پر یا مرشد پر اعتراض کرنا ترک کرے اللہ پر اعتراض یہ ہے کہ تنگی۔ تکلیف۔ بیماری۔ بندش وغیرہ میں راضی رہے۔ اللہ سے مُنہ نہ موڑے بلکہ ثابت قدم رہے شعر (مفہوم)

اگر میری صحبت، دوستی اور ہمنشینی چاہتے ہو۔ تو دوسروں کی صحبت ترک کرو۔

مرشد کے معاملات اور حالات کو عقیدت کی نظر سے دیکھے اسکی ولایت کو مان لے۔

جو طالب مرشد سے نامنظور ہوا اسکو کوئی اور مرشد سنبھال نہیں سکیگا وہ تمام مرشدوں کے سامنے نامنظوروں کی فہرست میں ہوگا۔

ہاں شیخ کی وفات کے بعد دوسروں سے استفادہ کرسکتا ہے۔

شمائل الاتقیاء میں صلوٰۃ القلب پڑھنے کا طریقہ دکھایا گیا ہے اس نماز سے نفسانی اور شیطانی خیالات دور ہونگے اور ملکوتی اوصاف پیدا ہونگے۔

حضور پرنور صلعم کا فرمان ہے۔ انسان کے دل کی دو حرکتیں ہیں ایک حرکت فرشتے کیلئے دوسری شیطان کیلئے۔ یعنی دل میں دونوں قسم کے خیالات نیک اور بُرے موجزن ہوتے رہتے ہیں۔

حضور پاک صلعم کے مطابق انسان کے دل میں خطرہ یا خیال پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بعد دل ارادہ کرتا ہے۔ پھر عمل شروع ہو جاتا ہے۔

اس خطرہ کی ابتداء آدم سے ہوئی (دل کے اندر خیال پیدا ہوا) مگر جب آدمؑ کو عرش پر نظر پڑی وہاں انہوں نے حضور پرنور صلعم کی شکل دیکھی۔ خدا سے عرض کیا۔ یہ کون بندہ ہے جس کے نور سے سارا عرش منور ہے اللہ کا فرمان آیا۔ یہ تمہارے فرزندوں میں سے ہوگا۔ اسی بندہ کی محبت کی وجہ سے ہمنے تمکو پیدا کیا۔ اُس دن جب تم سے لغزش ہوگی تو اسی کے طفیل تم کو بخشا جائیگا۔ پھر تمکو جنت میں لے آئینگے۔

حضرت آدمؑ کے دل میں خیال پیدا ہوا تعجب ہے باپ کو بیٹے کی

برکت سے نجات ملیگی حضرت جبرئیلؑ کو حکم ہوا کہ یہ خیال حضرت آدمؑ کے دل سے نکال دو۔ اس خیال کے نصف حصے سے گیہوں پیدا کیا گیا جو کہ حضرت آدمؑ کی لغزش کا باعث بنا۔

دوسرے نصف کے بارے میں حکم ہوا کہ یہ آدمؑ کی اولاد کے دلوں میں چھپا لے تاکہ انہیں گناہوں کی طرف راغب کرنے کا باعث بنے۔

رسالۂ شیخ جبرئیل میں ہے کہ طالب کو تنہائی اور گوشہ نشینی اس خیال کو دل سے نکال سکتی ہے۔ اور یہی بڑا کام ہے۔ کیونکہ عام یا خاص سب اسی کمزوری کا شکار ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ بغیر شیطانی وسوسہ اور خیال کے دوگانہ نماز ادا کریں مگر ایسا نہیں کر سکتے۔

نفس نے سالہا سال سے اسکو ایسے خیالات کا خوگر بنا دیا ہے ان سے کافی لذت پائی ہوتی ہے۔ اور دماغ میں ایسے خیالات نے جڑ پکڑ لیا ہوتا ہے۔ اور قوتِ حافظ کی وجہ سے وہ یاد رکھے ہوتے ہیں میرے عادات ترک کرنا کارے دارد والا معاملہ ہے۔ یہی خیالات نماز کے وقت اسکو اپنے ساتھ مصروف رکھتے ہیں اور وہ نہیں جانتا کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے اور کس کے سامنے پڑھ رہا اس طرح وہ نماز میں رہ کر بھی دنیاوی امور میں مشغول رہتا ہے۔ نماز کی روح سے نابلد!

یہ خطرات چار قسم کے ہیں:۔

(۱) نفسانی (۲) شیطانی (۳) ملکوتی (۴) الہامی

۔ نفسانی خطرہ شہوت اور عورت کے ساتھ جماع میں مشغول رکھنے سے راضی ہوتا ہے۔ اللہ کی عبادت اور اطاعت میں سستی پیدا کرتا ہے۔ مگر جونہی آدمی ذکر کے ساتھ لگ جاتا ہے یہ خطرہ دُور ہو جاتا ہے۔

خطرہ شیطانی اللہ کی نافرمانی پر اُبھارتا ہے۔ اور گناہوں کا پیدا کرنے والا۔ الیسی نفسانی خواہشات میں پھنساتا ہے جو اللہ کی طرف سے عذاب کا باعث بنتی ہیں۔ اللہ کی رضامندی کے خلاف کام کرنے کی طرف راغب کرتا ہے۔

شیخ الاسلام زین الدین علیہ الرحمہ کا فرمان ہے۔ کہ مرید کے احوال دیکھکر مرشد اسکو آگاہ کرتا ہے کہ شیطان تمہارا کچھ نہیں بگاڑ یگا مگر شیطان مختلف روپ دھار کر اور ایک وسوسہ اور خیال کو چھوڑ کر دوسرے خیال و وہم میں پھنسا دیتا ہے تاکہ وہ گمراہ ہو جائے اسطرح وہ اسکے دل کے مال و متاع کو لوٹتا ہے۔

۔ اب خطرہ ملکی کو دیکھئے۔ یہ وہ خیال ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری پر آمادہ کرتا ہے۔ نماز، روزوں وغیرہ امور میں لگا دیتا ہے جن سے تسکین قلب حاصل ہوتا ہے۔

۔ خطرہ الہامی وہ خیال ہے جو لوگوں کو بیدار کرتا ہے۔ اور خطرات سے آگاہی دیتا ہے۔ اور برے بھلے میں تمیز کراتا ہے اور ان دونوں سے روکتا ہے۔ کیونکہ نیک خطرہ بھی غیرت کی وجہ سے پردہ بن جاتا ہے۔

ان حالات کے پیش نظر اہل سلوک کا اس امر پر اتفاق ہے کہ مندرجہ بالا چاروں خطرات کو دل سے مٹا دینا چاہیئے۔ یہ سالک کیلئے ابتدائی دور کی شرائط ہیں کیونکہ ان میں فرق سکھانے کے لئے مرشد کی اشد ضرورت رہتی ہے۔ بعض مرشدوں نے خطرات کی تین قسمیں بتادی ہیں۔ (۱) شیخی (۲) قلبی اور (۳) روحی۔ لیکن یہ لوازم اور تابع ہیں اور مذکورہ بالا چار اصل ہیں۔

خطرہ اور خواطر میں فرق

قوت القلوب میں تحریر ہے کہ خواطر اللہ کے قاصد ہیں جو بندہ کی طرف آتے ہیں۔ بس وہ مشکلات اور بندشوں سمیت انہیں قبول کرتا ہے۔ یہ مشکلات خدا کی طرف سے آزمائش ہیں۔ لیکن خطرہ دل کی حرکت ہے جو برائی یا بھلائی کی طرف لے جاتی ہے۔ عوارف المعارف میں ہے۔ کہ خواطر کی شناخت اور انکی تشریح فرض ہے کیونکہ خواطر ہی فعل کی اصل ہیں اور کوئی کام انکے بغیر درست نہیں ہے اس لئے انکا جاننا ضروری ہے۔ وہ علم یا ظن ہے جو بندہ کے یقین کو زیادہ پختہ بنا دیتا ہے۔

رسالہ گزیدہ میں ہے کہ خواطر اللہ کے خطاب ہیں۔ جو بندہ کے دل میں وارد ہوتے ہیں جہانتک خطرہ کا تعلق ہے وہ فرشتہ کے ذریعہ پہنچتا ہے اللہ کے خطاب سے نہیں۔

حضرت زین الدین کا بیان ہے کہ جب دنیا کا خطرہ اس کے دل

میں گذرے تو وضو کرے اگر عقبیٰ کا خطرہ دل میں آئے تو غسل کرے۔ دنیا فانی ہے اسکیلئے وضو کافی ہے لیکن ہمیشہ رہنے والی عقبیٰ کیلئے غسل واجب ہے۔

خطرہ سے وضو فاسد ہو گیا تو اسکو قائم رکھنا بڑا کام ہے خطرہ کو نیست ونابود کرنا دل کی طہارت ہے۔ کیونکہ ظاہری وضو اور غسل اندرونی کثافت کو دور نہیں کر سکتا۔

عارفوں کو اگر ماسواء اللہ کا خطرہ دل میں گذرے تو وہ جسم اور دل کو نہلاتے ہیں اگلی اُمتوں کو ان خطرات کی پاداش میں عذاب دیا گیا مگر اُمت محمدیہ صلعم کو اس سے رعایت ملی لیکن انکی عبادت غارت ہو جاتی ہے اور لذت نہیں پاتے ہیں۔

بھلائی یا برائی کا خیال دل میں گذرنے کا نام خطرہ ہے۔ اور وسوسہ کے معنی نفس کا دل کے ساتھ گذری ہوئی یا آنے والی باتوں کا ذکر ہے خواہ اچھی ہوں یا بری۔

خطرہ اور وسوسہ دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نفسانی خواہشات کے تابع نہ رہے۔ کھانا پینا نفس کی خواہش کے مطابق نہ ہو بلکہ جب بہت بھوک لگے تو خدا اور رسول صلعم کے حکم کے تابع رہ کر اپنے آپ کو زندہ رکھنے کی نیت سے کھائے۔ جب اس پر ثابت قدم رہیگا تو سب وسوسے دور ہونگے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جب سالک خطرہ محسوس کرے تو فوراً خدا

سے پناہ مانگے اور عاجزی کرے۔ اگر بھلائی کا خطرہ ہو تو اسکو فوراً عملی جامہ پہنائے تاکہ نفس اپنے مکرو فریب سے دھوکہ نہ دے کیونکہ الخیر لا یوخر (بھلائی میں دیر نہیں)

ایک اور طریقہ یہ ہے کہ باطنی رستہ پر چلنے والے کیلئے لازم ہے کہ ہر لمحہ اپنے دل کی حفاظت کرے۔

شیخ جبرئیلؒ نے ایک اور طریقہ تجویز کیا ہے۔ کہ آدمی فرض دائم کے ساتھ مشغول رہے۔ اور اللہ کی عنایات اور نعمتوں کی طرف دھیان دے۔

اس خطرہ کو دور کرنے کیلئے آپ کو چار قل کے ساتھ چار رکعتیں نماز پڑھنی چاہیئے اور خدا سے پناہ مانگے آخر میں یا حی یا قیوم برحمتک استغیث ستر بار پڑھے۔

مرصاد العباد میں ایک اور طریقہ درج ہے کہ جو برا یا بھلا خیال بھی دل میں گذرے تو لا الہ الا اللہ کی ذکر میں مشغول رہے جبتک اللہ کے سوا کچھ بھی دل میں باقی رہے۔ تب تک دل برے بھلے سے خالی نہیں رہتا۔ اسکے علاوہ علم لدنی یا اسرار غیبی کی جھلک بھی نہ ملیگی نہ انسان اللہ کی تجلی کے قابل بنیگا۔

دل کی بکھری ہوئی تحریروں کو مٹا کر ہی دل میں فیض وعنایت کی بارش ہوگی۔

سورہ والناس میں خناس ایک ہاتھی کے مانند ہے۔ جو انسان کی گردن پر بیٹھکر اپنی سونڈ پھیلا کر دل کو چوستا ہے۔

اس کے چوسنے سے دل کے اندر ہزاروں خیالات اور وسوسے پیدا ہوتے ہیں جب انسان معوذتین (سورہ فلق اور سورہ ناس) پڑھے تو چوسنا بند ہوجاتا ہے اور وسوسے اور شیطانی خیالات دور ہوجاتے ہیں

رموز الہین میں درج ہے کہ عام لوگوں کے دلوں میں ہر وقت مہر اور قہر نازل ہوتے رہتے ہیں۔ اگر سالک ان میں سے ہر اک کو مدنظر رکھے تو خطرہ دور ہوجاتا ہے۔ بشرطیکہ صلوٰۃ القلب پڑھتا رہے۔

شیخ علی بہاری نے رسالہ زاہدی میں اس صلوٰۃ کا ذکر کیا ہے وہ یوں ہے۔ کہ پہلے یہ نیت کرے کہ نویت ان اودی رکعتہ لوجھک الکریم الباقی انت الباقی لا الہ الا انت الباقی اللہ اکبر۔ پھر اللہ اکبر پڑھکر نماز دل سے شروع کرے اور قرآن شریف کی آیتیں جو یاد ہوں پڑھے۔ سلام قبلہ کی طرف کرے۔ اسمیں بہت سے اثرات پوشیدہ ہیں۔

شیخ جبرئیل کا فرمان ہے کہ جب نماز میں شیطانی خیالات آئیں اور غائب ہوجائیں۔ تو کلمہ تجید پڑھے اور استغفار کرے۔ ان خطرات سے نفرت کرے اور اللہ کی طرف متوجہ ہو امید ہے خطرہ ٹل جائیگا ورنہ خطرہ کا سیلاب اسکو ڈبو دیگا۔ ان کا مزید کہنا ہے کہ ظاہری عبادت کرنے والے۔ ابتدائی سالک اور ظاہری عالم مثلاً قاضی اور مفتی ان اسرار الٰہی اور خدائی عنایتوں سے محروم رہتے ہیں۔ اور خطرہ کو پہچانتے

نہیں اور اسکو ہٹانا نہیں جانتے اور اس قول کے راز کو نہیں پہچانتے کہ اولئک حسبو الجنتہ والمحاسبہ والمحاسبون قوم آخرون

انہوں نے تو جنت کی جانچ کی ہے لیکن حساب لینے والے اور حساب کرنے والے تو اور ہیں انکو معاف کرنا چاہیئے۔ یہ وسوسے اور خطرات ازل کی نیک بختی اور ابدی نعمت کے بغیر مٹائے نہیں جاسکتے اسمیں اللہ کی امداد درکار ہے۔ اسی کی عنایت سے غیبی اشارات اور اسرار دل میں آشکار ہو جاتے ہیں۔ دل اللہ کے نور سے روشن ہو جاتا ہے۔

اللھم یسر لنا ھذا (اے اللہ ہمارے لیے آسان بنا دے۔ آمین!

اب پیر کامل کی طرف رجوع کیجئے اور دیکھئے کہ یہاں پر اپنے مرشد پاک حضرت سلطان العارفین علیہ الرحمہ والرضوان کے اویسی اشارات کا پتہ چلتا ہے جو صاحب موصوف کو پاکیزہ روحوں انبیاء و اولیاء کی مدد سے ملے ہیں۔ یہ اللہ پاک کا کرم ہے کہ اس ذاتِ والا صفات مرشد کو پہلے ہی مکاشفات وغیرہ کے ذریعہ خدا کی عنایات ملتی رہیں اور دعاء، ذکر و اذکار کی تربیت ارشادات حاصل ہوتے رہے ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ نے مرشدوں کی عنایات سے انکو تصرف میں لاکر اپنی ملکیت بنالیا تھا۔ انکے خواص و اثرات آپ دیکھ چکے تھے۔ اور انکی بدولت بلند مقامات طے کرچکے تھے۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاءُ ط

اسی لئے ظاہری دنیا میں غیبی اجازات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مخدوم سید جمال الدین بخاری قدس اللہ سرہٗ نے آپ کو انکی یاد دھانی کرائی یہی وجہ تھی کہ ان عنایات غیبی کے باعث آپ کو بیعت کا حکم ہوا تھا لہٰذا اسی پیر طریقت کی برکت تربیت اور رہبری سے آپ باطنی کمالات سے سرفراز ہوئے۔ آپ کو دوسروں کی تربیت کا اعزاز بخشا گیا۔

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی پیر برحق کے بارے میں سوال کرے کہ آپ نے باطنی طور اویسی تربیت کس طرح پائی اور صوفیوں کی زبان میں آپ اسکو کیا کہینگے۔ تو ان کا جواب مندرجہ ذیل حوالہ جات میں دیکھئے:۔

نفحات الانس میں مذکور ہے کہ حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ نے فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ میں ایک جماعت اویسی کہلاتی ہے۔ انکو ظاہری مرشد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ انکی تربیت حضرت سرکار دو عالمؐ بلاواسطہ کرتے ہیں اور اسمیں ظاہری وسیلے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

جناب سرور دو عالم صلعم نے یہ تربیت حضرت اویس قرنیؓ کو عطا کی۔ اعلا درجہ اور بلند مقام ہے۔ یہ سعادت خاص الخاص کو ہی ملتی ہے

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

بعض اولیاءاللہ حضور پاک صلعم کی متابعت قدم بقدم کرکے یہ درجہ حاصل کرتے ہیں۔ بعض طالب روحانی طور اس نعمت سے سرفراز ہوتے ہیں کوئی سالک کسی ولی خدا سے تربیت حاصل کرتا ہے۔ اور مکاشفہ میں ملاقات ہوتی ہے کسی صاحب کو دونوں نسبتیں یعنی ظاہری اور باطنی حاصل ہوتی ہیں وہ بھی اویسی کہلاتے ہیں۔

شیخ فریدالدین عطارؒ اور نفحات الانس کے حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت شیخ محی الدین عربیؒ کی نسبت کا خرقہ ایک واسطہ چھوڑ کر حضرت دستگیر عالم تک پہنچا ہے۔

آپ کی دوسری نسبت خواجہ خضر علیہ السلام تک آتی ہے خواجہ خضر تک یہ بلاواسطہ ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔

میں نے یہ خرقہ ابی الحسن بن عبداللہ بن جامع کے ہاتھ سے مُعلّی کے ایک باغ میں موصل کے مضافات میں ۶۰۱ھ میں پہنا اور ابن جامع نے یہ خرقہ حضرت خضرؑ سے حاصل کیا تھا۔

آپ نے مزید فرمایا کہ میں حضرت خضرؑ کے ہمراہ رہا اور ان سے ادب حاصل کیا اور آپ نے شیوخ کے مقامات پر پہنچنے کیلئے تسلیم و رضا کی وصیت کی۔ میں نے انکی تین کرامات دیکھی ہیں۔

(۱) سمندر پر چلنا (۲) زمین کو لپیٹنا یعنی طے مکان اور (۳) فضا میں نماز پڑھتے دیکھنا۔ یہ واقعات اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ آپ

کو خواجہ خضرؑ سے نسبت تھی۔

باز اخضر گلشن ارشاد و رشد شیخ ما
ہم ز سقائی لطف خضر پیغمبر شد است

علامہ ضاکی فرماتے ہیں کہ ہمارے سلوک کے گلشن کو اپنے مرشدوں کے علاوہ حضرت خضرؑ نے بھی اپنی تربیت سے آبیاری کی اور شاداب بنایا ماحصل یہ ہے۔ کہ باوجو قطب عالم سید مخدوم جہانیاںؒ کے خلیفوں کی تربیت کے خواجہ خضرؑ نے بھی ازراہ التفات و مہربانی ہمارے مرشد کاملؒ کی تربیت فرمائی۔

اس اجمال کی تفصیل یوں ہے۔ کہ ہمارے مرشد کامل جناب حضرت سلطان العارفین علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے ہیں کہ گرمی کے موسم میں جب آپ جامع مسجد سرسنگر میں نماز پڑھنے گئے تو کسی نورانی بزرگ نے آپ سے مصافحہ کیا۔

جس سے پیر حق کے وجود میں پُر لطف ٹھنڈک محسوس ہوئی جو بیان نہیں ہوسکتی۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ آپ میرا ہاتھ پکڑ کر زینہ کدل پل پار کرا کے مجھے ڈالڈگر کے میدان تک لائے وہاں موصوف نے کئی نیک دعائیں کیں اور ہاتھ تھام کر محلہ خندہ بھون پہنچایا۔

جہاں دونوں نے بجماعت عصر کی نماز ادا کی۔ پیر کامل اس بارعب شخصیت سے اتنے مرعوب ہوئے کہ نام پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

یہاں موصوف کی جانب سے کئی کرامات ظہور پذیر ہوئیں ان میں سے ایک واقعہ یوں ہے کہ عصر کی نماز کے بعد آپ نے پیر کامل کو لدّو بٹ نامی ایک شخص کے مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ شخص اللہ کی بارگاہ کے ساتھ کئی گستاخیاں کر چکا ہے۔ اسلئے تم جلدی دیکھو گے کہ یہ اندھا ہو جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مزید فرماتے ہیں کہ اس صاحب نے میرے حق میں دعاؤں کے درمیان کئی وظائف ورد پڑھنے کو دے جو بعد میں میرا معمول رہا۔ یہ کہکر وہ غائب ہو گئے یہ تھے خواجہ خضر علیہ السلام۔

میں پوچھتے پوچھتے خانقاہ تک آیا۔ رات کو مکاشفہ کے ذریعہ معلوم ہوا اور تصدیق ہو گئی کہ آپ حضرت خضرؑ تھے ازاں بعد آپ سے مکاشفوں میں اکثر ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ آپ کے فیوض و برکات کی بدولت کافی ترقی نصیب ہوئی۔

اوست چون خضرے و حکمت ہای افعالش ازاں
از قیاس مردم موسیٰ صفت برتر شد است

اس شعر میں حضرت علامہؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک حضرت خضرؑ کے مانند ہیں اور آپ کے کام کی باریکیاں اسی طرح عام لوگوں کے لئے سمجھنا مشکل ہیں جس طرح حضرت خضرؑ کے ساتھ رہ کر تجربہ ہوا۔

چونکہ خواجہ خضرؑ کو علم لدنی حاصل تھا جسے حضرت موسیٰؑ ناواقف تھے اسلئے وہ انکے سب افعال کی حکمتوں کو عقل سے بعید سمجھنے لگے۔ (بلکہ بے جا نہ ہوگا اگر عرض کریں یہ افعال موسوی شریعت ظاہری سے کوئی مطابقت نہیں رکھتے تھے (مترجم)

اس راز سے پردہ اٹھانے والے جناب نورالدین نورد تر ہیں جنکو مکاشفہ میں بتایا گیا کہ تمہارے مرشد پاک بزرگ ہیں۔ اور حضرت خضرؑ سے تربیت پاچکے ہیں۔ اسوقت تک جناب نوروز کو اپنے مرشد کامل حضرت سلطان العارفینؒ کے اس مرتبہ کا علم نہیں تھا۔ چنانچہ جب آپ نے مرشد کامل سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ نے اسکو میرے حوالے کیا۔ اور فرمایا۔ جاؤ خاکیؒ سے پوچھ لو اسکی وجہ یہ تھی کہ مرشد کامل نے پہلے ہی خاکی کو اس راز سے واقف کیا تھا۔ کوئی کہے کہ حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ کا قصہ کیا ہے تو قرآن مجید پڑھ کر دیکھے۔

احیائے العلوم میں درج ہے کہ قرآن شریف میں کوئی ایسا قصہ نہیں جو حضور پاکؐ اور آپ کی امت کیلئے فائدہ مند نہ ہو

ماحصل یہ ہے کہ مرشد کے امور سے واقف ہونا مشکل امر ہے ہاں مرید کو بلا چون وچرا التعمیل کرنا لازم ہے اور عقیدت کیش رہنا ضروری ہے چنانچہ شیخ محی الدین عربیؒ فرماتے ہیں کہ خواجہ خضرؑ کے رموزات سے زیادہ پُر اسرار کام اور کلام حضور محمد عربیؐ کا ہے۔ جنکی تابعداری ایمان میں داخل ہے بلکہ عین ایمان ہے۔

عوارف المعارف میں حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ مرشد پر اعتراض کرنا زہر قاتل کے برابر ہے اگر مرشد کا کوئی حکم مرید پر ناگوار گذرے تو حضرت موسیٰؑ کی طرح اعتراض نہ کرے بلکہ اسکی حقیقت اور حکمت کو پہچاننے کی کوشش کرے۔

تفسیر کاشفی میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے فرعونیوں کے غرق ہونے کے بعد اپنی قوم کو اس بات کا تاثر دیا کہ مجھ سے کوئی بڑا عالم نہیں ہو سکتا چنانچہ اللہ جو علیم و قدیر و بصیر ہے کا ارشاد ہوا کہ اے موسیٰؑ اپنے ایک معتمد کو ساتھ لیکر مجمع البحرین پر جاؤ۔ وہاں تمکو میرا ایک دوست ملیگا۔ کچھ وقت اُسکی صحبت میں گذارو۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں بحر قلزم اور بحیرہ فارس ملتے ہیں ممکن ہے یہ نہر سویز کے قریب ہو۔ حکم ہوا کہ چند روٹیاں اور بھنی ہوئی مچھلی ساتھ لے جاؤ۔ مچھلی تمہیں راستہ دکھائیگی۔ الغرض وہ اس جگہ پہنچ گئے اور وہاں حضرت موسیٰؑ

کو نیند آ ئی مگر انکے ہمراہی یوشع نے وضو کیا چند پانی کے قطرے مچھلی پر پڑے وہ زندہ ہو کر پانی کے اندر چلی گئی۔

حضرت موسیٰ بیدار ہو کر آگے چلے اور یوشع آپ سے مچھلی کا واقعہ کہنا بھول گئے، کھانے کا وقت آیا۔ حضرت موسیٰؑ نے روٹیاں طلب کیں تو یوشع نے مچھلی کے کھسک جانے کا حال سنایا۔ تو حضرت موسیٰؑ دبے پاؤں لوٹے اور اس مقام پر جہاں مچھلی پانی کے اندر چلی گئی تھی ایک شخص کو سوتے ہوئے دیکھا۔ سلام کے بعد اپنا مقصد بیان کیا یہ حضرت خضرؑ تھے۔ (مگر دلچسپ واقعہ سُنئے کہ استاد نے اپنے شاگرد کو پہلا سبق الف۔ ب کے بجائے یہ کہدیا کہ اے موسیٰؑ انك لن تستطيع معى صبرا بے شک تم ہمارے ساتھ صبر نہ کر سکو گے) مترجم

مگر موسیٰؑ نے اطمینان دلایا تو خواجہ خضرؑ نے فرمایا کہ مجھسے اگر تم کوئی خلاف معمول کام سرزد ہوتے دیکھو تو اعتراض نہ کرنا۔

بعد میں جو واقعات وحادثات پیش آئے وہ چونکہ خلاف معمول بلکہ محیر العقول تھے۔ اسلئے حضرت موسیٰؑ قدم قدم پر اعتراض کرنے لگے مثلاً جس کشتی میں سوار ہوئے اس میں خواجہ خضرؑ نے چھید کیا۔ ایک حسین بچے کو بلاوجہ قتل کیا۔ ایک دیوار گرا چاہتی تھی۔ اسکو سیدھا کیا۔

حضرت خضرؑ نے قرآنی الفاظ میں هٰذا فراقُ بيني وبينك کہکر پیچھا چھڑانے سے پہلے ان امور کی حکمت سے مطلع کر کے حضرت موسیٰؑ

کو حیرت میں ڈال کر ایسے علم سے آگاہ کیا جس سے وہ نا واقف تھے۔

حیرت اسبات کی ہے۔ کہ جو کام حضرت خضرؑ نے انجام دئے وہ ظاہری نظروں میں بلکہ یوں کہیئے کہ حضرت موسیٰؑ کی شریعت سے بالکل میل نہیں کھاتے تھے مگر جب راز کھل گیا اور حضرت خضرؑ نے آگاہ کیا کہ یہ علم مجھے اللہ پاک نے عطا کیا ہے اور میں بطور ایک کارندہ اُسی کے حکم کے تابع رہ کر یہ سب امور انجام دے رہا ہوں۔ تو علم لدنی کے قائل ہو گئے۔

کچھ اصحاب حضرت خضرؑ کو پیغمبر نہیں مانتے مگر وعلمناہ من لدنا علما سے ثابت ہو گیا کہ اللہ پاک نے اسکو وہ علم دیا جو خواص کیلئے مخصوص ہے۔

یہ علم حروف پڑھنے اور سیکھنے سے حاصل نہیں ہوتا ہاں دل پر القا ہوتا ہے۔

کشف الاسرار ایسے شخص کو کامل انسان مانتا ہے۔

فتوحات مکیہ میں درج ہے کہ تم نے مردہ دل اُستاد سے ظاہری علم سیکھا ہے۔ ہمنے زندہ ذات سے حاصل کیا ہے۔ پیر رومی رح فرماتے ہیں۔

عِلم را بر تن زنی مارے بود
عِلم را بر دل زنی یارے بود

یہ علم حاصل کرنے کیلئے کلیم اللہ جیسے الوالعزم پیغمبر کو حضرت خضرؑ کی ماتحتی میں رہنا پڑا۔

بحر الحقائق کے مصنف نے مرشد کامل اور مرید صادق کو بڑے اچھے پیرائے میں پیش کیا ہے۔

حضور پاکؐ کا ارشاد ہے۔ کہ میری اُمت میں ہمیشہ ایک جماعت حق و صداقت پر قائم رہیگی۔

حضرت خضرؑ کے مرشد بننے کے حق میں اللہ فرماتا ہے۔

وعلمناہ من لدنا علما۔ گویا اس آیت سے حضرت کے پانچ مرتبے ثابت ہوئے۔ ایک یہ کہ وہ خاص بندہ گردانا گیا۔ دوسرا بغیر واسطہ کے بارگاہ الٰہی سے توسّل پاکر خاص رحمت سے نوازا گیا تیسرا یہ مرشد بننے کی صلاحیت حاصل کرنا وغیرہ وغیرہ

اللہ سے متکلم نہیں ہوا درحت درمیان میں واسطہ تھا اس کے برعکس حضور سرورِ کائناتؐ کی شان ملاحظہ ہو معراج کی شب بے واسطہ ملاقات سے مشرف ہوئے۔ اور آپؐ کی شان والا صفات میں یہ آیت نازل ہوئی۔

فاوحیٰ إلیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ "ہم نے جو چاہا اپنے محبوب کو وحی کیا"

رحمت عام کافر کو بھی ملتی ہے۔ جیسے روزی، صحت، مال و عیال وغیرہ۔ ؎ گنہگاروں پہ بھی سب کو دیتا ہے روزی! یہ رحمان الدنیا کی صفت ہے۔ مگر رحیم الآخر خواص کیلئے ہے۔

رہا بلاواسطہ علم لدنی کا حصول ۔ یہ دل کی تختی کو صاف و شفاف کر کے ہی حاصل ہوتا ہے ۔

حضور پاک صلعم کی شان ہے کہ آپ کو سارے علوم کتابی صورت میں نہیں سکھائے گئے بلکہ آپ کے دل مبارک پر القا کئے گئے ۔ اسی لئے آپؐ نے فرمایا ۔ اُوتیت جوامع الکلم (مجھے سارے علوم عطا کئے گئے) خود اللہ پاک نے فرمایا الرحمٰن علّم القرآن !

حضور رحمۃً للعالمینؐ کیا خوب فرما گئے ہیں عرفت ربی بربی (میں نے خدا ہی سے خدا کو پہچانا ۔)

علامہ خاکی فرماتے ہیں کہ خواجہ خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اگر میری صحبت سے استفادہ کرنا چاہتے ہو تو کوئی سوال مت پوچھ ۔ اگر میں کسی لڑکے کا سر بھی کاٹ ڈالوں تو تو خاموش رہ !

دونوں کے درمیان یہ شرط ٹھہری کہ حضرت موسیٰؑ کسی بات پر اعتراض نہ کریں گے ۔ تو علامہ فرماتے ہیں کہ تم خضر صفت مرشد کی صحبت میں رہ کر کبھی پوچھ تاچھ نہ کرنا اور اپنے کو کلی طور مرشد کے سپرد کرنا ۔

مولانا روم علیہ الرحمہ کیا خوب فرما گئے ہیں۔

چوں گرفتی پیرہن تسلیم شو ہمچو موسیٰؑ زیر حکم خضرؑ رو

جب تم نے خرقہ پہن لیا۔ مریدوں میں شامل ہو گئے تو حضرت موسیٰؑ کی طرح خضرؑ کے تابع رہو۔

مرید فرماتے ہیں کہ اگر وہ کشتی میں سوراخ کر دے تو خاموش رہو اور اگر کسی لڑکے کو مار ڈالے تو تو ماتم نہ کر۔

مرصاد العباد میں درج ہے کہ اگر تم میری پیروی کرو گے تو اعتراض کرنا چھوڑ دے۔ جبتک میں خود کسی بات کا ذکر نہ کروں تو مت بولنا۔

حضور پاک صلعم نے فرمایا تم پر حاکم کا حکم ماننا فرض ہے۔ اگرچہ وہ حبشی کیوں نہ ہو۔

۔ مرید ایک شیر خوار بچے کے مانند ہے۔ اسکی نگہداشت لازمی ہے اسکو مرشد کے تھن سے ہی دودھ دیا جاسکتا ہے۔ حاکم ہوتے سے محکوم ہونا بہتر ہے۔

روضۃ الاحباب میں ذکر ہے ایک حدیث پاک کی جس کے راوی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور پاکؐ نے فرمایا اپنے صحابہ اکرام سے۔ کیا تم بھی چاہتے ہو کہ مجھ سے اسی طرح سوالات پوچھو جسطرح بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ سے پوچھتے تھے۔ بیشک بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ کو ایذا پہنچائی مسلمانوں کو اس فعل سے منع کیا گیا ہے

اس حکم کی تعمیل میں صحابہ کرام مجلس میں ہمیشہ باادب خاموش بیٹھتے تھے۔

احیاء العلوم میں حضرت امام محمد الغزالی علیہ الرحمہ نے مرید کیلئے نرم مزاج ہونا۔ خود سپردگی وغیرہ شرائط لازم ٹھہرائے ہیں خواہ مرید ہو یا نہ ہو اسکو ایک بیمار کی طرح ڈاکٹر کے مشورہ پر چلنا چاہیئے۔ انکی صحبت میں رہ کر انکی نصیحت پر عمل پیرا ہو کر خود کو انکی تحویل میں دیدے۔ زید بن ثابتؓ نے ایک شخص کو نماز پڑھائی اور خچر پر سوار ہوگئے ابن عباسؓ نے آکر رکاب تھام لی۔ آپ نے کہا۔ اے رسول اللہ صلعم کے چچیرے بھائی۔ چھوڑ دیجئے آپ نے فرمایا آنحضور صلعم نے ہمیں عالموں اور بزرگوں کے ساتھ احترام سے پیش آنے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت زیدؓ نے آپکے دست مبارک کو چوم کر فرمایا۔ ہمیں بھی رسول اللہؐ کے اہلبیت کے ساتھ ایسا کرنیکا حکم ملا ہے۔

مومن کیلئے حکمت ایک کھوئی ہوئی قیمتی شے ہے۔ جہاں سے بھی ملے غنیمت جانے۔ تکبر اور غرور چھوڑ دے۔ طالبعلم اپنے اُستاد کو حقیر نہ جانے۔ بلکہ اپنے کو حقیر مان کر دل وجان سے اسکی پیروی کرے حضرت موسیٰؑ کی طرح تکرار کہیں جدائی کا سبب نہ بن جائے۔

اسمیں شک نہیں بعض اوقات اہل علم سے پوچھنے کا حق ہے اختیار ہے مگر یہ اختیار اسوقت استعمال میں لائیں جب اسکی اجازت ہو ورنہ نہیں!

شمائل الاتقیاء میں لکھا ہے کہ مرشد کامل سے اگر کوئی خلافِ شریعت بات سرزد ہو تو مرید کو چاہیئے کہ بے اعتقاد نہ ہو جائے اور اعتراض نہ کرے جیسا کہ قرآن شریف میں مذکور ہے کہ حضرت خضرؑ نے کہا کہ مجھ سے مت پوچھ اگر پیروی کرنی ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت خواجہ احمد نہاوندیؒ کا واقعہ دلچسپی سے خالی نہیں کہ جب اُن کو سوروں کے چراتے کی باری آئی تو ہزاروں مرید جو خود سجادہ نشین تھے۔ بداعتقاد ہو گئے اور صرف خواجہ فریدالدین عطارؒ ثابت قدم رہے۔ اور باقی حضرات سے کہا کہ تم اسوقت پیر کا ساتھ کیوں چھوڑ رہے ہو۔ اسوقت کے عالموں نے شریعت کی رو سے حضرت عطارؒ کے حق میں حکم کفر صادر کیا۔ مگر عقیدت وارادت کی پختگی کا یہ عالم تھا فرمایا کہ مرید کی نجات پیر کی نجات میں ہے اور مرید کی ہلاکت پیر کی ہلاکت کے ساتھ وابستہ ہے۔

خواجہ احمدؒ کے سارے مریدوں نے ظاہر کو دیکھا اور شریعت کے خلاف پایا۔ مگر حضرت عطارؒ نے دل کی آنکھوں سے حکم کا جاری ہوتا دیکھا اور اس راز کو جو اسکے مرشد اور اللہ کے درمیان تھا خود مشاہدہ کیا اور مرشد کا ساتھ دیا۔

شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

گر نیک نیم مرا از ایشان دانند ور بد باشم مرا بایشاں بخشند

اوداست خضری وازاترو خاطرش گیر د قرار
زآبِ جاری ہر کجا آوازۂ جر جر شد است

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد کاملؒ حضرت خواجہ خضر کی طرح آبشاروں اور سبزہ زاروں میں رہنا پسند فرماتے ہیں۔ جہاں انہیں سکون قلب حاصل ہوتا ہے۔

میرے مرشد پاک کی یہ عادت تھی کہ آبشاروں، جھرنوں اور سبزہ زاروں میں بیٹھکر فرحت قلب پاتے تھے۔ اور ایسے مقامات پر مسجد کی نیت سے صُفّے تعمیر کراتے تھے۔ تاکہ مسلمانوں کو عموماً اور مریدوں کو خصوصاً عبادات کی ترغیب مل سکے۔

موضع اہم شریف میں اپنے عصا کو پتھر پر مارا۔ پانی جاری ہوا نہر کی شکل میں جو کھیتوں کو سیراب کرتا ہے۔ ایک صُفّہ بھی بنوایا جہاں دو ماہ قیام فرما کر عبادات میں مصروف رہا کرتے تھے۔ آپ کی برکت سے وہاں کے باشندے پرہیزگار بن گئے۔ یہ غیبی بزرگوں کی آرامگاہ ہے۔ اسکو آجکل پیرہ پل کہتے ہیں۔ ایک مُرید کی وہاں خواجہ خضرؑ سے ملاقات بھی ہوئی۔ واللہ اعلم آپ فرماتے پانی کو دیکھنا عبادت ہے (الحدیث) کبھی فرماتے کہ نہر کے کنارے بیٹھکر زندگی کے گذرتے کا حال دیکھو۔ یہ دنیا کے فانی ہوتے کی غمازی کرتا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد کامل کا روز کا معمول تھا صبح سویرے غسل کرنا سالہا سال۔ جس سے آپ کا دل مبارک۔ روح اور سر مطّہر و منوّر ہوتے تھے بعض مرشد بجای وضو کے غسل کرتے۔ ہمارے سر کامل بھی دن میں پانچ مرتبہ غسل فرماتے۔ نادی ہیل میں آپ کے حجرہ کے اندر ندی بہتی تھی۔ ہر روز نہاتے اور کلمہ طیبہ۔ استغفار۔ توبہ وغیرہ کا ورد فرماتے۔ وضو پر وضو کرنا نور علےٰ نور ہے۔

ایک بااخلاص مرشد مسمّی زلو حیدر دل کو بوجہ سردی پیٹ میں تکلیف رہتی آپ نے اُسے ہر روز غسل کرنیکا حکم دیا۔ اسکی شکایت رفع ہو گئی۔

فرمایا ایک بار حمام میں ملازم نے رات کو میرے لئے دروازہ نہ کھولا اپنے نفس پر جبر کرکے یخ بستہ پانی میں اُتر کر غسل کیا اور قسم کھائی کہ ہمیشہ ایسا ہی کرتا رہوں گا۔

فقہ کی کتب میں غسل کے بارے میں یوں درج ہے۔ کہ اسکی بارہ قسمیں ہیں :- مثلاً جمعہ کے دن غسل کرنا۔ امام شافعیؒ کے نزدیک فرض ہے۔ عرفہ اور عیدین کا غسل۔ احرام باندھنے پر غسل۔ مردے

کو کفنانے کا غسل۔ توبہ کرنے کے وقت۔ مرشد سے بیعت لینے کے وقت، نذر کا غسل۔ غفلت و خواب کے بعد غسل وغیرہ وغیرہ لازم ہیں ان سے دل منوّر ہوتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ نماز میں قہقہہ کے بعد وضو کا حکم دیتے ہیں تجدید وضو مستحسن ہے۔

خلاصۃ الحقائق میں درج ہے۔ حضور پاک صلعم سے کسی نے پوچھا۔ میری دعا کیسے قبول ہوگی۔ فرمایا۔ حلال روزی کھانے اور حلال کی پوشاک پہنکر یقین رکھو دعا قبول ہوگی۔ عرض کیا۔ آجکل حلال کہاں ہے۔ فرمایا پانی میں جاؤ تھوڑا بیو۔ پانی ہی سے اپنے آپ کو ڈھانپو پھر دعا کرو۔

خلاصۃ الکلام میں فضیلت غسل کے بارے میں بہت کچھ درج ہے حضرت آدم علیہ السلام کی ہمبستری کے بعد جبرئیل امینؑ نے غسل کرنا سکھایا کیا مجھے اسکا ثواب ملیگا۔ جبرئیلؑ نے کہا ہاں۔ بالوں کی تعداد میں ایک برس کی عبادت کا ثواب ملیگا۔ جو بھی قطرہ گرا ہے اس سے اللہ نے ایک فرشتہ پیدا کیا جو تمہارے لئے دعا کرتا رہیگا۔ تمہاری اولاد کا بھی یہی حال ہوگا۔

جو زنا کرے تو ہر قطرہ پانی پر ایک ستر لکھدینگے یہاں تک زمین ردمیگی۔ اگر رمضان میں دن کو احتلام ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹ سکتا۔

حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے۔ کبھی بے غسلی کی حالت میں صبح ہو جاتی تو حضور پاک صلعم روزہ مکمل فرماتے۔

مولانا سعدالدین کاشغری کا بیان ہے کہ اللہ کا فیض تمام مخلوقات کو پہنچتا ہے۔ اور ہر کسی کو اپنے حوصلہ اور صلاحیت کے موافق حصہ ملتا ہے لیکن غافل لوگوں کے پاس سے یہ فیض سیدھا گذر جاتا ہے۔

ــــ ہر سانس میں ایک خزانہ ہے۔ مگر یہ ہاتھ سے مت جانے دو۔ ہوشیار رہو۔

ابوجعفر فرغانی کا بیان ہے کہ ہم ایک دن حضرت جنید علیہ الرحمہ کے پاس بیٹھے تھے۔ تو ایسے لوگوں کا ذکر چلا جو صوفیوں کے ہمشکل بن کر ہر اس آدمی کی عیب چینی کرتے ہیں۔ جو بازار میں داخل ہو۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا کاش باہر والے اندر آجائیں اور جو مسجد میں بیٹھے ہیں باہر نکالے جائیں۔

گر مسا دی در حضورش خلوت د بازار شد
لیک میں خاطرش اکثر بکوہ دور شد است

صاحب تصنیف فرماتے ہیں : اگرچہ ہمارے مرشد برحق جلوت وخلوت میں اللہ کے حضور ہی حاضر رہتے تھے لیکن انکا میلان طبع اکثر کوہ ودشت کی طرف ہی رہتا تھا۔

خواجہ عبداللہ انصاری کا کہنا ہے کہ مرد خدا ایسا ہونا چاہیئے جو بازار میں ہوتے ہوئے بھی مسجد میں ہو۔ ایسا نہیں کہ جسم مسجد میں ہو اور دل بازار میں ہو۔

ارشاد المریدین میں لکھا ہے کہ ابتدائی منازل طے کرنے والوں کیلئے ضروری ہے کہ اپنے حواس کو پابند رکھیں۔ لیکن کامل انسان دلبا یار دست باکار پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ وہ مجلس میں ہوتے ہوئے با خدا خلوت میں ہوتے ہیں۔ جنگل بیابان میں عبادت کا ایک بڑا فایدہ یہ ہے کہ گھاس، درخت وغیرہ طالب کی دعاؤں اور تسبیح میں شامل رہتے ہیں سید عالم صلعم نے فرمایا جو علاقہ میں باغ یا پہاڑی ہو نماز پڑھے اور اذان واقامت کہنے پر پہاڑ جیسے فرشتے نماز میں شامل ہوتے ہیں۔ ورنہ صرف دو فرشتے اس کے ساتھ نماز میں شامل ہو جاتے ہیں۔

نیز فرمایا کہ یہ فرشتے اللہ سے کہینگے یا اللہ یہ بندہ گناہوں سے آلودہ ہے۔ ہم اسکے پیچھے کیسے نماز پڑھینگے تو حکم ہو گا کہ اسکے سر سے یہ بوجھ اٹھادو۔ نماز سے فراغت کے بعد فرشتے کہینگے کیا اسپر یہ بوجھ پھر لادیں؟ حکم ہوگا نہیں۔ یہ جہنم میں ڈالدو۔

میں نے اس کو بخش دیا۔ یہ کھلے میدان میں نماز پڑھنے کی برکت ہے
عوارف المعارف میں ہے۔ نمازی کے بارے میں زمین شہادت
دیگی کہ اس نے میرے اوپر نماز پڑھی ہے اور اسکے اعمال کی گواہی
دیگا۔ اور اسکی وفات پر روئیگی۔ اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ایک
قطعہ زمین دوسری سے پوچھتی ہے۔ کیا کسی نے تم پر نماز پڑھی۔
(مگر کن اصحاب کے بارے میں ... ؟) ہماری تو یہ حالت ہے جو تصویر
کشی علامہ اقبالؒ نے کی ہے

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملیگا نماز میں

اور ملاحظہ ہو فارسی شعر:-

بزمین چو سجدہ کردم ز زمین ندا برآمد
کہ مرا خراب کردی بسجدۂ ریائی

مرصاد العباد میں درج ہے کہ حضرت سرور کائنات صلعم کوہ حرا کے
غار میں عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے
اس مقدس مقام کی زیارت کی ہے۔

حضرت سلطان العارفین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں جسمانی طور
لوگوں میں بیٹھنے کا عادی ہوں مگر میری روح ہچو قسم ارواح کے ساتھ

دن رات میدانوں، پہاڑوں اور بہتے دریاؤں پر غیبی لوگوں کے ہمراہ سیر کرتی ہوئی مریدوں کے حالات دیکھتی ہے۔ وہ مرید بھی اپنے صفائی قلب کی برکت سے مجھے دیکھتے ہیں۔ کبھی میری خواہش ہوتی ہے کہ بروح وجسد وہاں موجود ہو جاؤں۔ مصلحت وقت اجازت نہیں دیتی ہے دراصل یہ عادت حضرت خضرؑ کی ہے۔ جو مسافروں کو راہ دکھاتے ہیں۔ حج کی منزلوں میں پیاسوں کو پانی پلاتے ہیں۔ کبھی اہل وعیال لیکر لوگوں میں رہتے نظر آتے ہیں۔ مگر لوگ نہیں جانتے کہ وہ حضرت خضرؑ ہیں۔ نہ انکے بلند مقامات و درجات کو جانتے ہیں۔

حضرت میر سید علی الہمدانی قدس اللہ سرہٗ فرماتے کہ میں نے خواجہ خضرؑ کو سمندر کے کنارے معہ اہل وعیال دیکھا آپ کے دس بیٹے تھے مگر بیوی کو علم نہیں کہ وہ خواجہ خضر علیہ السلام ہیں۔

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک کو حضرت عیسیٰؑ کی روح کے ساتھ صحبت کا شرف حاصل ہوا اسلئے اس فیض بخش صحبت کی اثر سے الکادم (سانس) اور انکی دعا دم عیسیٰؑ کی طرح مریضوں کو شفا بخشنے والا اور غفلت کی مردگی سے آزاد کرتے والا اور زندہ کرنے والا ثابت ہوا

تفسیر کاشفی میں ہے اللہ کا فرمان ہے ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل یعنی حضرت عیسیٰؑ کو کتاب۔ حکمت توریت وانجیل کا علم دیا گیا۔

کہتے ہیں حضرت عیسیٰؑ چمگادڑ کی شکل کا پرندہ، مٹی سے بناتے تھے پھونک مارتے وہ اُڑ جاتا تھا۔ یہ ایک نشانی حضرت عیسیٰؑ کی تھی۔

دوسری نشانی مادرزاد اندھے کو بینا کردینا۔

تیسری نشانی کوڑھ کے مریض کو شفا بخشنا۔

چوتھی نشانی مردوں کو زندہ کرنا اللہ کے حکم سے۔

حضرت عیسیٰؑ نے سام بن نوحؑ جنکی وفات چار ہزار سال پہلے ہوئی تھی زندہ کیا۔

پانچویں نشانی یہ کہ آپ فرماتے کہ تم کیا کھاتے ہو۔ گھر میں کیا ذخیرہ کرتے ہو۔ یہ باتیں بچوں سے کرتے اور وہ سب صحیح نکلتیں۔

ہمارے مرشد کامل پر حضرت عیسیٰؑ کی صحبت کا ضرور اثر ہوا آپ فرماتے کہ مجھے بچپن سے نیک لوگوں کی صحبت میں رہنا بڑا پسند تھا۔ جنگل بیابانوں میں عبادت کو میں اکثر ترجیح دیتا تھا۔

ایک دفعہ حضرت سید حسین بلادرومی علیہ الرحمہ کی زیارت گاہ کے نزدیک اولیاءاللہ کی ایک جماعت دیکھی۔ ان میں سے ایک ریش سفید نورانی بزرگ نے مجھے (حضرت سلطان العارفینؒ) کو کچھ نصیحتیں کیں۔ خاصکر فرمایا کہ زیارت قبور میں بہت سے فائدے ہیں۔ خصوصًا جو ارواح کو زیارت کرے اس کیلئے بڑی کامیابی ہے اور نیک بختی کا ذریعہ!

تمام ارواح نے جو وہاں حاضر تھیں ہمارے مرشد کامل کو مبارک دی۔ کہ آپ کو روح اللہ سے صحبت کا شرف ملا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ دن کے وقت مُلّا محمد قلندر نے بھی اسی حوالے سے مبارک باد پیش کی جو کہ آپکا مُرید تھا۔

اسی طرح ایک اور فرد قلندر (جو عریاں پھرتا نظر آتا تھا) نے بھی ہنستے ہوئے فرمایا کہ مبارک ہو کہ آپ نے رات کو حضرت عیسیٰ کے ساتھ اچھی مجالست کی ہے!

حضرت خاکی مزید فرماتے ہیں کہ جن دلوں میں اسی قصیدہ کی تصنیف میں مصروف تھا۔ مسماۃ بی بی لوزاتی (جو کہ خواجہ شریف الدین گنائی رح کی اہلیہ تھیں اور پیر کامل کی پُرخلوص مُریدہ اور کشف کرامات کی مالکہ!) نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ کوئی بزرگ اسکو مبارکباد دیتے ہیں کہ کتنی خوش نصیب ہو جو ایسے بزرگ پیر کامل کی مُریدہ ہو جنہوں نے کئی بار حضرت عیسیٰ سے ملاقات کر کے فیض حاصل کیا ہے پیر کاملؒ نے صبح سویرے میرے (علامہ خاکی رح) کے برادر مولانا زین الدین رح سے فرمایا کہ بیب لوزاتی رح سے کہو کہ جو خواب تم نے دیکھا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے۔ وہ چاہے تو میری زیارت کو آئے۔ اللہ نے مجھے بھی اسکے خواب سے پہلے ہی آگاہ کیا ہے۔

حضرت علامہ خاکی رح یہاں ایک اشکال دُور فرماتے ہیں ملاحظہ ہو۔ مسئلہ اگر کوئی پوچھے کہ حضرت عیسیٰ تو آسمان پر ہیں بھلا کیسے پیر کامل سے ملے ہونگے۔؟

جواباً عرض ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء کی روحوں کو یہ طاقت بخشی ہے کہ وہ زمین پر اُترتی ہیں اور زمین سے اوپر آسمان کی طرف جاتی ہیں۔

روضۃ الاحباب میں تحریر ہے کہ آنحضور صلعم نے معراج کی رات سب انبیاء و رسل سے ملاقات کی۔ دوگانہ پڑھائی۔ سب سے متعارف ہوئے۔

۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے مجھے اپنا دوست بنایا اور پیشوائے ملت۔

۔ حضرت موسیٰؑ نے شکر کیا کہ مجھے کلیم اللہ بنا دیا۔

۔ حضرت داؤد نے اسباب کا شکر ادا کیا کہ پہاڑ اور پرندے میرے تابع کئے۔

۔ حضرت سلیمانؑ نے بڑی سلطنت ملنے پر اللہ کی تحمید وثنا کی۔

۔ حضرت عیسیٰؑ بھی اللہ پاک کی حمد وثنا کرتے رہے کہ مجھے انجیل عطا کی۔

۔ حضور پاک حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نے اللہ کی تحمید وثنا ادا کی کہ مجھے دونوں عالم کیلئے رحمت بنا کر بھیجا وغیرہ!

پھر علامہ خاکی " معراج کا سفر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ آنحضور صلعم نے کن کن پیغمبروں کے ساتھ آسمانوں کی سیر کے دوران ملاقاتیں کیں۔

تصوّف کی کتابوں سے ثابت ہے کہ ایک کامل فرد بیک وقت کئی کئی مقامات پر جلوہ افروز ہو کر دیکھا جا سکتا ہے۔

لہذا یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی روح نے ایک فرشتے کی شکل اختیار کی ہو۔ چنانچہ آواگوان کے مسئلے میں جنم پر اعتقاد رکھنے والوں میں سے بعض نے حضرت علیؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ نے حضرت سلمان فارسیؓ کو اسوقت شیر کے پنجے سے چھڑایا جبکہ آپ اس واقعہ کے بائیس سال بعد پیدا ہوئے۔

شیخ علاؤالدین سمنانیؒ فرماتے ہیں کہ جسموں کے پیدا کرنے سے ہزاروں سال پہلے روحیں موجود تھیں۔

سب سے بڑی مسلّم بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ہرگز بعید نہیں کہ کسی بندے کو مثالی جسم عطا کرے جیسے جبرئیل امینؑ کو حضرت مریمؑ کے پاس انسانی صورت میں بھیجدیا۔

- فتمثل لہا بشراً سویا۔ جبرئیل امین پورا بشر بنکر حاضر ہوا اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روح سے کہا گیا۔ جاؤ ہمارے بندے کو بچاؤ۔

بعض بندگان خدا سلوک اور کشف میں روحوں سے معلوم کر لیتے ہیں۔ کہ انکی روحیں جسم میں داخل ہوتے سے پہلے کس حال میں تھیں۔

اقبالیہ میں درج ہے کوئی ولی جو شریعت محمدیؐ کا تابع

ہو۔ دوسرے پیغمبروں سے بھی فیضیاب ہو سکتا ہے۔ آنحضور صلعم کی امت کا ولی اگر حضرت موسیٰؑ سے استفادہ بھی کرے پھر بھی وہ نور محمدیؐ کا حامل ہوگا نہ کہ نور موسوی کا۔

قطب حضرت محمد صلعم کے قلب پر ہے۔ کوئی عیسیٰؑ کے قلب پر بھی ہو سکتا ہے کوئی ابراہیمؑ کے قلب پر بھی ہوگا۔

فتوحات مکیہ میں لکھا ہے کہ سات براعظموں کے سات ابدال ہیں۔ جنکے ذمے حفاظت ہے ان میں سے کوئی نبی آخر الزماں صلعم کے قدم کوئی موسیٰ یا عیسیٰؑ کے قدم پر ہے وغیرہ لیکن یاد رہے کہ انبیاء اپنی بساط کے موافق حضور صلعم کے نور سے ہی اپنا اپنا حصہ پاتے ہیں۔ اور فیض حاصل کرتے ہیں۔

شیخ نجم الدین کبریٰ رح کو معلوم نہ تھا۔ کہ وہ کس پیغمبر کے قدم پر ہیں چنانچہ جب انہوں نے اپنے ایک معتمد کو حضرت جنید رضؓ کے پاس بھیجا۔ آپ نے اس سے فرمایا "یہودی کیسا ہے۔ وہ سمجھ گئے۔ وہ موسوی قدم پر ہے۔ کہتے تھے کہ انہوں نے میرا لقب یہودی رکھا۔

نسبت صحبت قوی اور العیسیٰ شد ازان
کو بعصمت ہمچو عیسیٰ زاد از مادر شرارت

علامہ خاکی فرماتے ہیں کہ میرے پیر کامل کو حضرت عیسیٰ سے قوی نسبت ہے یہی وجہ ہے۔ کہ آپ حضرت عیسیٰؑ کے مانند پاک و پاکیزہ والدہ سے تولد ہوئے ہیں۔ لطف یہ ہے۔ کہ آپکی والدہ کا نام بھی بی بی مریم ہے۔ اور آپ قلب عیسیٰؑ پیدا ہوئے ہیں۔

عوارف المعارف میں درج ہے کہ ہم جنس موجود ہو تو صحبت کا تقاضہ پیدا ہوتا ہے۔ ویسے بھی انسان اُنس یعنی محبت سے مشتق ہے۔ اسلئے انسان میں اُنس و محبت پیدا ہونا ایک فطری امر ہے۔ مگر اہل اللہ میں یہ کشش خصوصی طور ایک کو دوسرے کی طرف کھینچتی ہے۔

علامہؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاکؒ کبھی کبھی فرماتے تھے کہ عورت کا پوشیدہ عضو کیا ہوتا ہے۔ نیز مجھے معلوم نہیں کہ عورت اور مرد کیسے جڑ جاتے ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ بالغ ہونے کے بعد مجھے احتلام ہوتا تھا جب میں کسی نر حیوان کو مادہ کے ساتھ جڑتا دیکھتا تھا

معلوم ہوا کہ اللہ پاک نے آپکو بچپن سے ہر گناہ سے محفوظ رکھا تھا۔

حضور پاک صلعم کا ارشاد ہے کہ نیک بخت اپنی ماں کے پیٹ میں ہی نیک بخت ہوتا ہے۔ اور بدبخت بھی ماں کے بطن میں ہی بدبخت ہوتا ہے۔

اولیاء اللہ اور خاصکر انبیاء علیہم السلام کا ابتدا سے ہی معصوم ہونا ثابت ہے چنانچہ لوتر المعالی شرح الامالی میں لکھا ہے کہ انبیاء کو اللہ کا خاص بندہ ماننا لازم ہے۔ آپ سب ہر چھوٹے بڑے گناہ سے محفوظ ہیں۔ ہاں اگر گناہ اصغر کبھی بلا قصد سہوا اُن سے سرزد بھی ہو تو وہ لغزش کہلاتا ہے۔ جیسے حضرت آدمؑ کا دانۂ گندم کھانا محض بھول چوک کی وجہ سے سرزد ہوئی۔ یہ لغزش بھی کسی خاص مصلحت کے تحت سرزد ہوتی ہے۔ گندم کا دانہ ہی انسان کا بیج تھا۔

روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ جب دوسری بار اللہ پاک نے حضور پاک صلعم کو خطاب کر کے پوچھا کہو کیا مانگتے ہو۔ تو حضور صلعم کا جواب تھا ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا یارب اگر ہم سے بھول چوک ہوئی ہو۔ کوئی غلطی سرزد ہوئی ہو تو ہمیں نہ پکڑ!

جواب ملا اے میرے محبوبؐ۔ اگر تم سے یا تمہاری اُمت سے ایسی کوئی خطا سرزد ہوئی ہو تو وہ معاف ہے۔ اسکے علاوہ جو کچھ مجبوری اور اضطرار کی حالت میں سرزد ہو وہ بھی درگذر کی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

ہیچ عیبی زلیست لیکن یک بے فرزند نیست
بہ مرید اور اپسہ بہ مخلصہ ذخیرہ شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک نے گو حضرت عیسیٰؑ کی طرح شادی نہیں کی (لیکن جس مقصد کیلئے شادی کی جاتی وہ بحمد اللہ پورا ہوگیا) یعنی ہر مرید آپکا فرزند اور ہر مریدہ آپکی بیٹی ہے۔

مرصاد العباد میں ہے۔ کہ سالک کیلئے علاحدگی زیادہ لازم ہے تاکہ وہ یکسوئی کے ساتھ خدا کی عبادت میں مشغول رہے اور ظاہری نسبی تعلق سدِ راہ نہ بنے

ارشاد خداوندی ہے ۔

اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ

بیشک تمہاری بیویوں اولادیں تمہارے دشمن ہیں۔ ان سے ڈرتے رہو۔

مرید کیلئے لازم ہے کہ ان تمام بندشوں کو توڑ ڈالے جو مرشد کی خدمت اور ارادت کی بجا آوری میں مخل ہوں۔ کسی عذر کی وجہ سے اپنے آپ کو اس طرح پابند نہ کرے کہ سلوک کی سعادت سے محروم رہے۔ جو بہت افسوسناک بات ہوگی درج رہے کہ اپنے ظاہری رشتے ناطے توڑ کر تمام حسرت دل میں دبائے ہوئے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کی نیت سے اگر اسکے حصول میں ہمہ تن مشغول رہو گے تو ان اعمال کے صلے میں بہتر ثواب کے حقدار ہو گے حضرات عیسیٰؑ اور یحیٰؑ پیغمبروں کی نہ شادیاں تھیں نہ کوئی اولاد چنانچہ قرآن کریم میں حضرت یحیٰؑ کے بارے میں آیا ہے۔ سَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا

"آپ سردار ہونگے اپنے آپکو عورتوں سے بچانے والے اور نبی۔

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں۔ فرمایا سرکار دو عالم صلعم نے کہ اولاد آدم اللہ کے سامنے گناہ سمیت حاضر ہوگا۔ جو اسنے کئے ہوں اللہ چاہے

اسے چھوڑ دے یا عذاب دے!

شیخ رضی الدین اکثر دیدار الٰہی میں محو رہتے۔ کسی نے آپ سے کہا کہ آپ شادی کیجئے۔ آپ کے یہاں سے کوئی عزت مآب فرزند پیدا ہو گا آپؒ نے فرمایا میں ایسی عبادت میں مشغول ہوں جس کے ثمرات عوام کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔ میری اس ریاضت کے نور سے اللہ تعالیٰ ایک ایک حسین نوجوان پیدا کرتا ہے جو میری صحبت میں رہتا ہے اور رفیق بن جاتا ہے۔ ایسا فرزند حاصل کرنا گھر گرہستی کا بوجھ اُٹھانے سے بدرجہا بہتر ہے۔ جتنی عبادت زیادہ کرو۔ اتنا اسکا حسن نکھر جائیگا۔

اس کے برعکس بُرے اعمال کے نتیجے میں بُرا فرزند پیدا ہو گا جو عذاب جان بن جائیگا۔ وہ نفسانی خواہشات کی پیداوار ہو گا۔ اسکا حسن دیکھنا جان کیلئے عذاب ہے اور سوہان بدن!

الامان والحذر!

حضرت سعدیؒ گلستان میں ایک حکایت بیان کرتے فرماتے ہیں کہ فرزند ناہموار و بداطوار سے سانپ اور بچھو بدرجہا بہتر ہیں۔ مترجم وقت آگیا ہے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ افسوس ساری عمر ضائع ہو گئی کوئی عبادت قبول نہ ہوئی اور ہمراہ صرف گناہوں کے پہاڑ رہ گئے۔

خزانۃ الجلالی میں مذکور ہے کہ نیک لوگوں کی نیکیاں مقربان بارگاہ الٰہی کیلئے لغزش کا درجہ رکھتی ہیں۔ مثلاً عام لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ مشغول رہیں تو یہ انکا نیک عمل ہو گا اور فرشتے انکیلئے

دعائے مغفرت طلب کرینگے۔ لیکن خاص لوگوں کا اپنی بیویوں کے ساتھ لگا رہنا گناہ کے مترادف ہوگا۔ کیونکہ وہ اللہ کو چھوڑ کر اور طرف متوجہ ہوئے مشائخین کرام نے کہا ہے۔ کہ حضرت حق سے جو توجہ ہٹائے وہ بُت ہے۔

کیمیائی سعادت میں یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ درج ہے حضور پاک صلعم نے فرمایا کہ ایک زمانہ آرہا ہے جب لوگوں کا ذہن سلامت نہیں رہیگا اور لوگ اپنے آپ کو لومڑی کی طرح چھپاتے پھرینگے

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ یہ کب ہوگا۔ فرمایا جب روزی خدا کی نافرمانی کے بغیر حاصل نہ ہوجائے۔ اسوقت بے نکاح رہنا حلال ہوجائیگا یہ وہ وقت ہوگا۔ جب آدمی والدین کے ذریعہ ہلاک ہوگا یا اولاد کے ذریعہ فرمایا اُس سے وہ چیز طلب کرینگے جو اسکے مقدور میں نہ ہو یہاں تک کہ وہ خود بلاکت میں ڈالدے۔

عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ قبر میں جانے کی تیاری میں زندگی تنہا گذارنا زیادہ فائدہ مند ہے اللہ پاک اور بندہ کے درمیان جو چیز حائل ہے۔ اسکو دور کرنا لازم ہے۔ بیوی بچے عیش و عشرت کی زندگی اسکیلئے مناسب نہیں۔

حضرت اُسامہ بن زیدؓ راوی ہیں۔ رسول پاک صلعم نے فرمایا میں نے اپنے بعد مردوں کیلئے عورت سے بڑھکر کوئی ضرر رساں چیز نہ چھوڑی۔ انسان کی سب سے بڑی کمزوری عورت ہے نفس امارہ کو پچھاڑنا اور مغلوب کرنا پہلوان کا کام ہے۔

آنحضور صلعم نے فرمایا دو سال بعد ہلکی پیٹھ والا بہتر ہوگا یعنی جسکی ذمہ داریاں محدود ہوں۔

بشر بن حارث سے پوچھا گیا۔ تم تارک سنت ہو فرمایا میں سنت ترک کرکے ادائیگی فرض میں لگا ہوں۔

آنحضور صلعم نے فرمایا اگر نکاح کی طاقت نہیں رکھتے تو روزے رکھو آپ نے فرمایا اگر نفس کو کام میں نہ لگاؤ گے تو وہ تم کو کسی اور کام میں لگا دیگا اگر عورت کا خیال آئے تو فوراً توبہ کرلے

کثرت عیال فقیری ہے۔ اور عیال کی کمی امیری ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دو سال بعد میری امت کیلئے بے نکاح رہنا جائز قرار دیا جائیگا

حضرت شاہ ہمدان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک حضرت شیخ محمود مزدقانی رضی مجرد تھے۔ میرا بھی یہی ارادہ تھا لیکن لوگوں نے قضاو قدر کے حکم کے حوالے سے مجھے نکاح کے خطرے میں ڈالدیا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم نے ایک غمگین درویش سے پوچھا کیا تم نے شادی کی ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا تم مردوں کے سردار ہو جس درویش نے نکاح کیا وہ راہ الٰہی میں رہ گیا۔ اولاد ہوئی تو سمجھو ڈوب گیا۔ حضرت سعدیؒ نے اس جھمیلے میں پڑنے کے حوالے فرمایا ؎

شب چو عقد نماز بر بندم

چہ خورد بامداد فرزندم (مترجم)

اللہ پاک نے فرمایا۔ وان تصبروا خیر لکم (اگر صبر کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے)

مفتاح الجنان میں ایک پرہیزگار خاتون کا ذکر آیا ہے۔ جو ہمیشہ روزے سے رہتی تھی۔ حمزہ بن محمد بن بلخی خاتم نے اسکی زیارت کر کے انہیں سلام کیا۔ آپ نے جواب دیا۔ تو اسکے منہ سے سورج کی کرنوں کی طرح نور باہر آرہا تھا۔ تو ان اکابر نے خاتون سے پوچھا۔ تمہارا شغل کیا ہے۔ اس نے جواب دیا "دو شکر دو یقین، دو خوف ہمیشہ میرے ساتھ رہتے ہیں۔

ایک شکر اس بات کا کہ اللہ نے مجھے اپنے ازلی علم کی برکت سے اسلام جیسی نعمت عطا کی۔ دوسرا شکر یہ کہ مجھے حضور سرکار دو عالم صلعم کے چوبیس ہزار امتیوں میں سے بنایا۔

دو یقین میں سے ایک یہ کہ میں ایک ایماندار عورت ہوں دوسرا یہ کہ اللہ پاک نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو جنت عطا کی۔ اور میں اسی کی طرف مائل ہوں۔

دو خوف دامنگیر ہیں ایک یہ کہ گذرے ہوئے زمانے کے گناہوں کا خوف دوسرا یہ کہ آخر عمر یہاں سے ایمان لیکر جاؤں۔

یہ سنکر ان بزرگوں نے کہا کہ تجھے ٹھنڈک نصیب ہو۔ تمہارا حال ہم سے اور وقت کے بزرگان دین سے بہتر ہے۔

سورۂ ص میں آیا ہے۔ کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی تو حضرت جبرئیلؑ نے حضرت ایوبؑ سے کہا۔ اُرکض یرجلک اپنا پاؤں زمین پر مارتے۔ یکایک دو چشمے اُبلے۔ ایک سرد دوسرا گرم۔ ایک جسمانی صحت کیلئے دوسرا باطنی صفائی کیلئے۔ بعض مورخ کہتے ہیں۔ کہ چشمہ ایک

ہی تھا۔ پینے کے وقت سرد۔ نہانے کے وقت گرم!

تفسیر کاشفی میں ہے۔ کہ حضرت سفیان ثوریؒ نے بی بی رابعہ بصریؒ سے ایکدفعہ مجلس میں پوچھا۔ میرے معاملے میں کچھ بتلایئے اس نے کہا نیک مرد وہی ہے۔ جو تم میں سے ہے تم دنیا کے دوستدار ہو کیونکہ حدیث کی روایت تجھے پیاری ہے۔ اور حدیث کی روایت کرنا تو اسی دنیا سے وابستہ ہے۔ اس لئے تم دنیا کے دوستدار ہو۔

حضرت سفیانؒ نے کہا۔ اے خدا مجھ سے راضی رہ! رابعہؒ نے کہا تم کو شرم نہیں آتی کہ اس ذات سے رضامندی چاہتے ہو جس سے تم خود رضامند نہ ہو۔

چونکہ مندرجہ بالا شعر میں عورتوں کا ذکر آیا ہے۔ اسلئے فاضل علامہ نے انکے بارے میں کچھ تذکرہ فرمایا ہے۔

عیدالفطر کے دن حضور پاکؐ عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور انکو دین کی تعلیم سکھا کر فرمایا۔ صدقہ دیا کرو۔ چنانچہ انہوں نے اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں وغیرہ پیش کیں۔

عوارف المعارف میں مریدوں کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ مرید اپنے پیر کا جزو بنتا ہے۔ وہ مرشد کا فرزند معنوی بن جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ نے کہا کہ وہ شخص ہرگز عالم ملکوت میں داخل نہیں ہوگا جو دو مرتبہ پیدا نہ ہوا ہو۔ پہلی ولادت عالم دنیا سے متعلق ہے اور دوسری ولادت سے اسکا تعلق عالم ملکوت سے ہو جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ

مرشد اُس کا معنوی باپ ہے۔

ابو النجیبؒ فرمایا کرتے تھے۔ میری اولاد وہ ہے جس نے میری رہنمائی قبول کی جسطرح فطری ولادت میں بچوں کے ذرّات (تخم) باپ کی پشت میں ہوتے ہیں کبھی نہیں بھی ہوتے ہیں۔ تو سمجھو سلسلہ ولادت ٹوٹ جاتا ہے۔ یہی حال معنوی فرزند کا ہے۔ کسی مرشد کی اولاد بکثرت ہوتی ہے۔ کسی کی یہ معنوی نسل منقطع ہو جاتی ہے۔

شمائل الاتقیا میں تحریر ہے کہ عورتوں کو مرید بنانے کی سند آنحضور صلعم کی پیروی کے عین مطابق ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ اے میرے محبوب! جب عورتیں آپکے پاس بیعت کیلئے آئیں تو انکو بیعت دیجئے۔ ان شرائط پر کہ وہ شرک نہ کریں گی۔ نہ چوری کا ارتکاب اور کہ بدکاری سے اپنے آپ کو بچا کر رکھینگی۔ اولاد کو قتل نہ کرینگی بہتاں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھینگی اور نافرمانی نہ کرینگی۔ اللہ پاک سے اُن کیلئے مغفرت طلب کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والا اور رحیم ہے۔

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور پاک صلعم بیعت کے وقت پانی بھری پیالی میں اپنا دست مبارک ڈالتے اور عورتیں بھی اس میں ہاتھ ڈالتیں اور اسطرح بیعت کا شرف حاصل کرتیں

بعض مرشد چادر کا ایک کونہ خود پکڑتے اور دوسرا کونہ عورت سے پکڑوانے۔

اللہ کا فرمان ہے۔ اے میرے محبوبؐ مومن مرد اور عورتوں سے

کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنے ستر گاہوں کی حفاظت کریں مسلم عورتوں سے مزید کہا گیا کہ غیر محرم کے سامنے اپنی زینت ظاہر نہ کریں بلکہ ان سے پردہ کریں اور ڈوپٹہ سے اپنی چھاتی اور سر وغیرہ ڈھانپ کر رکھیں۔

حضرت ابی سعید سے روایت ہے کہ عورتوں نے حضور پاکؐ سے عرض کیا ہمارے لئے کچھ وقت نکال کر اپنے پندو نصائح سے مستفید فرمائیں۔ آپ نے ایکدفعہ انکی مجلس مقدس میں فرمایا کہ جس عورت نے اپنے دو یا تین بچے پہلے ہی دوسری دنیا میں بھیجدے ہونگے تو جان لو وہ بچے اُن کیلئے شفاعت کا ذریعہ بنینگے۔

کیمائے سعادت میں حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اپنی بیوی کو حیض و نفاس اور دیگر احکام سے روشناس کرائیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو وہ شوہر کی اجازت کے بغیر علم شریعت سیکھنے کی نیت سے باہر جاسکتی ہیں ورنہ گنہگار ہونگی

اللہ پاک کا ارشاد ہے یاایھاالذین امنواقوا انفسکم و اھلیکم نارا۔ اے ایمان والو۔ اپنے آپ کو اور اپنے بال بچوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ یعنی تمام کنبہ علم دین سیکھے!

سراج الہدایہ میں قطب عالم سید جلال الدین بخاری علیہ الرحمہ کے ارشادات اور امام اعظمؓ کے فرمان کے مطابق نامحرم اور فاسق رشتہ دار کے سامنے آنا منع ہے۔

مطلوب المومنین میں معافحہ کی اہمیت کے بارے میں فرمایا کہ مصافحہ دو ہاتھوں سے کیا جائے۔ بوڑھی عورت سے مصافحہ کرنا جائز ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اپنی خلافت کے دوران اُن قبائل میں جاتے جہاں آپ نے بچپن میں دودھ پیا تھا اور وہاں کی عمر رسیدہ عورتوں سے مصافحہ فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ مکہ میں بیمار ہوئے تو ایک بوڑھی عورت کو اُجرت پر خدمت کیلئے رکھا جو آپ کے پاؤں ملتی اور سر سہلاتی کافیہ ہدایہ میں مذکور ہے کہ اگر مصافحہ میں شہوت کا ڈر ہو تو مصافحہ کرنا جائز نہیں۔

علامہ فرماتے ہیں دراصل توبہ کرنے کے بعد ہر بیگانہ عورت کو اپنی ماں یا بہن تصور کرے اور وُہی برتاؤ کرے جو ماں بہن بیٹی سے کیا جاتا ہے۔

مرشد کی یہی تعلیم ہے کہ کسی عورت پر بُری نظر نہ ڈالے اگر نظر پڑے تو جلدی اپنی آنکھیں بند کرلے۔ بے ریش لڑکوں کو بھی دیکھنے سے پرہیز کرے عیب جوئی کی نظر سے بھی دیکھنا منع ہے۔ بغیر ارادہ اگر نظر پڑے تو کوئی گناہ نہیں!

کتاب الحقائق میں لکھا ہے حضور پاک صلعم نے فرمایا پہلی نظر میں کوئی گناہ نہیں۔ دوسری نظر تیرے لئے عذاب ہے۔ اسی طرح شہوت کی نظر سے نہیں بلکہ خدا کی کاریگری کی تعریف کرنے کی نیت سے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ گویا نظر شہوت سے خالی ہو تو کوئی اعتراض نہیں۔

اسی طرح نیک عورتوں کی صحبت انبیاء واولیاء سے ثابت ہو گئی کیمیائے سعادت میں لکھا ہے۔ کہ کسی کی طرف حقارت کی نظر نہ کرے اور نہ تکبر سے کام لے کیا معلوم وہ تجھ سے افضل ہو۔

حضور صلعم پر وحی نازل ہوئی۔ نرمی اختیار کرو اسی لئے آپ ہر کسی غریب مسکین کے ساتھ ساتھ چلتے۔ امداد فرماتے۔ تسلی دیتے۔

روضۃ الاحباب میں درج ہے کہ آنحضور صلعم بچوں۔ بوڑھوں اور عورتوں سب کو سلام کرتے۔

شمائل الاتقیاء میں لکھا ہے کہ خوف کی وجہ سے یا شوق کی بنا پر رونا آنکھوں کی نیکی ہے۔ قرآن کی طرف دیکھنا۔ ذکر و فکر کے لئے شب بیداری کرنا والدین کو دیکھنا اللہ کے دوستوں اور بزرگوں کو دیکھنا۔ اللہ کی کاریگری کو دیکھنا وغیرہ نیکی کے کام ہیں۔ آنکھوں کے کونے صاف رکھا کرو۔ کیونکہ وہ فرشتوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے سجدہ کی جگہ کو دیکھنا اور آنکھوں کو سلانا بھی لازم ہے وغیرہ

او ملک خوی است و اندر چشم عبرت بین او
مرد با لحیہ صفت مستورۂ معجر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد کامل نفس پر مکمل قابو پانے کے بعد اپنے اندر ملکوتی صفات پیدا کر چکے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ کے سامنے ایک شہوت انگیز

عورت یا بے ریش لڑکا سب برابر ہیں۔ کیونکہ آپ کی شہوت عبرت میں تبدیل ہو گئی ہے۔ آپ شہوانی خواہشات سے آزاد ہو کر ملکی صفات کا مالک بنکر نفس کے تمام شرور سے آزاد ہیں۔

کتاب الحقائق میں درج ہے کہ ایک مرشد نے خوبصورت غلام کی طرف دیکھکر اپنے نفس سے سوال کیا کہ تم نے اسکی طرف کیوں دیکھا اسنے جواب دیا کہ میں نے صرف عبرت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ فرمایا اگر تو سچ کہتا ہے تو میں ابھی تمہارا امتحان لونگا ایک لوہار سلائی گرم کر کے اپنی آنکھوں میں پھیر دی نفس مطمئن رہا۔ فرمایا تم نے سچ کہا عبرت کی نظر اہل کمال بنا دیتی ہے۔ اشوقہ بابا صاحبؒ کا مشہور واقعہ اسکی شہادت ہے۔ مواعیظ میں کہا گیا ہے کہ اپنی نظر کو عبرت بین بناؤ خاموشی کو فکر اور گفتگو کو ذکر بناؤ۔

حضرت عراقی نے سورہ یوسف کی تفسیر میں تحریر کیا ہے کہ آنحضور صلعم نے فرمایا کہ خوب صورت چہروں کو عبرت کی نظروں سے دیکھنا عبادت ہے۔ جس شخص نے شہوت سے دیکھا اسپر چالیس ہزار گناہ لکھے جائینگے۔

علامہ خاکیؒ اپنے مرشد کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ میرے مرشد کو کبھی آنے والا کا چہرہ اس لئے نہیں دکھایا جاتا تھا۔ کیونکہ اسکے دل میں خلوص کی کمی ہوتی تھی۔ آپ اسکا سلام سنتے اور جواب دیتے۔

اگر ایسے لوگ لگاتار آتے رہتے تو پیر کامل کی صحبت کیمیا اثر سے وہ چور ڈاکو ہو کر نیک بلکہ قطب درجہ بنتے۔ ہاں جب انکا دل خلوص

پھرا ہوتا تو مجھے اسکا چہرہ دکھایا جاتا تھا۔ یعنی اب اسمیں اصلاح ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم

چیست عبرت بلکہ اندر دیدۂ حق بین او
ہر چہ آید نور حق را مطلع و مظہر شد است

علامہ حالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عبرت ایک طرف میرے پیر کامل کی دیدۂ حق بین کے سامنے ذرہ ذرہ نور حق کا مظہر ہوا یعنی میرے مرشد پاک کے ہر طرف جلوۂ حق اور نور خدا نظر آتا تھا یہ وحدت الوجود کا مقام ہے

سچ ہے جو آنکھ جلوہ محمد مصطفیٰ صلعم کے دیدار سے مشرف ہوتی ہے وہ عالم صفا کو دیکھتی ہے اس مقام پر ہر شے میں جلوۂ حق نظر آتا ہے۔ یہ منزل مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ اس سے گذر کر وحدت الشہود آتا ہے۔

نفحات الانس میں ہے۔ کہ کامل وہ ہے۔ جو خدائی تعالیٰ کا جمال دنیا کی ہر مخلوق میں دیکھے اور محسوس کرے جیسا کہ روحانی مخلوق میں بصیرت کے ذریعہ مشاہدہ کرتا ہے۔ ظاہری آنکھ حسن کو محدود صورت میں دیکھتی ہے۔ مگر باطنی چشم کے ذریعہ نور بصیرت سے اللہ کے جمال کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

ایک عارف یہ جمال اللہ میں فنا ہونے کے مقام پر دیکھتا ہے۔ دوسری صورت مقام شہود ہے۔ وہ یہ کہ نور مطلق تمام صورتوں میں جلوہ نما نظر آتا

ہے یہ عارف کا مقام ہے۔ غیر عارف میں جب یہ نظر حاصل نہ ہو۔ اسکو چاہیے کہ حسینوں کی طرف نہ دیکھے۔ تاکہ حیرت میں نہ پڑ جائے۔

درج رہے کہ بعض صوفی مثلاً شیخ احمد غزالی، شیخ احمد الدین کرمانی، شیخ فخر الدین عراقی جو کہ ظاہری حسن و جمال میں مطالعۂ جمال الٰہی کرتے تھے۔ وہ فنافی اللہ میں یہ مقام دیکھ چکے تھے۔ اب واپس آکر مقام شہود میں ظاہری حسن پر فریفتہ ہو کر جمال ذات الٰہی کا مشاہدہ کرتے تھے۔ یہ بھی دیکھیں کہ اگر کوئی حسن مجاز پر فریفتہ ہوتا ہے۔ تو جاننا چاہیئے کہ اسکی آنکھوں میں محبوب حقیقی کے دیدار کا شوق ہوتا ہے۔

بود صائم ہمچو عیسیٰ سالہا دہم کنوں !!!
ہست معنیٰ صومش ارچہ صورۃ مفطر شد است

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد کامل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح اکثر روزہ دار ہوتے۔ اگر کبھی ظاہراً افطار کرتے۔ مگر معناً (اصلی) روزہ سے ہوتے!

مفتاح الجنان میں درج ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ روزے کون سے موزوں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر حضرت داؤدؑ کی طرح روزہ رکھنا ہو تو صائم الدہر بنو۔ یعنی ایک دن روزہ رکھو دوسرے دن کھولو۔ یا حضرت سلیمانؑ کی طرح ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو روزہ رکھو حضرت مریمؑ دو دن روزہ رکھتیں اور تیسرے دن کھولتیں۔ حضرت عیسیٰؑ ہمیشہ

روزہ سے رہتے۔ ہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی طرح ہر ماہ ایام بیض یعنی ۱۳،۱۴

۱۵ تاریخ کو روزہ رکھو۔

مختصراً پسندیدہ عمل حضور پاک صلعم کے سنت کی تعمیل ہے۔

کیمیائے سعادت میں بتایا گیا ہے۔ کہ عرفہ عاشورا۔ ذی الحج کے پہلے نو دن اور ماہ محرم اور رجب و شعبان کے پہلے دس دنوں میں روزہ رکھنا اچھا ہے ماہ حرام کے ایک دن کے روزے دوسرے مہینوں کے تیس روزوں سے زیادہ فضیلت والے ہیں اسکے بعد ذی الحج کا درجہ ہے۔ شعبان کے پہلے دس دن اچھے ہیں۔ مگر ماہ رمضان کے مشابہہ اس ماہ کے پورے روزے مت رکھو آخر شعبان کو روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ عیدین اور ایام تشریق میں روزے رکھنا منع ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عمرو ابن العاصؓ سے پوچھا۔ کون سے روزے افضل ہیں۔ آپ نے فرمایا ہر ہفتہ سوموار اور جمعرات کو روزے رکھو۔

اگر کسی نے منت مانی کہ فلاں کام نکلنے پر روزہ رکھوں گا اور وہ اتفاق سے عید یا قربانی کا دن ہوا تو اسکو چاہیئے کہ حضور صلعم کی متابعت کرے۔

شمائل الاتقیاء میں مذکور ہے۔ کہ اہل طریقت کی آنکھوں کے روزے ہیں حرام چیزوں کو دیکھنے سے پرہیز کرنا۔ خود کو مکروہات نفسانی خواہشات سے دور رکھنا۔ فضول کلام سے پرہیز کرنا۔ دل کا روزہ ہے ماسواء اللہ کا فکر نہ کرنا ایسا آدمی جوان سب اعضا کو روزہ دار رکھے تو وہ اگر اپنی بیوی

کے ساتھ ہمبستری بھی کرے تو طریقت میں روزہ دار ہے۔

کشف المحجوب میں شرعی روزوں کا ذکر قرآن شریف کے احکام کے مطابق درج ہے۔ مگر طریقت کا روزہ رات دن کا روزہ ہے۔ کیونکہ آنحضورؐ نے فرمایا اپنے شکم کو بھوکا رکھو۔ اپنے جگر کو پیاسا رکھو اپنے جسم کو ننگا رکھو شاید تمہارا دل اللہ پاک کو آمنے سامنے دیکھے

ایک محقق کامل نے کہا ہے۔ اگر آدمی ہمیشہ روزہ نہ رکھ سکے تو کھانا کم کھا کر بھوک باقی رکھے۔ یہ اصلی روزہ ہے۔

شیخ الاسلام حضرت نظام الدینؒ روزہ دار ہو کر مہمان کے ساتھ کھاتے اور بعد میں کچھ نہ کھاتے۔ کہیں ظاہر بینی۔ رعونت اور تکبر کی بو نہ لگے۔

ہمارے مرشد پاک حضرت سلطان العارفین علیہ الرحمۃ نے بیسؔ سال جب وہ تنہا تھے۔ کچھ نہ کھایا۔ ہاں جب لوگوں سے ملنے کی اجازت مل گئی۔ تو بہت کم کھانا کھاتے۔ پوری طرح بھوک نہیں مٹاتے تھے۔ مہمانوں کے ساتھ ثواب کی نیت سے شمولیت فرماتے۔ اسطرح آدمی دکھاوے اور مکاری سے بچ جاتا ہے۔ ایک عابد رمضان کے بغیر گیارہ مہینے کچھ نہ کھاتا۔ رات کو زیادہ عبادت کرتا۔ رمضان میں تم گینے ہو جاتا کہ کھانا لازمی ام ہے۔ ورنہ خالی پیٹ رہ کر جو لذت ملتی اُس سے محروم رہنے کا اندیشہ رہتا۔

از صفائے روزہ شد وارستہ از نار فراق
زانکہ روزہ بہر دفع مار چوں اسیر شد است

علامہ حالی رحؒ اپنے پیر کامل رحؒ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ روزوں کی برکت سے آپ ہمیشہ خدا کی حضوری سے مستفیض و مستفید ہوتے تھے۔ اسطرح جدائی کی آگ درمیان میں حائل نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ بفرمودہ حضرت رسول مقبول صلعم روزے جہنم کی آگ کے سامنے سپر کا کام دیتی ہیں۔

احادیث پاک میں وارد ہے۔ کہ الصوم جنۃ من النار روزہ ڈھال ہے اور یہ بھی فرمایا گیا ہے۔ کہ للصائم فرحتان۔ روزہ دار کیلئے دو وقت فرحت و انبساط کا سامان بہم پہنچاتی ہیں۔ ایک افطار کے وقت۔ دوسرا دیدار الٰہی کے موقعہ پر گویا روزہ دار کیلئے اللہ پاک کے دیدار کا وعدہ ہے

اللہ پاک کا ارشاد ہے۔ الصوم لی وانا اجزبہ (حدیث قدسی) روزہ داری مرے واسطے ہے اور میں ہی اسکا انعام ہوں۔ یعنی دیدار خدا کا مستحق ہر عمل کا ثواب دیا جائیگا۔ بالعموم! مگر روزوں کا نہیں۔ اسکے عوض اللہ پاک اپنے دیدار سے مشرف فرمائیگا۔

کیوکارہ کر میرا دیدار کرو گے۔ علاحدگی اختیار کرو تو مجھ تک پہنچو گے

بعض صوفیائے کرام حضر و سفر والوں میں روزہ رکھتے۔ حضرت ابو موسٰی اشعری رضؓ روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ جس شخص نے ہمیشہ کے روزے رکھے اس کیلئے جہنم سخت تنگ کردی جائیگی۔ دو انگلیوں کو ملا کر دکھایا گیا کہ گویا اسکیلئے جہنم میں کوئی جگہ نہ ہو گی۔

حضرت قتادہ رضؓ نے ایک حدیث بیان کی ہے۔ جس میں فرمایا گیا کہ دائمی روزہ داری کو ناپسندیدہ فرمایا گیا۔ ارشاد ہوا جس نے دائمی روزے رکھے

اس نے روزہ رکھا نہ روزے سے رہا (محض فاقہ)

کچھ صوفی حضرات ہر جمعرات جمعہ اور پیر کو روزہ رکھتے۔ حضرت جنیدؒ علی الدوام روزہ رکھتے تھے۔ جب کھانا پیش ہوتا تو تھوڑا کھاتے۔ یا اللہ میں نے اپنا ارادہ بالکل ترک کیا۔ خدائی احکام کے منتظر رہتے۔ کبھی اپنے دوستوں کے ساتھ افطار کرتے۔ فرماتے کہ بھائیوں کے ساتھ روزہ کھولنے کی فضیلت روزہ رکھنے سے کم نہیں۔ یہ نفس مطمئنہ کا کام ہے ورنہ نفس کی خواہش روزہ ہوگی جو ممنوع ہے۔

آنحضور صلعم نے فرمایا میں اپنی اُمت کے بارے میں دو چیزوں سے ڈرتا ہوں۔ ایک انکا عدم استحکام کہ جو روزہ رکھکر دن کے وقت ہی نہ توڑے اور افطار تک ضبط نفس سے کام نہ لے۔ دوم وہ جماعت جو دکھاوے کیلئے عمل کرے یہ شرک خفی ہے۔

اگر روزدار کسی ایسی جگہ پہنچے جہاں لوگ کھانا کھا رہے ہوں تو وہ انکے حق میں دُعاء خیر کرے۔

حضرت رسول اکرم صلعم ایکدفعہ روٹی تناول فرما رہے تھے لیکن حضرت بلالؓ روزے سے تھے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہم اپنی روزی کھا رہے ہیں۔ اور بلالؓ کی روزی جنت میں ہے۔

مصطفےٰ را ہم مع الاصحاب دیدہ بارہا !!
زاں سبب در مذہب سُنیہ راسخ تر شد الست

علامہ حاکی ؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے مرشد کامل ؒ نے بارہا حضور پاک صلعم کو معہ اصحاب کبار رضؓ دیکھا ہے۔ اور آپؐ کے فرمان کے مطابق مذہب اہل سنت پر زیادہ مستحکم رہے۔

ابتدائی ایام میں ہمارے مرشد پاک نے سنا کہ ایک کشمیری صوفی حج کرکے آیا ہے۔ اسکا نام ملا ابا یزید تھا چنانچہ فرماتے ہیں کہ میں ایک صوفی کے ساتھ انکے پاس چلا گیا۔ دوران گفتگو اس نے پوچھا کہ کیا کیا پڑھتے ہو۔ میں نے حنفی کتابوں کے نام لئے۔ چونکہ وہ شیعہ مذہب کا معتقد تھا۔ جسکی مجھے واقفیت نہیں تھی۔ ورنہ میں کبھی نہ جاتا۔ اسکو میرا کہنا کہ میں حنفی المذہب ہوں پسند نہ آیا۔ اسنے کہا صرف امامیہ مذہب کی کتابیں پڑھو۔ میں نے کہا۔ وہی جو رافضی پڑھتے ہیں۔ اسنے کہا اس قسم کی گفتگو نہ کرنی چاہیئے۔ نہ سننی چاہیئے۔

میں مجلس سے غمگین ہو کر نکلا۔ سوچا یہ کیا اختلاف ہے۔ میں ابھی ہر ایک کی حقیقت سے واقف نہیں ہوں۔ سوچا کہیں تنہا بیٹھکر کھانا پینا چھوڑ دوں۔ ورنہ گمراہ رہنا ہلاکت کا باعث ہو گا۔

میں کوہ ماران کی مسجد میں تین دن تنہا بیٹھا اور کچھ نہ کھایا تیسرے دن خواب میں میں نے شور سنا۔ معلوم ہوا کہ حضور سرکار دوعالم صلعم تشریف لائے ہیں۔ میری آنکھیں اس جمال نورانی سے منور ہو گئیں۔ میں درود پڑھتا رہا۔

اچانک ایک نورانی چہرہ والا ریش سفید بزرگ میرے پاس آیا فرمایا میں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ہوں۔ مزید فرمایا کہ اگر ایمان چاہتے

ہو تو حضور پاک صلعم۔ چار یاران باصفا اور اہل بیتؑ سے محبت رکھتے ہوئے اہل سنت والجماعت کے ائمہ حضرات کی پیروی کرو۔ باقی شیطانی راستے ہیں خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے۔ اتنا تعارف کراتے کے بعد نصائح سے مستفیض فرمایا حضرت علیؓ نے فرمایا جو چار یاران باصفا کا معتقد نہ ہو اس پر باقی صحابہ سارے مومن اور فرشتے بیزار ہیں۔ پھر چاروں اصحاب غائب ہو گئے۔ میں بیدار ہوا۔ پسینے کے قطرے ٹپکنے لگے۔ میرا سارا بدن بھیگ گیا تھا

اللّٰھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ

اے اللہ ہمیں سچ اپنے اصلی روپ میں دکھا دے اور جھوٹ بھی جھوٹ کی شکل میں اور جھوٹ سے بچا۔ اس پر چلنے کی توفیق دے

چون مشرف شد بصحبت ہای او در واقعات
پس لباس صاحبی او ہمش در بر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ جب میرے مرشد پاک حضور سرور کائنات صلعم کے دیدار سے بسا اوقات مشرف ہوئے تو گویا آپ ہی کی یمن صحبت سے حضور پاکؐ کے مصاحب و محبوب بن گئے۔

صحیح بخاری میں درج ہے کہ جس کسی نے آنحضورؐ کی صحبت کا شرف پایا یا مسلمانوں میں سے کسی نے آپؐ کو دیکھا تو وہ سب آپ کے صحابہ میں شامل ہوئے۔ یہ بھی صحیح حدیث پاک میں ہے فرمایا گیا

کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے واقعی مجھے دیکھا۔ کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا یہ بھی لکھا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ جس مسلمان نے مجھے ایمان و یقین کے ساتھ دیکھا میرے صحابی کو دیکھا اسکو آگ نہیں چھوئیگی۔

جن اصحاب کو اویسیؓ طریقہ پر حضور پاک صلعم سے تربیت ملی ہو انکو معنوی صحابہ کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ واللہ اعلم

حضرت ابو ذرؓ راوی ہیں۔ حضور پاک صلعم نے فرمایا مجھے غم اور فکر یہ ہے کہ اپنے بھائیوں سے ملوں۔ انکی شان انبیا جیسی ہوگی۔ وہ شہیدوں کے ساتھ ہونگے۔ وہ اللہ کے غم میں مغموم و محزون ہونگے۔

ان کا علم خدا کیلئے ہوگا۔ مجھکو سر بگریبان دیکھکر آنسو پونچھتے ہوئے فرمایا کہ ان لوگوں کے ذریعہ قیامت کو میری آنکھوں کو طراوت اور ٹھنڈک ملیگی۔

یاد رکھو اللہ کے دوستوں کو کوئی اندیشہ ہے نہ ڈر نہ کبھی غمگین ہونگے گو غیر صحابہ میں بعض بہت فضیلت والے ہیں۔ لیکن یہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ صحابہ کرام کو ہر حال میں صحبت کی فضیلت و عنایت حاصل ہے۔

اسی لئے آنحضورؐ نے فرمایا میرے صحابی ستاروں کے مانند ہیں جس کسی کی بھی اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے۔ یہ بھی فرمایا کہ میرے صحابہ کی مثال میری امت میں کھانے میں نمک کی طرح اہم ہے۔ کیونکہ ایکدن کی صحبت برسوں کی ریاضت سے بہتر ہے۔

حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ فرماتے ہیں کہ سلوک کے ابتدائی ایام میں ہمیں ہر سوموار کو آنحضورؐ کے ساتھ خاص صحبت رہا کرتی تھی۔

چوں رسول اللہؐ گفتا ہر تقی آل من است
شکر کز باغ نبی پیدا یکے نو برشد است

علامہ فرماتے ہیں۔ حضور پاک صلعم کا ارشاد عالیہ ہے کہ ہر متقی میرا فرزند معنوی ہے۔ شکر ہے اللہ پاک کا کہ گلشن محمدیؐ میں ہمارے مرشد کی شکل میں ایک نوتہال فرزند پیدا ہوا ہے۔ یعنی ایک خوشبو دار گلاب کھلا ہے
حضرت انسؓ نے آنحضور صلعم سے سوال کیا۔ آپ کے فرزند کون ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے انسؓ اس سے پہلے کسی نے یہ سوال نہیں کیا تھا تو سن لو تمام پرہیز گار میری اولاد ہیں۔ جنکا دل عشق الٰہی میں سرگرم ہو۔ آپؐ نے مزید فرمایا کہ میرا فرزند وہ ہے جو میرے کہنے پر چلے اسکی دعاؤں سے زمین و آسمان کی سختیاں دور ہو جاتی ہیں۔ اس کی برکت سے مخلوقات کو روزی ملتی ہے۔ کائنات کا نظم و نسق ایسے ہی بزرگوں کے وجود سے قائم ہے جب ان میں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے۔ تو بحکم خدا کوئی اور اسکی جگہ کارفرما ہوتا ہے۔
بعض علماء نے لکھا ہے کہ اولاد کی تین قسمیں ہیں۔

۱) صُلبی یعنی ظاہری بچہ ۲) معنوی اولاد یا باطنی اولاد جو دینی بزرگی کا مالک ہو ۳) وہ اولاد جو حسبی نسبی صوری و معنوی ہر لحاظ سے اولاد ہو۔

انکی محبت لازم ہے۔ ان سے بغض رکھنا خدائی قہر کو دعوت دینا ہے

حضرت مقداد بن اسودؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ آل محمدؐ سے محبت رکھنا جنت کا پروانہ حاصل کرنا ہے۔ جو آل محمدؐ کی محبت میں مرا وہ شہید ہے۔ اسکی قبر میں جنت کی طرف سے دروازہ کھلیگا۔

آگاہ رہو جو آل محمدؐ کی محبت پر مرا وہ اہل سنت وجماعت مذہب پر مرا۔ رحمت کے فرشتے اسکی قبر کی زیارت کریں گے جو عداوت پر مرا اسکی پیشانی پر لکھا ہوگا۔ کہ وہ رحمت سے محروم ہے۔ وہ جنت کی خوشبو نہیں پائیگا۔ طریقت میں متقی وہ ہے جس نے دل کی بُری حرکات انسانی خطرات اور وسوسوں سے پرہیز کیا ہو

شریعت کی رو سے مُتقی وہ ہے۔ جس نے تمام ظاہری برائیوں سے اپنے کو محفوظ رکھا۔

حقیقت میں مُتقی وہ ہے جس نے ظاہری طور اللہ کی ذات سے کم درجہ چیزوں یعنی ماسواء اللہ سے باطنی طور پرہیز کیا۔

تفسیر سلمی میں درج ہے کہ متقی وہ ہے جسے اپنے کسی کار پر نہیں اللہ پر بھروسہ ہو۔

عالمانِ آخرت مر انبیاء در رہبری !!
وارث اند و نیز ایں میراث را در خور رشد است

فرمایا رسول اللہ صلعم نے آخرت پر نظر رکھنے والے عالم انبیاء کے وارث ہیں۔ اور واقعی ہمارے مرشد کامل اس امتیاز کے حقدار ہیں اور حقیقی وارث ہیں۔ انبیاء کے وارث دنیا کے عالم نہیں بلکہ عقبیٰ پر نظر رکھنے والی جماعت ہے۔

حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں علم آخرت کی دو قسمیں ہیں۔ایک علم مکاشفہ اور دوسرا علم معاملہ۔مکاشفہ دراصل باطنی علم ہے۔تمام علوم کا نچوڑ۔ جو اس علم سے بہرہ ور نہیں۔ڈر ہے کہیں اسکا انجام برا نہ ہو۔ ایسے عالم کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ضروری نہیں۔ جو نفس کا غلام ہو اس پر یہ علم منکشف نہیں ہوتا۔ چاہے کتنا بڑا عالم کیوں نہ ہو۔!

یہ علم صدیقوں۔ پاکباز، مقربین کا علم ہے اس علم کے نور سے دل پاک وصاف ہو کر تجلیات وانوار الٰہی حاصل کرتا رہتا ہے۔ ایسے عالم پر اللہ کی ذات وصفات کے پرتو۔ دنیا وآخرت پیدا کرنے کی حکمت وغیرہ کی اصلی معرفت اور پہچان واشگاف ہو جاتی ہے۔

علاوہ بریں اسیر نبوت اور وحی کی پہچان ملائکہ اور انسانوں کے ساتھ شیطان کا ٹکراؤ اور عداوت۔ انبیاء کے لئے فرشتوں کا ظہور اور انکا نزول۔آخرت کا عالم اسکی کیفیت۔ جنت۔ دوزخ۔ عذاب قبر۔ پل صراط میزان اور حساب وغیرہ۔ یہ سب امور علم مکاشفہ کے ذریعے ایسے عالم ربانی پر ظاہر ہوتے ہیں۔

بعض حضرات سمجھتے ہیں کہ یہ تمام مثالیں وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کیلئے مہیا کیا ہے۔ جنہیں کسی نے آج تک دیکھا نہ سنا۔ بعض ایسی چیزوں کو ٹھوس خیال کرتے ہیں۔

بعض کا خیال ہے کہ اللہ کی انتہائی معرفت عاجزی کا اعتراف ہے تمام لوگوں کا عقیدہ ہے کہ وہ قائم بالذات ہے۔ صاحب قدرت ہے۔ دیکھتا۔ سنتا اور کلام کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ جتنا دل صاف ہوگا وہ حق کے روبرو ہوگا اس میں اللہ کی حقیقتیں جلوہ گر ہونگی۔

الغرض یہ کہ علوم پوشیدہ نوعیت کے ہیں جو سینہ بسینہ وسعت قلبی اور استعداد کے موافق حاصل کئے جاتے ہیں۔

دوسری قسم علم معاملات ہے۔ یہ دل کے حالات کا علم ہے ان میں سے پسندیدہ اجزا یہ ہیں۔

صبر۔ شکر۔ خوف و امید۔ رضا۔ زہد۔ قناعت۔ سخاوت۔ اللہ کی معرفت احسان۔ حسن خلق۔ حسن ظن۔ حسن معاشرت۔ صداقت۔ اخلاص وغیرہ وغیرہ

اب رہی بری عادات مثلاً:۔

ناداری کا خوف، تقدیر کے لکھے پر ناراض۔ کینہ۔ بغض۔ جاہ طلبی، خوشامد۔ درازی عمر کی محبت۔ دنیا کی دکھاوٹ نام و نمود۔ غصہ۔ غضب بے شرمی۔ بے غیرتی۔ عداوت۔ لالچ۔ کنجوسی، فخر۔ ڈھینگیں مارنا۔ شرارت امیروں کی تعظیم۔ غریبوں پر حقارت سے دیکھنا۔ ناز و غرور سے چلنا اپنے کو بڑا تصور کرنا۔ خودبینی۔ اپنی بے جا تعریف۔ تنا پسند۔ سجاوٹ

خود نمائی ۔ حق سے چشم پوشی، اپنے عیوب سے آنکھیں بند کرنا۔ غم آخرت کا مٹ جانا۔ اللہ سے بے خوف رہنا دھوکہ دہی۔ بد دیانتی ۔ سنگدلی ۔ دنیا کی رغبت جلد بازی۔ بے رحمی وغیرہ وغیرہ اخلاق رذیلہ دل کے اندر پنپتے رہتے ہیں

اس کے برعکس اخلاق حسنہ اللہ کے ساتھ قرب کا وسیلہ ہیں یہی علم آخرت کہلاتا ہے۔ اور اولیاء اللہ کے فتویٰ کے مطابق فرض عین ہے جو اللہ سے روگردانی کرے۔ اُسکا ہلاک ہو جانا یقینی ہے۔

آپ نے دیکھا ہو گا کہ ظاہری عالم اللہ کی طرف اتنی توجہ صرف نہیں کرتا جتنی دیگر مسائل کی طرف منہمک رہتا ہے۔ مثلاً لعان، ظہار، رمی وغیرہ جنکو وہ ہر وقت غیر ضروری حد تک چھانتا رہتا ہے ایسے اصحاب ان مسائل کے درس و تدریس پر بہت محنت کرتے ہیں مگر دل کی بیماریوں کے دور کرنے اور اخلاق سازی پر اتنا زور نہیں دیتے جن امور کو اولیت دینے کی ضرورت ہے تاکہ دونوں جہانوں میں کامرانی حاصل ہوتی ہے (مقوم)

چون معینی صاحب ذوآلِ رسول اللہ است
خصم او رافض و شن خارج صفت منکر شد

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک باطنی لحاظ سے بزرگ اور آلِ رسول ہیں۔ لہذا آپ کے دشمن رافضیوں اور خارجیوں کی طرح کافر گردانے جائینگے کتاب صحائف میں درج ہے کہ خلفائے راشدین (چار یاران باصفا) خدا کے سامنے مکرم ہیں۔ ان پر طعنہ زنی سے کفر لازم آتا ہے۔ آنحضور صلعم نے ان سب کے

ادصاف گنوائے ہیں۔ اسلئے ہوش سے کام لینا چاہیے کہ ان پر نکتہ چینی کرنا حضور پاکؐ پر طعنہ زنی کرنا ہے۔ ایسا طعنہ زن کافر ہے۔

رافضی وہ ہے جس نے صداقت کو ترک کیا انکے بارہ فرقے ہیں

① علویہ جو حضرت علیؓ کو نبی مانتے ہیں ② وہ جو حضور پاک صلعم کے ساتھ حضرت علیؓ کو بھی نبوت میں شریک ٹھہراتے ہیں۔ ③ شعیہ لوگ کہتے ہیں جو حضرت علیؓ کو دیگر صحابہ پر فضیلت نہ دے وہ کافر ہے ④ اسحاقیہ وہ فرقہ ہے جو مانتے ہیں کہ نبوت ختم نہیں ہوئی ⑤ زیدیہ:۔ یہ لوگ آل علیؓ کے بغیر کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں ⑥ عباسیہ:۔ یہ حضرت عباس بن عبدالمطلب کے بغیر کسی کو امام نہیں مانتے ⑦ امامیہ:۔ دنیا کو امام غائب کے بغیر خالی نہیں مانتے ہیں۔ اور بنی ہاشم کے بغیر کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ⑧ فارسیہ کہتے ہیں جو کوئی اپنے آپ کو دوسرے سے فاضل جانے کافر ہے۔ ⑨ متناسخیہ جوا داگوان کے قائل ہیں۔ یعنی مرنے کے بعد جسم بدلنا مانتے ہیں۔ ⑩ لاقیہ: یہ لوگ حضرت عائشہؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ پر سب وشتم کرتے ہیں۔ ⑪ راجعیہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ دنیا میں آئینگے اور اسوقت بادلوں میں ہیں ⑫ مرتضیہ کہتے ہیں کہ مسلمان بادشاہ کے ساتھ جنگ کرنا جائز ہے۔

خارجیوں کے بھی بارہ فرقے ہیں۔ حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان جب جنگ جاری تھی تو طرفین نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ثالث مقرر کیا جائے جو اس امر کا فیصلہ کریگا کہ خلافت کس کا حق ہے۔ یہ سنکر حضرت علیؓ کی فوج سے کچھ لوگ الگ ہو گئے انہوں نے دعوٰی کیا کہ قرآن وحدیث اور اجماع امت

کے مقابلے میں ثالث کی کیا ضرورت ہے۔ ان میں سے بعض نے حضرت علی رضہ پر سب و شتم کہنا جائز مان لیا اور خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحؒ کے عہد تک ایسا کرتے رہے ہے۔

اس آیت شریف السابقون الاولون من المہاجرین والانصار الخ۔ کی رو سے ایسے بزرگوں کی شان میں برا بھلا کہنا کہاں تک درست ہے جنکی تعریف خود اللہ پاک نے کی ہے۔

اسکی روشنی میں چار یاران باصفا۔ دیگر اصحاب اور ازواج مطہرات پر طعنہ تشنیع کرنے والا کافر ہے۔

تحفتہ السالکین میں درج ہے پس وہ شخص کافر ہے رافضیوں میں سے جس نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر رضؓ کی شان میں گستاخی کی ہو۔ یا جس نے حضرت علی رضہ کو خدا مانا یا آپکی نبوت کا قائل ہوا یا یہ کہے کہ جبرئیل غلطی کر گیا کہ بجائے علی رضہ کے آنحضور صلعم کو نبوت دے گیا یا یہ کہے کہ اولاد علی رضہ کے اندر اللہ نے حلول کیا۔

اسی طرح خارجیوں کو بھی تکفیر کا فتویٰ لگ سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے سوا ساری اُمت کو کافر گردانتے ہیں۔

کتاب شرف السادات میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر رضؓ، حضرت عمر رضہ، حضرت عثمان رضہ حضرت علی رضہ، حضرت عائشہ رضہ، حضرات حسنین رضؓ اور اُن کی اولاد پر سب و شتم کرنا کفر ہے۔

حضور پاک صلعم نے فرمایا جس نے میری اولاد سے دشمنی رکھی اسنے میرے

میرے ساتھ دشمنی رکھی۔ ایسا کرنا اللہ پاک کے ساتھ دشمنی کے مرادف ہو گا۔ سیّدوں کا دشمن، اللہ کا دشمن ہے۔ اور علوی یعنی حضرت علیؓ کی اولاد حضور پاک صلعم کے محبوب ہیں۔

فتاوای اظہریا میں امام ابو یوسف کا واقعہ درج ہے۔ جب وہ ہارون رشید کے دستر خوان پر کھانا کھا رہے تھے۔ تو کدو کے بارے میں امام موصوفؒ نے فرمایا حضور صلعم کو پسند تھی۔ چوبدار نے کہا مجھے کدو اچھی نہیں لگتی امام صاحب نے حکم دیا کہ یہ شخص فوراً توبہ کرے ورنہ قتل کیا جائیگا گویا ثابت ہوا کہ آنحضور صلعم کی پسندیدگی کو ناپسند ٹھہرانا یا اسکے بارے میں بُرا بھلا کہنا کفر ہے۔

حضور پاک صلعم نے بعض دفعہ اولیائے کرام کو بھائی کہا ہے اور اُن سے ملاقات کی تمنا کی ہے۔ تو اُن سے دشمنی رکھنا کتنی بدبختی کی بات ہے۔ ایسے میں ایمان ہاتھ سے جانیکا خطرہ ہے جو گناہ کو معمولی بات سمجھے یا بے دقعت خیال کرے وہ کافر بنتا ہے۔ موت کے وقت ایسے آدمی بہت افسوس کرتے ہیں۔

خلاصۃ المناقب میں ایک فقیہ کا واقعہ درج ہے جسکو ہمارے مرشد پاک حضرت سلطان العارفین سے عداوت تھی لوگوں نے جانکنی کے وقت اسکی حالت زار دیکھی کہ اِس دشمنی کیوجہ سے اُس کا کیا بُرا حال ہوا۔ پیر کاملؒ فرماتے تھے کہ ایماندار کے دل میں ولی کی عداوت نہیں ہوتی ہے

منکر است در دسیہ ملعون مردود دار !!!
بر زبان ہمچوں سگاں از دور عوعوے کند

ایسا آدمی جو منکر ہو وہ ابدی مردود ہے۔ کتے کی طرح دور سے بھونکتا رہتا ہے۔

خلاصۃ المقام میں شیخ عبداللہ المخدومی کا فرمان یوں ہے کہ شہر سنجار میں ایک شخص گذرے ہوئے اولیاء کی روش پر اعتراض کیا کرتا کرتا تھا۔ جب اسکا آخری وقت قریب ہوا وہ کلمہ نہیں پڑھ سکا۔ سب رونے لگے تو شیخ شویدی بخاریؒ کے پاس گئے۔ آپ نے اُسکو کلمہ پڑھایا۔ ساتھ ہی کہدیا کہ میں نے سری سقطی۔ جنید بغدادی۔ ابوبکر شبلی ابویزید رحمہم اللہ سے تمہارے حق میں معافی طلب کی اور وہ راضی ہوگئے انکی سفارش پر اللہ تعالیٰ نے بخشدیا۔

جب اُس شخص سے پوچھا گیا تمہاری زبان کیوں نہیں کھلتی تھی۔ کہ اس نے کہا کہ مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی کالی چیز میری زبان پکڑے ہوئے تھی۔

ایک اور واقعہ سن لیجئے۔ مُلا یوسف ایک فقیہ اکثر نیکو کاروں کی غیبت کیا کرتا تھا۔ جانکنی کے وقت مصیبت میں پڑکر کہنے لگا۔ کہ جلد پیر کامل سے میرے حق میں معافی مانگ لیجئے وہ ابھی وہاں پہنچے بھی نہ تھے۔ پیر کاملؒ نے فرمایا۔

بندہ ہماں بہ زتقصیر خویش

عذر بدرگاہِ خدا آورد

بندہ وہی اچھا ہے۔ جو اللہ سے معافی مانگے۔

حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ میں سوچ میں پڑ گیا کہ یہ شعر جو آپؒ نے فرمایا بے محل نظر آتا ہے۔ استنے میں ملا صاحب کے آدمی آگئے۔ پیر کاملؒ نے جناب خاکی رح کی طرف اشارۃً فرمایا کہ یہ شعر الہٰی کی وجہ سے کہدیا۔ کیونکہ اللہ نے مجھے قبل از وقت مطلع کر دیا۔ نتیجتاً آپ کی توجہ سے وہ تین دن زندہ رہا اور بار بار کلمہ شہادت دھراتا رہا۔

شنکر صوفی پیر کامل کا مرید گھوڑے کا سائیس تھا۔ زندگی کے ایام میں دین اسلام کے بارے میں بہت کم جانتا تھا۔ مگر یمن حمیت سے کلمہ شہادت اور استغفار کے کلمات پڑھتے ہوئے دُنیا سے رخصت ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

عوارف المعارف میں لکھا ہے۔ کہ اے عزیز! زندگی اس طرح بسر کرد کہ کسی کے بارے میں تمہارے دل میں کھوٹ نہ ہو۔ نیز درج ہے فرمایا گیا جس نے سنّت کو زندہ رکھا۔ اُس نے مجھے زندہ رکھا۔

ہمارے پیر کاملؒ کو حضرت ابوالجناب شیخ نجم الدین احمد الکبریٰ رح کے ساتھ روحانی نسبت تھی۔ آپ نے سلوک کے قواعد میں اس حدیث پاک کی روشنی میں کہ موتو قبل ان تموتو (مرنے سے پہلے مر جاؤ۔) موت اختیاری کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور ہمارے مرشد پاکؒ نے ان قواعد کے اندر اپنے آپ کو گھیر رکھا ہے۔

رہنمونش شیخ نجم الدین کبریٰ نیز بود
زاں ذ اسرارِ حقیقت عالم اکبر شداست

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت نجم الدین احمد الکبریٰ قدس اللہ سرہٗ ہمارے مرشد کامل کے بھی رہبر تھے اُن سے رازہائے حقیقت حاصل کر کے عالم اکبر بن گئے۔

حضرت سلطان قدس سرہٗ نے ایک دفعہ فرمایا کہ میں خانقاہ میں تھا اور ابھی میری داڑھی نہیں تھی تو بیداری کے عالم میں مکاشفہ ہوا اور میں نے اپنے آپ کو ایک پہاڑی کے دامن میں چلتے دیکھا۔ نیکوکاروں کی ایک جماعت جن میں سفید داڑھی والے بزرگ بھی تھے میری طرف آئے علیک سلیک کے بعد ایک صاحب نے آپکا اسطرح تعارف کرایا۔

فرمایا۔ اے عزیز خبردار! یہ حضرت شیخ کبریٰ ہیں۔ آپکی ملاقات کا شرف تمہاری قسمت میں تھا۔ مبارک ہو اب انکی نصائح خوب غور سے سنو اور موقعہ غنیمت جان کر ان پر خوب کاربند رہو۔ چنانچہ آپ نے جو کچھ بھی فرمایا میں اسپر خوب عمل کیا اور خوب مستفیض ہوا۔

نفحات الانس میں حضرت شیخ نجم الدین کبریٰؒ کی کنیت ابوالجناب ہے آپ کا لقب کبریٰ تھا۔ کیونکہ جوانی کے زمانے میں آپ دینی مباحثوں میں سب کو پچھاڑ دیتے تھے۔ اسلئے طامۃ الکبریٰ نام پڑا یعنی بہت بڑی دلیل والا

آپ کو ولی تراش بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی ولی تراشنے (بنانے) والا۔ وجد کے غلبہ کے عالم آپ کی نظر مبارک جس پر پڑی وہ ولی بن جاتا تھا۔

ایک دن آپ کی خانقاہ میں ایک تاجر محض سستاتے بیٹھ گیا۔ آپ پر اسوقت وجد و حال طاری تھا۔ فرمایا کس ملک سے آئے ہو اس نے نام بتایا۔ فرمایا۔ جاؤ۔ یہ اجازت نامہ اور ارشاد نامہ لے جاؤ اور لوگوں کو خدا کی طرف بلاؤ۔ سچ ہے۔ آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند الخ قربان جائیے ان اداؤں کے! کاش ہم پر بھی اولیائے کرام کی ایسی نظر رحمت ہو! آمین (مترجم)

۶۲۸ھ میں تاتاریوں نے بغداد پر حملہ کیا۔ ہزاروں مسلمان شہید ہوئے آپ خانقاہ میں تشریف فرما تھے۔ ایک تاتاری سپاہی نے آپ پر تلوار پر وار کیا۔ آپ نے اس کے بالوں کو پکڑ لیا۔ اور مرنے کے بعد بھی چھوڑے نہیں جب تک بودھی تلوار سے نہ کاٹی گئی۔ بوقت نزع یہ رباعی فرمائی۔

مااز اں محتشا نیم کہ ساغر گیرند

نے از اں مفلسانیم کہ بز لاغر گیرند

(ہم اُن صاحب حشمت لوگوں میں سے ہیں جو کہ ہاتھ میں جام لیتے ہیں۔ اُن ناداروں میں سے نہیں جو کمزور بکری پالتے ہیں)

بیکے دستے جام شہادت نوشند

بدگر دست سر و رخم کافر گیرند

(ایک ہاتھ سے جام شہادت نوش کرتے ہیں۔ اور دوسرے ہاتھ سے کافر کی بودھی پکڑتے ہیں۔

علامہؒ فرماتے ہیں کہ اس معمار یعنی حضرت شیخ کیرا قدس سرہٗ نے سلوک کی عمارت کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے دس قواعد وضع کئے ہیں۔ جو آپ نے ہمارے مرشد کاملؒ کو عطا کئے اور آپ کا یہ قصر عرفان محکم و مضبوط تر ہوا یہ سلسلۂ شطاریہ کے طریق کا نچوڑ ہے۔ جو حضرت نے وضع کیا ہے اور جسکی تعلیم آپ نے مرشد پاکؓ کو عطا کی۔

ان امور پر عمل کرنے سے اختیاری موت کا ملکہ حاصل ہوتا ہے۔ جسکا اشارہ اس حدیث پاک میں ہے کہ ؎ موتو قبل ان تموتو یعنی مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

طبعی موت تو روح کے جدا ہونے سے واقع ہوتی ہے۔ مگر موت اختیاری تمام مرغوب چیزوں کو چھوڑنے سے حاصل ہوتی ہے۔

ایک دفعہ حضور پاکؐ نے حضرت صدیقؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اگر آپ نے چلتا ہوا مُردہ دیکھنا ہو تو ہمارے یار غارؓ کو دیکھو کیونکہ انہوں نے موت اختیاری کو اپنایا ہے۔ اور مندرجہ بالا حدیث مبارکہ

پیر عمل پیدا ہوتے ہیں یاد رہے کہ فطری مرادوں کو ترک کرنے سے جسم اور روح میں تعلق پیدا ہوتا ہے اور جسم کو عروج حاصل ہوتا ہے۔

حضرت علامہؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد کامل توبہ۔ زہد و پرہیز گاری توکل و قناعت، نیک خوئی، صبر و رضا اور عزلت نشینی میں کامل ہوئے۔ عادات قبیحہ کا بدل ڈالنا سلوک کا مقصد اعلا ہے۔ بارگاہ الہٰی کا قرب اُسی صورت میں ممکن ہے۔ جب ہم اپنی بری عادتیں بدل ڈالیں۔ نفس پر سختی کریں اور خلق بد کو نیک خوئی میں تبدیل کریں۔

ابن منصور نے ابراہیم خواصؒ سے پوچھا کس مقام میں نفس کو ریاضت کا حکم دیتے ہو انہوں نے فرمایا کہ تیس سال سے میں نفس پر یہ مقام توکل سختی کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تم نے اپنی عمر کو باطن اور دل کی تعمیر میں فنا کیا اور فنا فی اللہ کی منزل سے دُور پڑ گئے ہو۔ انہی دس قواعد کی تشریح میں حضرت سلطان ولد علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ؎

مرگ تبدیل خلق بد باشد ۔ خلق بد غفلت از احد باشد

(مرگ کا مطلب بری عادتوں کو چھوڑ دینا ہے۔ بری عادتوں میں پھنسے رہنا خدا سے غافل ہونا ہے۔

در توجہ رو نہادہ صبر را صابر شدہ !!!
در مراتب ثابت و اندر رضا شکر شد است

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر کامل صبر میں ثابت قدم رہے اور صابر تھے۔ نیز مراتب میں اللہ کی طرف متوجہ ہونے کو ترجیح دی۔ اسطرح صبر و رضا کے منازل حاصل کرنے میں کمال حاصل کیا۔ آپ اللہ کے شکر گذار اور مریدان صادق آپکے مشکور رہے۔

یہاں حضرت امیر قدس سرہٗ کی اُن تصانیف کا ذکر کرنا بیجا نہ ہوگا۔ جسمیں آپ نے اپنے مرشد کامل یعنی حضرت شیخ کبریٰ قدس سرہٗ کے دس قواعد کو رسالے کی صورت میں شائع کیا۔ راہ سلوک پر چلنے والوں کیلئے یہ دس قواعد تریاق کا کام دینگے۔ اس کتابچے کو علامہ خاکی قدس سرہٗ نے بطور تبرک اس کتاب میں شامل کیا ہے جو یوں ہے۔

اس پروردگار کا بے انتہا شکر و ثنا جس نے اسلام کے قوانین کو مضبوط بنا کر سرمایۂ نجات قرار دیا ہے۔ جس نے پاکیزہ انفاس کو عالم ہائے جبروت ملکوت بلکہ لاہوت کی سیر کرانے اور اُڑنے والے شہباز بنا دیا۔

بیشمار درود و رحمتیں تمام عالموں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر اور اُن کے اہلبیت پر جو اہل یقین کے سالار اور پیشوا ہیں (امابعد) اے عزیز! خدا تک پہنچنے کے راستے تمام سانسوں کی تعداد کے برابر ہیں۔

لیکن یہ سارے راستے تین حصوں میں منقسم ہیں پہلا حصہ کار دیار والوں کا راستہ ہے۔ جس سے مراد بہت سی نمازیں پڑھنا۔ روزہ رکھنا، قرآن شریف کی تلاوت، زکواۃ، حج اور جہاد وغیرہ ہیں۔ یہ ظاہری اعمال ہیں اور عام مسلمانوں کا راستہ اور دائمی عذاب سے بچنے کی صورت لیکن اس راستہ سے حقیقت تک پہنچنا قریب قریب محال ہے۔

دوسری قسم راہ خدا میں جدوجہد اور مجاہدہ کرنے والوں کا ہے جو نفس پر قابو پانے اور دل کی صفائی حاصل کرنے پر زور دیتے ہیں روح میں پیدا ہونے اور باطن کو سنوارنے کیلئے جدوجہد کرتے ہیں۔ یہ راستہ ابرار کا ہے۔ اس جماعت کو مقتصد یا میانہ رو کہتے ہیں۔ ان میں خدا رسیدہ بزرگوں کی تعداد کم ہے۔

تیسرا گروہ بارگاہ الہٰی میں سیر کرنے والوں کا ہے جو لاہوت میں رہ کر بارگاہ الہٰی کا تقرب حاصل کرتے میں سب سے پیش پیش ہیں یہ زیادہ بزرگی والوں کا مقام ہے اور قوت ارادی پر منحصر ہے

اس نیک بختی کے حصول کی بنیادیں انہی دس قواعد پر مشتمل ہیں

— پہلا قاعدہ تو یہ ہے۔ یعنی اپنے اختیار اور ارادے سے اللہ کی طرف متوجہ ہونا۔ گناہوں سے منہ موڑنا۔ ہر اس چیز کو چھوڑنا جو اسکے اور خدا کے درمیان حائل ہو۔ سالک کیلئے دنیا و عقبٰی کی باتیں کرنا حرام ہے طالب خدا کو اپنا وجود بھی چھوڑ دینا ہے۔ (نظم۔ مفہوم) اگر فقر کا تاج چاہتے ہو اپنا سر کاٹ لے۔ اپنی ہستی اور کائنات سے کٹ کر الگ ہو جا

اے فرزند! یہ اُن بہادروں کا تاج ہے جو اپنے سر کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہ تاج کس طرح مل سکتا ہے۔ جب تک تمہیں اپنے سر پر ناز ہے۔

دوسرا قاعدہ زہد ہے۔ یعنی تمام خواہشات دنیوی سے قطع تعلق اُسی طرح جس طرح مُردہ تمام چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے۔

دنیا آخرت کے طلبگاروں کیلئے حرام ہے۔ اور آخرت دنیا کے طلبگاروں پر حرام! اہل اللہ پر دونوں حرام۔ الحدیث)

؎ یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی

دراصل دنیا وعقبیٰ کی لذّتوں سے بڑھکر بارگاہ الٰہی کی لذّتیں ہیں۔

تیسرا قاعدہ توکل ہے۔ تمام ذرائع واسباب کو اسطرح سے ترک کرنا اپنے ارادے سے جس طرح مُردہ اپنے عزیز واقارب ومال واموال کو چھوڑ دیتا ہے۔ یہ سب کچھ محض اللہ کی خوشنودی کیلئے ہونا ضروری ہے۔ مجبوری کے عالم میں نہیں۔

چوتھا قاعدہ قناعت نفسانی اور حیوانی لذات سے کنارہ کش ہونے کا نام ہے۔ صرف حسب ضرورت کھاتے پیئے اور معمولی لباس کی فکر کرے۔ گویا ہرامر میں میانہ روی چاہیئے۔

پانچواں قاعدہ عزلت ہے۔ یعنی گوشہ نشینی یعنی ملنا جلنا ترک کرنا اپنے ارادہ سے قطع تعلق اختیار کرنا۔ صرف مرشد کامل کی صحبت میں رہنا۔ اُسی طرح جس طرح غسّال کے ہاتھ میں کسی کی لاش ہوتی ہے۔ گویا غیر اللہ کی زنگ سے اپنے آپ کو آلودہ نہ کرے۔ اس بیماری کیلئے مسہل دوائی

چاہیئے اور وہ ہے ذکر!

چھٹا قاعدہ ذکر ہے۔ اپنے ارادہ سے ماسواء سے کٹ کر اللہ کے ساتھ رشتہ جوڑنا۔ اللہ فرماتا ہے۔ واذکر ربک اذا نسیت خدا کو اسوقت یاد کرو۔ جب باقی چیزوں کو چھوڑ دو۔

ذکر ایک معجون مرکب ہے جو نفی اثبات سے مل کر بنتی ہے۔ لا نفس امارہ کو چھوڑ کر غرور۔ حسد۔ بغض۔ چغلی جھوٹ خود نمائی لالچ وغیرہ سے کنارہ کش ہونا۔ اور الا اللہ کے اثبات سے دل کی پاکیزگی اختیار کرنا یقین کے تحت پر بیٹھ کر اپنے جمال کی جلوہ گری کرے۔ تاکہ جسم کی زمین نورانی ہو جائے اور ذاکر کے چہرہ پر اس کے آثار نمایاں ہوں وھو معکم اینما کنتم وہ تمہارے ساتھ جہاں بھی تم ہوگے

- جب مٹی کی طرح اس راہ میں پامال ہو جاؤ گے تو تمکو ابدی زندگی حاصل ہو جائیگی۔ خود کو فنا کر کے اللہ جلوہ گر نظر آئیگا۔

- سب کاموں میں دل کو مدنظر رکھو۔ تاکہ دھیان اللہ کی طرف رہے۔

- تمہارا دل ناسوت کا ایک انڈا ہے۔ اسکے اندر لاہوت کا شاہباز ہے اسکو پینے دو۔ اڑ جائیگا۔

- حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ کا مراقبہ کمیاب ہے ہاں نفس کی مخالفت کرنا ہی مراقبہ ہے۔ حضرت خواجہ موصوف مرید کے دل سے غیر اللہ کے خیالات مٹا دیتے تھے۔

۔ ساتواں قاعدہ توجہ ہے۔ توجہ لبسوئے حضرت اللہ جل شانہٗ۔ تمام خواہشات کو جنہیں سالک غیر اللہ کہتا ہے ترک کرنا۔ کسی مرغوب چیز کو آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھنا۔

(حضرت پیر رومیؒ فرما گئے ہیں ؎

صد کتاب و صد ورق در نار کن

روئے دل را جانب دلدار کن ! مترجم)

۔ ابوالقاسم جنیدؒ فرماتے ہیں۔ اگر ایک صدیق سالک اللہ کی طرف ہزار سال متوجہ رہ کر ایک لحظہ کیلئے بھی اپنا رخ اس ذات واحد سے پھیرے تو اسکی ہزار سالہ محنت ایک لحظہ کی غفلت کے باعث رائگاں ہو جائیگی۔

۔ آٹھواں قاعدہ ہے۔ یعنی نفسانی خواہشات کو چھوڑ دینا اور رِیاضات میں ثابت قدم رہنا۔ گویا صبر ایک مردے کی طرح ہو۔ نفس امارہ کو قابو کر کے تکالیف برداشت کرے۔ تاکہ دل کی صفائی روح کی پاکیزگی میسر ہو

نواں مراقبہ ہے۔ یعنی اپنے محبوب کی طرف نظر رکھنا۔ خدا کی مہربانیوں کے انتظار میں رہنا۔ اُسی طرح بے حس و حرکت جسطرح ایک مردہ لاش ہوتی ہے۔ توحید کے سمندر کا غوّاص بننا۔ نفس سے بھاگ کر اللہ کی طرف رجوع کرنا۔

اللہ کو ہمیشہ حاضر و ناظر جان کر اللہ کے نور سے منوّر ہو جانا۔

دسواں قاعدہ رضا ہے۔ اپنی مرضی پر محبوب کی مرضی کو ترجیح دینا۔ اس سلسلہ میں احیائے العلوم اور کیمیائے سعادت کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔

معتبر لوگوں سے سنا ہے کہ حضرت شیخ جنید رح کے زمانے میں حضرت شیخ کبریٰ قدس سرہٗ کے زمانے تک اس سلسلہ کو جنیدیہ کہتے تھے بعد میں شیخ کبریٰ کی بزرگی کے پیش نظر اس سلسلہ نام کبردیہ پڑ گیا۔ یہی نام حضرت میر سید علی ہمدانی قدس سرہٗ تک تھا بعد میں کچھ اسکو ہمدانیہ کہتے ہیں

خزانتہ الجلال میں زنگ آلودہ دل کو مُردہ زمین سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اگر پانی سے سیراب کیا جائے تو قسم قسم کے نباتات اُگتے ہیں لہٰذا اپنے دل کو استغفار اور لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ کی ریتی سے تیز کردیا دھدا تیئ زندگی بخشتی ہے۔ حضرت علمدار رح فرماتے ہیں۔ ؎

دل پہوی گاڑتے ہو کھ مو تھاوُتی
ذکو ہیند پونیٔ دِس لسہ یوتو ے (مترجم)

موت نفسانی خواہشات سے آتی ہے زندگی اللہ کی محبت سے قائم ہے۔

کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ معرفت کی زندگی الگ ہے۔ اور حیات انسانی الگ ــ لوگ بشری زندگی سے زندہ ہیں

کل نفس ذائقۃ الموت سے بشری زندگی ختم ہوتی ہے۔

مگر معرفت کی زندگی کبھی ختم نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلنحیینہ حیواۃً طیبۃً (ہم مومن کو پاکیزہ زندگی عطا کرتے ہیں) اس لئے کہا گیا ہے۔ المومن حیٌّ فی الدارین، مومن دنیا و عقبیٰ میں زندہ ہے۔

نہ میرد دھر کرا جانش تو باشی   خوشا جانے کہ جانا نش تو باشی

وہ نہیں مرتا جس کی جان تم ہو۔ نیک بخت وہ ہے جس کے تم محبوب ہو۔

شاہ کرمانی قدس سرہٗ نے اس آیت کی تشریح میں فرمایا ہے۔

او من کان میتاً فاحییناہ ۔ اس زندگی کی تین نشانیاں ہیں

① لوگوں سے گوشہ نشینی ② اللہ کے ساتھ تنہائی ③ دل اور زبان ذکر میں مشغول۔ ؎

غافل مشو از ذوق دل و ذکر زبان

تا زندہ جاوید شوی در دو سرائے

دل اور زبان سے ذوق و شوق کے ساتھ ذکر میں مشغول رہنا کہ ابدی زندگی پاوے۔

ہمچنیں در دو اقعہ ہر لحظہ از فضل خدا
صحبتش با اولیاء اعظم و اقرشد است

علامہ عطائیؒ فرماتے کہ اللہ کے فضل و کرم سے میرے مرشد کاملؒ کو چند اکابر اولیاء کے ساتھ ملاقات نصیب ہوئی اُن سے فیضان حاصل کرنیکا شرف ملا اسطرح یہ سمجھ لیجئے کہ ہمارے پیر کامل کی اویسی نسبتوں کی طرف اشارہ ہے۔

علامہؒ فرماتے ہیں کہ مرشد کاملؒ قدس سرہٗ نے ہر صاحب دسگہ سے ذکر و دُعا کی تربیت حاصل کی حتیٰ کہ آپ لوگوں کی رہبری کیلئے کامل و اکمل بنے۔ حضرت علامہ فرماتے ہیں۔ کہیں مرشد پاک مجھ پر مہربان ہو کر میرے جذبہ عقیدت کو زیادہ راسخ اور پختہ بنانے کیلئے فرماتے کہ مجھکو ظاہری اور باطنی طور پر کلیتے ہی سے مکاشفات کے اولیاء سے متمتع ہونیکا موقعہ ملتا۔

یہاں تک کہ انکی مدد سے میں ذکر و وظائف وغیرہ میں تربیت حاصل کرنے میں ید طولیٰ حاصل کر گیا۔ مگر یہ سب میری ثابت قدمی سے مجھے ملا اور اچھے نتائج حاصل کرنے میں کامیاب رہا۔ مصلحت یہ ہے کہ جب تک ابتدائی وظائف کے نتائج حاصل نہ ہوں آگے نہیں بڑھنا چاہیئے۔

قصیدہ فارضیہ میمیہ کی شرح میں وارد ہے۔ جو مرشد کاملؒ نفسانی خواہشات کے چنگل سے آزاد ہوا ہو اور غرور۔ پندار۔ خود بینی

اور خود نمائی کا شکار نہ ہو وہ عطا شدہ نعمتوں کے شکرانہ کے طور پر ان کا اظہار کرے۔ اس سلسلہ میں اس آیت کا حوالہ دینا بر محل ہوگا۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔ ان نعمتوں کی شکر گذاری کیلئے ان نعمتوں کا ذکر کیجئے تاکہ طالبوں کا حوصلہ بلند ہو۔ مگر یاد رہے کہ سب خوبیاں اللہ کے کمال و جمال کی آئینہ دار ہیں ان کا تذکرہ کرنا دراصل اللہ کی بزرگی کو ظاہر کرنا ہے۔ کتنا بلند و بالا ہے۔ شان والا ہمارا خدائے کریم!

ورد اعظم راکہ دعوتے است لیسین بہم!!
گشت ملہم کاسم اعظم جملہ سرتا سر شد است

علامہ موصوف فرماتے ہیں۔ کہ میرے مرشد کامل کو الہام ہوا کہ ورد اعظم با سورہ یٰسین پڑھیں یہی اسم اعظم ہے۔ آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس ورد اعظم (جو چند دعائیں، سورہ فاتحہ اور دیگر آیات اور اسماء پر مشتمل ہے) میں اسم اعظم ہے۔ یہ مشکلات کے حل اور حاجت برآری کیلئے بہت مفید ہے۔ ایک غیبی آواز نے چونکا دیا اور معلوم ہوا کہ سارے کا سارا اسم اعظم ہے تو آپ اسکو ہمیشہ بلا ناغہ رات کے آخری پہر یا صبح نماز کے بعد کئی دفعہ پڑھتے تھے۔ اسکی اجازت آپکو اپنے پیر بزرگوار حضرت سید جمال الدین بخاری قدس اللہ سرہ نے دی تھی۔ بلکہ سلسلہ شطاریہ کے بعض مرشدوں اور حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے بھی پڑھنے کی اجازت حاصل

تھی۔ بعض مریدوں نے بھی اسکا خوب استفادہ کیا ہے۔

قارئے این ورد لو دید بابا حیدر شن
کز دہانش ہر زمان پران یکے کبوتر شد است

حضرت علامہ" فرماتے ہیں ایکدن مرشد پاک کبھی وظیفہ پڑھنے میں مصروف تھے۔ اور میر بابا حیدر لولہ مولی رحمۃ اللہ علیہ جو صاحب کشف ہیں۔ ایک کونے میں بیٹھے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ہر سانس جو پیر کامل کے دہان مبارک سے نکلتا تھا ایک کبوتر کی شکل میں باہر آکر آسمان کی طرف اُڑتا تھا۔ جب خاکی صاحب نے اسبارے میں مرشد کامل سے دریافت کیا۔ تو آپؒ نے فرمایا کیا تم نے الیہ یصعد الکلم الطیب (اسکی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں۔ کے آیہ کریمہ کی تفسیر نہیں سنی ہے۔ یا حضور پاک صلعم کی حدیث پاک نہیں دیکھی ہے جس میں فرمایا گیا ہے۔ کہ مومن بندے کے منہ سے کلمہ پرندے کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ مثلاً اگر سبحان اللہ کہے کہ اس پرندہ کا نام سبحان اللہ مشہور ہوکر وہ ہمیشہ ہمیشہ اللہ کی ثنا کرتا رہتا ہے۔ اسکا ثواب پڑھنے والے کو ملتا ہے۔

اوراد فتحیہ کی شرح میں ایک واقعہ درج ہے کہ ایک شخص دریا میں ڈوبنے لگا۔ اس نے پڑھا ذالک تقدیر العزیز العلیم تو ایک پرندے نے اسکو کنارے پر رکھدیا۔ پوچھا تم کون ہو۔ جواب ملا میں ہی آیہ کریمہ ہوں۔

نفحات الانس میں لکھا ہے کہ شیخ محی الدین عربی قدس اللہ سرہٗ

ایک دن حضرت فاطمہ بنت حسن المثنیٰ رض کے پاس بیٹھے تھے۔ ایک

عورت نے عرض کی۔ میرا خاوند فلاں شہر میں گیا ہے۔ جہاں وہ

دوسری شادی کرنے والا ہے۔ حضرت فاطمہ رض نے سورہ فاتحہ پڑھنا شروع کیا

میں نے جان لیا کہ سورہ فاتحہ پڑھنے سے انہوں نے ایک شکل کھینچی اور اسی

صورت کو روانہ کیا۔ بھیجنے کے وقت فرمایا کہ اے سورہ فاتحہ جاؤ اسکو

لیکر آؤ اسطرح سائلہ کا کام بن گیا۔

مفتاح الجنان میں لکھا ہے کہ ایک شخص ہمیشہ مسبعات عشرہ پڑھتا

تھا۔ سفر میں اُسے لٹیروں نے گھیر لیا اسی اثنا میں دس سوار ننگے سر اسکی

مدد کو آئے۔ اور وہ بچ گیا۔ اسنے پوچھا تم کون ہو۔ ہم مسبعات عشرہ

یعنی دس دعائیں ہیں۔ جو تم ہر صبح سات بار پڑھتے ہو۔ پوچھا ننگے سر

کیوں ہو۔ انہوں نے کہا کہ تم یہ کلمات بغیر بسم اللہ کے پڑھتے ہو۔!

ہست وردش ہم دعائے حرز مونس اولیاء
ہر نبی و ہر ولی از خواندنش مسرور شد است

اس شعر سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ میرے پیر کامل قدس سرہ کا حرز مونس

اولیاء وظیفہ تھا۔ اس ورد کا استفادہ ہر نبی و ولی نے کیا ہے۔

چنانچہ اسکے خواص بہت ہیں۔ انکے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہ دعا حضرت ابراہیمؑ کے دستار مبارک پر۔ حضرت یوسفؑ کی تعویز پر۔ حضرت سلیمان کی انگوٹھی پر۔ حضرت عیسٰیؑ کے پنگوڑے پر، حضرت محمد مصطفٰے کی مہر پر حضرت علیؓ کی ذوالفقار پر اور حسنین کرام رضٰ کی تعویز پر لکھی تھی۔ اس کے بکثرت پڑھنے اور ورد کرنے سے اسکا نام حرز مونس اولیاء پڑا۔ اسکی فیوض و برکات بے شمار ہیں۔ اس دعا کی اجازت سے پیر کاملؒ نے مرحمت فرمائی تھی۔ کہ ہر فرض نماز تہجد اور چاشت نمازوں کے بعد ایک ایک بار پڑھیں۔ ایسے وظیفہ خوان کے مددگار رجال الغیب ہونگے۔

علامہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ میرے مرشد کامل کو حزب البحر وظیفہ ازبر تھا اور شب و روز ورد فرماتے تھے۔ چنانچہ اس وظیفہ کے فوائد اور خاصیتیں ہر طرف مشہور ہو گیئں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب رسالت مآبؐ کی خدمت میں جناب روح الامینؑ تشریف لائے۔ اور بہت ہی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا کہ اللہ تبارک و تعالٰی

نے آپ کی اُمت کیلئے ایک تحفہ بھیجا ہے اور وہ ہے۔ دعائے حزب البحر!
یہ کسی اور پیغمبر کو نہیں ملا ہے۔ اسکے پڑھنے سے دونوں جہاں کے مطالب
حاصل ہونگے اور اسکی چالیس خاصیتیں ہیں۔

ایک اور کتاب میں تحریر ہے کہ یہ دُعا حضرت سلیمانؑ کو مراقبہ میں
ملی ہے۔ اور آپ نے شیخ ابوالحسنؒ کو بجلی، کڑک، طوفان وغیرہ
سے بچنے کیلئے اسکے پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔
یہ بھی درج ہے کہ سید ابوالحسن مغربی شاذلیؒ ایکدفعہ بحیرۂ روم
میں طوفان کے اندر پھنس گئے اچانک یہ کلمات اُن تک پہنچ گئے۔ اسلئے
اسکا نام حزب البحر پڑ گیا؛ آپ نے وصیت کی کہ کم فہم کند ذہن لوگوں کو اسکی
تعلیم نہ دیں۔
ہمارے مرشد کاملؒ کو اسکی اجازت سلسلۂ چشتیہ سے ملی۔ اسکے
بعد گیلانیہ، شطاریہ۔ سلاسل سے بھی فیض پایا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک کو اپنے مرشدوں سے
ہفت آیات کا وظیفہ ملا۔ اس طرح وہ فولادی قلعہ میں محفوظ رہے۔

اس کا طریقہ یوں ہے کہ ساتویں آیت پڑھتے ہی اپنے سات
اعضا پر پھونک مار کر یہ کہے کہ میں نے تمام دشمنوں اور اندیشوں

کو جکڑ کر رکھدیا ہے۔

ان کی زبان کو بحق لا الٰہ الّا اللہ کے مہر ثبت کی ہے۔ بنام محمد رسول اللہ وبحق کھیٰعص وبحق حمعسق و ببرکت آں آیات قرآن مجید دل کو مضبوط رکھے۔ اپنے آپ کو فولادی قلعہ کے اندر محفوظ و مامون جانے۔

دید جمع ز اولیاء حرز یمانی خوان یسے !!!
ہم بایشان خواند باں خواند نش از بر شد است

ہمارے علامہ فرماتے ہیں کہ میرے پیر کامل نے اولیاء اللہ کی ایک جماعت کو حرزِ یمانی پڑھتے دیکھا اُن کے ساتھ ساتھ پڑھنے کی برکت سے آپکو بھی یہ وظیفہ زبانی یاد رہا۔

دعائے حرزِ یمانی کو دعائے سیفی بھی کہتے ہیں۔ پیر کامل نے فرمایا کہ رخصت ہوتے وقت ان بزرگوں نے مجھے بتادیا کہ اس کا نسخہ آپ کو رات کو مل جائیگا۔ اس میں کچھ غلطیاں ہونگی وہ بھی نکالنا۔ رات کو ایک صاحب نے اس دعا کا نسخہ دیکر فرمایا کہ یہ چیز آپ کے لائق ہے۔ دیکھا پڑھا۔ واقعی اسمیں کچھ غلطیاں تھیں۔ میں نے تصحیح کر کے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اس دعا کی کچھ خاصیتیں بھی دیکھیں مگر میرے مرشد پاک یعنی سید جمال الدین بخاری قدس سرہٗ نے اسکے پڑھنے سے منع فرمایا اور ذکروں پر زیادہ زور دیا۔

مرشد برحق نے فرمایا۔ اے شیخ حمزہ! ایسی دُعائیں دنیا کی شُہرت اور مال و جاہ کے حصول کیلئے پڑھی جاتی ہیں۔ جس سے آخرت کے خسارے کا ڈر ہے۔" بے شک نیک لوگوں کی نیکیاں۔ بارگاہ خداوندی میں قریب والوں کیلئے گناہوں کے برابر ہیں۔ (حسنات الابرار سیات المقربین)

حلقہ کردہ قارے اوراد فتحیہ لشوق
اولیاء بسیار شہود شد لشیر اسر شد است

علامہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میرے مرشد کامل نے کھو یہامہ گاؤں کی پہاڑی پر جھیل لشیراسر کے کنارے اولیاء کی ایک جماعت کو حلقہ کئے ہوئے دیکھا اور وہ بصد شوق اورادفتحیہ کا ورد کر رہی تھی۔ پیر کامل فرماتے ہیں کہ اہل کشمیر کیلئے جناب حضرت امیر کبیر میر سید علی همدانی قدس اللہ سرہٗ نے یہاں تشریف لاکر اس کے پڑھنے کی عام اجازت مرحمت فرمائی ہے کہ یہاں کے عام مسلمان مسجدوں میں بلند آواز سے پڑھتے رہیں۔ پس معلوم ہوا کہ اس کیلئے اجازت حاصل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بلکہ یہ مرشدات کامل کے اعتقاد پر منحصر ہے۔ پھر بھی اگر کسی کامل سے اجازت ملے تو نور علی نور۔ غرض ہمنے بھی صبح نماز کے بعد اسکو پڑھنا لازم جانا!

ایکدن پیر کاملؒ سیر کرتے ہوئے جھیل شیراسر پر پہنچے دیکھا کہ رجال الغیب اور زمینی فرشتوں کی ایک جماعت دائروں میں بیٹھکر اوراد شریف پڑھ رہے

ہیں۔ ہماری طرف دیکھکر فرمایا۔ تم ایسے کاموں میں کاہلی اور سستی کیوں برت رہے ہو جبکہ آپنے ایکدفعہ پڑھا ہمنے کئی سو بار اسکو ختم کیا۔ پیر کامل" فرماتے ہیں۔ دراصل انکا مقصد ہمکو زیادہ ترغیب دینا تھی تاکہ اسکو کثرت سے پڑھا جائے۔

اس سلسلہ میں تبرک کے طور پر چند باتیں عرض کرنا موزوں و مناسب ہوگا۔

اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے فیوض و برکات کے دروازے اس اوراد شریفہ کی صورت میں ہم پر کھول دئیے ہیں۔ لاکھوں درود و سلام حضرت ہادی برحق صلعم آپ کی اولاد و اصحاب رضی اللہ عنہم پر جنہوں نے سیدھے راستے کی راہبری کی۔ ساتھ ہی ہم حضرت علی ثانی امیر کبیر قدس اللہ سرہٗ کی مہربانیاں کیسے بھول سکتے ہیں۔ جنکو اللہ پاک نے ہماری طرف بھیجکر بڑا احسان کیا۔ حضرت موصوف نے بے شمار برکتوں اور عظمتوں والا یہ وظیفہ ہمیں عنایت فرمایا۔

جو کوئی رات دن یاد خدا میں مصروف رہے۔ اگر سو سالہ مردہ پر پڑھے اُسے جان ملتی ہے۔ صبح شام پڑھنے سے فیض بے پایاں ملتا رہیگا۔

حضرت خاکی" فرماتے ہیں۔ کہ ایکدفعہ شیخ عماد الدین فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت قطب الاقطاب کے حلقہ ارادت میں حاضر تھا۔ تو آپکے اچانک چیخ نکل گئی جب اوراد شریفہ کا ورد ختم ہوگیا تو آپ نے فرمایا ایک جماعت فرشتوں کی پڑھنے والوں کے ساتھ موافقت کر رہی تھی۔ گویا انکی مدد کر رہے تھے۔ جب یہ ہمارے ساتھ پڑھنے لگے تو مجھ پر

عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔

حضور پاک صلعم کا ارشاد ہے کہ جو صبح کی نماز با جماعت پڑھکر بیٹھے اور خدا کی یاد سورج طلوع ہونے تک کرے بعد میں دو رکعت نفل پڑھے اسکو مکمل ترین حج اور عمرہ کا ثواب مل جائے گا۔

مسلم شریف میں ہے کہ ایسے ذاکروں کو فرشتے رحمت سے گھیر لیتے ہیں۔ انہیں اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی یاد اعلیٰ علیین میں فرشتوں کے سامنے کرتا ہے۔

بعد خفتن ہم بخوان اوراد فتحیہ لشوق !!
با مریداں ز اولیاءش ایں امر تم یکبر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک کمال شوق سے خفتن نماز کے بعد اوراد شریف پڑھتے تھے۔ اور مریدوں کو بھی اسکے پڑھنے کی ہدایت فرماتے واقعہ یوں ہے۔ کہ نادیہا سیل کی مسجد شریف میں پیر کامل نے عشاء کی نماز کے بعد حاضرین جن میں مرید اور دیگر گاؤں والے تھے فرمایا آؤ! ہم اکٹھے اوراد شریف پڑھیں۔ کیونکہ بعض اولیاء اللہ نے حکم دیا ہے کہ حاضرین سے کہدیں کہ بعد نماز خفتن بھی اوارد شریف پڑھیں۔ تاکہ اسکی برکتیں تمام رات شامل حال رہیں سب نے یہ وظیفہ شروع کیا صبح پیر کامل

نے پوچھا اگر کسی نے خواب دیکھا ہے تو بیان کرے۔ مخدوم علی صوفی رحمۃ اللہ علیہ نے آکر بیان کیا کہ پیر کامل کے روبرو ایک شخص حلوے کا خوانچہ لیکر آیا۔ اور اسکو حاضرین میں تقسیم کیا گیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ یہی اوراد شریف کی اصلی صورت تھی جو حاضرین پر منکشف ہوئی۔

علامہ فرماتے ہیں کہ پیر کاملؒ کو اپنے مشائخین کرام سے بارہا یہ حکم ملا ہے۔ کہ ہر فرض کے بعد قرآن شریف کا کچھ حصہ پڑھا کرو۔

وہ ختم یہ ہے۔ کہ سورۂ فاتحہ ایک بار۔ سورۂ تبارک۔ سورۂ مزمل سورہ نباء ایک ایک بار اور چند سورتیں مثلاً سورہ اخلاص تین بار، معوذتین یعنی فلق اور سورہ ناس ایک ایک بار۔ سورہ قدر تین بار۔ کبھی سورہ الفتح ظہر کے بعد ان سورتوں کے ساتھ ملا کر پڑھتے ہیں۔ نماز شام کے بعد سورہ واقعہ ایک بار سورہ حجر ایک بار۔ نماز عصر اور فجر کے بعد مسبعات عشرہ پڑھنا ضروری جانتے ہیں۔

حدیث مشہور ہے اللہ نے فرمایا۔ مجھے اپنے جلال و عزت کی قسم جو سورہ فاتحہ اور یہ آیتیں ہر فرض کے بعد پڑھے۔ میں اسکی طرف ستر بار

رحمت کی نظر سے دیکھونگا - اور تر تر ار حاجات سے پوری کرونگا اور جنت میں جگہ دونگا۔ چاہیے وہ گنہگار ہی ہو - مذکور آیتیں یہ ہیں -

سورہ فاتحہ بسم اللہ کے ساتھ آیتہ الکرسی خالدون تک۔ امن الرسول آخر تک۔ شہد اللہ انہ سے حکیم تک قل اللہ سے قدیر تک

ہمارے مرشد پاک ان آیتوں کے ساتھ اوراد شیخ بہاؤ الدین اور اوراد عصریہ امیریہ بھی پڑھتے تھے۔ اور علامہ خاکی کو بھی اجازت دی تھی۔

محیط و حی خدا است حیات محمد

فیض از چندیں نسب ہم مخلصانش راز ان ہست
بیشتر فیض و ترقی گر عمل اندر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک کے یاروں - مریدوں اور مخلصوں کو مختلف سلسلہ جات سے فیض ملا ہے اور ملتا رہیگا گو انکے عمل زیادہ دراز تر ہوں۔

نور شیخان بیشتر ہر چند رہ روشن تر است
صادق اینجا شیخ سمنانی بما سر شد است

علاوہ [illegible] مرشد پاک تمام سلاسل سے توسل رکھنے کے باعث ہر قسم [illegible] و اعمال سے مستفیض ہوئے ہیں۔ اور اسکی تصدیق حضرت شیخ علاؤ الدین سمنانی نے فرمائی ہے۔

ہمارے پیر کامل چودہ سلسلوں سے نسبت رکھنے کے علاوہ اویسی نسبت کے بھی مالک ہیں۔ جیسے حضرت خواجہ خضرؑ، حضرت علی شیخ کبریٰ اور خاکم حضرت سرکار دو عالم ﷺ اس شعر میں یہ بات عیاں ہے۔ کہ آپ کو جو فیوض و برکات و عنایات اس تمام سلاسل سے ملے ہیں۔ ان میں مخلص اور مرید بھی شریک ہیں۔

حضرت سمنانی نے صحیح فرمایا ہے کہ مرشدوں کو جتنا زیادہ فیض حاصل ہوا ہو۔ راہ سلوک کے رموز زیادہ واضح ہو جاتے ہیں۔ برخلاف احادیث مبارک کے کہ جن کے اندر واسطے کم ہوں حدیث صحیح مانی جائیگی سلوک کی راہ میں مرشدوں کی روشنی کے بغیر چلنا ممکن نہیں ہے۔ ایک خودرو درخت کا پھل اتنا میٹھا نہیں ہوتا جتنا پیوند والے کا جسکا مالی ہو۔ جو اسکی نگہداشت کرتا ہو۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

علامہ خاکیؒ کا بیان ہے کہ ذکر چار ضرب کی گرمی، تپش اور سوزش سے پیر محترمؒ اکثر درد سر میں مبتلا رہتے تھے۔

آپ اکثر جوانی کے ایام میں ذکر چار ضرب اور حبس نفس کے کام میں اتنا مصروف رہتے اور اس زور سے اذکار جاری رکھتے۔ ایسا لگتا تھا کہ سر کا بجا پگھل گیا ہے۔ یا کہ سر کی کھوپڑی اپنی جگہ پر نہیں ہے۔ جب فراغت پاتے تو ٹٹولتے۔ کیا واقعی سر کاندھوں پر ہے کہ نہیں۔ اللہ کا شکر بجا لاتے۔ الحمد للہ

لطیفہ غیبیہ میں درج ہے کہ جب مرید مرشد کے ساتھ چلہ کشی پر بیٹھتا ہے۔ اور ذکر شروع ہو جاتی ہے۔ تین حرف خطرۂ شیطانی، خطرۂ نفسانی خطرۂ ملکی کے تین خطروں کے انکار کی طرف اشارہ ہے۔ اور چوتھا ضرب پاکیزہ ترین اللہ کے خطرے کا اقرار ہے۔

یہ جان لینا ضروری ہے کہ ساری اُمت میں چار قسم کے لوگ ہیں شطار عاشق۔ نیکوکار زاھد۔ نیک صالح۔ شر پسند فاسق ۔شر پسند فاسق حرام شہوتوں اور شریعت کے خلاف لذتوں کی طرف

راغب ہیں۔ لیکن صالح لوگ عبادات میں مشغول رہتے ہیں۔

نفسانی خطرات میں اچھا لباس۔ لذیذ غذا، نکاح وغیرہ شامل ہیں شعار عاشق زھد سے پرہیز کرتے ہیں اور ریاضت سے دُور ہی رہتے ہیں۔ کشف و کرامات کی اُن کے پاس کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ بھلا جسکو کرامات کا غرور ہو۔ وہ کتا ہے۔ جو بھونکتا ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ جب تک کفر و ایمان کا جھگڑا باقی ہے۔ قسم بخدا ایک بندہ بھی صحیح طور مسلمان نہیں ہوتا اس گروہ کا دین و مذہب توجہ الی اللہ اعراض ماسوا اللہ یعنی اللہ کی طرف توجہ اور ماسوا اللہ سے فرار۔ اس خطرہ کو خطرہ سبحانی کہتے ہیں۔ ایسے لوگ ہمیشہ نور کے پردے میں ہوتے ہیں

عارفوں نے خوب کہا ہے کہ جس چیز کے تم پابند ہو تم اُسی کے بندے ہو۔ خواہ وہ ابرار ہوں۔ اخیار ہوں یا اشرار۔ جو ان تین خطرات سے گذر گیا ہو۔ وہ آزاد ہوا۔ اور وہی نفی اثبات کر سکتا ہے۔

ایک ضرب شیطانی خطرہ مٹا ڈالتا ہے۔ دوسرا ضرب خطرۂ نفسانی کو اور تیسرا خطرہ ملکی کو۔ کامل مرشد کے تلقین و رہبری کی اشد ضرورت ہے لفظ لا ان تمام خطرات کو مٹا ڈالتا ہے۔ اسمیں تصور شیخ بڑا فائدہ فائدہ دیتا ہے۔ اور مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ ان کلمات کی مثال مُرشدوں نے یوں فرمائی ہے۔

التوحید شرک (توحید پر چلنے اور اور موحد ہونے کا خیال تک کرنا شرک ہے۔ یہ انتہا کو پہنچے ہوئے بزرگوں کی بات ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک سلطان ہیں۔ پاس انفاس ذکر واذکار آپ کے سر پر تاج ہے؛ چار ضرب میں آپ کا ہر سانس موتی اور گوھر ہے۔

پاس انفاس اور ہوش دردم کے معنی ہیں کہ سانس کے اندر آنے اور باہر جانے کی طرف توجہ دیکر انکی اس طرح نگہبانی کی جائے کہ کوئی سانس غفلت میں بسر نہ ہو۔ سالک کیلئے یہ بنیادی امر ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ یاد حق سے غافل نہ رہے۔ بغیر یاد خدا کوئی سانس باھر نہ نکلے۔ خود بینی کی جگہ خدا بینی اشد ضروری ہے۔ ھر سانس ایک گوھر ہے

ہمارے مرشد پاک باطنی سلطان ہیں آپ کا باطنی تاج ہے ذکر۔ پاس انفاس از رسالہ فریدیہ میں تحریر ہے کہ فرض دائم یا ذکر پاسِ انفاس

کیلئے دل کی صفائی بہت ضروری ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دل کو جلا دینے کیلئے اسکا آلہ یاد خدا ہے پاس انفاس کے دو اقسام ہیں۔ ایک ذکر جلی۔ دوسرا ذکر خفی۔ پہلے ذکر جلی کو عملائے تاکہ عادت پڑ جائے۔ پھر ذکر خفی کی عادت خود بخود مستحکم ہو جائیگی۔

سالک وہ ہے جو چوبیس گھنٹے میں سے ہر گھنٹہ میں ایک ہزار سانس کو غفلت میں نہ لے۔

سید علی جعفریؒ فرماتے ہیں کہ آدمی دن رات چوبیس ہزار سانسیں لیتا ہے انکو فوت ہونے نہ دیں۔ ان سے پوچھا جائیگا۔ تم کیا کرتے تھے۔ وہ کہینگے یا اللہ۔ ہم اسم اعظم کے ساتھ مشغول تھے اللہ اسکی برکت سے اپنے وصل سے نوازیگا

علامہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مرشد عشا سے لیکر صبح تک سانس بند کرکے حبس نفس کرتے ہیں۔

آپ فرماتے تھے کہ اگر کوئی سانس بند کرنے کی ورزش کرے اور وہ سانس اس کی مرضی کے بغیر باہر نہ نکلے۔ نہ ناک کے راستے اور نہ منہ کے ذریعہ سے۔ اسطرح سانس کا خیال رکھنے سے وہ ذاکر ہوگا۔ سلوک کے اس کام سے شیطانی خطرات دور ہوتے ہیں۔

نفسانی و ملکی خطرات کا نابود ہونا۔ دل کی صفائی اور اہل کشف بن جانا یہ سب اس میں داخل ہیں۔ ہر سانس کی حفاظت ضروری ہے کیونکہ یہ ایک عالم ہے۔

پاس انفاس کا علم بہت نرالا ہے۔ ہمارے مرشد کامل نے اسکو اپنا معمول بنایا تھا۔ آپ نے جوانی کے سال میں ہی اس میں اللہ کی عنایت سے پوری مہارت حاصل کی تھی۔ ساری رات ایک ہی سانس میں گذارتے تھے آپؒ فرماتے کہ اگر فرض نمازوں کی ادائیگی کا حکم نہ ہوتا تو میں دن رات ایک ہی سانس میں گذارتا۔

علامہ عطائیؒ نے جب آپؒ سے عرض کیا اے نورانی مرشد! یہ عقل سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان بغیر سانس لئے زندہ رہے تو آپ نے فرمایا کہ سلوک میں منہ اور ناک کے ذریعہ سانس لینا مکروہ اور

اور ممنوع ہے۔ جب یہ راستے بند ہو جاتے ہیں تو اللہ تبارک تعالیٰ سر کے اوپر سے ماتھے کی یہ لو کی جگہ پر ہے۔ جیکہ تجربہ میں آیا ہے۔ مگر اس کیلئے محنت شاقہ کی ضرورت ہے۔

رسالۂ فریدیہ میں درج ہے۔ عبادت دو قسم کی ہے ایک ظاہری اور دوسری باطنی۔ ظاہری عبادت کیلئے طالب کو روزہ۔ نماز۔ کم کھانا کم بولنا کم سونا اور زبان سے ذکر کرنا وغیرہ لازم ہے۔

باطنی عبادت میں ذکر خفی ضروری ہے۔ پہلے سانس بند کرے یہانتک کہ سانس تنگ ہو جائے اور تفکر سے ذکر کرتا ہے جس سانس کی تنگی محسوس نہ ہو۔ بشریت کی طاقت زائل و نابود ہو جاتی ہے اس قسم کے عمل سے دل میں خطرات داخل نہیں ہوتے ہیں۔ اور یہ چوبیس گھنٹے کے چوبیں ہزار سانس ایک گھڑی ہے اسکو عبادت میں گذار دے۔ ذکر خفی تمام عبادتوں سے بہتر ہے۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے ایک گھنٹے کی باطنی عبادت ایک سال کی ظاہری عبادت سے بہتر ہے اس عمل سے دل صاف ہو جاتا ہے بندہ کے دل میں تجلی سے نور کا ایک ستون اُترتا ہے اور ذات الٰہی کی کشش دل میں پیدا ہوتی ہے۔ ہر خزانے میں ایک گوھر ہے یہ کشش اسکو روشن کرتی ہے شیطانی خطرات سب دور ہو جاتے ہیں

حدیث قدسی ہے۔ اے میرے بندے! میں تمہارے ظن کے ساتھ
ہوں جب تو مجھے پکارے اور باطنی عبادت یہی ہے۔

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں۔ جناب پیر برحق قدس سرہ نے فرمایا کہ جو مشکوک
کھانا ہم نے موضع بونیار کھایا تھا۔ اسکو ذکر سے ہمنے خاکستر کر دیا۔
یہ اس واقعہ کی غمازی کرتا ہے۔ جب ایک دفعہ مرشد کامل نے موضع
بونیار ضلع بارہمولہ میں مشکوک غذا کھائی جسکی پاداش میں انکے جوڑ بند
بھاری ہو گئے۔ جب خاکی صاحب کا بھی یہی حال ہوا تو مرشد پاک نے
فرمایا۔ آؤ اب ایک دوست زمیندار کے گھر جا کر حلال کی کچھ روٹیاں
کھائیں گے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں نے کثرت ذکر سے اس سب ناقص
غذا کو جلا ڈالا۔ تم اپنی پژمردگی کی وجہ سے اسکو جلا نہ سکے۔

خلاصۃ المناقب میں لکھا ہے کہ ہمیشہ ذکر کا عمل جاری رکھنے
سے شیطان مغلوب ہو جاتا ہے۔ ذکر کا نار اور نور جسم میں گھر کر لیتا ہے۔

اور انا اللہ ولا غیری کہنے لگتا ہے۔ یعنی میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی نہیں کہنے لگتا ہے۔ اگر اس گھر میں ایندھن ہو تو جل کر آگ بن جاتا ہے۔ اندھیرے میں روشنی آجاتی ہے۔ کیونکہ ذکر حق ہے۔ اور حق کی صفت ہے۔ یہ اپنا اثر دکھاتی ہے۔ ذاکر اللہ کا ہمنشین بن جاتا ہے جیساکہ حدیث قدسی میں آیا ہے۔ انا جلیس من ذکرنی (جو میری یاد کرے میں اسکے ساتھ ہوں) دل کے بائیں طرف گوشت کا لوتھڑا صنوبر کی شکل کا سب کے پاس موجود ہے۔

الغرض حبس نفس یعنی سانس روکنے اور بند کرنے سے دل کے گرد کی چربی پگھل جاتی ہے۔ پردے کھل جاتے ہیں اور تجلی ذات حاصل ہوتی ہے۔

اپنے مرشد پاک کے بارے میں علامہ فرماتے ہیں کہ گو آپ ذکر خفی کی برکات، فیوضات و خواص سے کافی مستفیض ہوئے مگر ذکر جہر میں آپ اکمل و کامل رہے آپ اکثر ذکر جہر چار ضرب میں مشغول رہتے

گو اوراد اذکار میں بھی آپ کی کافی دلچسپی رہی۔

صحیح مسلم میں ہے۔ آنحضور صلعم نے فرمایا کہ مقربان الٰہی فرشتے زمیں میں اہل ذکر کی مجلسوں میں بیٹھکر اُن کیلئے دعائیں مانگتے ھیں۔ دربار الٰہی میں جاکر ان ذاکروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ وہ کیا کرتے تھے وہ عرض کرتے۔ اے اللہ تمہاری تسبیح کرتے اور شکر بجا لاتے اور تجھ سے جنت طلب کرتے ہیں۔ اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں اللہ پوچھتا ہے کیا انہوں نے یہ جگہیں دیکھی ہیں۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ نہیں! اگر دیکھیں تو اس کا کیا حال ہوگا۔ اور کیا مانگتے ہیں مغفرت! تم گواہ رہو۔ میں نے انکو بخش دیا۔ ہاں دیکھو وہاں ایک گنہگار بھی اُن میں اگر بیٹھ گیا۔ تم گواہ رہو اسکو بھی بخش دیا گیا۔

ذاکر ایسے ہیں کہ انکے ساتھ بیٹھنے والا کبھی بدبخت نہیں ہوتا۔

نار خنداں باغ را خنداں کند

صحبت مردلت از مرداں کند

شگوفے سے لدا ہوا درخت سارے باغ کو معطر کرتا ہے۔ مرداں خدا کی صحبت تجھے مرد بنائیگی

شیخ نجم الدین احمد الکبویٰ فرماتے ہیں اگر انسان غافل بھی رہا مگر ذکر کرتا ہے تو وہ اپنا اثر دکھائیگا۔ جب وہ اثر ظاہر

ہوجائے تو وہ عرش کے نور پر غالب آجائیگا۔

خزانۃ الجلال میں ہے۔ آنحضور صلعم نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا۔ وہی عمل بہتر ہے جو وقت نزع آپ کو ذکر خدا میں مشغول رکھے۔ یہ ذکر جہر ہے۔ کیونکہ ذکر خفی میں ذاکر ہونے کا شبہ ہے۔

خواجہ عبید اللہ نقشبندیؒ کے ملفوظات میں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ انسان دل اور زبان دونوں سے ذکر کرتا ہے۔ جیسا کہ انبیاء کی عادت تھی گو ذکرِ جہر دکھاوے سے خالی نہیں مگر یہی ذاکر کیلئے قیامت کے دن کافی ووافی ہے کہ اسمیں خیال اور زبان دونوں کو دخل ہے۔

لایحب اللہ الجھر بالسوء کے بارے میں مولانا عصام الدین فرماتے ہیں جب اللہ نے ذکر جہر کو قول سوء کی محبت سے نفی کی ہے ذکرِ جہر اللہ کو پسند ہے دستور الجمہور میں درج ہے حدیث یوں ہے کہ اللہ ذکر کرنے والے کی ہمت بڑھا دیتا ہے۔ وہ ہمیشہ حضور میں رہتا ہے۔ ایسے لوگ ابدال ہوتے ہیں۔

اللہ کا فرمان ہے کہ اگر دنیا والوں کیلئے میں کوئی عذاب مقرر کرتا ہوں تو ان لوگوں کی برکت سے اہل دنیا سے وہ عذاب واپس لیتا ہوں۔ یہ حدیث پاک عوارف المعارف میں بھی درج ہے۔

سالِ عمرش لیس شبا چندان ولی از دردِ عشق
موئش کافوری در رو ندانش چون برشد است

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے پیر برحق کی عمر شریف اتنی زیادہ نہ تھی مگر درد و جوشِ عشق اور افکار و اذکار کی شدت گری کا یہ اثر رہا آپ کے موئے شریف جلدی سفید ہوگئے اور دانت باھر نکل آئے۔

ایک دفعہ حضرت خاکی سے فرمایا کہ میری عمر چالیس پچاس کے درمیان ہے مگر دانت گر گئے ہیں اور داڑھی بھی سفید ہوگئی ہے عمر میں مجھ سے بڑے لوگوں کے بال ابھی سیاہ ہیں۔ اور دانت بہت تیز ہیں۔

غم عشق نے نکما کر دیا۔ درد عشق کی وجہ سے بوڑھا ہوگیا ہوں۔ سچ ہے انسان بوجہ غم کمزور ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز جوان بوڑھے ہو جائینگے۔ یوم یجعل الولدان شیبا وہ ایسا دن ہوگا کہ اسکا غم بچوں کو بوڑھا بنا دیگا۔

گوید اکثر سوختم از کثرت داغ درون
سینہ ام گویا پر از آتش کی مجمر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ پیر کامل اکثر یہ الفاظ دھراتے کہ ہای! میں داغ ہائی عشق سے جل گیا ہوں۔ میرا سینہ آگ کی ایک انگیٹھی کی طرح سوزان ہے چنانچہ آپ تڑپتے ہوئے دل کا حال بیان فرماتے ہوئے اکثر یہ شعر گنگناتے تھے

حاصلِ عشقش سہ سخن بیش نیست
سوختم و سوختم و سوختم

یعنی محبوب کے عشق کا ماحصل اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں جل گیا جل گیا جل گیا۔ کبھی روتے تڑپتے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرکے آنسو بہاتے رہتے تھے۔

اسرار الاولیاء میں شیخ الاسلام شیخ فریدالدین روتے روتے یہ شعر پڑھتے

ای آتشِ فراقت دِل ہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت خانہا خراب کردہ

(اے محبوب تمہارے فراق کی آگ میں دِل کباب ہو گیا ہے تمہارے شوق کے سیلاب نے جانوں کو خراب کیا ہے)

سچ ہے اللہ تعالیٰ مکاشفہ کے پردے میں عاشقوں کو اکثر رلاتا فریاد کراتا اور پگھلاتا ہے۔

زاں آہ کی سینہ اش پر آتش شعلہ است ازاں
رنگِ آں روی مبارک ہمچو خاکستہ شدست

فرماتے ہیں۔ ہاں! ہاں سچ ہے میرے مرشد پاک کا سینہ مبارک عشق کی بھٹی میں ہر وقت تپاں رہتا تھا۔ اسی وجہ سے آپ کے رخسار مبارک خاکستر ہو گئے تھے۔

واقعی ظاہر باطن کا عنوان ہے عشق کی آگ کا اثر چہرے پر نمایاں تھا روئے مبارک زرد پڑ گیا تھا۔ جسکو دیکھکر دل کی حالت کا پتہ لگتا تھا

کسی نے کہا ہے عاشق کی تین نشانیاں ہیں ۔۔۔

چہرہ زرد ۔ آہِ سرد اور چشم تر!

دیگر تین نشانیاں یہ ہیں۔ حسرت۔ ہر وقت نزع کی سی حالت اور سر درد!

ولی کی نشانی یہ ہے کہ وہ آپ کو اپنا شیدائی بنائیگا۔ آپ معرفت کا کلام سنکر مبہوت ہو جاؤ گے۔

احیائے العلوم میں ہے عشق بھڑکتی ہوئی آگ ہے اور دل آتشکدہ معشوق کی یاد۔ اسے ہوا دیکر بھڑکاتی ہے۔ اگر دریا میں ڈالدیں تو پانی میں آگ لگ جائے۔

میر سیّد احمد کرمان کہ ز اہل کشف بود
عشق و درد و سوز او را دیدہ دا حیر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ حضرت میر سید احمد کرمانیؒ اہل کشف بزرگ تھے جب موصوف میرے پیر کامل سے ملے تو آپ کا درد و سوز و عشق الٰہی دیکھکر حیران و ششدر رہے۔

اس اجمال کی تفصیل یوں ہے کہ ایک دفعہ میر سید موصوف ہمارے مرشد کی کوٹھڑی میں تشریف لائے اور اہل کشف ہونے کی بنا پر پیر کامل کے کمالات سے مطلع ہوکر اتنے متاثر ہوئے کہ از راہِ شفقت فرمایا کہ اگر آپ یہاں اسی طرح بند رہے تو اغلب ہے جلدی بوڑھے ہوکر ناتوان و کمزور ہو جائیں گے۔

میرا مشورہ اگر قبول کریں تو بقول بزرگان دین تفریح کیلئے باہر تشریف لے جایئے۔ کھلی فضائیں پہاڑوں کی سیر کیجئے آپ کے بدن میں بڑی چستی آئیگی اور آپ عرفان کے مزید مدارج حاصل کرتے رہینگے بیشک انہی تنہائیوں میں اپنے وظائف و لطائف جاری رکھئے

مرشد پاک نے اس مشورہ پر عمل پیرا ہوکر اسمیں بہت سے فوائد پائے حق یہ ہے کہ درد و سوز کا بہت اونچا مقام ہے جسکی خواہش حضرت عطارؒ نے اپنی مناجات میں یوں ظاہر کی ہے (مفہوم)

اے میرے طبیب! مجھے اپنے درد کا ایک ذرہ عنایت فرما
کیونکہ درد کے بغیر میری زندگی بیکار ہے با!

کفر کافر کو اور اسلام مسلمانوں کو مبارک ہو۔ عطار کیلئے تیرے

درد کا ایک ذرّہ کافی ہے۔

حضرت مرشد پاک بے درد دل کی ملامت کرتے یہ شعر پڑھا کرتے تھے

جز دردِ عشق در دلِ من ہیچ درد نیست
آنرا کہ درد نیست بدانم کہ مرد نیست

(عشق کی درد کے سوا میرے دل میں کوئی درد نہیں۔ جس کے دل میں درد نہیں وہ مرد نہیں)

کبھی کبھی یہ شعر بھی گنگناتے۔

قدسیاں را عشق ہست و درد نیست
درد را جز آدمی درخورد نیست

(فرشتوں کو عشق ہے۔ پر درد نہیں درد کے قابل صرف انسان ہے)

چون ز شوقِ حق کشد آہ جگر سوز از درون
چشمِ اہل کشف را شعلہ ہو دا زان اخگر شدہ است

میرے مرشد پاک کی اکثر یہ کیفیت ہوتی تھی کہ جب آپ فرط عشق سے آہِ جگر سوز منہ سے نکالتے تو صاحب نظر دیکھتے کہ واقعی

آپ کے منہ سے آگ کے انگارے نکلتے ہیں۔

ایکدن مخدوم علی صوفی نے جنکو بعض اسرار کی کیفیت معلوم ہوگئی تھی مجھ سے (حضرت خاکیؒ) سے کہا کہ جب کبھی میں پیر کامل کو آہ نکالتے دیکھتا ہوں تو ایسا محسوس ہوتا ہے آپ کے منہ سے آگ بھری چنگاریوں کا دھواں نکل رہا ہے۔ میں نے اس کی تصدیق کی اور آپ سے کہا کہ اہل کشف ہی اس باطنی آگ کو دیکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ جب بھی پیر کامل فرماتے ہیں۔ سوختم (میں جل گیا) یا جگرمے سوزد (میرا جگر جل رہا ہے) تو یہ صورت حال واقع ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اسکی تصدیق اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ حضرت شیخ عطارؒ حضرت ابوبکر صدیق رضوان اللہ علیہ کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہیں۔

حضرت صدیق اکبرؓ ساری رات مراقبہ میں رہ کر نصف شب کے بعد پُر سوز آہ نکالتے جو مشک بکھیری ہوئی چین تک جاتی تھی۔ اور تاتاری ھرن اس آہ کی برکت سے کستوری حاصل کرتے تھے یہی وجہ ہے حضور صلعم نے فرمایا ہے چین تک علم کی تلاش کرو۔

حضرت امیرالمؤمنین عمر ابن خطابؓ کی مدح میں بھی فرمایا ہے۔ کبھی آپ کی جان دردِ عشق سے جل جاتی کبھی زبان کلام اللہ سے جل جاتی تھی اور جب آنحضرت صلعم نے یہ حال دیکھا کہ وہ سوزِ عشق سے جل

رہا ہے تو فرمایا کہ یہ عزت والا جنت کی شمع ہے۔
اسرار الاولیاء میں مذکور ہے کہ لفظ عشق عشقہ سے نکلا ہے عشقہ ایک پودا ہے۔ جب وہ کسی دوسرے کے ساتھ لپٹ جاتا ہے تو اسکو سکھا دیتا ہے اس کے پانی کو جذب کر کے اُس کی تر و تازگی ختم کر دیتا ہے۔
حضور پاک ؐ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی عاشق ہوا۔ پاکیزگی اختیار کی اسکو چھپایا تو شہید کی موت مرا۔ سچ ہے۔

مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

(میرے دل میں ایسی آگ لگی ہے اگر باہر نکالوں تو ساری دنیا جل جائیگی) اگر خاموش رہوں تو ہڈیوں کا گودا ختم ہوگا)
روایت ہے کہ حضرت عمر رضؓ نے حضرت صدیق اکبر رضؓ کی بیوہ سے نکاح کیا محض اس غرض سے کہ دریافت کروں میرے دوست رات کیسے گذارتے تھے۔ چنانچہ آپ کی بیوہ نے بتادیا کہ آدھی رات کے بعد اٹھکر تھوڑی دیر نمازیں پڑھتے پھر فکر و سوچ میں ڈوبے رہتے اور آہ نکالتے تو مجھے بھنے ہوئے کلیجے کی بو آتی تھی۔
فاروق اعظم رضؓ نے یہ راز سنکر مہر ادا کیا اور الگ ہو گئے۔

ملفوظات احرار نقشبندی میں لکھا ہے کہ۔ شعر کا مفہوم یوں ہے
میرے محبوب کے چمکتے چہرے کے پرتو سے میری آہیں ستاروں
کی شکل اختیار کر کے شمع ہزار انجمن بن جاتی ھیں۔

از گلستانہای شوق دشتی او گلہای وصل
بر دمید از نو بہارِ فضل چوں آنحضرت شد است

جب محبوب مہربان ہو گیا تو گلستان شوق میں وصل کے گلاب کھلنے
لگے۔

مرصاد العباد کی بیسوی فصل میں دنیا سے نکلنے کے لیے غیر اللہ کی
بارگاہ میں رسائی کے بارے میں یہ بیان مذکور ہے۔

" اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے پھر وہ آپ کے نزدیک آیا پھر
نزدیک تر آیا۔ یہاںتک کہ دو کمانوں کا فاصلہ بلکہ اس سے بھی کم رہ گیا
اور اللہ کا کلام ہے۔ بیشک آپ کے علم کا تعین آپ کے رب پر ہے
اور آنحضرت ؐ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ پر وحی نازل ہوئی کہ غاقہ کشی کرو
تو مجھکو دیکھو گے اور مجرد زندگی بے نکاح اختیار کرو تو مجھ سے ملو
گے۔

یہ ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ اللہ کی رسائی حاصل کرنا ایسا

نہیں کہ ایک جسم دوسرے سے ملے یا ایک چیز دوسرے سے پیوست ہو جائے
اللہ ان باتوں سے بڑا بلند تر ہے۔ دوسری بات یہ کہ اللہ تک رسائی بندہ کی
طرف سے نہیں ہے بلکہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا اس میں
دخل ہے۔

شیخ ابوالحسن خرقانیؒ فرماتے ہیں کہ خدا کی طرف جانے کے دو راستے
ہیں ایک بندہ سے اللہ کی طرف، دوسرا راستہ اللہ تعالیٰ سے بندہ کی طرف
بندہ کی طرف کا راستہ سارا حیرانی و پریشانی کا مرقع ہے مگر جو راستہ اللہ
کی طرف سے بندہ تک آتا ہے وہ سارا تحفہ و انعامات اور عنایات سے بھرا
پڑا ہے۔

پیر ہرات شیخ عبداللہ انصاری نے الٰہی نامہ میں لکھا ہے " اے اللہ ہماری
تمنا ہے کہ تمہیں پائیں لیکن تمہیں پانا ہماری طاقت میں نہیں ہے۔ یہ ایک
خزانہ ہے۔ ہاں قسمت سے جسکو ملے۔

خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں اس راہ میں کافی مہربانی
ہوئی ہے۔ ہم نے فضل و عنایات کا مشاہدہ کیا۔

مرصاد العباد میں ہے کہ ہر سعادت مند کی غرض و غایت یہی ہے کہ
بارگاہ الٰہی میں حضوری کا شرف حاصل کریں کیونکہ ازل ہی میں الست
بربکم کا روحانی معاہدہ اسکی سرشت میں ہے اور اسکی بشریت کے

کے ذرّوں کو نور کے قطروں سے گوندھا گیا ہے۔ گویا جسم اور روح کے اندر نور کے قطرے ڈال کر اس خمیر کو گوندھا گیا ہے اسی لئے عاشق دنیا کے مال و متاع سے محبت نہیں رکھتا۔ بقول حضرت علامہ خاکی جس عاشق کی سرشت الست بربکم کی شراب سے تیار کی گئی ہو وہ اس عہد کو نہیں توڑتے اور انکا مطمع نظر اور مرکزِ اُمید محبوب کی ذات ہے۔

تیل کے چند قطرے اگر دریا میں ڈالدیں تو وہ کبھی پانی کے ساتھ خلط ملط نہیں ہونگے۔ بلکہ پانی کی سطح پر آکر اپنی الگ شناخت قائم رکھینگے باوجود کہ دریا کے اندر ہوتی ہیں مگر اس کو اپنے ہمنشین کی تلاش ہے بارگاہ الٰہی میں رہنے والی رُوحیں اسی تیل کی مانند ہیں۔

علامہ خاکی علیہ الرحمہ نے اپنی ایک نظم میں اسی نکتے کو واضح کیا ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ جسکو ازل سے عشق بازی کا سبق دیا گیا ہو وہ ابد تک اس کی جان میں شمع کی طرح تابان و روشن رہتی ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اللہ رؤف و رحیم کی عنایات و برکات کی بدولت

میرے مرشد کامل کو اللہ کی تجلیات (ذات وصفات) حاصل تھیں۔

مرصاد العباد میں اللہ کی تجلیات کے بارے میں درج ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کا جلوہ پہاڑ پر ڈالا تو پہاڑ کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اور حضرت موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

حضور پاکؐ کا ارشاد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کر کے اس میں اپنے نور کے پرتو ڈالے۔ اللہ جس پر اپنا جلوہ ڈالدیتا ہے اسمیں خضوع پیدا کرتا ہے۔ جلوہ سے مراد اللہ کی ذات وصفات کا ظاہر ہونا ہے شرح اللمعات میں ہے کہ تجلی جس پر پڑے اس کی روح پاکیزہ ہو جاتی ہے۔

تجلیات تین قسم کی ہوتی ہیں:۔

تجلیات صوری۔ جو تمام مخلوقات پر وارد ہوتی ہیں۔ اللہ کی جلوہ گری صورتوں میں نظر آتی ہے۔

تجلیات ذوقی۔ یہ تجلی علوم ذوق اور عرفان کی باتوں میں ہوتی ہے۔

تجلیات ذاتی۔ یہ تجلی بہت ہی برگزیدہ سالکوں کو حاصل ہوتی ہے محبوب صورت کے آئینے میں جلوہ گر نظر آتا ہے۔ اس کے دیکھنے سے عاشق لذّت محسوس کرتا ہے اور قوت پاتا ہے۔ یہ اس حدیث پاک کی تائید ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ رایت ربی فی احسن صورۃ (میں نے اپنے رب کو بہترین صورت

میں دیکھا)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک صورت کے ذریعے دوسری صورت میں ذات الٰہی کا جلوہ گر ہونا ممکن ہے۔ اللہ کا فرمان ہے۔

فَاَینما تو لّوا فثم وجہُ اللہ (جدھر دیکھو ادھر اللہ کا جلوہ ہے)

جب ذات الٰہی کی پاکیزہ حقیقت کا صورتوں میں ظاہر ہونا۔ ثابت ہو گیا تو وہ خدا کا چہرہ یا جلوہ ہی ہو سکتا ہے جو تمام اطراف میں جلوہ گر ہے اسی لحاظ سے اللہ کا فرمان ہے۔

اللہ نور السماوات والارض!

یہ مسلم امر ہے کہ جوہر اپنی ذات سے قائم ہے عرض دوسرے علم سے۔

جوہر ذات ہے عرض صفات!

جس پر تجلی وارد ہوا اسکی مجازی یعنی ظاہری ہستی فنا ہو جاتی ہے۔ اور وہ بقا حاصل کرتا ہے جو زوال پذیر نہیں وہ واجب الوجود یعنی ذات الٰہی کو دیکھتا ہے۔

فرمایا میں ایک شخص کی ذات میں ظاہر ہو جاتا ہوں جسکو میں اسکے فنا کے بعد فنا دیتا ہوں وہ میں ہوتا ہوں اس کا مجازی وجود ختم ہو گیا شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

در شہر بگو یا تو باشی یا من　　　کاشفتہ بود کار ولایت بدوتن

اے دوست بتا نے شہر میں تو ہے یا میں ؟ کیونکہ ایک شہر میں دو بادشاہ حکومت
نہیں کرسکتے ۔

مترجم کو یہاں غالب کا یہ شعر یاد آیا۔ فرماتے ہیں۔

نہ تھا میں تو خدا تھا   میں نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھکو ہونے نے   نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

عربی مثل مشہور ہے جب اللہ کی نہر نکلی تو علیسی کی نہر باطل ہوگئی۔ بغداد
میں نہر عیسیٰ کا کھیتوں کو سیراب کرتی تھی لیکن جب دجلہ اور فرات دریاؤں
میں سیلاب آجاتا تو نہر عیلی کی ضرورت نہیں پڑتی۔ جیسے کہاوت ہے۔

آب آمد تیمم برخاست

حضرت سلیمانؑ کے دربار میں مچھر ہوا کے خلاف شکایت لیکر آیا کہ ہوا
میرے کام میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔ آپ نے کہا فریق ثانی کو سُننے بغیر فیصلہ
دینا نامناسب ہوگا کہ مچھر نے کہا اگر مجھ میں اسکا سامنا کرنے کی طاقت ہوتی
تو اسکی شکایت لیکر کیوں آتا۔

واضح رہے کہ وحدت محض میں دونوں قسم سے بندہ آخر کار فنا ہو
جاتا ہے لیکن تیسری قسم مکمل فنا ہے۔ اور لقا اسی پر واجب آتی ہے
اور لقا اسی میں انتہا درجے کی لذّت ہے۔ اسی لئے حضور فرماتے
ہیں اسئلك لذۃ النظر الی وجھك۔

(میں تم سے تمہارے چہرے کو دیکھنے کی لذت مانگتا ہوں) اور لذت یہی ہے
شہود کے بعد ظاہری یا باطنی صورت کا اثر اسپر چسپاں ہو جاتے

مرصاد العباد میں درج ہے کہ مشاہد، مکاشفہ اور تجلی میں بہت باریک
فرق ہے سالکوں میں سے ہر ایک اس سے واقف نہیں ہوتا۔ ہمارے پیر کاملؒ
کا ارشاد ہے کہ دل کے آئینہ کو عشق سے صاف رکھا جائے۔ یہ غیر اللہ کی گرد سے
پاک ہو جائے تو اللہ کے جلال کا سورج اسپر طلوع ہوتا ہے مگر ہر کسی کو یہ
سعادت نہیں ملتی ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یہ اللہ کی
مہربانی جسپر چاہے عنایت کرے۔ اللہ بڑے فضل والا ہے۔

یہ بھی مسلمہ امر ہے کہ اللہ کی تجلی اچانک آجاتی ہے۔ اپنے مرشد شیخ ابوبکر
کا فرمان ہے کہ کھیل کے میدان میں گیند کے پیچھے ہر کوئی بھاگتا ہے مگر اس کا
پانا ایک ہی کھلاڑی کے نصیب میں ہوتا ہے۔
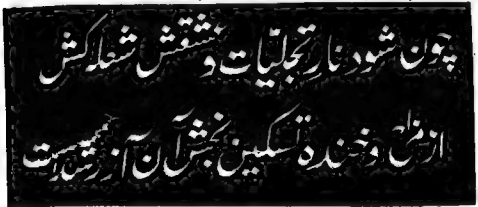
علامہ جامیؒ فرماتے ہیں کہ پیر کاملؒ کے دل میں جب نار عشق بھڑک
اٹھتا یا نوری تجلیات کی فراوانی ہوتی تو دل کی تسکین کیلئے کبھی مسکراتے

یالطیفہ سُنا کر کچھ فرحت محسوس کرتے۔

عشق کو آگ کے ساتھ اسلئے تشبیہ دی گئی ہے کہ یہ لگتی ہے تو لپٹ جاتی ہے۔ تجلیات کی یہ آگ کبھی ہستی کو فنا کر دیتی ہے اسوقت حجاب کی ضرورت ہے اسی لئے پیر کامل فرماتے اسوقت اگر کوئی مزاح بزلہ سنجی سے دل بہلائے تو دل میں سکون پیدا ہوتا ہے اور جسم دوسری تجلّیات کیلئے باقی رہتا ہے کامل مرشدوں کا یہی حال رہتا تھا۔

قشیری میں مذکور ہے کہ تجلی کے ساتھ پردہ ضروری ہے۔ ورنہ جو مشاہدہ کے مقام پر نہیں انکے لئے عذاب ہے۔ شمائل الاتقیاء میں لکھا ہے کہ آنحضورؐ کا فرمان ہے کہ میرے دل پر پرچھائیاں پڑتی ہیں تو میں دن میں ستر بار استغفراللہ پڑھتا ہوں۔

تفسیر کاشفی اور مفتاح الجنان میں تذکرہ ہے اس بات کا کہ جب نور الٰہی کا ایک جلوہ عدم سے وجود میں آئے ہوئے پر پڑتا ہے۔ تو وہ چکنا چور ہو جاتا ہے۔ الغرض وصل ہو یا فراق، دونوں صورتوں میں عاشق کا حال بُرا ہوتا ہے ~ نے تابِ وصل دارم نے طاقت جدائی۔ (مترجم)

حضرت رسول رحمتؐ پر جب تجلیات کا ظہور ہوتا اور دل میں گرمی پیدا ہو جاتی تو حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرماتے ! ای حمیراؓ کچھ باتیں کرو تاکہ میرے دل کو سکون آجائے۔ آنحضورؐ کے تتبع میں میرے مرشد کامل پر بھی ایسی حالت کا سامنا ہوتا تھا۔

شیخ فرید الدین عطارؒ دانائے راز نے اچھے پیرائے میں اسکو نظم کیا ہے جسکا مفہوم یہ ہے جب رازوں کے سمندر میں آنحضورؐ کا دل مبارک بے ہوش ہو جاتا تھا تو نماز میں لگ جاتے تھے ایسی حالت میں حضرت بلالؓ سے فرماتے کہ ہمارے دل کو اذان سے تسکین دے تاکہ یہ تنگی جاتی رہے پھر ہوش میں آنے کیلئے حضرت عائشہؓ سے فرماتے کہ اس سرخ رو عورتؓ ! میرے ساتھ کچھ بولو۔ باتیں کرو۔ لیکن یاد رکھ کہ عقل کی یہاں کوئی رسائی نہیں اور علم بھی اسی حالت سے ناواقف ہے ؎

عقل را در خلوتے او راہ نیست
علم نیز از دقت او آگاہ نیست

ایسی حالت آپ کے پیرؤں پر بھی اپنی اپنی بساط کے موافق ہوتی ہے نفحات الانس میں شیخ کمال خجندیؒ کے بارے میں درکار درج ہے کہ آپ سکر کی حالت [illegible] آنے کیلئے شعر کی نمائش کرتے تھے۔ کہیں بندہ کے دائرے [illegible] کا دعویٰ نہ کرے۔

[illegible] ترجمہ میں مذکور ہے کہ شیخ سوید بخاریؒ کے

کے ساتھیوں میں سے ایک ساتھی فرح بن عبداللہ چشتیؒ پر جب یہ تجلیوں کی بھرمار سے یہ حالت طاری ہوگئی تو آپ کا وجود جما ہوا پانی بن گیا شیخ کو مطلع کیا گیا آپ نے فوراً خوبصورت عورتوں سے کہا کہ تم جا کر انکے سامنے اُونچی آواز میں باتیں کرو جب وہ ہوش میں آئے تو عورتیں واپس آئیں۔

ایک عورت نے شیخ فرحؒ کی ران میں انگلی ٹھونسی وہ اس کی ران کے اندر چلی گئی جب ان کو ہوش آیا تو فرمایا کہ میں اپنے باطن میں تمام ملکوں میں پھرا تو دیکھا کہ خوبصورت عورتوں سے رغبت ہے۔ میں نے اس طرف کشش کی تاکہ بشریت کی دنیا میں واپس آجائے۔ اگر ایسا نہ کرتے تو زندگی ختم ہو جاتی۔ راوی کہتا ہے کہ ران پر اس انگلی کا نشان موجود تھا۔

ایسی ایک کہانی یمن میں پیش آئی۔ جب ان پر انوار تجلی کا غلبہ ہوتا تو وہ گھوڑے پر سوار ہو جاتے یا بیوی کے پاس جاتے۔ گویا ایسے اولیاء کرام لگاتار تجلیات پر پردہ ڈالکر زندہ رہنا چاہتے تھے تاکہ مزید ترقیاں اور تجلیات حاصل کریں اور منصور حلاج کی طرح دعوای خدائی نہ کریں حضرت حلاج تجلیات پر پردہ نہ ڈال سکا اور اپنے قابو سے باہر ہو گیا۔ حضور پاکؐ نے فقر اختیاری پر ناز فرمایا۔

از فقیران حقیقی زین جہت ضحک و مزاح
ہست تسبیح و عبادت قول آں سرورشد است

فرمایا حدیث شریف میں وارد ہے کہ اولیاء اللہ کی ہنسی یا ظرافت خوش طبعی بھی عبادت ہے۔

حدیث مبارک کی عبارت کا مفہوم یوں ہے:۔

اے ابو ذر غفاریؓ، بے شک فقیروں کا ہنسنا عبادت ہے اسکی ظرافت تسبیح ہے انکی نیند صدقہ ہے۔ اللہ دن میں تین بار انکی طرف نظرِ رحمت بخشتا ہے۔

کیمیائے سعادت میں مرقوم ہے کہ اولیاء اللہ جب آپس میں ہنستے ہیں تو ان کے گناہ پتوں کی طرح گرتے ہیں۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ آنحضورؐ یاروں کے ساتھ بہت مزاح کیا کرتے تھے حضرت عبداللہ بن حارثؓ راوی ہیں کہ میں نے آنحضورؐ سے زیادہ کسی کو زبان زیادہ مزاح نہیں دیکھا۔ لیکن یہ ظرافت ہمیشہ سچ ہوا کرتی تھی۔ آنحضورؐ بھی خود فرماتے کہ میرے مزاح ہمیشہ سچ ہوتے ہیں حضرت عائشہؓ سے فرمایا سچے مزاح پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔

حضرت انس بن مالکؓ سے خطاب کرکے فرمایا۔ اے دو کان والے! ایک عورت نے عرض کیا میرے شوہر آپ کو بلاتے ہیں۔ کیا وہی جسکی آنکھ کی پتلی کے اردگرد سفیدی ہے ایک آدمی نے اونٹ مانگا ہاں ہم تمہیں اونٹ کا بچہ دینگے مجھے اسکے کیا کرنا ہے جواب ملا کیا اونٹ کبھی بچہ نہیں ہوتا۔

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب نے عرض کی میں بوڑھی ہوں میرے حق میں جنت میں جانے کی دعا فرمایئے۔ فرمایا بوڑھی جنت میں نہیں جائیگی وہ بہت روئی۔ فرمایا اللہ کا ارشاد ہے کہ میں انکو کنواریاں بنا کر داخل جنت کرونگا۔

یہ حقیقت ہے کہ فقیروں کی ظرافت اور ہنسی اسوجہ سے تسبیح ہے کیونکہ انکو بعض اوقات ہلاک کرنے والی واردات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

یہ دراصل سچے فقیروں کی شان میں کہا گیا ہے۔ عام فقیروں کے حق میں نہیں۔ کیونکہ سچے فقیر تجلیات میں فنا ہوتے ہیں۔ سوچئے جب انکی ہنسی عبادت ہے تو جو وہ عبادت کریں اسکا درجہ کیا ہوگا؟

آنحضورؐ نے فرمایا کہ اگر کلمہ تمجید امیر بھی پڑھے اور فقیر بھی اور امیر دس ہزار درہم بھی صدقہ دے تو فقیر کی برابر نہیں کرسکتا۔ یہی حال سب عبادات اور نیکیوں کا ہے۔

(ترجمہ) جاہل لوگ اولیاءاللہ کو دولتمند تصور کرتے ہیں جیساکہ قرآن پاک میں مذکور ہے۔ اس شعر میں اس آیت کریم کا ماحصل بیان کیا گیا ہے جسمیں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ اُن حاجت مندوں کا حق ہے جو

اللہ کی راہ میں معروف ہو گئے وہ لوگ ملک میں چلنے پھرتے اور کمانے کا امکان نہیں رکھتے۔ جاہل لوگ انہیں تونگر خیال کرتے ہیں اُن سے دُور رہنے کی وجہ سے۔ آپ انکو چہرے اور طور وطرز سے ہی پہچان سکتے ہیں وہ لوگوں سے لپٹ کر بھیک نہیں مانگتے۔ دراصل سچے فقیر اسی زمرے میں آتے ہیں۔

ذخیرۃ الملوک میں درج ہے کہ اسے فقیر اپنے حالات عوام سے چھپائے رکھتے ہیں اللہ پاک ارشاد ہے کہ زکوٰۃ غریبوں کا حق ہے۔ جنہوں نے اپنے نفس کو خدا کی فرمانبرداری کیلئے وقف رکھا ہے۔

زکوٰۃ کے حقدار وہ ہیں جو دیندار ہوں۔ غرض یہ ہے کہ صاحب دل فارغ البال رہ کر عبادت الٰہی پورے انہماک سے کریں۔

حضور پاکؐ نے فرمایا۔ "اطعمو طعامکم الاتقیاء" یعنی اپنا کھانا پرہیز گاروں کو کھلاؤ تاکہ اُن میں عبادت کیلئے قوت پیدا ہو تاکہ کھلانے والے کو اسکے عمل میں سے ثواب ملے۔ اگر وہ یہ کھانا کھا کر گناہ کرے تو اس کے عذاب میں کھلانے والا بھی شریک ہو گا۔

حضرت موسیٰؑ کے متعلق ایک واقعہ مشہور ہے کہ آپ کے پاس کچھ اثاثہ نہ تھا۔ بنی اسرائیلی آپ کو کھانا کھلاتے تھے آپ نے اللہ سے شکایت کی کہ مجھے ذلیل کر دیا ہے۔ وحی آئی۔ میں اپنے دوستوں کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہوں۔ ان کی روزی دنیا دار غافلوں کے پاس بکھیر دیتا ہوں تاکہ اس روزی پہنچانے کا اجر ان غافلوں کو پہنچا دوں۔

محضِ خیر است این گروہ از بہر خیر و شر ے
خصمِ این معشر برای خویشتن مع شر شدہ است

(ترجمہ) اولیاءِ کرام کی جماعت سب کیلئے محض خیر ہے چاہے وہ بُرا کریں یا بھلا اور انکا دشمن اپنے لئے ہی بُرا ہے۔ الغرض یہ گروہ ہر ایک کیلئے فائدہ رساں اور بہی خواہ ہے اُنکا دشمن بقول وھن اَسَاءَ فعلیھا اپنے آپ کا ہی دشمن ہے۔ ولی کامل اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرتا ہے جیساکہ اوراد شریف میں پڑھتا ہے حسبنا اللہ لمن بغیٰ علینا۔ حسبنا اللہ لمن حَسَدَنا حسبنا اللہ لمن کَادَنا بِالسوءِ (جو ہم سے بغاوت کرتا ہے۔ حسد کرتا ہے ان کے مقابلہ میں اللہ ہمیں کافی ہے۔ جو ہمارے خلاف بُرے منصوبے تیار کرتا ہے۔ اسکے شر کے مقابلے میں ہمیں اللہ کافی ہے)

ھمارے مرشد پاک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ جناب خاکی رح کو سنایا جو یوں ہے کہ ایک زمانے میں شیر علی خان پیر کامل کا بلاوجہ دشمن بن گیا اور آپ کے جان کے درپے لگا۔ ایکدفعہ وہ تاک میں رہا تو ہمارے دل میں اندیشہ ہوا تو ہمارے مرشد مخدوم سید جمال الدین بخاری رح نے رات کو مکاشفہ میں یہ دوبیت پڑھکر ہمیں تسلی دی۔

چراغے را کہ ایزد برفروزد
ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

ہر آں کہتر کہ با مہتر ستیزد
چناں افتد کہ ہر گز بر نخیزد

(جس چراغ کو اللہ روشن کرے اُسکے بجھانے والے کی داڑھی جل جائیگی ہر وہ چھوٹا جو بڑے کے ساتھ لڑ ئیگا ایسا گر جائیگا کہ کبھی نہ اُٹھیگا) خدا کی قدرت دیکھئے کہ شیر علی کس جرم کی پاداش میں جبل بھیجدیا گیا اور کچھ مدت کے بعد مرزا حیدر مرحوم کے لوگوں نے اسکو ہلاک کردیا اور اس کے گھر بار کو لوٹ لیا۔ سچ ہے کہ اولیاء اللہ ننگی تلوار ہیں جو دشمن پر قہر بن کر ٹوٹ پڑتی ہے (چچھ قہر اولیاء قہر الہٰی)

آنحضورؐ نے فرمایا ہے دوستانِ خدا کی محبت پیغمبروں کی صفت ہے۔ اُن سے دشمنی فرعونیوں کی عادت ہے۔

ولی خدا اگر با حشمت ہو تو اس سے اس کے فقر میں کوئی فرق نہیں آتا ہے۔ کیونکہ الفقر فخری فرمانے والے بھی فوج کے سردار تھے۔
حضور پاکؐ سید عالم مفخر موجودات اور شہنشاہ رسالت پناہؐ

ہونے کے باوجود فقیری پر فخر کیا کرتے تھے۔ ہمارے پیر کامل بعض اوقات لباس سواری اور خادموں کی رو سے باحشمت نظر آتے۔ یہی فقیر حقیقی کی نشانی ہے کہ باوجود جاہ وحشم کے فقیری پسند کرے۔ یہ ظاہری ناداری نہ سمجھیں بلکہ اختیاری فقر!

توحید خالص کا اصول ہے کہ اپنے وجود کو اپنا گناہ ہے فقر سے مراد وہ فقر ہے جس پر حضور پاکؐ نے فخر کیا۔ فقیر اللہ کی ذات میں فنا دو جہاں سے بے نیاز!

حدیث میں آیا ہے کہ دونوں عالم سے بے نیازی فقر ہے ایسا شخص دنیا اور آخرت کا سردار ہوگا۔

منتہی را مانع از حق کثرتِ اسباب نیست
ہیچ مانع مر خلیل اللہ بن آزر شد است

(ترجمہ) ولی کامل کے پاس اگر مال و زر ہو تو وہ اسکو اللہ کی راہ اختیار کرتے ہیں رکاوٹ نہیں بن سکتا جیسے کہ حضرت خلیل اللہ مالدار ہونے کے باوجود پیغمبر بنا اور اللہ کا دوست!

ایک مشہور روایت ہے کہ جب فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ اللہ کی طرف

سے دی ہوئی نعمتوں مثلاً مال وجاہ ۔ نبوت سلطنت کتاب اور سب سے بڑھکر قبولیت دیکھی تو وہ سوچنے لگے کہ ابراہیمؑ سے ان چیزوں کے مقابلے میں اللہ کی محبت زیادہ نہیں ہے۔ تو اللہ نے ان فرشتوں کو حضرت ابراہیمؑ کے پاس آزمائش کیلئے بھیجدیا۔ دیکھیں کہ اللہ سے اسکا کتنا عشق ہے۔ چنانچہ جب وہ آکر خدا کی تحمید و ثنا پڑھنے لگے جیسے سبوحٌ قدوسٌ ربنا و رب الملٰئکۃ والروح تو حضرت ابراہیمؑ وجد میں آئے اور انکو اس تسبیح سنانے کے صلے میں اپنے مال کا تیسرا حصہ دیدیا اور اصرار کیا کہ یہ تسبیح پھر پڑھئے انہوں نے معاوضہ طلب کیا آپ نے اور تیسرا حصہ مال کا دیدیا۔ پھر فرمایا اور سناؤ اور انعام حاصل کرو۔ چنانچہ تیسری بار سنانے پر حضرت ابراہیمؑ نے باقی تیسرا حصہ بھی انکو بخشدیا۔ اسپر انہوں نے اپنے آپ کو فرشتوں کی صورت میں پیش کرکے کہا کہ ہم آپ کو اللہ کی طرف سے آزمانے کیلئے آئے تھے۔

یہاں یہ نکتہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ یہ منزل مُبتدی کیلئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ ہاں انتہا کو پہنچے ہوئے کامل ولی کے لئے مال کا ہونا محبت الٰہی کے بارے میں رکاوٹ نہیں بن سکتا۔

نفحات الانس میں لکھا ہے ایک بوڑھیا اپنے بچے کی تربیت کیلئے پیران پیرؒ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے پاس چھوڑ گئی۔ چند دنوں کے بعد وہ بچے کی خبر لینے آئی تو دیکھا کہ لڑکا کمزور ہے اور جو

کی روٹی کھا رہا ہے خود پیر کاملؒ کو مرغا کھاتے دیکھکر شکایت کی کہ میرے بچے کو آپ نے بہت نڈھال بنا دیا۔ خود مرغے کھاتے ہو اور وہ جو کی روٹی۔ حضرت شیخ نے مرغے کی ہڈیاں جمع کروا کر ان پر دست مبارک رکھکر فرمایا قم باذن اللہ الذی یحی العظام و ھی رمیم۔ (اُٹھ اللہ کے حکم سے جو گلی سڑی ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے) چنانچہ مرغا بانگ دیتا ہوا کھڑا ہو گیا حضرت شیخؒ نے فرمایا۔ اے خاتون جب تمہارا بیٹا اس مقام پر پہنچ جائیگا تو جو چاہیگا ہوگا

(ترجمہ) ولی کاملؒ کی نظروں میں سونے چاندی کی کوئی وقعت نہیں وہ جانتے ہیں کہ ایک سفید پتھر ہے تو دوسرا سرخ پتھر دونوں انکے پاس بے قدر ہیں!

حضرت سلطانؒ ولد فرزند مولانا رومی فرماتے ہیں کہ ولی صورتاً غریب نادار دکھائی دیتا ہے مگر مالدار و تونگر ہے۔

دولت سلطنت ایسے اصحاب کیلئے عشق الٰہی اور ولایت میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتے ہیں۔ مثلاً حضرت داؤدؑ حضرت سلیمانؑ

حضرت یوسفؑ اور پیغمبر خدا محمد مصطفیٰؐ شہنشاہ دین و دنیا تھے۔

رسالہ اقبالیہ میں درج ہے کہ اللہ اپنے دوست کو کسی اور کا محتاج نہیں بناتا۔ کیونکہ یہ دنیا اور اسکی نعمتیں انہی حضرات کی برکت سے قائم ہیں۔ بلکہ کائنات پیدا کی انہی کے واسطے سے ہے اور تمام نعمتیں انہی کی برکت و ولسط سے ملتی ہیں۔

حضرت مجدالدین بغدادیؒ کے لنگر کا خرچ سالانہ دو لاکھ دینار تھا۔ آپ نے اپنے مریدوں کیلئے پانچ لاکھ دینار کی جائداد وقف کر رکھی تھی یہ احوال خواجہ خان محمود نقشبندیؒ نے اپنے ایک رسالہ میں لکھے ہیں۔ خواجہ عبیداللہ احرارؒ کی دولت مندی اور مالداری ان کے مشن میں کبھی کوئی رکاوٹ نہ بنی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

جو فقر اندر لباس شاہی آمد
بہ تدبیر عبید اللہی آمد

(حضرت عبیداللہؒ کی حکمت عملی سے فقر بادشاہی کے لباس میں جلوہ گر ہوا یہ اللہ کی مرضی ہے کسی اپنے دوست کو فقیر کے کے لباس میں رکھا کسی کو امیری لباس میں۔ دونوں رضی اللہ عنہم در صنو عتساں کے تتبع میں راضی۔!!

ہست دنیا آنچہ مشغولت کند از ذکرِ حق
گر متاعی پُر بہا یا چیزکے احقر شد است

ترجمہ:۔ وہی دنیاداری ہے جو تجھے ذکرِ حق سے غافل رکھے۔ خواہ وہ قیمتی مال ہے یا کوئی معمولی چیز!

شمائل الاتقیا میں ہے کہ بہترین عمل لوگوں سے ملنا جلنا بند کرنا ہے جو چیز تمکو یادِ حق سے غافل رکھے وہ دُنیا ہے۔ یاد رہے جو چیز تم سے جاتی رہے اسپر غم نہ کرو اور جو چیز تمکو دی گئی ہے اسپر مغرور نہ ہو۔

ترکِ دنیا کا مطلب یہ نہیں کہ لنگوٹی کس کر ننگا رہے۔ بلکہ کاروبار کرے اور جو نذر و نیاز ملے وہ راہِ خدا میں خرچ کرے مال و دولت جمع کرنے کی رغبت نہ رکھے کم کھائے تو تارک دنیا ہو گا کیونکہ بطنک دنیاک (تمہارا پیٹ تمہاری دُنیا ہے)۔ پیٹ بھر کر کھا کر شیطان کے قریب ہو جاؤ گے!

گر بود شاغل ز ذکرِ حق و ربود از بہر جاہ!
ہم ز دنیا در س حفظِ خرقۂ مُطہر شد است

(ترجمہ) اگر کوئی شخص عالم۔ حافظ کلام اللہ ہو اور صرف خرقہ اور لوٹا ساتھ رکھتا ہو۔ اگر یہ چیزیں ذکر اللہ سے روکیں یا جاہ طلبی کیلئے ہوں تو یہ سب دنیا داری میں شمار ہونگے   دنیا ہوگی اور کچھ نہیں!

فوائد الفواد میں دنیا والوں کی کئی قسمیں بتائی گئی ہیں۔ پہلی صفت دنیا کی پہلی صورت ہے۔ اسمیں گھریلو اور سماجی تقاضوں کو پورا کرتا ہے دوسری دنیا وہ ہے جسمیں خلوص کارفرما ہے۔ ایسے عالموں کو چاہیے کہ سلوک کے طریقہ کو پوشیدہ رکھیں۔

علم محض کتابیں جمع کرنے اور پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا۔ علم وہ فائدہ مند ہے جو جانکنی کے وقت کام آئے۔ ایسے وقت میں سوائے توحید کے کچھ کام نہ آئیگا۔ آپ کتنے ہی ظاہری علوم کے ماہر کیوں نہ ہوں جو علم با خدا سے غافل رکھے اسمیں شیطانی خطرہ ہے۔

بقول حضرت رومیؒ ؎

صد کتاب و صد ورق در نار کُن
روئے دل را جانب دلدار کُن

آنحضورؐ نے فرمایا۔ دنیا ملعون ہے سوائے اللہ کی یاد کے اسکے اندر تمام چیزیں ملعون ہیں۔

سلسلۃ الذہب میں حضورؐ کا فرمان درج ہے فرمایا بہت سے

ایسے قرآن پڑھنے والے ہیں بہت جنپر قرآن لعنت کرتا ہے۔ (معاذاللہ)

لعنت است آنکہ بہر لہجہ وصوت
شود از تو حضور خاطر فوت

جو قرآن خوانی صرف خوش الحانی کیلئے کی جائے لعنت ہے کیونکہ اس سے یاد خدا میں رکاوٹ آتی ہے حضور دل حاصل نہیں ہوتا۔

دن رات امیروں کی صحبت میں کہ صرف دنیاداری کیلئے وقت ضائع کرنا لعنت ہے۔ قرآن کو چند ٹکوں کے عوض مت بیچو۔ جو عمل دکھاوے خودنمائی کیلئے ہو اسپر لعنت کا حکم صادر ہوتا ہے۔ حاجت برآری کیلئے نماز پڑھنا جسمیں خلوص نہ ہو ناتمام ہے۔ اخلاص ہے نفسانی خواہشات سے آزادی!

جسطرح بارش آسمان سے صاف وشفاف ہوکر بھی زمین میں ترش یا کھٹی دور نہیں کرتی اسی طرح جس عبادت میں ملاوٹ ہو خلوص نہ ہو وہ نامنظور ہے۔

کسی صاحب نے اسی لئے فرمایا ہے ؎

ہست قرآن خوان لیسے در روزگار میکند قرآن برو لعنت ھزار

(دنیا میں بہت سے قاری ایسے ہیں جن پر قرآن لعنت بھیجتا ہے)

تذکرۃ الاولیاء میں حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے صحابہ کرامؓ

رات کو قرآن پر غور خوص کرتے دن کو اسپر عمل کرتے مگر تم لوگ اسی کتاب سے دنیا کماتے ہو!

ے ببین تفاوت راہ است از کجا تا بکجا!!

در بدان قیدی بنا شد راؤں کر دیتا قل
باوجود سلطنت از اولیا سنجر شد است

اگر یاد الٰہی میں دنیا داری حائل نہ ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اولیاء کاملین میں سلطان شاہ ملک سنجرؒ بہت مشہور ھیں حالانکہ وہ بادشاہ بھی تھے (اسیطرح ناصرالدین محمود. سلطان محمود غزنوی اور سلطان اورنگ زیب عالمگیر اکابرین اولیاء میں شمار ہوتے ہیں۔ مترجم)

ملک سنجرؒ نے ایک وزیر۔ کو دربار میں محض اس لئے مقرر کیا تھا کہ وہ سرِاجلاس بادشاہ کو آگاہ کرتا کہ انصاف سے کام لو۔ صداقت شعار بنو چنانچہ بادشاہ اسپر عمل کرتا تھا۔

خواجہ محمد پارساؒ کا ارشاد ہے کہ حکومت کا منصب بھی خدا کی قربت حاصل کرنے کرنیکا اچھا ذریعہ ہے' بادشاہ کا سلوک دوسرے انفرادی سالک کے مقابلے میں کئی گناہ یار آور ہوگا' یہ اسکو صالحین سے نکال کر صدیقوں کی صف میں کھڑا کر سکتا ہے۔ ایک بادشاہ کو رعیت

کے ساتھ باپ کا سا سلوک کرنا چاہیے۔

اب ہم پھر تجلیات کی طرف آتے ہیں اسکی دو قسمیں ہیں ایک تجلی ذاتی
دوسری تجلیات صفاتی جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ ہمارے پیر کاملؒ کو.
اللہ تبارک وتعالیٰ نے تجلیات صفاتی سے نوازا تھا۔ جسکی تاثیر اور
خاصیتیں منصۂ شہود پر آئیں اگلے اشعار میں اسکا تذکرہ ہے

اللہ تعالیٰ نے ہمارے مرشد کاملؒ پر اسم سمیع وبصیر سے تجلی کی۔ اس
لئے آپ پر اسکا اثر یہ ہوا کہ آپ دور سے سنتے اور دیکھنے کے اوصاف
سے متصف ہو گئے اللہ نے اپنے حسن صفات کے جلوؤں کو لیکر
آپکی طرف جلوہ گری کی۔ آپ پر ان جلوؤں کا پورا اثر ہوا اور لوگ
دیکھتے ہی رہ گئے

ہم تجلی کرد دردی حق باسم الکریم !!!
زین سبب مشفق بحال مخلصی چاکر شد است

اسطرح اللہ نے آپ پر حیات۔ قدرت۔ علم اور کلام سے جلوہ گری فرمائی تو ان تجلیات کے اثرات صاف نظر آئے۔ ہمارے مرشد پاکؒ کو حیات ابدی ملی قدرت۔ علم اور کلام سے نوازا گیا۔ نتیجتاً آپ کی ذات والا صفات سے ان قوتوں کا اظہار ہوا۔

جب آپ پر تجلئے صفت المرید جلوہ گر ہوئی تو اسکی برکت سے آپکا مدعا و مقصد پورا ہوتا تھا۔

اللہ آپ پر بحثیت محی اور ممیت جلوہ گر ہوا اور آپ میں ان تجلیات کی برکات سے مارنے اور زندہ کرنیکی طاقت کا مظاہرہ اکثر اوقات دیکھا گیا۔ (انکی مثالیں آئندہ پیش کی جائینگی

او چو مجلای جمالِ آمد جلالِ ذات را
نور آثارِ جلالیت ازو ظاہر شد است

ہمارے پیر برحق ذات الٰہی کے جلال کا جمالی آئینہ ہیں اسلئے اللہ کے جلال کے آثار اور انوار اُن سے آشکار ہیں اسلئے اگر ان سے غصہ یا قہر کا اظہار ہو وہ سب صفات جلال کا اثر ہوگا۔

مگر جو نفس امّارہ کا مغلوب شدہ غصہ دکھائیگا وہ اس کیلئے زوال کا باعث ہوگا۔ بعض لوگوں نے اسی قسم کا اعتراض پیر برحق رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں اُٹھایا تھا مجھے اسکا جواب خلاصۃ المناقب میں ملا جو درج ذیل ہے۔

اس کتاب میں درج ہے کہ حضرت خواجہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بدخشاں میں حضرت امیر کبیر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سوال پوچھنا چاہا تھا کہ آپ باوجود اولیائے کاملین میں سے ہوتے کے غضبناک کیوں ہوتے ہیں۔

حضرت مولانا نور الدین جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسکا ذکر کیا۔ چنانچہ جب اول الذکر حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں حاضر ہوئے آپ مسکرائے اور سوال پوچھنے سے پہلے ہی فرمایا کہ اگرچہ ہمکو کبھی غصہ آتا ہے مگر وہ باعث رحمت ہوتا ہے۔ کیونکہ سلوک کے ابتدائی دنوں میں ہر سوموار کو ہمیں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت رہتی تھی۔ ایک دفعہ میں غصہ کی

وجہ سے ملول تھا۔ تو حضور پاکؐ نے فرمایا۔ دل ملول مت رہو کیونکہ تمہارا غصہ رحمت ہے اسلئے ہمارا غصہ رحمت اور درجہ کی ترقی کا باعث ہے جب خواجہ عبداللہ کو خبر ہوئی تو وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا میرے بیٹے اس خبر کی قیمت دوعالم سے بھی زیادہ ہے چونکہ حضرت امیر کبیرؒ ذات الٰہی کے جلال کا جمالی آئینہ تھے اسلئے اُن کا غصہ باعث ترقی ہو جاتا تھا۔

ذخیرۃ الملوک میں درج ہے کہ رسول اللہؐ اتنا غضبناک ہوتے تھے کہ آپ کی چشمان مبارک اور روئے نازنینؐ سرخ ہو جاتے تھے اور فرماتے تھے اے میرے اللہ میں بشر ہوں اور بشر کی طرح غصے میں آجاتا ہوں۔ پس اگر میں نے کسی مسلمان کو برا بھلا کہلیا پیٹا تو میری طرف سے اسکو رحمت بھیج! سبحان اللہ!

(ترجمہ) آپ پر ذاتی تکبر فنا ہو چکا تھا مگر امام جعفر صادق رضؓ کی طرح اللہ کی ذات کبریائی کے جلوے کے اثر سے آپ اسکا اظہار فرماتے تھے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت امام عالی مقام سے لوگوں نے عرض کیا کہ بیشک آپ میں سب بزرگیاں اور نیک اوصاف ہیں مگر صرف آپ متکبر ہیں آپؑ نے فرمایا میں متکبر نہیں ہوں لیکن اللہ بزرگ و برتر کبریائی کے مقام پر مجھ پر جلوہ افروز ہے یہی اعتراض سلطان الوالخیر اور خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ اور حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی پر کیا گیا تھا جسکے جواب میں حضرت امیرؒ نے ذخیرۃ الملوک میں ایک مضمون قلمبند کیا ہے جسکا مفہوم بذیل ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؒ پر جب متکبر ہونے کا الزام لگایا گیا تو آپ نے جو جواب دیا اسکا ذکر ہو چکا ہے حقیقت یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی وہ جماعت جو نفسانی عادات کو فنا کر کے اپنی ہستی کے وجود کو بشری صفات سے خالی کر دیتے ہیں اور فنا کے تلخ گھونٹ پینے کے بعد بقا کی شیرین شربت پیتے ہیں انکو دربائی کبریائی سے کبھی حلم وحیا کا لباس ملتا ہے کبھی عزت و کبریائی خلوت سے نوازا جاتا ہے۔ تو عام لوگ جو چوپائے جیسے ہیں انکے وجود میں ان صفتوں کا ظہور دیکھکر سمجھتے ہیں کہ یہ متکبر لوگ ہیں لیکن ایک عارف جانتا ہے کہ انکا یہ وقار و عزت اللہ سے ہے اور کبریا کے تجلی کا ان پر غلبہ ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ یہ اصحاب اپنے آپ کو

نیست تصور کرتے ہیں لوگوں کے ماننے نہ ماننے سے انکو غرض نہیں۔ اور نہ ان صفتوں کے ظہور میں انکا کوئی دخل ہوتا ہے۔ بلکہ یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید یعنی خدا کا یہاں اختیار چلتا ہے۔

حضرت شاہ ولایت کا فرمان ہے کہ فقیروں کی محفل میں دولتمند کی انکساری اچھی ہے مگر اگر اللہ سے ثواب کی نیت سے ہو پھر بھی فقیروں کا درجہ زیادہ بڑا ہے جنہیں صرف اللہ پر بھروسہ ہے۔ جان لینا چاہیئے کہ جو صفت غافل کے لئے نقصان دہ ہے۔

وہ عارف کیلئے حصولِ کمال کا سبب اور ذریعہ ہے۔ دولتمند متکبر شخص کے سامنے تکبر کرنا جائز ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے جب تم متکبروں کو دیکھو گے تو تم بھی تکبر سے پیش آؤ۔ یہ ان کے لیئے باعث ذلت ہے۔

حضرت بہاؤ الدین نقشبندؒ نے فرمایا ہے کہ ہمارا تکبر اللہ کی کبریائی سے ہے۔ (شعر: اگر تکبر کی ہوا میرے سر میں ہے تو وہ بھی اُسی کے پھونک میں سے ایک دم (سانس) ہے جو سانس مجھ میں اس نے پھونک دی ہے۔

شیخ مہنہ در بیان این صفت در سفتہ است
از وقارش سید صوری چو متکبر شد است

(ترجمہ) شیخ مہنہ یعنی شیخ ابوسعید ابوالخیر کا وقار دیکھکر ایک سید علوی کو غرور آگیا کہ میں آل رسولؐ ہوں۔ کیا میری کوئی وقعت نہیں۔

تفصیل یوں ہے کہ مہنہ شہر میں ابوسعید ابوالخیر سلطان تھے اہل طریقت کے صف اول کاملین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کے مرشد ابوسعید ترخس تھے جب انکے انتقال کے بعد ابوالعباسؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بشارت ملی کہ ولایت کا جھنڈا کچھ عرصہ تمہارے دروازے پر ہو گا

نفحات الانس میں ہے کہ کبریا کا مقام انہیں حاصل تھا ایک سید نے انکا یہ حال دیکھا۔ یہ الہی وقار دیکھکر معترض ہوا اس کی تفصیل حضرت جامیؒ نے نظم کی ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ جب سید صاحب کے دل میں یہ خیال آیا کہ آلِ رسولؐ ہونے کے ناطے یہ عزت وقدر ومنزلت مجھے ملنی چاہیئے تھی تو صاحب بصیرت ابوالخیر کے دل پر اس کے پرتو پڑے اور فرمایا ہمارا دل آئینہ کے مثل ہے۔ یہاں صاف قلب لے کر آؤ تاکہ ایک صاف تختی کیطرح اسپر کچھ لکھا جائے۔ خالی نسب سے کوئی بڑا معتبر نہیں بن سکتا۔ اگر ایسی بات ہوتی تو ابولہب اسکا زیادہ حقدار تھا۔

ہاں ہم نے یہ رتبہ صرف آپ کے جد امجد حضرت رسول پاک کی متابعت میں حاصل کیا ہے۔ ہم نے سنت پر پوری طرح عمل کر کے اپنے آپ کو انکی ذات میں فنا کیا ہے جب میرا وجود انکے وجود سے متحد ہوا تو اللہ نے اس آیۂ شریف کے تتبع میں اپنا محبوب بنالیا۔

ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

فرمایا اگر تمہیں خدا پیارا ہے تو میری پیروی کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنائیگا۔

خلاصۃ المناقب میں ہے۔ حضرت امیر کبیرؒ نے فرمایا کہ جب میں اپنے مرشد شیخ محمود مزدقانیؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا اگر بحیثیت آل رسولؐ یہاں آئے تو میں آپ کی خدمت کیلئے بسر و چشم حاضر ہوں ورنہ بحیثیت مرید آپ خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں اور آپ اس غلام خاکروب کی جوتیوں کو سیدھا رکھئے تاکہ فیضیاب ہوں۔ میں نے قبول کیا۔ بیعت ہوا اور خانقاہ میں خادم رہا فرماتے ہیں:۔

قفل ایں در شد علائی و کلید آں نیاز
گر نیازی داری اینجا بر سر یر ناز شو

(اس دروازے (سلوک) کا قفل علائی ہستی ہے

اس کی چابی عاجزی وانکساری ہے اگر تم میں نیاز مندی ہو گی

تو صاحب بخت و تاج ہو گے۔

نفحات الانس میں ایک بزرگ کا واقعہ درج ہے جو کافی عرصہ حضرت ابوسعیدؒ کی خدمت میں رہے جب بغداد جانے کا ارادہ کیا۔ پیر نے فرمایا۔ وہاں جا کر کہدینا کہ خراسان نے وہ شخص پیدا کیا ہے جسکے طفیل حقیقت کا سورج اب خراسان سے طلوع ہو گا

حضرت مخدوم جہانیاںؒ نے سلطان ابوسعیدؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ نے علم موسیقی کو ستر طریقے سے پیش کیا۔ آپ کے دائیں جانب ہم چنگ اور بائیں جانب ہم رباب ہوا کرتے تھے۔

نفحات الانس میں ہے کہ ایک وقت شیخ سعدیؒ کی ایک سید زادے کے ساتھ کچھ ان بن ہو گئی۔ رات کو خواب میں جناب رسول مقبولؐ نے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا صبح اٹھکر حضرت سعدی شیرازیؒ سے معافی مانگی اور انکی خوشنودی حاصل کی۔

لاتقوموا مصطفٰے کرد امر سنی این زمان
ماحی البدعہ مقیم امر ان اے مرشد است

حضرت علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک، حضرت سرورکائناتؐ کے ارشاد پر عمل پیرا ہو کر کبھی کسی بادشاہ امیر یا کسی دُنیادار کیلئے مجلس میں کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ اس بدعت کو مٹا ڈالا۔

حضرت خاکی کا بیان ہے کہ میرے مرشد پاکؒ کے وقار کا راز حضور پاکؐ کے اس ارشاد میں پوشیدہ ہے کہ مغرور کے ساتھ تکبر یا غرور سے پیش آنا صدقہ ہے۔

جناب سرور دو عالمؐ کا ارشاد ہے کہ نرمی کرنے والے کے ساتھ تواضع و نرمی اختیار کرو۔ تکبر کرنے والے کے ساتھ تکبر کرنا اور وقار ظاہر کرنا بھی صدقہ ہے

حضرت ابی امامہؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ حجرۂ شریف سے عصا ٹیکتے تشریف لائے اور ہم تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ آنحضورؐ نے فرمایا عجمیوں کی طرح اوروں کی تعظیم کیلئے کھڑے نہ ہو جایا کرو۔ یہ منع کی ہوئی بدعت ہے۔

حضرت شہاب الدینؒ نے عوارف المعارف میں تحریر کیا ہے بیشک بدعت وہ ہے جو سنّت سے ٹکرائے۔ عرب میں کھڑا ہونے کا رواج نہیں تھا۔ اس سے حضور پاکؐ کے لئے کوئی کھڑا نہیں ہوتا تھا۔

مگر اُن ملکوں میں جہاں تعظیماً کھڑا ہونے خاطر مدارات یا اعتماد حاصل کرنے کیلئے ہو تو اسمیں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اسکے ترک کرنے سے دل متنفر ہو جاتے ہیں اور سینوں میں کینہ پیدا ہوتا ہے یہ ایک قسم کی حُسنِ معاشرت اور حسنِ صحبت ہے اگرچہ بدعت ہے مگر سنّت سے نہیں ٹکراتی۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ فرماتے تھے کہ بڑے بڑے صوفیائے کرام کا فرمان ہے کہ کسی کے واسطے اٹھنا نہیں چاہیئے اور اسکو اپنی بے عزتی نہ سمجھا جائے کیونکہ صحابہ کبار نہیں اُٹھتے تھے نہ اسکو بے وقری سمجھتے تھے۔ ہاں اگر مومن بھائی کا احترام اور دلداری مقصود ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر اسمیں تکبر کا شائبہ نہ ہو۔

حضور پاکؐ کا ارشاد ہے کہ انا و اتقیاءُ اُمتی برآءٌ من التکلف (میں اور میری اُمت کے پرہیزگار نمود و نمائش اور تصنّع سے بیزار ہیں)

رسالہ قشیری میں درج ہے اگر کوئی شخص دولتمند کے سامنے اسکے دنیا دار ہونے کی وجہ سے انکساری و عاجزی دکھائے تو اسکا دو تہائی دین جاتا رہا۔ انسان کا دل، زبان اور نفس اس میں شامل ہیں۔ اگر دل سے اسکی تعظیم بوجہ دولتمند ہونے کر کے انکساری دکھائے تو اسکا سارا دین جاتا رہا۔

مسجد میں کسی کی تعظیم نہ کی جائے حضور پاکؐ نے فرمایا لا یعظمونی بیت ربی (خدا کے گھر میں تعظیم نہ کرو) بزرگ لوگ مسجد میں تعلیم دیتے وقت شاگردوں کو کھڑا ہوتے سے منع فرماتے تھے۔

ایک جماعت قرآن پڑھتی۔ یا ایک ہی پڑھتا۔ تو وہاں ایک جلیل القدر شخص آیا تو پڑھنے والے اس کیلئے تعظیماً کھڑے ہو گئے علماء کہتے ہیں کہ اگر عالم، والدین یا استاد کیلئے اُٹھا جائے تو جائز ہے۔

کسی کا یہ کہنا کہ تعظیماً اُٹھنا سنت ہے غلط ہے۔ چنانچہ ایسے اعتراضات ہمارے پیر کاملؒ پر بھی کئے گئے کہ وہ امراء وغیرہ کے لئے کھڑے نہیں ہوتے۔ ایسے غافلوں کے اعتراضات ہوتے رہیں گے۔

مخدوم حاجی حسن خانؒ فرماتے تھے کہ ہمارا مرشد مخدوم شیخ اسماعیل چشتیؒ اور اسکے مرشدین کرام کسی کی تعظیم کے لئے اُٹھتے نہیں تھے چنانچہ ایسے اصحاب اکثر ویران مساجد میں بیٹھتے انکے مرید معترضین کو کنز العباد کے دو احادیث پاک کا حوالہ دیکر فرماتے کہ مسجد میں کسی کی تعظیم کرنا منع ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف اور عوارف المعارف میں بھی کھڑا ہونے سے منع فرمایا گیا ہے لیکن حضرت شیخ اسماعیل فرماتے کہ اگر ایسے لوگوں کو اعتراض ہے۔ تو وہ کیوں آتے ہیں اور خود کو اور ہمکو تکلیف دیتے ہیں ہاں خلوص نیت سے آئیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں)۔

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں گو میرے مرشد کاملؒ کا وقار و عظمت آپ کے حاسدوں کو ایک آنکھ نہیں بھاتا مگر اس قابل قدر ہستی کے لئے باوقار ہونا لازم ہے۔

یہ مسلمہ امر ہے کہ اگر نفس امارہ کی خواہشات پر چلنے والا کبر و غرور دکھائے تو سمجھنا چاہیئے کہ یہ اسمیں بری صفت ہے اور اسکا نام تکبر ہے۔ مگر نفس مطمئنہ کے مالک بزرگ سے یا ولی کامل سے اس طریقے کا اظہار ہو تو اُسے وقار یا عزت نفس کہہ سکتے ہیں۔

البتہ موقعہ و محل کے لحاظ سے ہی اسکا اندازہ لگایا جاسکتا ہے واقعی مرشدوں کے ارشاد اور رہبر کی شرائط میں وقار کا ہونا لازمی امر ہے۔ تاکہ مرشد پاکؒ کی عظمت و بزرگی دل سے نہ مٹ جائے اور مرید دلیر نہ ہو جائیں جو عقیدت میں خلل کا باعث ہو سکتا ہے۔ اسی لئے بزرگوں کا ارشاد ہے کہ باپ سے زیادہ مرشد کی تعظیم لازم ہے

ہم باسم الغنی دردی تجلّٰی کرد حق !!
زین جہت مستغنی از ہر میر و ہر داور شد است

(ترجمہ) اللہ نے ہمارے مرشد کامل پر کلمۂ الغنی کی صفت تجلی کی صورت میں عطا کی ہے اسلئے آپ ہر امیر اور بادشاہ سے بے نیاز ھیں۔

پیش آن سلطان دین است از گدا بیقدر تر
آنکہ در دنیا شہنشہ چون جم و نوذر شد است

(ترجمہ) اس ہمارے سلطان دین کے سامنے دنیا کے بادشاہ مثلاً جمشید اور نوذر ایک گدا سے بھی بے قدر ھیں۔

ان اشعار میں مرشد کامل کی بے نیازی اور بے التفاتی کی طرف اشارہ ہے آپ حاکم یا امیر کے سامنے نرمی دکھاتے اور جو کچھ کھانا حاضر ہوتا تو انکو بھی کھلاتے۔ کوئی مخصوص انتظام نہیں ہوتا انکے کھانے کا اور انکو جلدی رخصت کیا جاتا تھا۔

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں میں نے ایک دفعہ آپؒ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ آپ ان امراء وزراء سے بے توجہی برتتے ہیں جنہیں اسکی عادت نہیں ہے۔ انکو خوشامد کی چاٹ لگی ہے تو پیر کاملؒ نے فرمایا وہ میرے پاس آتے ہی کیوں ہیں، اور یہ معاملہ میرے اختیار کا بھی نہیں ہے اللہ تعالیٰ مجھے انکی آخرت کی رسوائی سے آگاہ کرکے انکو بے قدر بھکاری کی صورت میں دکھاتا ہے۔ تم بھی انکو اس حالت میں دیکھکر ان سے نفرت کرنے لگوگے۔

اور اُن کے ساتھ بیٹھنے میں شرم محسوس کرو گے

کبھی انکو بے دقر عورتوں کی شکل میں دیکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ
جلدی چلے جائیں ۔

ہاں جو امیر بہت عاجزی اور خلوص دل سے آئے اور بے اعتنائی
برداشت کرے تو میں اسکے حال پر شفقت کی نگاہ ڈالتا ہوں اور نرم خو
بنتا ہوں ۔

اسی طرز کا ایک واقعہ امیر حسین قدس سرہٗ نے زاد المسافرین میں
نظم کیا ہے جسکا مفہوم یہ ہے کہ ایکدفعہ سلطان سکندر جاہ و حشم کے ساتھ
جا رہا تھا اچانک ایک ویرانے سے اسکا گذر ہوا۔ دیکھا ایک بوڑھا اس
ویران جنگل میں موجود ہے اس کے پاس جاکر کہا میں سلطان سکندر ہوں
میرے بخت کا ستارہ سب سے بلند ہے۔ آسمان میرے پاؤں پر سجدہ ریز
ہے وغیرہ لیکن اس مرد کامل نے کوئی التفات نہ کی۔ آخر جب بادشاہ
اپنی شیخی بگھارتے تھک گیا تو پوچھا اے دیوانے کہا کیا کر رہے ہو اسنے
کہا آپ ایک حقیر پانی کے قطرے سے پیدا ہوئے ہیں آپ کو یہ غرور
زیب نہیں دیتا۔ دنیا فانی ہے سب کچھ یہیں چھوڑنا ہے افسوس اس
بات کا ہے کہ بادشاہ ہوتے ہوئے تم میرے غلاموں کے غلام ہو۔
میرے دو نوکر جنکو میں نے رام کر رکھا ہے یعنی لالچ اور خواہش نفسانی

وہ تمہارے سر پر سوار ہیں؟ یہ سنکر بادشاہ کے چیخ نکل گئی۔ اپنا سر بوڑھے کے قدموں میں ڈالدیا۔ آخر بوڑھا کامیاب ہوا۔ اسنے اسکو اپنا راستہ دکھایا ؎ سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے!

سچ ہے ؎ پاکیزہ لوگ غیر اللہ سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ بحر فنا میں غوطہ زن ہو کر خدا کے بغیر سب کو رخصت کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ابو سعید ابوالخیرؒ اور شیخ بایزید بسطامیؒ بادشاہ نہ ہونے کے باوجود عرفان کے سلطان کہلاتے چنانچہ سلوک کے میدان کے شہوار یہ سات سلطان ہیں، جنکو ختم ہفت سلطان میں یاد کیا جاتا ہے۔

سلطان ابراھیم ادہمؒ۔ سلطان احمد خضرویہ سلطان بایزیدؒ سلطان سنجر ماضیؒ۔ سلطان محمود غزنویؒ۔ سلطان اسمٰعیل سامانیؒ سلطان ابوسعید ابوالخیرؒ)

موحد کی تعریف یہ ہے کہ ایسا صاحب نہ پیسے کا لالچ رکھتا ہے نہ کسی کی امید سوای حضرت اللہ اور نہ کسی کا ڈر سوائے باری تعالیٰ۔ ؎

امید و ہراسش نباشد ز کس
برایں است بنیادِ توحید و بس

ہم تجلی کردہ بروے حق باسم الکریم
ایں سبب مشفق بجاں مخلص وچاکر شد است

(ترجمہ) ہمارے پیر پر اللہ نے صفت کریم سے تجلی کی ہے اسلئے آپ نوکروں اور اپنے مخلصوں کے ساتھ شفقت سے پیش آتے ہیں۔

ابوالقاسم گورگانیؒ کا بیان ہے کہ اہل سلوک اللہ کے ننانوے ناموں کے اوصاف سے متصف ہو کر اپنے اندر بھی اوصاف پیدا کرتے ہیں ایسے اصحاب ابھی خدا رسیدہ نہیں ہوتے۔

سخت و تلخ از بہر اہل کبر و عجب و بدعت است
اہل درد و شوق را شیریں تر از شکر شد است

علامہ خاکیؒ نے فرمایا کہ میرے مرشد کامل متکبر، خود بین اور اہل بدعت کیلئے سخت اور تلخ ہیں۔ لیکن عاشقوں کیلئے شکر سے زیادہ شیریں ہیں۔

غور کیجیئے کہ بعض اوقات مرشد کامل پر جمالی تجلیات کا ورود ہوتا۔ جو اس آیۂ کریمہ کے مصداق ہے یعنی اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ (کافروں پر سختی کرنے والے) پہلا مصرعہ اسی کا آئینہ دار ہے۔ دوسرا مصرعہ اس آیۂ کریمہ کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (اپنی جماعت میں

ہیں ایک دوسرے پر رحم کرنے والے)

رسالہ صیدیہ میں آیا ہے کہ خدا کے نزدیک وہی زیادہ عزت ماب ہے کہ جب وہ کسی کو اللہ کے حکم کے خلاف کوئی کام کرتا دیکھتا ہے تو غضبناک ہوتا ہے مگر مؤمنوں کیلئے اللہ کی شفقت ہے۔ (مفہوم)

حاصل آنکہ گشت از خود فانی وز اوصاف خود
باقی باللہ شد اوصافش از و مظہر شد است

علامہ خاکی ان ذاتی وصفاتی تجلیات پر بحث کو سمیٹتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ مرشد کامل نے جب اپنی ہستی اور اپنے اوصاف کو فنا کردیا تو باقی باللہ کے مقام پر فائز ہوکر اوصاف الٰہی کے مظہر بنے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اس مشکل موضوع کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلے میں مرصاد العباد سے استفادہ کرتا ہوں جو دیگر کتب مقابلے میں جامع ہے۔

اللہ کی تجلی ذات دو قسم کی ہے

ایک ذاتی دوسری صفاتی۔ تجلئ ذات کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک تجلئ ربوبیت دوسری

تجلیٔ الوہیت۔

ربوبیت (پالن ہار ہونے کی تجلی) الوہیت (اللہ جل شانہٗ ہوتے کی تجلی)
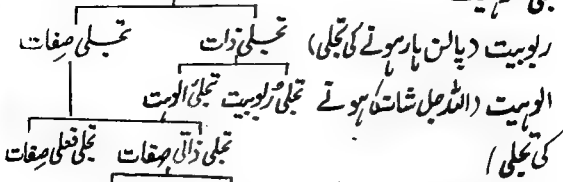
ربوبیت کی تجلی حضرت موسیٰ پر ہوئی اور پہاڑ اسکا ذریعہ بنا حضرت حضرت موسیٰ خود ذریعہ نہ تھا۔ قرآنی ارشاد ہے (جب خدا نے اپنی تجلی پہاڑ پر ڈالی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوا اور موسیٰ بے ہوش ہو گئے) یہ ربوبیت کی تجلی تھی جس نے پہاڑ کو ختم کیا مگر موسیٰ کا وجود قائم رہا۔

ہاں الوہیت کی تجلی حضرت سرورِ عالم پر ہوئی یہانتک حضورؐ پاک کا وجود مقام فنا میں پہنچکر وجود محمدی کے بدلے نے وجود ذات الٰہی نے قائم کیا اور فرمایا

(۱)

- اللہ کی تجلی
  - تجلی ذات
    - تجلیٔ ربوبیت
    - تجلیٔ الوہت
  - تجلی صفات
    - تجلی ذاتی صفات
      - صفات نفسی
      - صفات معنوی
    - تجلی فعلی صفات

(۲)

- تجلی الٰہی
  - واجدی
  - موجودی
  - قائم بنفسہٖ

(۳)

- صفات جلالی
  - صفات ذات
    - صفات جبروت
    - صفات عظموت
      - صفتی حیؐ وقیوم
      - صفت کبریائی
  - صفات فعلی

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق
ایدیھم (بیشک جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے وہ خدا سے
بیعت کر رہے ہیں اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے) اُس وقت
رسول اللہؐ پر الوہیت کی تجلّی ہوئی تھی اور یہ سعادت انبیاء میں
سے کسی کو حاصل نہیں۔ اسی لئے اللہ نے اسے اپنا ہاتھ بتایا
اب غور کا مقام ہے کہ حضور پاکؐ کے پیروؤں کو بہ توشہ چیز ہونے
کے ناطے اس شرف سے نوازا گیا۔ اس صلاحیت میں سے انکو بھی بقدر
استعداد حصّہ ملا۔ چنانچہ حدیث قدسی (متفق علیہ) اس پر دال ہے
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کوئی تز دیک ہونے والا میرے نزدیک نہیں ہوا
سوائے کسی وسیلے کے مثلاً بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا
ہے۔ یہانتک کہ وہ میرا پیارا بنتا ہے جب وہ میرا پیارا ہو گیا تو میں
اسکے کان بنتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ آنکھیں بنتا ہوں جن سے وہ دیکھتا
ہے۔ میری زبان بنتا ہے جس سے وہ بولتا ہے۔ میرے ہاتھ پاؤں
بنتے ہیں جن سے وہ کام کرتا ہے وغیرہ۔

یہ سعادت ذات الوہیت کی تجلی کی خاصیت سے ہے۔

تجلّی ذاتی کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ذاتی صفات کی تجلی اور فعلی صفات
کی تجلی۔ تجلی ذاتی کی بھی دو قسمیں ہیں۔ صفات نفسی و صفات معنوی!

صِفات نفسی وہ ہیں کہ خبر دینے والے کی خبر تجلی کے ذریعہ ذاتِ الٰہی
کی طرف رہبری کرے نہ کہ حقیقت ذات پر جو اس سے مزید ہے۔

اسکے علاوہ تجلیات کو تین حِصوں میں منقسم کیا گیا ہے

(۱) **واجدی** اگر صفت واجدی سے کسی پر تجلی ہو جائے تو بقول حضرت
ابوسعید ابوالخیرؒ فرمائیگا کہ لیس فی جبتی سوی اللہ میرے پہلو میں اللہ
کے سوا کچھ نہیں۔

(۲) **موجودی** اگر صفت موجودی سے تجلی پائے اسکا تقاضہ حضرت
جنیدؒ کی طرح یہ ہوگا۔ ما فی وجودی سوی اللہ
(میرے وجود میں اللہ کے وجود کے بغیر کوئی نہیں۔

(۳) اگر قائم بنفسہٖ کی صفت سے تجلی ملے تو سلطان بایزید بسطامیؒ
کی طرح بول اٹھے۔ سبحانی ما اعظم شانی (اے میرے پاکیزہ
وجود میں کتنا عظیم الشان ہوں)

صِفات معنوی کی تجلی اسکی حقیقت کی طرف رہنمائی کرے
جیسے ہم کہیں اسکو علم ہے قدرت ہے سمع بصر، حیات، کلام
اور بقا حاصل ہیں۔

جو بغیر واسطہ تجلی ملے حضرت آدم کی طرح۔ وعلم آدم الاسماء
کلھا (اللہ نے آدم کو سب چیزوں کا علم دیا) اسی طرح خضر کے حق

میں وارد ہے وعلمناہ من لدنا علما (اور ہم نے اسکو اپنے سے علم سکھایا) جب صفتِ قدرت سے متجلی ہو جیسے حضور پر نور سرور دو عالم صلعم کو حاصل ہوا۔ جسکا مظاہرہ آپ نے مٹھی بھر مٹی پھینک کر فوج کو شکست دی۔

قرآن شریف میں دیکھئے۔ یہ اشارہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ (جس وقت آپنے مٹی پھینکدی یہ آپ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ نے پھینک دی) یا ایک اشارہ سے چاند کے ٹکڑے کر دیئے۔

اگر صفتِ مریدی سے تجلی ہو جیساکہ عثمان حریری ؒ سے ظاہر ہوا فرماتے تھے۔ تیس سال سے اللہ وہی چاہتا ہے جو ہم چاہتے ہیں

؎ خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے؟

اگر سمیعی صفت سے تجلی ہو گی تو حضرت سلیمان ؑ کی طرح تین میل کی دوری سے چیونٹی کی ملکہ کا حکم تمام چیونٹیوں رعایا کے نام سنتے جسپر حضرت سلیمان ؑ مسکرائے۔

اگر بصیری کی صفت سے متصف ہو اور جلوہ پائے تو حضرت غوثؒ کی طرح بول اٹھے۔

؎ زاں روے کنوں آئینہ روی توام
کز دیدہ تو روے توے نگرم

(اسی وجہ سے میں تمہارے چہرے کا آئینہ ہوں کہ تمہاری آنکھوں سے تمہارا چہرہ دیکھتا ہوں)۔

آنحضور صلعم کے کیا کہتے آپ نماز میں آگے پیچھے یکساں دیکھتے تھے باامہ نواب استراحت میں بھی نبی کی ظاہری آنکھ اگرچہ بند رہتی مگر قلبی چشم یا باطنی آنکھ سب کچھ دیکھتی ہے۔

اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ انسان خدا کی ذات و صفات کا آئینہ ہے جب صاف ہو تو جس صفت سے اللہ اس پر تجلی کرے اس صفت کی تجلی اس پر وارد ہوگی خلافت الٰہی کا بھی یہی منشا ہے کہ انسان اللہ کی ذات و صفات کا مظہر ہے۔

حضرت پیران پیر رض کبریت شریف میں حضور پاکؐ کے اوصاف گنواتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اللھم صل علے سیدنا محمد مظہر الجلال والجمال مرأۃ الذات و الصفات مخزن المشاہدات الخ (مترجم)

مختصراً اگر تجلی حیات کی صفت سے ہو تو وکلم موسیٰ تکلیما (موسیٰؑ کے ساتھ اللہ نے خاص طور پر کلام کیا)
اگر صفت لقا سے تجلی ہو جائے تو اس کا تقاضۂ بشری

اٹھ جاتا ہے اور صفات ربانی کا اثر ثابت ہوتا ہے یمحو اللہ ما یشاء ویثبت (جس حکم کو چاہتا ہے منسوخ کرتا ہے جسکو چاہیے قائم رکھتا ہے) اسی مقام پر منصوری نے کہا۔ میری اور تیری ذات کے درمیان میری ذات ہی ایک مزاحمت ہے۔ پردہ ہے!

جب رزاقی صفت جلوہ گر ہو گئی۔ تو حضرت مریمؑ سے کہا گیا کہ اس کھجور کے درخت کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ۔ تازہ کھجور ملینگے۔

جب خالق کی صورت میں جلوہ گر ہوا تو حضرت عیسیٰؑ نے پھونک مار کر مٹی کے پتلے جانوروں کو زندگی بخشدی۔ اور جب زندگی دوبارہ دینے کی صفت سے جلوہ گر ہوا تو حضرت ابراہیمؑ کے جواب میں فرمایا۔ تم چار پرندوں کو پکڑ کر مار دے ٹکڑے ٹکڑے کرکے پہاڑوں پر پھینک کر بلاؤ وہ اڑ کر تیرے پاس آئینگے۔

صفت جلالی کا اثر بہت خطرناک ہوتا ہے چنانچہ ایکدفعہ حضرت ابوتراب بخشیؒ کے مرید پر حضرت سلطان بایزید بسطامیؒ کی نظر پڑی وہیں فوت ہوا۔ اس کی دو صفات ہیں۔ صفات جبروت وصفات معلی اعظموت صفات ذات کی بھی دو قسمیں ہیں۔ صفات جبروت اور صفات عظموت جب صفات جبروت جلوہ گر ہوں بے انداز ہیبتناک تو نظارہ ہوتا ہے۔ اول اس سے ایک چمک نکلتی ہے جو بشری صفتوں کو فنا کر دیتی ہے وجود کے مٹ جانیکا اندیشہ ہوتا ہے۔ اور اگر دستاہم ربہم شرابا طہورا (

اور پلایا انکو رب نے پاکیزہ شربت) تو اس کے اثر سے ساری ولایت

کو گھیر لیتا ہے۔

حضرت خاکیؒ نے اس مضمون کی مناسبت سے یہ رباعی تحریر فرمائی ہے

زاں بادہ نخوردہ ام ہوشیار شوم

واں مست نیم کہ باز بیدار شوم الخ

(اسلئے میں نے شراب معرفت نہیں پی ہے کہ ہوشیار رہوں میں وہ مست

نہیں کہ بیدار رہوں تمہاری جلالی تجلی کا ایک جام میرے لئے کافی ہے تاکہ

بود نابود سے بیزار ہو جاؤں) ۔

تجلی صفات عظموت کی بھی دو اقسام ہیں۔ صفت حی و قیوم اور صفت

کبریائی عظمت اور قہاری۔ جب صفت حی و قیوم سے جلوہ گر ہو تو فنا

ہی فنا ظاہر ہوتا ہے۔ اور بقا البقا اپنا رخ دکھاتا ہے اور اس نور کی

حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ جسکے بارے میں فرمایا۔

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

(اللہ ھدایت کرتا ہے اپنے نور کی طرف جسکو چاہتا ہے ۔

صفات جمالی کی تجلی میں کبھی پردہ ہوتا ہے۔ کبھی جلوہ دکھاتا ہے

یہ تمکین و وقار کا مقام ہے۔ یہاں دورنگی اُٹھ جاتی ہے۔

ایکدفعہ شیخ ابو سعید ابوالخیرؒ شیخ ابو علی دقاق کی مجلس میں

اسی موضوع پر باتیں کر رہے تھے۔

شیخ ابو سعید جوان تھے پوچھا کیا یہ حالت ہمیشہ رہتی ہے۔ شیخ نے کہا نہیں شاذونادر ہی ہوتی ہے۔ ابو سعیدؒ وجد میں آئے اور فرمایا یہ نادر حالت ہے۔ اس مقام پر پہنچکر ظاہر پوشیدہ ہوتا ہے اور پوشیدہ ظاہر۔ تو کفر و اسلام کا فرق دور ہو گیا وصل و جدائی کی دورنگی ختم!

علامہ جامیؒ فرماتے ہیں:۔

یا روی تو کفر و ایمان نہ بماند   با نور تجلیات دل و جان نہ بماند
چوں مائی ما زما تجلی بستد   امید وصال و بیم ہجران نہ بماند

(اے محبوب تمہارے چہرے کے سامنے کفر و اسلام کا امتیاز مٹ گیا تمہاری تجلی کے نور کے مقابلے میں دل و جان نہ رہے۔)

جب تجلی نے ہماری ہستی کو مٹا ڈالدیا۔ وصل کی اُمید اور جدائی کا ڈر جاتا رہا یہی ہے واعلم انہٗ لا الٰہ الا اللہ۔ وجودکائنات ختم الوہیت کا غلبہ ہر طرف چھا جاتا ہے۔

اے دوست! اٹھ اور گناہ کے لئے استغفار کر وجود کے آہ سے کیونکہ تمہارا وجود ہی گناہ ہے جسکے برابر کوئی گناہ نہیں۔

حضور پاکؐ کا ارشاد ہے۔ میرے دل پر پرچھائیاں چھا جاتی ہیں۔ اسلئے میں دن میں ستر بار اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں۔ یہ پرچھائیاں کیا ہیں دنیاوی تفکرات اور بشری خیالات! جن سے استغفار مانگنا

لازمی ہے تاکہ غافلوں میں شمار نہ ہوں۔ حضرت سعدیؒ نے کیا خوب کہا ہے

؎ شب چو عقد نماز بر بندم چہ خورد بامداد فرزندم (مترجم)

لوگوں کے ساتھ میل جول۔ رسالت کی تبلیغ، بشری معاملات میں مشغول رہنے سے ایک وجود پیدا ہوتا ہے اور بادلوں کی طرح حقیقی سورج کو ڈھانپ لیتا ہے اس وجود کو فنا کرنے کیلئے حضور پاکؐ بھی ستر بار توبہ کرتے تھے۔

جب عظمت وقہاری کی صفت سالک کے دل پر جلوہ فگن ہوتی ہے تو اسکی حاصل کردہ ساری پونجی فنا ہو جاتی ہے وہ حیرت میں پڑ کر عاقل ہو کر جاہل بن جاتا ہے۔

آنحضورؐ اس مقام پر روز آنہ پڑھتے رب زدنی علما اے اللہ مجھے زیادہ علم دے۔ یہاں سالک دریا صفت بنکر تشنگی محسوس کرتا ہے۔

حضرت خاکیؒ کا کلام ملاحظہ ہو۔

اے لعل لبت بخون دل ہا تشنہ چشم تو بدیدار تو چوں ما تشنہ!

ہر دم چشم بروے تو زندہ تراست دین طرفہ کہ دریا باشد و دریا تشنہ

(اے کہ تمہارے سرخ ہونٹ دلوں کے خون کے پیاسے ہیں اور تمہاری آنکھیں میری طرح تمہارے دیدار کو ترستی ہیں ہر لمحہ میری آنکھیں تمہارے دیدار کی نسبت زیادہ زندہ ہیں۔ عجب بات ہے کہ وہ روتے روتے

دریا بن گئیں۔ اور یہ دریا پیاسا ہی رہا۔

اگر اللہ عظمت و قہاری کی صفت سے مخلوقات پر عام تجلی کرے
تو قیامت قائم اِس تجلی کے ظہور سے کل شیئٍ ھالک الا وجہہ
(ہر چیز سوا اللہ کے فنا ہونے والی) مخلوقات کے ماتھے پر درج ہو جائے۔
لمن الملک الیوم (آج کس کی حکومت ہے) الوہیت کی صفت
سے خود ندا آئیگی لِلّٰہ الواحد القہار (یہ سارا ملک خدائے
قہار کا ہے) شعر

نہ مجھ سے نہ تجھ سے بلکہ اپنے آپ سے سُنے گا کہ سارا ملک
واحد القہار کا ہے!

اپنے مرشد کامل کے بارے میں جناب خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر حق
اللہ کا سایہ ہیں اور دونوں عالم انکی پناہ میں ہیں اپنے مخلصین کو چمکتے
سورج کی طرح بے پناہ فیض پہنچاتے ہیں۔

تیز بین باش و مشو اندر غلط زیرا کہ او !!
کردہ روپوش از بشر روحی مثالِ خورشید است

مزید فرماتے ہیں کہ ای دیکھنے والے غلط فہمی میں مت رہ اور چشم بصیرت سے نگاہ ڈال تو معلوم ہو جائیگا کہ انکی روحِ پاک سورج کی طرح درخشاں ہونے کے باوجود لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہے۔

کتاب اللباب میں درج ہے کہ سالک اپنے مرشد کو اللہ کا سایہ تصور کرے۔ کیونکہ وہ دنیا کا سلطان ہے اور ہر مظلوم اسکی پناہ میں آجاتا ہے

؎ سایۂ یزداں بود بندۂ خدا

مردۂ این عالم و زندہ خدا (رومی)

ولی کامل ظل اللہ ہے اس دنیا سے بے تعلق گویا مردہ ہے مگر بخدا وہ زندہ ہے۔) اسکا دامن پکڑ تاکہ تمہیں حضور پاکؐ سے ملا دے۔ یاد خدا سے بہتر پیر کا سایہ ہے۔ سوا شمیوں سے بہتر چشم بینا ہے تبرکاً پیر رومیؒ کے اور چند اشعار پیش کیے جاتے ہیں :-

کیف مد الظل کہ نور اولیاء است

کو دلیل نور خورشید خدا است

کیسا لمبا دلیوں کا سایہ! یہ ہے اولیاء کا نور! یہ اللہ کے سورج کے نور کا پرتو ہے اور راہبر؟

اندریں وادی مرو بے ایں دلیل

لا احب الافلین گو چوں خلیلؑ

اس وادی میں بغیر رہبر کے گامزن نہ ہو۔ حضرت خلیلؑ کی طرح کہو

میں ڈوبنے والوں کو دوست نہیں بناتا۔

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست دست او جز قبضۂ اللہ نیست

(پیر کا ہاتھ غائبوں سے دور نہیں۔ اسکا ہاتھ اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اللہ کا ہاتھ!

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کارآفریں کارکشا کارساز اقبال" (مترجم)

غائباں راچوں چنیں خلعت دہند
پیش مہماں تا چہ نعمت ہا نہند

(غائبوں کو جب اسے خلعت سے نوازتے ہوں تو حاضر مہمان کیلئے نعمتوں کا کیا شمار!)

در بشر روپوش آمد آفتاب
فہم کن واللہ اعلم بالصواب

(دراصل بشری صورت میں آفتاب پوشیدہ ہے۔ تدارا حقیقت جانئے۔ باقی اللہ جانتے)

خواجہ عبیداللہ نقشبندیؒ کا بیان ہے کہ روح حادث نہیں ہے بلکہ قدیم ازلی اور ابدی ہے اسلئے دل کے ماتحت نہیں ہے اے عزیز! اللہ تبارک و تعالیٰ بندہ کی رہبری کرتا ہے۔

کسی وقت ولی کو فنا فی اللہ کے مقام سے نکالکر بقا باللہ عطا کرتا ہے
تاکہ وہ ازلی مہربانیوں سے طالبوں کو راستہ دکھائے۔ طالب اپنی
استعداد کے مطابق اس سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے ان میں
سے بعض نور دان بن جاتے ہیں یعنی نور کی شناخت رکھنے والے
بعض نوربین یعنی نور دیکھنے والے بعض نور بخش یعنی نور عطا
کرنے والے۔

اے عزیز! نور کے تین معنی ہیں پہلا وجود۔ دوسرا علم تیسرا نور (ضیا)
اس نور کی دو قسمیں ہیں۔ صوری اور معنوی۔ سورج، چاند، ستارے
اور چراغ کا نور صوری ہے۔ جو نظر آتا ہے۔ معنوی نور جو نظر نہیں آتا ظاہری
آنکھ سے! مثلاً نفس کا نور، دل کا نور، سر کا نور، روح کا نور، ہر عبادت
کا نور جیسے وضو کا نور، نماز، روزہ، زکوٰۃ کا نور، ہر عضو جو کسی نیک
کام میں استعمال ہوتا ہے۔ اسکا نور بھی نمایاں ہوتا ہے جیسے سیماھم
فی وجوھھم من اثر السجود (مترجم)

اہل کشف اس نور کو دیکھتے ہیں۔ احساس کا نور حواس سے ہے اور
انوار کا مشاہدہ عالم مثال میں ہے جو کہ برزخ ہے جسطرح آدمی اپنی
ہوبہو صورت آئینے میں دیکھتا ہے اسیطرح ناسوت اور ملکوت بلکہ
حقیقت کی صورتیں بھی اسی عالم میں اپنا عکس دکھاتی ہیں۔

نیک بخت است آنکہ ہر روز از سر اخلاص و صدق
ناظر روی نکوی آن نکو منظر شد است

(ترجمہ) وہ صاحب کتنا خوش بخت ہے جو کمال اخلاص و صدق سے روزانہ اس مرشد پاک کے پُر نور چہرۂ نازک سے منور ہو جاتے دیدار کر کے!

شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میں ایکدن شیخ مجد الدین خوارزمیؒ کی صحبت میں بیٹھا تو ان کو روتے دیکھا۔ میں نے وجہ پوچھی فرمایا شاباش ہو اُن شہسواروں پر جن کے بارے میں حضور پر نور صلعم نے فرمایا۔

علماءِ اُمتی کأنبیاءِ بنی اسرائیل

میری امت کے علماء بنی اسرائیل والے نبی جیسے ہیں) میں اسلئے ڈرتا ہوں کل میں نے باری تعالا سے بعد عجز و نیاز عرض کی۔ اے خدا تمہارے کام کسی سبب کے محتاج نہیں مجھے بھی اس قوم سے بنا دے یا اس قوم کے دیکھنے والوں میں سے بنادے۔ کیونکہ میں پہلی قسم والوں میں سے ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا روتا ہوں کہ بارگاہ الٰہی میں میری دعا قبول ہوئی کہ نہیں؟

شد شگفتہ جانِ ما از دیدنِ دیدارِ او!
آنچنان کز دیدن خورشید نیلوفر شدہ است

علامہ خاکی کا بیان ہے کہ اپنے مرشد پاک کے دیدار کی برکت سے ہمارے دل ایسے کھل گئے جیسے سورج کو دیکھکر نیلوفر (گل آفتاب) کھل جاتا ہے
جامع صغیر میں بروایت حضرت عبداللہ ابن عمرؓ روایت ہے کہ آدمی (مومن) کا اپنے مومن بھائی کیطرف محبت بھری نظر سے دیکھنا اس مسجد (مسجد نبوی) میں یکسالہ اعتکاف سے بہتر ہے۔

نفحات الانس میں ہے کہ شیخ الاسلام کے نزدیک مشائخ کا دیدار اپنے مریدوں کے لئے بیش بہا تحفہ ہے اگر مرشد کا دیدار ہاتھ سے جائے پھر نہیں مل سکتا۔ عرفات کا مجمعہ سال بہ سال ہوتا ہے اس کے جانے کا غم نہیں۔

اللہ کا جلوہ دوستان خدا کی نظروں میں ہے (الولی ینظر بنور اللہ مترجم) دیدار جسم میں روح کے مانند ہے۔ جسطرح بغیر روح زندگی نہیں اسیطرح بغیر دیدار زندگی بے معنی! اگر مرشد یا کاملین کا دیدار میسر نہ ہو تو دیدار خدا بھی ممکن نہیں دیدار اللہ روح کی روح ہے سچ ہے ؎

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند
آنانکہ چشم مست بعد حیلہ وا کنند
سگ را ولی کنند و مگس را ہما کنند

چہل اسرار میں جناب حضرت علی ثانیؒ کا ارشاد ہے۔

؎ آنکہ از سایۂ لطف تو نشانے یابد
ہر کہ بیند رخ او تازہ روانی یابد

(جس پر تیری مہربانی سایہ فگن ہو۔ اسکا دیدار جو بھی کرے وہ نئی زندگانی پائے)

کرد ماری جان فدائی دولتِ دیدار او
چون مشرف از قدومش قریہ کینہ شد است

علامہ خاکیؒ ایک واقعہ کی طرف اشارہ کرتے لکھتے ہیں کہ ایک سانپ ہمارے پیر حق کے دیدار کا بڑا شوق مند تھا چنانچہ دیدار کے حصول کیلئے اسکو اپنی جان اسوقت گنوانی پڑی جب پیر کامل موضع کوتر ایک چشمے کے کنارے رونق افروز ہوئے۔

اس کی تفصیل یوں ہے کہ ایکدن مرشد پاک جناب حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ اپنی جماعت کے ساتھ موضع میں ایک دلفریب مقام پر چشمہ کے کنارے فروکش ہوئے ایک بڑا سانپ بل سے نکلا اور آپ کی طرف آنے لگا۔ مسجد ریگی پورہ کے پیش امام مُلا نوروزؒ نے پتھر سے اسکو مار دیا لیکن پیر کامل اسوقت استغراق میں رہ کر اس

معاملے کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ واپسی ہرنادی ہل کی مسجد میں مخدوم
علی صوفیؒ نے ایک آدمی کو مسجد کے ایک کونے سے نکلتے ہوئے دیکھا یہ مردان
غیب میں سے تھا اسنے پوچھا کہ تم پیر کی خدمت کرتے ہو یہ اچھا ہے مگر
موضع کبنز میں آپ لوگوں نے ایک نیکو کار جن حق کو کیوں مار دیا جو سانپ
کی صورت میں مرشد کامل کے دیدار کیلئے حاضر ہوا تھا۔ یہ انسانیت اور
مردانگی کے خلاف ہے۔

جب یہ واقعہ پیر کاملؒ گوش گذار کیا گیا تو آپ رنجیدہ ہوئے
اور فرمایا کہ میں نے تمکو اکثر بار کہا ہے کہ اللہ پاک نے انسانوں میں
ایسے نیک اور بزرگ پیدا کئے جنکے دیدار کے لیئے مردان غیب، فرشتے
اور جن ترستے رہتے ہیں۔

بے شک یہ واقعہ غار ثور میں پیش آئے ہوئے واقعہ کی تائید کرتا ہے جن
میں حضرت صدیق اکبرؓ نے سانپ کو دیدار کرانے میں مزاحمت کی تھی۔
دراصل یہ اُسی واقعہ کی خوشہ چینی ہے۔

مختصراً اگر جن نے سانپ کا روپ دھار کر خطرہ مول لیا تھا (کیونکہ
سانپ کو ہر کوئی موذی سمجھکر مار دیتا ہے) لیکن دیکھنا ہے کہ جذبہ
دیدار کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا اور جان
کی قربانی دیکر عاشق کے لئے ایک اچھی مثال قائم کی۔

حضرت شیخ یعقوب صرفی رح نے سدرہ جن کی سورۂ جن کی تفسیر حضور پاک ؐ کے ارشاد کو نقل کیا ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ پریوں کی تین قسمیں ہیں بعض پرندوں کی طرح اڑتی ہیں بعض مکھیوں اور سانپ وغیرہ کی صورت میں نمودار ہوتی ہیں۔

جنوں کے سردار عمرو نامی نے حضور اکرم ؐ کی زبانی قرآن مجید سنا تھا اور وہ جنوں کے دو قبیلوں میں لڑائی کی پاداش میں شہید ہوا وہ حضور پاک ؐ کا دوست تھا۔ کافروں نے عمرو کو مار ڈالا ۔ وہ سانپ کی شکل میں مارا گیا تھا چنانچہ بروایت عبداللہ ابن مسعود ؓ اس کو مسلمانوں نے دفن کیا جب انکو مرا ہوا پایا اور غیبی آدمیوں نے اسکے کھوج میں نکل کر مسلمانوں کو اسکی اصلیت بتادی ۔

بعض جنیات گدھوں، کتوں کی شکل میں بھی ہوتے ہیں اگر کہیں سانپ نمودار ہو اسکو تین بار حضرت سلیمان ؑ کے عہد کی قسم دینی چاہیے۔ اگر نہ چلا جائے تو مار دینا چاہیئے۔ حضرت شیخ محی الدین نے فرمایا ہے۔ کہ جنوں میں سے چند نفر ایک آدمی کو قتل گاہ کی طرف لے جا رہے تھے میں نے کہا اس پر قصاص واجب نہیں ہے کیونکہ جس جن کو اسنے مارا ہے اسنے شکل تبدیل کرلی تھی، حدیث میں بھی یہی ہے کہ ایسی صورت میں قصاص نہیں ۔ انہوں نے یہ سنکر اس آدمی کو چھوڑ دیا۔ اور دعا خیر کی ۔

چند تاثیری نوشتم این تجلیات را !!
گرچہ جزئیات ہر یک فوق ما یسطر شد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ اگرچہ ان تجلیات کی کچھ تاثیریں میں نے بیان کی لیکن آپ کی کرامات عالیہ کا کوئی شمار نہیں اور ان سب کو ضبط تحریر میں لانا بہت مشکل ہے مرشد پاک پر بے شمار تجلیات جلوہ گر ہوئی ہیں جو کرامات کی صورت میں ہمارے پاس آئیں۔

اوّل این افقر مریدش از مبارک ذاتِ او
دیدہ انواع کرامت دائماً شکر شد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ مجھ احقر کو ہی لیجئے (جو آپ کا ادنیٰ مُرید ہے) میں نے قسم قسم کی کراماتیں آپؒ کی ذات اقدس سے ظہور پذیر ہوتی دیکھی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کیا ہے اور پیر کامل کا ممنون و مشکور رہوں۔

علامہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے صحبت میں رہنے کی

برکت سے بے شمار کشف و کرامات دیکھیں جس سے میرے دل میں عقیدت
اور زیادہ بڑھنے لگی اور تسکین خاطر حاصل ہوا۔ بزرگوں نے کہا کہ
شیخ کے حالات کا ظہور مرید کے لئے باعث عزت و افتخار ہے ان
واقعات کو دیکھ کر میں زیادہ شکر گذار رہا۔

نفحات الانس میں کرامات کی اقسام کا بیان یوں ہے
مثلاً نابود کا بود کرنا اور بود کا نابود کرنا۔ کئی پوشیدہ بات کا
اظہار کسی ظاہر بات کا چھپانا۔ طے مکان سے تلاوت۔ غیبی معاملات
کی واقفیت تحلف مقامات پر ایک ہی وقت حاضر ہونا۔ مردوں
کو زندہ کرنا اور زندوں کو مردہ بنانا۔ حیوانات و جمادات سے ہمکلام
ہونا۔ مختلف ذرات وغیرہ کی تسبیح وغیرہ سننا۔ کھانے کی چیزوں
کا غیب سے حاضر کرنا۔

مزید براں ایسے خوارق عادات ہیں جو محیر العقول واقعات ہیں، مثلاً پانی
پر چلنا۔ ہوا میں سفر کرنا، غوطہ زنی کرنا، صرف اپنے وجود سے کھانا، وحشی جانوروں
کو قابو میں رکھنا۔ اپنے ٹھوکر سے پہاڑ کا رائی بنانا، دیوار کو ہاتھ کے مکے انگلی سے
شق کرنا، انگلی کے اشارے سے کوئی چیز گرانا اشارے سے کسی کی گردن
مارنا وغیرہ وغیرہ

دراصل یہ خدا کا عمل دخل ہے۔ اور اسکی قدرت کی تاثیر ہے جو

کہ اس دوستِ خدا میں ظاہری ہوتی ہے اور اسکی ہستی درمیان میں نہیں ہوتی۔

اولیاء اللہ اسبات سے ڈرتے ہیں کہ یہ خرق عادت چونکہ انکے عمل کا نتیجہ ہے جسکا اجر انکو دوسری دنیا میں ملنا ہے اسلئے وہ کرامت کرنے سے احتراز کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں۔

درج ہے کہ با عظمت کرامت جلوت و خلوت میں لذت حاصل کرنے کا دوسرا نام ہے خدا کی یاد میں سانسوں کی نگہداشت رکھنا سب سے بڑی کرامت ہے جسے پاس انفاس کہا جاتا ہے۔ علاوہ بریں خدا کی مشیت پر راضی رہنا بھی عین کرامت ہے۔

دراصل محیر العقول واقعہ یا عادات کے خلاف کوئی واقعہ نبی یا مرسل سے سرزد ہو جائے تو معجزہ ہے اور اگر یہی خلاف عادت واقعہ ولی سے ظاہر ہو جائے تو وہ کرامت ہے۔ اگر یہ آخرت کے اجر کے بدلے مل جائے تو کرامت نہ ہوگی

شمائل الاتقیاء اور مرصاد العباد اور دیگر سلوک اور تصوف کی کتابوں میں اسبارے میں تفصیلی بیانات موجود ہیں۔

مرصاد العباد میں درج ہے کہ صفت بصیری سے اگر اللہ کسی پر تجلی کرے تو وہ آگے پیچھے اوپر نیچے سب کچھ دیکھ سکتا ہے کیونکہ

اس صفت کا عکس اُسنے پایا ہے۔

ہاں استدراج۔ جادو۔ طلسمات علاحدہ چیزیں ہیں۔ اُن کے پھندے میں نہیں آنا چاہیئے جو امر خلاف شریعت وجود میں آئے اور اس سے مادر کرنے والے کی مراد پوری بھی ہو وہ عذاب کے نزدیک لانے والی بات ہوگی فرعون کے ساحروں کی طرح کوئی جادو سے کام لے یا استدراج سے تو ایسے جنتر منتر وغیرہ سے پرہیز لازمی ہے۔ یہ غیر شرعی امور ہیں

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ گناہ سے بندہ کافر نہیں بن جاتا مگر جنتر جادو کرنا سخت منع ہے۔

ورنہ مومن کے ساتھ وعدہ ثواب ہے جب وہ شرع کے مطابق چلے لنہدینھم (ہم انکو ہدایت کا راستہ دکھاتے ہیں) کافروں کے متعلق ارشاد ہے سنستدرجھم (ہم انکو ضلالت کی طرف لے جارہے ہیں)

مقامات خواجہ بہاؤالدین نقشبندیؒ میں مذکور ہے کہ فرقہ معتزلہ تو کرامت کے منکر ہیں کے برعکس اہل سنت والجماعت کرامات اولیاء کے قائل ہیں۔ لہٰذا اولیاء اللہ کے بارے میں بدگمانی پیدا کرنا یا انکی توہین کرنا۔ اللہ کی نظر میں بہت برا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:۔

"اے ایمان دار۔ گمان وظن رکھنے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ بعض گمان اور ظن رکھنا گناہ ہے۔" ؎ اولیا را ہست قدرت از الٰہ

تیر جستہ باز گرداند ز راہ
(پیر رومیؒ)

ولایت کا انکار آنحضورؐ کے معجزات کا انکار ہے۔ کیونکہ کرامات انہی معجزات کی خوشہ چینی ہے۔

نفحات الانس میں مذکور ہے کہ شیخ الاسلام ابو اسمٰعیل ہرویؒ نے فرمایا کہ اگر اللہ تمہیں کوئی دوست دکھائے اور تم اسکو قبول نہ کرو گے اور وہ تم کو ناچیز دکھائی دے تو ایسا کرنا محرومی اور حجاب کا باعث ہوگا

شرح عقائد میں درج ہے کہ اولیاء اللہ سے کرامت کا ظہور ہونا حق ہے۔ ولی وہ ہے جو اللہ کی صفات کا مقدور بھر واقف ہو۔ عبادات میں ثابت قدم۔ گناہوں سے پرہیز کرنے والا۔ لذات دنیوی سے گریز کرنے والا تو اگر ایسے آدمی سے خلاف عادت کوئی واقعہ سرزد ہو جائے تو وہ کرامت ہو گی۔ جو عمل صالح اور ایمان ویقین کے ساتھ ملی نہ ہو وہ استدراج ہے۔

کرامات کا منکر قرآن مجید کھول کر حضرت مریمؑ، حضرت سلیمانؑ کا وزیر آصف برخیا کے کرامات دیکھے۔ حضرت مریمؑ کے پاس میوے وغیرہ کھانے کی چیزیں دیکھے حضرت عمرؓ کا منبر شریف مسجد نبویؐ

پر خطبہ دیتے وقت دو سو میل دور نہاوند میں حضرت ساریہؓ کو دشمن سے آگاہ کرنا حضرت جعفر بن ابی طالب کا ہوا میں اڑنا۔ حضرت عمرؓ کے خط سے دریائے نیل کا جاری ہونا وغیرہ کرامات نہیں تو کیا ہے؟

معتزلہ نے کرامات سے اس وجہ سے انکار کیا ہے کہ یہ معجزات سے مشابہ ہوگی اور نبی اور غیر نبی میں فرق نہیں ہو سکیگا۔

مگر ولی دیانت و امانت میں پختہ ہے۔ وہ حضور پاک کا ادنیٰ غلام ہے۔ امر و نواہی پر کاربند! متابعت اور پیروی میں پکا مومن!

مشارق الانوار میں درج ہے کہ حضور پاک کا فرمان ہے کہ تم میں سے جو آدمی اپنے بھائی کی تعریف کرتا ہو تو اُسے بزرگوار سمجھے اللہ بھی اسکا حسیب ہے۔ اگر کوئی بھول چوک ہوئی ہو تو توبہ استغفار کرنا چاہیے

علامہ خاکی کا بیان ہے کہ میرے مرشد پاک کی کرامات میں کشف قلب اور کشف قبر جیسی باتیں تو روز کا معمول تھیں۔

اکثر الاوقات ناظم راز نوع کشف قلب !!
کاشف و مخبر زمانی قلبیہ دبر شد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد کامل میرے قلبی جذبات و خیالات سے جو میرے دل میں موجزن ہوتے تھے پہلے ہی آگاہ فرماتے علامہ صاحبؒ اپنی کمزوریاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اکثر اوقات میرے دل میں قسم قسم کے خیالات و خطرات پیدا ہوتے تھے کہ شاید پیر کاملؒ مجھ سے ناراض تو نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ مگر آپ ازراہ شفقت فرماتے کہ اے خاکیؒ تمہارے دل میں ایسے ایسے خطرات پیدا ہوتے ہیں۔ جو مُلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی تہہ میں نفسانی اور شیطانی وسوسے کارفرما ہیں۔ جیسا علم ابھی تمکو بصیرت کی کمزوری کی وجہ سے معلوم نہیں۔ ایسے وساوس سے خبردار رہ کر استغفار میں مصروف رہو۔ سلوک کا کام جاری رکھو یہی اطمینان قلب عطا کریگا۔

اس بارے میں یہ کہنا بجا نہ ہوگا کہ میں نے پیر کاملؒ کے حالات اور افعال کو پورے طور پر دیگر بزرگوں کے کلام کے ساتھ ملتا جلتا پایا۔

حضرت نقشبندؒ فرماتے ہیں کہ پیر کاملؒ اپنے مرید کی ہر حرکت سے باخبر رہتا ہے۔ اور جو طالب کے دل میں گذرے اُس سے واقف ہو کر اسکی رہبری فرماتے ہیں۔ اس ضمن میں حضرت سعدیؒ کیا خوب فرما گئے ہیں

اگر بینی کہ نابینا و چاہ ست
اگر خاموش بنشینی گناہ است

(اگر تم دیکھو کہ ایک اندھا کوئیں کی طرف جا رہا ہے تو خاموش تماشائی بننا گناہ ہے۔)

پیر کامل وسعت قلبی دکھا کر طالب کی کوتاہیوں سے درگذر بھی فرماتے ہیں۔ (شعر

پیش لطف و عفوِ بے حد تو شاہ
توبہ کردن از گناہ و آمد گناہ

بادشاہ کی مہربانی اور عفو کے سامنے گناہ سے توبہ کرنا بھی گناہ ہے!

بزرگوں کا قول ہے۔ ترک الذنب ذنبٌ (گناہ سے ترک کرنا بھی گناہ ہے)

مولانا عبدالرحمان جامیؒ سلسلۃ الذہب میں لکھتے ہیں کہ خود بینی، غرور، نام و نمود وغیرہ سے چھوٹ جانا آسان نہیں۔ یہ سب اخلاق ذمیمہ مرشد کی رہبری کے بغیر ہونا ممکن نہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ نفس کے اندر بہت سے ایسے خطرات ہیں جنکو مرشد کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ نفس یا شیطان دونوں پر پیر کی مدد سے غلبہ پایا جا سکتا ہے۔ حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میں ان کرامات کا ایک جیتا جاگتا ثبوت ہوں۔

ہم بہ میاں نعمت اللہ صاحب کشف و کمال
بار بار گوئی زمانی قلب صحو رشد است

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں میاں نعمت اللہؒ تو صاحب کشف و کمال تھے لیکن پیر کاملؒ ان کے دل کے خیالات اُن پر ظاہر کرتے تھے۔

مخدوم میاں نعمت اللہ سندی مخدوم حسن خانؒ کا پیر بھائی اور شیخ اسماعیل چشتیؒ کا معتبر مرید تھا۔ آپ نے کئی بزرگوں سے راہ سلوک میں تربیت حاصل کی تھی اکثر ہمارے پیر کاملؒ کے حضور نہایت خلوص و محبت کے ساتھ حاضر ہو کر فیض پاتے اور محظوظ ہوتے۔ ایکدفعہ سہو کا حاضر ہوا پیر کاملؒ نے فرمایا اسکو کھانا کھلاؤ۔ انکو کھانا کھاتے کھاتے خیال پیدا ہوا کہ میں کیوں نہ کوہ ماراں کی سیر کروں یہ خیال دل میں آنا تھا کہ مرشد پاکؒ نے فرمایا۔ جاؤ کھانا کھا کر سیر کرو کوہ ماران دیکھو!

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ جب یہ قصیدہ لکھتے لکھتے مفرد قافیے ختم ہو گئے اور میں اُن کو بار بار دھرانا نہیں چاہتا تھا خیال کیا کہ لِکُلِّ جدید لذۃٌ (ہر نئی بات میں لذت ہے) کے مصداق چند عربی مرکب قافیے استعمال کروں رات کو خواب دیکھا چند اصحاب گھوڑوں پر سوار ہو رہے ہیں میں نے بھی ایک گھوڑا لیا مگر اسکی کاٹھی تنگ تھی۔ میرا گھوڑا بھی ان شہسواروں کے ساتھ چل پڑا۔ بیدار ہوا صبح جب پیر رہبرؒ سے یہ خواب بیان کیا تو فرمایا یہ اُن عربی قافیوں کی صورت تمہیں دکھائی گئی ہے۔ میری تسلی ہوئی اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

گشت ملا احمد از چہاگل روان چون سوی او
واقفِ احوالِ او از قریہ ایجر شد است

(ترجمہ) ملا احمدؒ جب چھاگل سے روانہ ہو گئے۔ تو موضع ایجر میں ان پر کیا گذری اس سارے حال سے پیر برحق باخبر رہے۔

در اوایل از پئ اصلاح با خواجہ شریف
مانع از اندر نہانی شربِ ما سکر شد است

(ترجمہ) خواجہ محمد شریف چوری چھپے ابتدائی دور میں بھنگ پیتے تھے تو پیر برحقؒ نے سختی کے ساتھ اس نشے سے باز رکھا!

متذکرہ صدر واقعات اس بات کے غماز ہیں کہ پیر برحق جناب سلطان العارفینؒ صفت بصیری کی تجلی سے فیضیاب تھے ایسی قسم کشف و کرامات اسی امر کا بیّن ثبوت ہیں۔ چنانچہ صاحب حال بزرگ ملا احمد جب چھاگل سے پیر رہبرؒ کی زیارت کو نکلے۔ راستے میں انہیں کئی جماعتیں سواروں کی ملیں جنہوں نے کہا کہ ہم بھی پیر برحق کی زیارت کو جا رہے ہیں۔ اور روحانی طور وہ اس پہاڑی پر خیم زن ہیں مگر ظاہری طور موضع ایجر میں تشریف فرما ہیں جو بارہ مولہ کا ایک قصبہ ہے

ملا احمدؒ ان غیبی اصحاب کے اشارے پر وہاں دیدار سے فیضیاب ہو کر اپنا حال سناتے کو تھے کہ پیر برحقؒ نے فرمایا کہ ہم ملا احمد کے سارے حالات سے باخبر ہیں۔ گو پیر کامل نے اجازت بخشی مگر آپ کو باطنی طور کہنے سے منع فرمایا۔ مگر بعد میں خلوت میں یہ واقعہ سنایا ملا ابراھیم اور ملا عزیز آپ کے بھائی بھی پیر برحق کے مرید تھے اور آپ کے خوارق عادات اور کرامات سے واقف تھے۔ جس طرح ملا احمدؒ نے پیر برحقؒ کو پہاڑی پر خیمہ خرگاہ کے ساتھ بعد شان وشوکت دیکھا اسی طرح دیگر حضرات نے بھی آپ کی یہی کیفیت دیکھی ہے۔

اغلب ہے کہ ابوسعید ابوالخیرؒ کی طرح ہمارے پیر رہبر بھی سلطان وقت ہوں!

شب دلِ خواجہ علی لباس ہر لبانی ازو !!
مواسے زد دش مرسلِ آن چین اذا سفر شد است

بصیری تجلیات کی ایک اور مثال بیان ہوئی ہے کہ آپ کا پیرا نام مرید خواجہ علی مسکین بیمار تھا۔ اور پیر کامل نے عیادت کے لیے جس آدمی کو بھیجا اسکے ہاتھ سے ایک طبق (ترامی) ہرلیسہ کے ساتھ

رولٹہ کی۔ فرمایا یہ بیمار کو دینا۔ خواجہ علی نے یہ دیکھکر حاضرین مجلس کو چونکا دیا کہ کل اسنے پیر برحق سے اپنے دل میں ہریسہ کھلانے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ الحمدللہ آپ نے کشف قلب سے معلوم کرلیا۔

باخبر باشد ز حالِ مخلصانِ بحر و بر
زانکہ ظاہر باطنش را جملہ خشک و تر شد است

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد کامل اپنے مخلصین کے حال سے باخبر رہتے ہیں چاہے وہ کہیں بھی ہوں سمندر یا خشکی پر۔ کیونکہ ظاہر باطن سے آپ واقف ہیں۔ بلکہ باطنی حالات تمام عالم کے آپ پر منکشف ہوتے ہیں۔

در سفر رفتن ز اذنش خواجہ زین الدین اخی
واقف احوالش اکثر حین ما سافر شد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ مرے بھائی خواجہ زین کو پیر کاملؒ نے سفر پر جانے کی اجازت بخشی اور اسکے دورانِ سفر کے حالات سے باخبر رہ کر ہمیں سناتے تھے۔

پیر کاملؒ غائبوں کے حالات سے اکثر باخبر رہتے تھے تجلی لبصیری کی

ایک اور مثال پیش کرتا ہوں جو میری ذات سے متعلق ہے میں ایکدن موضع زلین
کے پہاڑ کے اوپر پوشین جگہ پر پہنچا جو نہایت پر فضا تھی وہاں چشمہ بھی تھا
یہ خلوت جگہ مجھے پسند آئی اور میں نے ارادہ کیا کہ رات یہیں گذاروں۔
آسمان پر کچھ بادل تیر رہے تھے مجھے اندیشہ ہوا رات کو بارش نہ آئے۔ بستی
دور تھی وہاں ایک غار دیکھا۔ اسکو صاف کیا۔ کوڑا کرکٹ بہت تھا۔
چشمے کے کنارے نوافل میں مشغول رہا۔ آسمان صاف ہو گیا اور رات کو وہیں
سو گیا۔ صبح پیر کامل کے حاضری دی فرمانے لگے یہ جو غار صاف کیا تھا وہاں
کیوں نہ سوئے؟ مجھے تمہارا وہاں رہنا بڑا پسند آیا۔ میں سب کچھ دیکھ
رہا تھا اسطرح قبرستانوں اور ویران کھنڈرات میں عمر بسر کرنی چاہیئے
اور گھر بار چھوڑ کر تنہائی اختیار کرنی چاہیئے۔

اسی سال جب میں حضرت مخدوم جہانیاں امیر کبیر میر سید جلال الدین
بخاری کے تربت پاک کی زیارت کیلئے شہر اچ گیا۔ سفر کے دوران
بڑی مشکلات پیش آئیں۔ چنانچہ میں پیر برحق سے مدد کی التجا کرتا۔
آپ مجلس میں حاضرین سے روکر فرماتے میرا خاکی اسوقت مصیبت میں
ہے۔ اس نے اپنی خواہش سے اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالدیا ہے۔
چنانچہ میرے دشمنوں نے میرے مرنے کی خبر بھی پھیلادی اور عزیز و
اقارب نے ماتم داری کے تمام رسم بجالائے۔ لیکن پیر برحق فرماتے
کہ خاکی میری آنکھوں کے سامنے ہے انشاء اللہ وہ جلدی پہنچ جائیگا

[illegible] سے اپنی نیازمندی کے تمام احکام بجالائے اور خیالات جو اسوقت میرے دل میں تھے ان سے متعلق پیر کاملؒ نے واپسی پر آکر فرمایا اور ساتھ ہی یہ بشارت بھی سنائی کہ اس سلسلہ کے مرشدوں کی تمام روحیں اسوقت حاضر ہوئی تھیں۔ چنانچہ اگر میں اپنی چشم دید کرامات لکھنے بیٹھوں تو دفتروں کے دفتر سیاہ ہونگے۔ اس طرح دیگر مریدوں نے بھی اپنے اپنے بارے میں سینکڑوں کرامات دیکھی ہیں۔

بعض اوقات نصیحت کے طور فرماتے کہ سلوک میں خدا تک رسائی پانا بڑا مشکل کام ہے۔ تمام لوگ رسمی نمازیں پڑھتے اور روزے رکھتے ہیں وغیرہ مگر مجھے دکھایا گیا کہ لاکھ نفوس میں سے ایک آدھ ہی منزل مقصود تک پہنچتا ہے باقی تھک کر رہ جاتے ہیں۔ عرش سے فرش تک ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح سب کچھ کئی بار دکھایا گیا۔

حضرت بہاؤالدین نقشبندؒ کا فرمان ہے جس نے خدا کو دیکھا اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ من عرف اللہ لا یخفی علیہ شیئ"

حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ ولیوں کو پوشیدہ رازوں سے واقف کیا جاتا ہے مگر وہ بغیر اجازت ظاہر نہیں کرتے۔ کیونکہ داناؤں کا قول ہے کہ جس کے پاس کچھ قیمتی شے ہو وہ اسکو چھپاتا ہے۔ جس کے پاس کچھ نہیں وہ شور کرتا ہے کہا گیا ہے کہ

سیر فاش مکن کہ خون لیریزی بزمین
راز کو ظاہر مت کر۔ خون خرابہ ہوگا

بارہا مکشوفش احوالِ قبورِ ریشیان!!!
در مزارِ چرار و ہم در عیش و ہم پشکر شد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک جب کبھی چرار شریف شیخ نورالدین نورانیؒ کے مرقد مبارک پر یا عیش مقام میں شیخ زین الدین ریشیؒ یا بابا لطیف الدین پوشکر کی زیارات پر حاضری دیتے تو سارے حالات بکشف معلوم کر لیتے تھے۔

ولایت اور تجلی بصیری کی کئی اور مثالیں ملاحظہ کیجئے ان سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کو کشف قبور حاصل تھا چرار شریف میں شیخ نورالدین نورانی مدفون ہیں۔ آپ ترک لذات بلھرادیتی تھے۔ آپ لحم وغیرہ ترک کر کے صرف وُپل ہاک (جنگلی خودرو ساگ) تناول فرماتے۔ حضرتِ امام اعظم رضؓ کے پیرو ظاہری طور کسی پیر کی صحبت نہیں لیکن انکا منظوم کلام حکمت و نصائح سے پُر ہے۔ انکی کرامات بے شمار ہیں۔

علاوہ ازیں بابا زین الدین ریشی عیش مقام میں مدفون ہیں بابا الدو رینہ بابا لطیف الدین موضع پشکر میں مقیم ہیں۔ حضرت پیر کاملؒ اپنے قلب کو روشن کرنے کے ارادے سے وہاں تشریف لے جاتے کبھی کبھی ساتھیوں سے فرماتے کلام اللہ اور دعاؤں کو

ختم کرنے کے بعد انکی روحیں سورہ فاتحہ بار بار پڑھنے کی التجا کرتیں۔
مزار مقدس سے نکلنے کے چند قدم چل کر مڑ جاتے اور پھر فاتحہ پڑھتے
تاکہ اُن روحوں کو رخصت کریں جو پیچھا نہیں چھوڑتی تھیں۔
ان میں سے بعض حضور پر نور ص کی پوری متابعت نہ کرنے پر
افسوس کرتے اور کمی پاکر دوسرے اولیاء کاملین پر رشک کرتے تھے
ہمارے زیارت کو آنے پر بہت شکر گذار رہتے تھے دل وجان سے
دعائیں دیتے۔
بابا نیکو ریشی کی قبر کثرت قبور سے چھپ گئی تھی۔ انکے خلیفہ لورز
ریشی پیر کامل رح کے ساتھ تھے مگر دیکھتے رہ گئے اور متحیر ہوئے جب
پیر کامل رح نے وہ قبر پہچان لی اور کسی سے پوچھے بغیر اصلی مقام پر
پہنچ گئے۔
شنکر ریشی پیر کامل کا سخت معتقد تھا۔ کوہ مارا ن پر اسکا مدفن
تھا۔ مگر قبر پہچاننا بہت مشکل تھا پیر کامل رح ایکبار فاتحہ پڑھنے کی نیت
سے تشریف لیگئے اور فرمایا کہ صاحب قبر نے آواز دی۔ اے میرے مرشد
پاک! اسطرف تشریف لائیے۔ میں یہاں ہوں۔ چنانچہ پیر برحق رح نے اسپر
فاتحہ پڑھی! ؎
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

کشف از قبر پدر شد کو ز تشریف قدوم فاخر اہل مزار قریہ تجبر شد است

علامہ خاکی کشف قبور سے متعلق پیر کامل کی ایک اور کرامت نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جب آپ موضع توجبر میں اپنے قبلہ گاہ کی قبر شریف کے پاس تشریف لے گئے تو آپ کو بکشف معلوم ہوا کہ آپ کے ابا جان اس مزار کے سامنے اپنے فرزند پر فخر کرتا ہے۔

ہمارے پیر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کی قبر کے سامنے روحوں کا شور و ازدہام دیکھا اور انکے درمیان اپنے والد کو نورانی شان کے ساتھ جلوہ افروز دیکھ کر یہ کہتے سنا اے روحو! دیکھو میرا لخت جگر مخدوم شیخ حمزہ میری زیارت کیلئے آیا ہے۔ ہم نے فاتحہ پڑھی تو سب نے آمین کہی۔

اسکے بعد ایک اور موقعہ ملا حیدر مخدوم آپ کے ہمراہ تھے جنکو بکشف معلوم ہوا کہ پیر کامل کے والد صاحب کی روح تمام ارواح میں زیادہ منور اور باحشمت و شان دکھائی دی۔

ایک اور دفعہ ملا حیدر جو پیر کامل کے ہمراہ تھے بکشف دیکھا کہ پیر کامل کے دادا صاحب (جن پر آپ نے کتابیں لکھی ہیں)، کھڑے ہو کر فاتحہ

پڑھی) نے تمنا کی کہ کاش یہ فرزند زیادہ نزدیک آکر فاتحہ پڑھتے تاکہ میری عزت افزائی ہوتی۔ چنانچہ اس واقعہ کی پیر کاملؒ نے سنکر تصدیق فرمائی
ایک اور واقعہ یوں درج ہے کہ ایک دفعہ پیر کاملؒ نے لوگوں کے ازدہام میں سواری پر ہی کھڑے دور سے اپنے والد ماجد کی روح پر فاتحہ کا تحفہ پیش کیا اور آگے بڑھے تو راستے میں آپ کی قیمتی تسبیح گم ہوگئی۔ فرمایا یہ والد بزرگوار کی ناراضی کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے شکایت کی بہت مدت کے بعد جو شرف دیدار حاصل ہوا تھا میرے نور چشم کا کیا بگڑتا کہ قبر کے سامنے بیٹھ کر ہمیں زیادہ خوشحال اور مشرف فرماتے اور زیادہ تلاوت پاک سے ہمکو بے اندازہ ثواب مل جاتا۔ مجھے معلوم ہے کہ میرا فرزند پرائے سے بھی بہت اچھا سلوک کرتا ہے چنانچہ یہ حال دیکھکر پیر کاملؒ نے استغفار کیا۔

مفتاح الجنان میں والدین کی قبور کی زیارت کے بارے میں لکھا ہے کہ جو ہر جمعہ ایسا کریگا اسکی مغفرت ہوگی اور نیکو کاروں میں شمار ہوگا۔

حضور پاکؐ نے فرمایا جو اپنے والدین پر ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور سات بار سورہ اخلاص کا ثواب بھیجے اسکے والدین کو ہر قسم کا نور بخشا جائیگا۔

حدیث میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ ایک قبر پر سے گذر رہے تھے اس قبر سے آسمان تک نور کا ایک ستون نظر آیا اللہ سے پوچھا دوگانہ پڑھکر۔ اللہ نے فرمایا جاؤ صاحب قبر سے پوچھو قبر پھٹ گئی اور دیکھا کہ مردے کے سامنے نورانی خوانچہ ہے۔ پوچھا یہ نعمت کہاں سے آئی اس نے کہا میرا ایک نیکو کار بیٹا میرے حق میں دعا کرتا رہتا ہے یہ اسی کا ثمرہ ہے۔

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر کاملؒ اکثر اپنے ساتھیوں کو رافضیوں کی مسخ شدہ شکل دکھاتے تھے۔

مقامات خواجہ نقشبندؒ میں درج ہے کہ آنحضورؐ کی دعا کی برکت سے اس امت کیلئے ظاہری شکل کا تبدیل ہونا بند ہوگیا لیکن باطنی طور پر موجود ہے۔

اندریں امت نباشد مسخ تن
لیک مسخ دل بود اے ذوالفطن

شواہد النبوۃ میں درج ہے کہ اولیاء اللہ میں سے ایک جماعت جسے رجبیتون کہتے ہیں ایسی ہے کہ اول رجب کو وہ اتنے بھاری ہو جاتے ہیں کہ گویا تمام آسمان کا بوجھ اُٹھائے ہوئے ہیں۔ ماہ شعبان شروع ہونے پر وہ ہلکے ہو جاتے ہیں۔ اس بوجھل ہونے کے وقت میں ان کو بے شمار تجلیات سے نوازا جاتا ہے۔ اور غیبی اسرار سے واقف ہو جاتے ہیں۔ یہ تعداد میں کل چالیس ہیں۔ ماہ شعبان میں یہ حالت انکی ختم ہو جاتی ہے ہاں کئی سال بھر اسی طریق پر ہوتے ہیں۔

فتوحات مکیہ میں حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے ان ہی میں سے ایک کو دیکھا ہے اس پر رافضیوں کی حالت کشف ہوئی تھی۔ اور انکو سور کی شکل میں دیکھا تھا اگر وہ انکی طرف آتا تو کہتے جاؤ توبہ کرو۔ اگر وہ صدق دل سے توبہ کر کے پھر آتا تو اسے کہتے کہ انسان کی شکل میں آگیا ہے۔ ایکدفعہ شافعی مسلک کے دو آدمی حاضر ہوئے۔ وہ شیخین سے کچھ بدظن تھے اور علیؓ کے بارے میں مبالغہ کا اعتقاد رکھتے تھے آپ نے دونوں کو نکال دیا کہ تم رافضی ہو۔ اللہ نے مجھے دکھا دیا۔ جاؤ توبہ کرو۔ جب انہوں نے دل ہی دل میں سچی توبہ کی تو آپ نے تصدیق کی کہ اب تم مسلمان ہو اس حقیقت کشف سے وہ متعجب ہوئے۔ فرمایا یہ علم اللہ پاک نے مجھے دیا ہے جس پر میرا خدا گواہ ہے۔ فتوحات مکیہ کا بیان یہاں ختم ہوا۔

مرزا حیدر مرحوم کے دور حکومت میں ایکدفعہ پیر برحقؒ نے سیر کرنے اور کوہ ماران کے گرد زیارت قبور کرنے کی خواہش ظاہر کرتے ہوئے فرمایا کہ گھوڑا تیار کرو۔ چنانچہ دروازے پر گھوڑا لایا گیا۔ وہاں واقف لوگوں کے علاوہ تین ایسے آدمی کھڑے تھے جو رافضیوں کے بیٹے تھے۔ اور جنکو پیر کاملؒ نہیں جانتے تھے مرزا حیدر کے عہد میں سب لوگ اپنے آپ کو سُنی حنفی المذہب جتاتے تھے۔ پیر کاملؒ نے علامہ خاکیؒ سے پوچھا یہ جو ہمارے سامنے سے گذرے انکو تم جانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ظاہر میں انمیں ایسی کوئی نشانی نہیں دیکھی کہ جس سے معلوم ہوئے کہ انکا مذہب کیا ہے۔ فرمایا۔ اے خاکیؒ کہ تم انکو سوئر کی شکل میں نہیں دیکھتے ہو جیسا مجھے دکھایا گیا۔ تو خاکیؒ نے عرض کیا مجھ میں ایسی بصیرت کہاں؟ تو میری ناواقفیت پر بہت غصہ ہو کر فرمانے لگے تو کیا میں جھوٹ بولتا ہوں خاکی صاحب نے گھبرا کر معافی مانگی۔ اور کہا کہ حضرت وہ تو جانتے پہچانتے رافضیوں کے بیٹے ہیں۔ سُنی کیسے ہو سکتے ہیں۔ لیکن انجانے میں مجھ سے غلطی ہوگئی تو معذرت خواہ ہوں پیر حقؒ نے آہ کھینچی اور اللہ سے دُعا کی کہ بارالہا تو حکیم وعلیم ہے جسے نہیں معلوم کہ انکو ایسی صورتوں میں دکھانے میں تمہاری کیا مصلحت ہے۔ پیر کاملؒ انکو دیکھنے اور گھر سے نکلنے پر افسوس کرتے رہے۔

وقت گذر گیا مرزا حیدر کا زمانہ ختم ہوا۔ چک دور آیا تو ان لوگوں

نے برملا اپنے رفض کا اظہار کیا۔

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ بسا اوقات ایسے لوگ ہماری مجلسوں میں ہوتے تو پیر برحق انکی حقیقت شکل وصورت سے آگاہ کرتے رہتے انکیں اور بھی خادم شامل ہیں جنہوں نے ایسے حالات دیکھتے ہیں جنکا تذکرہ کرنا قرین مصلحت نہیں ہے۔

بہرحال رفض اور اسکے عذاب سے آگاہی دلانے کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔ (اللّٰھم احفظنا من شر الرافضین)

؎ اگر در سرے سعادت کس است
زگفتار سعدی حرفے بس است

(اگر سعادت مند ہو تو سعدی کی ایک ہی بات کافی ہے)

ادا ست چون سُنی پاک اندر مشام پاکِ او
از نجاست بوئی اہل رفض مستقذر شد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پاک سُنی ہونے کے ناطے آپ کو رافضیوں کی بوئے بد پریشان کرتی تھی آپ کو انکی بوئے بد سے تکلیف پہنچتی تھی اکثر مجلس میں ایسے لوگ ہوتے جن کے بارے میں پیر کامل ہمیں آگاہ فرماتے اور کہتے کہ اسکے رفض کی بوی بد مجھے پریشان کرتی ہے

حدیث شریف میں ہے کہ رافضی مشرک ہیں اور شرک کے بارے میں قرآنی ارشاد ہے کہ وہ نجس ہیں خبث باطن اور نجاست قلبی سے ایسی بدبو آتی ہے۔ انکے پلید ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ حضرت تھائیؒ فرماتے ہیں کہ قرآنی شواہد احادیث دیگر اقوال اور پیر کاملؒ کے کشف وکرامات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ یہ لوگ نجس ہیں جسکا مجھے بارہا مشاہدہ ہوا۔

کرد چندے را ببوی وصورت ودل حکم رفض
معترف ہر یک از ایشان بعد ما انکر شد است

(ترجمہ) اکثروں کو انکی بدبو۔ مسخ صورت اور بدباطنی کی وجہ سے رافضی جتلایا۔ گو وہ پہلے انکاری ہوتے لیکن بعد میں مان گئے۔

بعض اوقات رافضی اپنے اعتقاد کو چھپا کر مجلس میں شامل ہو کر جاسوسی کرتے تھے۔ مریدوں کو انکی صحبت سے ڈراتے اور نفرت دلاتے تھے۔ مسخ شدہ صورت مگر اللہ کے جاسوس انکو پہچانتے ہیں۔

اور دل کی سیاہی دیکھکر انکی حقیقت بیان فرماتے۔

جب ان منافقوں کو اپنا مذہب ظاہر کرنے کی رکاوٹ دور ہو گئی تو اصلی رنگ میں پیش ہو کر ننگے ہو گئے۔ کئی لوگ توبہ کر کے راہ راست پر آ گئے وما توفیقی الا باللہ

ہزار طریقے سے یہ کافر اپنے آپ کو سنواریں لیکن اصلیت معلوم ہو ہی جاتی ہے۔ ؎ بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش

من انداز قدت را می شناسم

(تم جو بھی چال چلو میں سب پہچانتا ہوں)

نیست مخفی غور مرتد منافق را چو دید
حاکم کفر دلِ او قبل ما ظہر شد است

(ترجمہ) جب مرشد پاکؒ نے غوری شنکر سادھو منافق مرتد کو دیکھا تو اسکے کفر ظاہر ہونے سے پہلے ہی آپ نے اسکے مُرتد ہونیکا حکم صادر فرمایا۔

حضرت خاکیؒ ایک واقعہ کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہیں کہ گوری شنکر نامی ایک سادھو مرزا حیدر مرحوم کے زمانے میں مسلمان ہوگیا تھا اور اسکا نام صوفی صادق رکھا گیا تھا۔ بعض لوگ اسکی جوگیانہ ریاضتوں کی وجہ سے اسکے معتقد ہوگئے تھے۔ کئی بار ہمارے مرشد کاملؒ نے اسکو دیکھکر فرمایا کہ کفر کی سیاہی اسکے دل میں ابھی موجود ہے یہ سچا مسلمان نہیں رہیگا نام صادق یونہی ضایع کر دیا گیا ہے۔ جب کبھی اسکا ذکر مجلس میں ہوتا تو پیر کاملؒ اسکو گوری سادھو نام لیکر ہی ذکر کرتے تھے جو بعض غیر

مریدوں کو بُرا لگتا تھا اور وہ اپنی جگہ غیبت کے مرتکب بھی ہوتے تھے۔ مگر آخر الامر بدعتی منافقوں کے ہاتھ حکومت آگئی تو منافق کا بھانڈا پھوٹ گیا اور گوری مرتد ہوگیا۔ پیر کامل صداقت شعار کے کلام کی تصدیق ہوگئی۔ تو غیبت کرنے والے آکر تائب ہوئے۔

حضرت خاکیؒ اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ مرزا حیدر کی حکومت میں رافضیوں اور بدعتیوں کیلئے قتل، سزا اور جلد وطنی کا حکم صادر ہوا تھا اسلئے یہ لوگ تقیہ (منافقانہ ردل) ادا کرنے لگے اور سُنی نما بن کر بے خبر مرشدوں کے پاس خود کو اہل سنت والجماعت ظاہر کر کے مُرید بن گئے تھے تاکہ سزا سے بچ جائیں مگر اندرونی سیاہی موجود تھی۔ پیر برحقؒ نے اپنے نورانی فراست سے معلوم کر لیا کہ یہ منافق ہیں۔ میں ان کی وجہ سے دھوکے میں نہیں آسکتا نہ انہیں یہاں آنے کی اجازت دونگا۔

یہ لوگ حنفی مرشدوں کے مُرید بن کر انکو ضیافتیں کھلاتے اور نذرانے پیش کرتے رہے حتیٰ کہ اہلِ بدعتی حکمران بن گئے انکا آناتھا

تھا ایسے لوگ پھر رافضی بن کر اپنے مرشدوں کو خوب تکلیفیں پہنچاتے رہے
اور نذر ونیاز سے چوگنا وصول کر کے اسکے عوض انکے حق میں ناشائستہ
گالیاں بکتے رہے۔ الغرض یہ سب پر واضح ہوگیا کہ یہ اس نص قرآن پر
عمل پیرا تھے۔ واذا لقوا الذین آمنوا الخ۔ وہ منافق جب ایمان والوں
سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے۔ اور جب اپنے شیطانوں کے پاس
جاتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم صرف انکا تخول اڑاتے تھے۔
اس کشف قلب اور پیشنگوئی کو سنکر سلیم الفطرت لوگوں کا عقیدہ
مزید راسخ اور پختہ ہوگیا۔
اب ایک اور کرامت کا ذکر سنیئے۔ کسطرح ہمارے مرشد کاملؒ
صفت سمیعی کی تجلی سے انسان تو کیا تمام جمادات اور حیوانات کی باتیں
اور تسبیحات سنتے اور دادرسی فرماتے تھے۔

روزی اللہداد براسپ از زدن بیداد کرد
او بفریاد شش رسید آخر چو درآخور شد است

(ترجمہ) ایکدن صوفی اللہ دادؒ نے جودر (گھوڑے) کو مارتے پیٹتے
سے تکلیف پہنچائی تھی اور ظلم کیا تھا تو اسنے پیر کاملؒ سے دادرسی حاصل
کی۔

صفت سمعی کی تاثیر کے ثبوت اور ولایت کے منصب پر نہ ہونے کے
ناطے ایک حیوان کی فریاد سنی جب اسنے اللہ دادؒ خادم کی شکایت کی۔ یہ دیکھکر
وہ آزاد کردہ غلام نادم ہوا اور معافی مانگی۔

اسی طرح پیر کاملؒ نے ارشاد فرمایا کہ مکھی یا شہد کی مکھی کی باتیں
سنتا ہوں۔ جو واقعات صحیح پر مبنی ہوتی ہیں۔
(پیر رومیؒ کا ارشاد ہے کہ شہد کی مکھی ایسا میٹھا شہد محض اس وجہ
سے مہیا کرتی ہے کیونکہ یہ اپنی بھنبھناہٹ میں حضور نبی کریم صلعم پر
درود پڑھتی رہتی ہے (مترجم)

از سماع چنگ و نے کارہ زروئ منع شرع
گرچہ ذکر اللہ شنواز تار واز مر شد است

شریعت کی رو سے پیر کاملؒ گانا سننا مکروہ جانتے تھے لیکن جب
کبھی سماع سننے کا موقع ملتا تو آلات سے انکا ذکر سنتے تھے آپ کے
اعتقاد کے مطابق چنگ و نے کے سننے میں کراہت ضرور ہے لیکن کلات
کے ذریعہ جب ان سے خدا کا ذکر نکلتا تو سنتے تھے۔

ایک دفعہ کہیں مجبوراً گانا سنا۔ فارغ ہو کر فرمایا میں وضو سے ہوں
لیکن نماز کا وقت ہوا تو بجا وضو کے غسل کر لیتا۔

خواب میں گانے کی مجلس میں بیٹھنے کے بارے میں حضرت خاکیؒ سے فرمایا کہ آپ سے ناپسندیدہ کلام صادر ہوگا۔ استغفار کرو۔

کنز الدقائق میں ہے کہ اگر آپ کو ولیمہ کی دعوت پر بلایا جائے اور وہاں کھیل اور سرود ہو۔ تو بیٹھے اور کھائے ماحضر! پیر کاملؒ نے اجازت دی ساتھ ہی فرمایا کہ مجھے اللہ ان تاروں سے ذکر اللہ سنواتا ہے۔ یہ صفت السمیع کا اثر سے تھا اور بعنشائے تقاضا (آپ لیسمع یعنی مجھ سے سنتا ہے

شمائل الاتقیاء میں نقل ہے کہ ہمارے مرشد کے مرشد نے ایک درگاہ میں سے چنگ کی آواز سنکر فرمایا۔ اے چنگ اگر تو جانتے تو کیا کہتا ہے تو تیری سب تاریں ٹوٹ جائینگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کسی کے پوچھنے پر فرمایا ایک تار الرحمٰن دوسری الرحیم کا ورد کرتی تھی۔

ارشاد خداوندی ہے کہ بے شک تمام چیزیں اللہ کے حمد کی تسبیح پڑھتی ہیں لیکن تم انکی تسبیح نہیں سمجھ پاتے (القرآن) اسی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر ستار یا دوتارہیں عقبیٰ کی طرف لے جائے تو سننا مستحب ہے اگر اپنی بیوی یا کنیز کی طرف مائل کردے تو مباح ہے۔ اگر نفس کی خواہش کے تابع ہو تو حرام ہے۔

چونکہ تمام عبادات کا منشا محبت کا اظہار ہے اسلئے گانا روح کی غذا سمجھی جاتی ہے جیسے کئی آداب ملحوظ رکھکر سننا مباح ہے۔

بعض مرشد ابتدائی سالکوں میں گانے بجانے کے ذریعہ ہی تربیت دیتے تھے لیکن نفسانی خواہشات کا مطیع نہ ہو تو جوان لڑکا موجود نہ ہو وغیرہ

حضرت امام محمد غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اگر میاں بیوی کے درمیان رنجش دور کرنے کے سلسلے میں خوش آواز گانا سنایا جائے تاکہ محبت بڑھے تو جائز ہے

امام شافعیؒ کا مذہب ہے کہ وہ آلات موسیقی جو بدکاروں اور فاسقوں کی مجالس میں استعمال ہوں ناجائز ہیں۔ ہاں دف (ڈھولک) اور رباب (شاہین) استعمال کر سکتے ہیں۔

شیخ جنیدؒ نے سنا کہ شام کے گرد و نواح میں ایک بزرگ کے فوت ہونے کے بعد اسکے گھر میں گانے والی کنیز رہتی ہے۔ بغداد سے شام آکر اسکو نکاح میں لایا اور بطور قابل اعتبار مشغلہ گانا سنتے رہے۔

مرآۃ التائبین میں ہے کہ جسطرح گناہ صغیرہ بار بار جاری رکھنے سے کبیرہ بن جاتا ہے اسی طرح مباح چیز بھی ہمیشہ جاری رکھنے سے گناہ صغیرہ بن جاتا ہے مثلاً تے سے گانا۔ سرود۔ غزل ٹھٹھاہ کھیل وغیرہ۔

از کمالِ تربیت با خواجہ اسحاقِ حلیم
گشتہ ملہم فخر و مانعِ زماں مرشد است

(ترجمہ) پیر کاملؒ خواجہ اسحاق حکیمؒ کی تربیت میں خاص دلچسپی لیتے رہے اور بطور الہام یہ خبر پائی کہ اسحاق صاحب بھنگ پیتے ہیں۔ چنانچہ اسکو سختی سے منع فرمایا۔ ایسا غیبی الہام صفت السمیع کی تاثیر کا نتیجہ ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ایک خاتون پیر کاملؒ کی سخت معتقد تھی۔ اسکے دو فرزند تھے خواجہ حسن قاریؒ اور خواجہ اسحاق قاریؒ۔

چلچلۃ العارفین (تصنف حضرت خواجہ اسحاق قاریؒ) میں خود آپ فرماتے ہیں کہ میری دلچسپی ایک مجذوب فقیر سے پیدا ہو گئی تھی جو چرس پلاتے تھے پیر کاملؒ نے جب مجھ پر حد سے زیادہ مہربانی فرمائی اور میری والدہ سے کہا کہ یہ میرا فرزند ہے۔ تو اس قلندر کو ڈانٹا کہ اسکو چھوڑ دے اور غیر شرعی کاموں میں لگا دے خود اپنا جھوٹا پلاکر قاری بنا دیا اور امام بھی اور تعجب کی بات ہے ایک شب قدر کو اپنے ہمراہ لیکر رات کو عرش معلیٰ پر لیگئے۔ صبح ایک مجذوب نے اسکے بڑے بھائی حسن قاریؒ کو اس خوشخبری سے آگاہ کیا کہ مبارک ہو پیر کاملؒ کی عنایت سے تمہارا بھائی معراج کر کے آیا ہے اسطرح کی کئی کرامات اس کتاب میں درج ہیں ایکدفعہ پیر کامل مدعو کئے گئے۔ شام کو دسترخوان پر مرغا پیش کیا گیا۔ حضرت اسحاقؒ کا بیان ہے کہ پیر کامل نے کھانے سے فارغ ہو کر ہڈیاں جمع کر کے بارشادِ قُم باذن اللہ مرغے کو زندہ کر دیا۔ (مترجم)

حضرت اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ بطور امام میں نماز پڑھاتا تھا بعض وقت ہم بہت کم نمازی ہوتے تھے مگر سلام پھیرتے وقت بڑی گونجدار آواز نکلتی تھی گویا سارا خانقاہ بھرا ہوا ہے تو پیر کاملؒ نے میرے پوچھنے پر آپ نے فرمایا اے اسحاقؒ! میرے علاوہ تیرے پیچھے غیبی اصحاب، فرشتے اور جنّ وغیرہ بھی اقتدا کرتے ہیں۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے۔

یہ بھی تحریر ہے کہ اُس بھنگی پینے والے درویش پر قہر ہوا اور وہ مرگیا۔ کیونکہ اسکا کام خلاف شرع تھا اِسطرح اسحاق کو اسکے اثر سے چھڑالیا۔

فرماتے تھے کہ کلّ مُسکر حرام وکلّ مسکر خمرٌ، ہر نشہ آور چیز حرام ہے

مُلہم از احوالِ عالم گذشتہ گاہ اخبار کرد
شد مجرب آنکہ واقع عین ما اخبر شد است

(ترجمہ) آپ کو آنے والے حالاتِ دنیاوی کے بارے میں الہام ہوتا تھا۔ تو پیش گوئی کے طور ہمکو ایسے حالات سے باخبر رکھتے تھے۔ اللہ کا فرمان ہے۔ ان اللہ یسمع من یشاء (بیشک اللہ جسکو چاہتا ہے۔ سناتا اور سنواتا ہے۔ اور اس حدیث کے موافق

الہمنی ربی (میرے رب نے مجھے الہام دیا) پروردگار عالم اپنے خاص بندے کو اپنی مرضی سے رازہائے سربستہ سناتا ہے اس کے کان میں الہام کے ذریعہ راز سناتا ہے پھر وہ بی یسمع (مجھ سے سنتا ہے) کے مصداق ہو جاتا ہے اور صفت السمیع کی تجلی اس کی مدد کرتی ہے۔

اسی مقام پر پہنچکر شاید حضرت سلطان بایزید بسطامیؒ نے فرمایا کہ ہم نے علم زندہ سے حاصل کیا جو مرتا نہیں ہے۔

خود حضرت بسطامی بایزیدؒ نے دنیا سے رخصت ہونے کے ساٹھ سال بعد کی قبر شریف سے ہی تربیت کی۔ جسکا تذکرہ مثنوی شریف حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کے ساتھ درج ہے مترجم۔

حضرت بہاؤ الدین نقشبندؒ نے فرمایا ہے کہ چالیس سال ہم بارگاہ الٰہی خدمت کرتے رہے اور کبھی ہمارے وجود نے غلطی نہیں کرے کیونکہ الولی ینظر بنور اللہ (ایک ولی اللہ کے نور کے ذریعہ سے دیکھتا ہے۔

احیاء العلوم میں درج ہے کہ اہل دل کو ملکوت کے اسرار کا مکاشفہ کبھی کبھر واردات کی شکل میں پیش کئے جاتے ہیں۔ کبھی سچے خوابوں کے ذریعہ کبھی بیدار میں مشاہدات کے ذریعہ کیونکہ سچا خواب نبوت کے چھیالیس اجزا میں سے ایک جزء ہے۔ اولیاء اللہ سے انکے اس ملکہ کا انکار باعث خطرہ ہے۔ کیونکہ عقل اس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔

مقامات بہاؤ الدین نقشبند میں نواولاد اصول میں لکھا ہے

کہ اہل یقین کو نبوت کا ایک حصہ ہے۔ آنحضور نے فرمایا ہے کہ میانہ روی۔
نیک ہدیہ اور نیک روش نبوت کے جو بیسویں حصوں میں سے ایک ہے۔ یعنی دین
میانہ روی اور نیک خواب پیغمبری کا ۱/۴۶ حصہ ہیں۔

شرح عقایدٔ میں ہے۔ کہ الہام معرفت کے اسباب میں سے نہیں
ہے بلکہ یہ دل میں فیض کی صورت میں آتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ مجھے
رب نے الہام کیا! جو نور قدسیت سے ولی حاصل کرے اسمیں اور
کاہن کے کلام میں بہت فرق ہے۔ کاہن عقل کے ذریعہ اٹکل
سے کام لیتا ہے۔ جو کبھی غلط بھی ہو سکتا ہے۔ مگر دل کی بات کبھی
غلط نہ ہوگی۔

مبنی از تشریف تاثیر تجلی حیات
روزی ہم دعا لتے لفظے از مقصد رشت

حضرت علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ تاثیر تجلئے حیات کی برکت سے ایکدفعہ پیر برحقؒ کی زبان مبارک پر بے اختیار اور بلاارادہ یہ کلام جاری ہوا کہ میں حیات ہوں ایکدفعہ جلال میں آگئے جیسکا اندازہ حاکی صاحبؒ اور ایک اور مرید کو جلدی ہوا۔ یہ استغراق کا عالم تھا۔ ہم اٹھکر چلے۔ چند دنوں بعد حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے۔ اس مرید نے عرض کیا آپ کی برکت سے خوش ہیں۔ لیکن شب و روز آپ کی زندگی اور سلامتی کے لئے دست بدعا رہتے ہیں۔ آپ نے غیرت کی وجہ سے فرمایا۔ اللہ پاک نے اپنی مہربانی سے زندہ جاوید رکھا ہے اور ابدی سلامتی عطا کی ہے۔ اب ہم تمہارے غم خوار ہیں۔ تم بھی اپنے آپ کے غم خوار بنو۔ اور موقعہ غنیمت جان کر عبادت میں پوری تندہی سے کوشاں رہو تاکہ تمکو بھی حیات ابدی حاصل ہو۔

جب میں نے یہ باتیں سنیں تو معلوم ہوا کہ یہ خبر تجلئے حیات کی تاثیر کی برکت ہے یہ اعتماد اور اعتبار اس آیہ کریمہ کے وعدہ پر ہے۔ کہ الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاھم یحزنون (خبردار ہو کہ اولیاء اللہ کو کوئی ڈر نہیں ہے اور نہ وہ غمگین ہو جاتے ہیں۔)

یہ مسلمہ امر ہے کہ ایمان کامل اور خاص ولایت کیلئے دل کی حیات ابدی ضروری

ہے بلکہ ایمان اور ولایت دل کی اصل زندگی ہے۔ چنانچہ امام قشیری رح اس آیت
کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

او من کان میتاً فاحییناہ وجعلنا لہٗ نوراً یمشی بہ الخ

ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہمنے اسکو زندہ بنا دیا۔ ہمنے اسکو ایسا نور دیا کہ اسکو
لئے ہوئے لوگوں میں پھرتا ہے۔ کیا ایسا شخص اس شخص کے مانند ہو سکتا ہے۔ جو تاریکیوں
میں ہے اور ان سے نکلنے ہی نہیں پاتا۔ اسطرح کافروں کو اپنے اعمال مستحسن
دکھائی دیتے ہیں۔

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ بنیادی طور انسان کی سرشت میں ظلماتی اوصاف
موجود ہیں۔ گویا مرا ہوا۔ پھر اسکو اللہ اس اندھیرے سے نکال کر خدائی اوصاف
سے مزین کرتا ہے۔ اور وہ اس عطائی نور سے ایسی فراست کا مالک بن جاتا ہے
کہ اسکے سامنے برے بھلے کا فرق نمایاں ہو جاتا ہے۔

اب جو شخص اپنی جبلی خواہشاتِ نفس میں پھنسا ہو کیا وہ اس جیسا ہو سکتا
ہے۔ جسکو اللہ نے نور فراست بخشا ہو۔ مرع ہے الولی ینظر بنور اللہ ولی
خدا اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور نور کی یہ خاصیت ہے کہ اسکے سامنے کوئی چیز
پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ اگر رہیگی تو وہ نور خدا نہیں ہے۔

حضرت امام محمد الغزالیؒ نے انسانی جبلی خصوصیات کا تجزیہ کرتے
ہوئے فرمایا ہے کہ انسان بنیادی طور سگ صفت ہے سور صفت ہے وغیرہ
اور صرف ⅓ یعنی تیسرا حصہ اسکی بنیادی خصلت فرشتہ صفت ہے جسکو اجاگر
کرانے کیلئے ایک لاکھ سے اوپر پیغمبر اور مرسل مبعوث ہوئے (مترجم)
رسالۂ دہ قاعدہ میں بھی اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔

اور یہ آیہ کریمہ کہ وما یستوی الاحیاء والاموت (زندہ اور مردہ مساوی نہیں ہیں) اسیات کا غماز ہے کہ یاد خدا سے غافل اور خدا کے حضور میں حاضر برابر نہیں ہوسکتے۔

نفحات الانس میں ایک واقعہ درج ہے کہ شیخ نجم الدین بن محمدؒ الاصفہانی ایک ولی اللہ کے جنازے میں شریک ہوا قبر پر ایک فقیہ نے صاحب قبر کو تلقین کرنا شروع کی یعنی یاد دلاتا کلمہ شہادت وغیرہ۔ تو حضرت شیخ مسکرائے جب اس سے اسکا سبب پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ صاحب قبر تلقین والے سے کہتا تھا اے غافل! زندہ کو ایک مردہ تلقین کرنے لگا ہے! تعجب ہے!

شمائل الاتقیاء میں اس تجلئ حیات کے بارے میں ایک واقعہ درج ہے کہ ایک شخص نے حاجت برآری کی نیت سے چالیس دن حضرت شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے روضہ پر حاضری دینا شروع کی۔ ۳۹ دن گذر گئے۔ اسکے دل میں خیال آیا کہ اب صرف ایکدن رہ گیا ہے۔ حاجت پوری نہ ہوئی تربت پاک سے آواز آئی۔

بیت مرا زندہ پندار چوں خویشتن   من آیم بجاں گر تو آئی بتن

(مجھکو اپنی طرح زندہ جانو۔ تو جسمانی طور آتا ہے ہم روحانی طور تیری طرف توجہ دیتے ہیں۔)

مصنف شمائل الاتقیاء اپنا ایک واقعہ سناتے ہیں کہ وہ ایکدفعہ مرشد کے روضے پر گئے اور یہ کہا کہ جبتک حاجت برآری نہ ہو۔ شیخ کے لنگر سے کچھ نہیں کھاؤں گا۔ مراقبہ کے دوراں مرشد پاک قبر سے باہر آکر مجھے ہاتھ دھلانے لگے میں نے اپنا چہرہ زمین پر رکھا۔ اندر لنگر خانہ میں گیا۔ دستر خوان بچھا دیکھا

ماحضر تناول کیا۔ حاجت بھی پوری ہو گئی۔

مرگ مرداں صورتاً زندہ بجان قدسی اند
دیگران زندہ بصورت لیک معنی مردہ اند

(مرداں خدا کی موت ظاہری ہوتی ہے۔ وہ درحقیقت اللہ کی جان سے زندہ ہیں۔ دوسرے لوگ بظاہر زندہ ہیں لیکن حقیقت میں مردہ ہیں)

(حدیث پاک میں ہے جو ذکر اللہ سے غافل ہے وہ مردہ ہیں۔) مترجم

المتن :۔ اب ایک عجیب صفت کرمی کی طرف آتے ہیں۔ یہ ہے اہل سلوک کیلئے قدرت کی صفت سے کسی پر جلوہ گر ہونا۔ یہ صفت حضور پاکؐ نے چاند کے دو ٹکڑے کرکے دکھلائی ہے۔ یا مٹھی بھر مٹی دشمن کی فوج کی طرف پھینکنے سے اور میت اسکا زندہ شاہکار ہے!!

اسکے علاوہ بشری طاقت سے باہر تیز تر طریقے سے تلاوت کلام پاک کرنا جسے طے حرف کہتے ہیں۔ کسی مدت کا زیادہ دراز ہو جانا جسے نشر وقت کہتے ہیں یا ایک ہی وقت میں مثالی جسموں کے ذریعہ مختلف مقامات پر حاضر ہونا (جو حضرت امیرؒ نے چہل اسرار سنا کر دکھایا) یا لمبے سفر کو بہت جلد طے کرنا جیسے طے مکان!

یہ سب خلاف معمول واقعات ایک کامل ولی سے سرزد ہوتے ہیں۔ چنانچہ علامہ جامیؒ فرماتے ہیں۔

ہم کرامتش ز نوعِ نشر وقت و طیِّ حرف
ہمدمان مخلصش را تجربہ اکثر شد است

طے حرف اور نشر وقت جیسی کرامات آپ کے مخلص مریدوں اور ساتھیوں کے مشاہدہ میں آئی ہیں۔

رسالہ اقبالیہ میں درج ہے کہ حضرت اخی علی مصری نے حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی سے نشر زمان اور طے حرف کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ سب جو کچھ موجودات میں ہے سب اللہ کا بنایا ہوا اسکے تابع فرمان ہے۔

چنانچہ اللہ نے حکم دیا آگ کو ابراہیمؑ پر ٹھنڈی ہو جا اُسنے اپنی خاصیت بدل کر حکم مانا۔

حضرت موسیٰؑ کو پانی نے راہ دی۔ ڈبویا نہیں اللہ کے حکم سے، حضرت صالحؑ کی اونٹنی کو پہاڑ سے بغیر تشگافتہ کے نکالا۔ حضور پاکؐ سات آسمانوں سے گذر کر قاب قوسین پہنچے کہیں کوئی دراڑ نہیں پڑی آسمانوں میں! کبھی دیوار میں میں شق ہوا اور کوئی صاحب جلوہ گر ہوئے۔ (جیسے بحر العرفان میں حضرت مرزا اکمل الدینؒ فرماتے ہیں کہ جب یہ کتاب تصنیف کر رہا تھا۔ میری خواہش ہوئی کا شرح یہ سُننے کیلئے پیر رومی۔ حضرت عطارؒ۔ حضرت خاکیؒ تشریف فرما ہوتے۔ یکایک دیوار شق ہوگی اور تینوں حضرات نے تشریف فرما ہو کر سُنانے کی فرمائش کی۔ دیوار میں کوئی شق نہیں تھا۔ (مترجم)

وقت لمبا ہوتا گیا جبھی حضرت علیؑ کو موقع ملا کہ وہ عصر کی نماز ادا کرے اور زمین و آسمان کی گردش میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ ہمنے غیب میں مشاہدہ کیا [illegible] ایک ہزار سال تک سمندر میں سیر کی۔ روزے رکھے، نماز پڑھیں، عید [illegible] معلوم ہوا کہ نماز فجر سے سورج نکلنے تک کا وقت [illegible] اللہ [illegible] کے ساتھ وابستہ ایسی مثالیں ہیں (مترجم)

شواہد النبوۃ میں درج ہے کہ حضرت علی رضی ایک رکاب میں پاؤں رکھ کر دوسرے رکاب میں پاؤں ڈالنے تک پورا قرآن شریف تلاوت فرماتے تھے۔ ان سے معلوم ہوا کہ ہمارے پیر برحق کو بھی طے حروف اور نشر زماں کا ملکہ حاصل تھا ایک واقعہ اور سنئے اور سر دھنئے! ایک دن ظہر کی نماز کے بعد جتنی دیر میں نے دو رکعت نماز جن میں سورتیں فاتحہ اور الم نشرح شامل تھیں۔ پڑھ کر فارغ ہوا پیر برحق نے فرمایا کہ میں نے پچھیں نماز کے بعد کے تمام وظیفے ختم کئے۔ یہ وظیفہ دو سو آیات دعائے مونس اولیاء / دعائیں اور اذکار پر مشتمل تھا۔

ایک اور موقعہ پر نماز تہجد کیلئے ہم دونوں نے وضو کیا۔ ایک تیر کے فاصلے سے مجھ سے پہلے گھر میں داخل ہوئے اور میں بھی بغیر تاخیر انکے پیچھے داخل ہوا۔ تو فرمایا کہ تو تہجد کی نماز ادا کر۔ میرے ساتھ کچھ ایسا معاملہ ہو گیا کہ میں نے نماز تہجد ادا کی اور ان عجائبات الٰہی سے اور بھی چیزیں مشاہدہ کیں۔

ایک دفعہ عصر کی نماز کے بعد کھانا سامنے لایا گیا۔ میں نے وظیفہ موقوف نہ ہو جانے کے ڈر سے درنگی کی۔ انہوں نے فرمایا۔ یہ کیا صوفی گری ہے کیا کھانا کھاتے کھاتے وظیفہ نہیں پڑھا جا سکتا۔ اللہ کے بعض ایسے بندے ہیں کہ کھانا بھی کھاتے ہی اور قرآن شریف بھی ختم کرتے ہیں۔ وقت کی مناسبت سے مجھے معلوم ہوا کہ آپ اپنی با کمال حالت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اسطرح کبھی کبھی کنایات و اشارات سے اپنے مریدوں کو خبردار کرتے تھے۔

ہم بہ نشرِ وقت از فضل خدا جحتے اداش!!
در دو سالش بیافت باز او برشد اصت

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک نے دو سال کی مدت میں خشکی کے راستے ریاضت و عبادت کرتے ہوئے خدا کے فضل سے نشرِ وقت کی برکت سے حج ادا کیا۔

نیز بیان کیا کہ میرے مرشد پاکؒ نے فرمایا کہ مجھ پر ایسی غیبی حالت طاری ہوئی کہ میں ایک ایسی دنیا میں آیا، جہاں میں نے خشکی کے راستے سفر کا ارادہ کیا اور تمام مسافت طے کرتے ہوئے ریاضات و عبادات نماز روزہ وغیرہ میں مشغول رہتے ہوئے کارواں کے ساتھ ایک سال میں کعبہ شریف پہنچا وہاں ارکان حج ادا کرکے دوسرے سال یہاں پہنچکر جب اپنے حال پر آگیا تو معلوم ہوا کہ اس دنیا کے وقت کی ایک گھڑی سے زیادہ کا وقت نہیں گذرا تھا۔ یہ تقریر سنکر ہمیں یقین ہوا کہ پیر کامل کو نشرِ وقت حاصل ہے۔

ایک اور بار سرینگر سے سوار ہو کر بجبہاڑہ کی طرف روانہ ہوئے سورج ایک نیزہ پڑھ چکا تھا۔ بیس کوس کا فاصلہ طے کرکے پیر کامل نے نماز چاشت مریدوں کے ساتھ بجبہاڑہ میں ادا کی۔ یہ طے مکاں کی مثال ہے واللہ اعلم۔

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ مکہ مدینہ کی زیارت کرنے والوں نے ایک دوبار حضرت پیر کاملؒ کو ایدان یرودری سے زائروں کی بہ نسبت زیادہ بڑھ کر زائر پایا۔

بارہا مشہود رگوڈار پر اخلاص را
از پے حفظ عدو در لشکر سوی پر شد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ اپنے مرید صادق پُرخلوص شخص رگوڈار جرنیل کو فوج میں دشمن سے بچانے کیلئے اپنے فوجی کیمپ سوپور میں پیر کامل کو دیکھا حالانکہ وہ شہر سرینگر میں ہی تھے۔

خلاصۃ المناقب میں درج ہے کہ بروزات کی حقیقت اولیائے کاملین میں مشہور رہے۔ زندگی میں بھی اور مر کر بھی۔

بعض مرشدان کامل نے فرمایا ہے کہ بار بار ہم آخرت سے دنیا میں آئے ہیں۔ اور دنیا سے آخرت کی طرف گئے ہیں۔

بروز کی تحقیقات یوں ہے کہ ایک ولی اپنے مقام پر اپنے مثالی جسم میں روحانیت کے غلبہ سے روح ڈالکر جہاں چاہیں جا سکتے ہیں۔

حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ کا قصہ مشہور ہے کہ آپ کو ایک دن ستره آدمیوں نے دعوت کی۔ اپنے خادم سے فرمایا شام کو مجھے کمرے میں دیکھکر باہر سے دروازہ مقفل رکھو۔ مگر صبح کو معلوم ہوا کہ ہر گھر میں تشریف لیکر ستره غزلیات کا مجموعہ پڑھا اور داعیوں کو خوش گیا حالانکہ گھر سے

باہر نہیں نکلے تھے۔

حضرت امیر کبیرؒ کے بارے میں چہل اسرار چالیس گھروں میں ایک ہی وقت افطار کرنیکا بین ثبوت ہے۔

(ہمارے سیدالاولیاء جناب دستگیر عالمؓ نے ایک ہی وقت ۷۲ گھروں کو منور فرمایا۔ مترجم)

شریعت میں اسکی سند موجود ہے اور وہ یہ کہ حضرت سرکار دو عالم ایک ہی شب خواب میں ہزاروں کو اپنے دیدار سے مشرف فرماتے ہیں۔ (اور الحمدللہ قبر میں بھی سب کے سامنے جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ مترجم)

آخرت میں بھی سارے اہل جنت کو ایک ہی وقت حضور پاکؐ کے دیدار نصیب ہونگے۔ (اللہ کرے ہم بھی ان میں شامل ہوں۔ آمین مترجم)

یہ دراصل روحانیت کا غلبہ ہے اور یہ درجہ حاصل کرنا خدا کی عنایت ہے واللہ علی کل شیئٍ قدیر (بیشک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے)

اولیائے کرام میں سے ابدال اس شرف سے مشرف ہوتے ہیں۔ دوسرے ولیوں کو انکے ظاہری جسم کا ایک اور مثالی جسم میسر ہو مگر اس میں اپنی روح کو ڈھالنے کی واقفیت نہیں ہوتی۔ کبھی بے توجہی کی وجہ سے یہ صفت اُن سے پوشیدہ رہتی ہے۔

بدن برزخ کو مکتبہ بھی کہتے ہیں۔ نفحات الانس میں شیخ محی الدین عربیؒ کے بارے میں درج ہے۔ کہ ان کی روحانی شکل کا ایک جسم یا مثالی جسم بن جاتا ہے جو کہ اُنکے ظاہری جسم کے مانند ہوتا ہے۔ اور اس جسم مثالی کے ذریعہ اپنے افعال و حالات سے گذرتے ہیں حاضر لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ سارا انکی جسمانی صورت پر واقع ہو جاتا ہے۔

اور کہتے ہیں کہ فلاں شخص کو دیکھا کہ وہ ایسا کرتا تھا۔ حالانکہ وہ شخص ان افعال و احوال سے مُبّرا ہوتا ہے۔

شیخ عبداللہ موصلیؒ فرماتے ہیں۔ کہ اسمیں عقل کو دخل نہیں نہ غور و فکر سے یہ معمہ حل کیا جا سکتا ہے یہ اللہ کے راز ہیں حضرت شیخ کو قضیب البان کہتے ہیں۔ شیخ عبداللہ یافعیؒ نے ایک واقعہ بتایا ہے کہ ایسے ایک فقیر کو لوگوں نے مسجد میں بیٹھا ہوا دیکھا جبکہ وہ جماعت کیلئے اٹھ کھڑے ہوتے ایک فقیہ (عالم) نے اسکی عظمت کا انکار کرتے ہوئے اُسے کہا اٹھو جماعت کے ساتھ نماز ادا کرو۔ وہ اٹھا اور نماز میں شامل ہو گیا۔

فقیر نے اسکی طرف دیکھا وہ کوئی اور تھا۔ پھر دوسری رکعت کے بعد دیکھا وہ کوئی اور تھا۔ تیسری رکعت کے بعد بھی کسی اور کو دیکھا۔ سلام پھر کر دیکھا۔ کہ وہ شخص اسی جگہ پر مسلسل بیٹھا ہے۔ اور جن میں آدمیوں کو اسنے دیکھا۔ وہ وہاں موجود نہ تھے۔

فقیر نے اس فقیہ کی طرف دیکھکر پوچھا ان میں سے کس نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔ شیخ عبداللہ یافعیؒ کہتا ہے۔ کہ یہی حال قضیب البان کا بھی بعض فقیہوں کے ساتھ ہوا۔

قضیب البان (شیخ عبداللہ موصلیؒ) کے شہر موصل میں شہر کا قاضی انکی عظمت کا منکر تھا۔ ایک روز دیکھا کہ قضیب البان گلی کوچوں میں پھر رہا ہے۔ دل میں قاضی کے خیال آیا کہ اسکو آوارہ گردی کے جرم میں کیوں نہ حاکم کے پیش کیا جائے اور سزا دلوائی جائے۔ اچانک دیکھا کہ اب حضرت عبداللہ موصلیؒ نہیں کوئی آتش پرست کچھ آگے بڑھا دیکھا۔ اعرابی کی شکل اختیار کر گیا جب زیادہ زیادہ نزدیک ہوا تو اسکو فقیہوں کی صورت میں دیکھا۔ جب قاضی کے پاس —

پہنچے تو اسے پوچھا۔ اے قاضی! تم کس قضیب البان کو حاکم کے پاس جاؤ گے۔ اسنے توبہ کی اور مرید بن گیا۔

حضرت شیخ سید عبداللہ اصلاحیؒ کے پاس لوگوں نے شکایت کی کہ قضیب البان نماز نہیں پڑھتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ایسا نہ کہو۔ اسکا سر ہمیشہ کعبہ کے دروازے پر سجدہ میں رہتا ہے۔

نفحات الانس میں شیخ ابوالمعالیؒ کا واقعہ درج ہے کہ وہ جب حضرت دستگیر عالمؒ کی مجلس اقدس میں حاضر رہ کر رفع حاجت کے لئے بے چین تھا۔ تو پیر کاملؒ نے دوران وعظ منبر سے اٹھکر اسکے سر پر رومال ڈالا تو وہ مثالی جسم کے ساتھ ایک میدان میں پہنچا جہاں اسنے رفع حاجت کے بعد وضو کیا لیکن چابیوں کا گچھا درخت پر لٹکا کر وہیں بھول گیا۔ پیر کاملؒ نے رومال سر پر سے اٹھایا اسنے اپنے آپ کو مجلس میں پایا اور متعجب ہوا کہ پیر کاملؒ بدستور منبر شریف پر رونق افروز ہو کر وعظ فرما رہے ہیں۔ کچھ مدت کے بعد اسنے عجم کے شہروں کا سفر کیا۔ وہ بغداد سے چودہ دن کی مسافت چلے قافلہ کے لوگ ایک صحرا میں خیمہ زن ہو گئے۔ حضرت ابوالمعالیؒ پہچان گئے کہ یہ وہی جگہ ہے جہاں اسنے پیر کاملؒ کی امداد سے وضو کیا تھا۔ اور یہ دیکھکر حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی جب دیکھا کہ چابیوں کا گچھا درخت سے لٹک رہا ہے واپسی پر جب پیران پیرؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا۔ اے ابوالمعالیؒ میرے جیتے جی کسی سے نہ کہنا۔!!

دستور الجمہور میں درج ہے کہ شیخ ابوالحسنؒ نے کہا کہ بلال بلخیؒ شیخ بایزید بسطامیؒ کی خدمت میں پہنچا۔ اور کہا۔ اے بایزیدؒ آپ کو

میں نے ایک سال مکہ میں دیکھا۔ حضرت نے فرمایا میں وہ نہیں تھا۔ بلالؓ نے کہا آپ تھے اسی طرح تین بار تکرار کرتا رہا۔ لوگوں نے سنا تو بلالؓ سے کہا۔ کیا تو سچ کہتا ہے ہم جانتے ہیں کہ یہ ہمارے ساتھ پانچوں نمازوں میں حاضر رہتے تھے بایزید نے فرمایا۔ اس امر میں متعجب ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیا اللہ نے اپنے بندۂ مومن کو اتنا اختیار نہیں دیا تھا کہ جمعرات کو یہاں اور جمعہ کو مکہ میں حاضر رہے چونکہ مومن خدا کو سورج کی نسبت زیادہ عزیز ہے اسلئے۔ جسطرح خدا سورج کو خود ہی لے جاتا ہے۔ لے آتا ہے۔ اسیطرح اللہ تعالیٰ اپنے بزرگ و برتر مومن کو لے جاتا ہے اور واپس لاتا ہے۔ بندہ کا اس آنے جانے میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔

سلطان بایزید کا فرمان ہے جو کوئی اللہ کا قرب پاتا ہے تو سب چیزیں اور سب مقامات اسکے بن جاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہر جگہ اور ہر چیز میں موجود ہے۔
(حضرت اقبالؒ خوب فرما گئے ہیں ؎ جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کیلئے مترجم)

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر کاملؒ کے بعض اہل کشف اور صاحب جذبہ مرید ارواح پاک یا غیبی اشاروں سے سنکر اطلاع دیتے تھے کہ پیر کامل حج پر روحانی طور تشریف لیگئے ہیں۔ اگرچہ ظاہری صورت میں ہمارے درمیان ہی ہوتے تھے۔ حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس ضمن میں جب پیر کاملؒ سے پوچھا یہ لوگ کیا کہتے ہیں تو فرماتے ہاں ان لوگوں نے میرے دل کو حرمین شریفین کی طرف متوجہ پاکر

یہ واقفیت حاصل کرلی ہے۔ ورنہ میرا روحانی طور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ جانا عیدین پر ہی منحصر نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ مجھے اکثر اوقات اور عجیب حالات میں ان مقامات کی طرف لے جاکر حرمین شریفین کی زیارت کا شرف عطا کرتا ہے۔ اسکے بعد حاکیؒ کے سوال کے جواب میں فرمایا میں سب کو دیکھتا ہوں اور وہاں کے پھل پھول۔ مقامات وغیرہ سے بھی خبردار رہتا ہوں۔ لیکن صاحب دل اور ہمارے محبوں کے بغیر ہم کو کوئی نہیں دیکھ پاتا ہے۔ غالباً خواجہ عثمان کولؒ نے جو ابھی اسی ملک میں ہے میرے حال کو دیکھا ہے کیونکہ میں بھی اس کے حال سے واقف ہوا۔

ابدان برزخی یعنی مثالی جسم کا ایک اور واقعہ ملاحظہ کیجئے حضرت علی صوفیؒ جو جذبۂ الٰہی سے متصف تھے۔ بیعت ہونے کے بعد اکثر غیبی گوشہ نشینوں سے ملاقی ہوتے تھے۔ اور مختلف عبادات میں مصروف رہتے۔ ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ ایک بیہک سے دوسری بیہک میں دفعتاً پہنچ جاتے تھے اور بیابان وجنگلات میں چل پھر کر جہاں بھی منزل کرتے اپنے پیر کاملؒ کو حاضر پاتے۔ کبھی نماز میں یا کبھی

تلاوت کلام اللہ کرتے ہوئے۔ کبھی احباب و مریدین کی جماعت میں۔!!

کہتے ہیں میں ایک جگہ سے غائب ہو کر عیش مقام میں ریشیوں کے مزار سے نکل آیا تو مسجد عیش مقام میں داخل ہوا۔ وہاں پیر کامل موجود ہیں۔ آپ مسکرائے یہ کیا حکمت ہے کہ آپ شہر میں دوستوں میں بھی تشریف فرما ہیں اور یہاں استراحت فرما رہے ہیں۔ اگرچہ میں بھی خدائی مہربانی سے یہاں پہنچا مگر یہیں ہوں کسی دوسری جگہ نظر نہیں آؤنگا دوسری جگہ کے حالات سے میں واقف نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا اللہ اپنے بندوں پر کوئی نہ کوئی مہربانی فرماتا ہے یہ کہکر وہاں سے غائب ہو گئے۔

جب انکی خدمت میں شہر میں حاضر آیا تو اُدھر ہی سے فرمایا کہ مسجد زیارت زین الدین ولیؒ میں کسکو دیکھا تھا۔ میں نے عرض کیا جسکو آپ جانتے ہیں اور اب بھی جسکو دیکھتا ہوں۔ اسکے بعد پیر کاملؒ سے پوچھا گیا کیا کسی اور نے بھی آپ کو دیکھا۔ فرمایا ہاں علی صوفیؒ جیسا روحانی بزرگ ہوتا تو دیکھتا ورنہ اس جسم کو کوئی نہیں دیکھتا ہے

بہر امداد مریداں زود حاضر مے شود
صورتِ پاکیزہ اش ہر جا کہ مصوّر شد است

تاجِ وہم کار فرما خواجہ عثمان کول را
بارہا اندر زیارتگاہِ دُور ائمہ شد است

(ترجمہ) علامہ خاکیؒ بیان فرماتے ہیں۔ کہ خواجہ عثمان کولؒ کو جناب سلطانؒ نے حضرت بہاؤالدین گنج بخشؒ کے آستان پر بہت دفعہ نصیحت فرمائی اور کام تجویز کئے۔ حالانکہ پیر کاملؒ ان دنوں گاؤں کے دورے پر تشریف لیگئے تھے۔

دُرّمراہ موجودہ محلہ بہاؤالدین صاحب کا سابقہ نام ہے۔ جہاں مزار سلاطین میں جناب حضرت شیخ بہاؤالدین گنج بخش کی زیارت ہے۔ پیر کامل کے بدنی بیروزی کا ایک واقعہ ملاحظہ کیجئے۔ جسمیں آپ نے ایک خاص مرید خواجہ عثمان کول سے زیارت گنج بخش موصوف میں اس معاملے میں دعوت پر جانے کی اجازت بخشی جسمیں پیر کاملؒ کے خاص مریدوں کو پُرخلوص امیر مرید نے مدعو کیا تھا آپ تذبذب میں تھے کہ کہیں امیروں کی مجلس میں بغیر اجازت پیر کامل جانا موزوں ہوگا کہ نہیں۔ لیکن آپ نے ان کے پرخلوص ہونے کی بنا پر اجازت دیدی حالانکہ آپ کہو بہام میں تشریف فرما تھے۔ یہ بیداری کے عالم میں پیش آیا۔

خواجہ کولؒ نے بارہا اسی مزار پُرانوار میں آپؒ کو دیکھا ہے اور ان سے گفتگو کر کے مناسب جوابات سنے ہیں۔ چنانچہ حرمین شریفین میں بھی کول صاحبؒ سے ملاقات کی۔

(ترجمہ) اپنے نوکر کو تنبیہ کے طور پر مکہ مارا جو شہر میں تھا۔ اور خود پیر کاملؒ نے نادی ہیل کے گاؤں سے یہ کام کیا۔

یہ تجلی قدرت کی تاثیر تھی۔ کہ جب آپ نادی ہیل کی مسجد شریف تعمیر کرانے میں مصروف تھے۔ آپ نے اپنے سائیں اللہ داد صوفیؒ کو اسبات کے لئے مکہ مارا کہ اسنے ہدایات کے باوجود سوکھی گھاس کے انبار میں جا کر گھوڑے کیلئے گھاس لائی مگر چراغ ساتھ رکھا۔ حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں مجھے پیر کاملؒ نے شہر ہی میں رکھ چھوڑا تھا۔ جب صوفی اللہ داد کو تھپڑ لگا تو اسنے ہم سے یہ واقعہ سنایا۔ اور لطف یہ ہے کہ نادی ہل میں اسکا عینی شاہد ملا یوسفؒ تھا۔ جب ملا یوسف شہر میں آیا تو دوستوں کے سامنے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہیں یہ واقعہ صوفیؒ نے اسی وقت بتا دیا۔
واضح رہے کہ یہ کرامت اسی کرامت کا چربہ ہے جو حضرت فاروق اعظمؓ کے وقت میں سرزد ہوئی جب آپ نے حضرت ساریہؓ کو دوران خطبہ جمعہ کے روز مسجد سے سگنل دیتے ہوئے دشمنی کی آمد سے آگاہ فرمادیا۔ الفاظ آپکے تھے۔ یا ساریہ الجبل الجبل!

بہر امداد مریدان زود حاضر مے شود...!!!
صورت پاکیزہ اش ہر جا کہ مصور شد است

(ترجمہ) مریدوں کی امداد کیلئے آپؒ آناً فاناً حاضر ہو جاتے ہیں۔ جب بھی آپکا تصور کیا جائے۔

ملک تبت کے دیوہ سوی میدان میں برفباری میں پھنسے ہوئے خواجہ حاجی زین الدینؒ کی پیر کاملؒ نے امداد فرمائی جب اسنے دُھائی دی۔

یک طبق از خوردنی بگرفتہ اندر سندہ ون
وقتِ خفتن خانہ یک مخلص لولر شد است

موضع لولر میں آپؒ کا مرید بھوک سے کمزور ہوا تو پیر کاملؒ نے سندہ ون سے کھانے کا ایک طبق لیکر عشاء کے وقت اسکے پاس مثالی جسم میں (ابدان بروزی) حاضر ہو گئے۔

متذکرہ صدر اشعار میں پیر کاملؒ کی کراموں کا تذکرہ ہے جو تجلیٔ صفت قدرت کی شاہکار ہیں۔ جب انکے مُرید حضور دل سے پیر کاملؒ کا تصور کرتے ہیں۔ تو وہ روحانیت کی طاقت سے امداد کیلئے حاضر ہو سکتے ہیں۔ یہ مرید اور پیر کے تعلق کی پختگی پر منحصر ہے۔

ایک کڑی کمزور ہو تو کام نا تمام! بعض مریدوں نے آپ کا جسم برزخی کا مشاہدہ کیا ہے۔ چنانچہ حضرت فاکیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی ایک خلوت میں ظاہری آنکھوں سے آپ کو دیکھا ہے۔ اسلئے آپ کے مریدوں کو چاہیئے کہ مشکلات کے وقت امداد اور یاری مانگتے رہیں خصوصًا ذکر اور توبہ کے وقتوں میں!

شمائل الاتقیاء میں آیا ہے۔ ایسے کام کیلئے اپنے دل ہی کی طرف توجہ کرے تاکہ تفکر و تدبر سے وہ حقیقت سمجھ سکے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہدایت ہے کہ افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالہا (تم قرآن پر غور کیوں نہیں کرتے۔ کیا تمہارے دلوں پر تالے پڑھ گئے ہیں۔ ایک اور وضاحت سنئے۔ علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم۔ یہ اللہ ہے جسنے قلم کے ذریعہ تعلیم دی اور عمومًا انسان کو دوسرے ذرائع سے جسکو وہ جانتا نہیں تھا تعلیم دی۔ مثلًا کمپیوٹر وغیرہ

دراصل اللہ کے سامنے دل تختی بناہے اور اللہ لکھنے والا اللہ اور دل کے درمیان ایک پردہ حائل ہے غور و تفکر سے وہ پردہ اُٹھ جاتا ہے اور اللہ کا قلم کام کرتا ہے اسکے علاوہ ایک اور صورت قرآن شریف نے یہ بتادی ہے کہ فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون (اگر نہیں جانتے مرشدوں اہل ذکر سے پوچھ لیجئے۔ اگر تم اپنے دل کو مرشد کے مراقبہ اور تصور میں برابر رکھو گے تو اسکی کرنیں تمہارے دل پر پڑینگی۔ قلم کی علامتیں تم پر آشکارا ہو جائینگی۔ کوئی عمل تصور شیخ اور مراقبہ کے برابر نہیں!

مراقبہ کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مرید دل کی آنکھوں سے شیخ کو دیکھے اور ایسے مدد مانگے۔ کیونکہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے پہلے مرید یہ سمجھ نہ پائیگا کیونکہ عالم غیب سے وہ ناواقف ہے۔ مرشد کا دل اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسی توسل اور توسط سے اسکا اثر اور فیض مرید کے دل میں بھی پہنچتا ہے۔ یہی راز ہے اس آیت میں کہ وسقاھم ربھم شرابا طھورا (اور ان کے رب نے انکو پاکیزہ شربت پلائی۔)

قرآنی ارشاد ہے کہ اسکے بعد آنحضورؐ کے جام نبوت سے انکو شراب پلائی جائیگی۔ اسکے بعد اللہ خود ساقی بن کر بلاواسطہ تمکو یہ شربت پلائیگا جب یہ حقیقت مستقل ہو جائے تو وہ جب چاہے شیخ اور مرشد کو دیکھے اور ظاہری آنکھوں سے دیکھیگا۔ یہ ایک عجیب و غریب راز ہے اسکے بعد اللہ کا مراقبہ ہے۔ یعنی اسم ذات کا نقش دل پر زرد رنگ میں تصور کرے اور نظر اسی پر رکھے اور ہمیشہ کثرت اور پابندی کے ساتھ کرتے رہنے سے اس اسم کا نور اسکے دل میں ظاہر ہوگا۔ پھر وہ اسکا مصداق بن جاتا ہے۔ الم یعلم بان اللہ یری کیا وہ شخص نہیں جانتا کہ اللہ کو دیکھتا ہے۔ اس کے دل کا وظیفہ بن جاتا ہے۔ ہر سانس کا حساب روز قیامت ہوگا جسکا ثبوت یہ ہے۔ کہ فرمایا۔ انما نعد لھم عدا (ہم انکی باتیں تو دشمار کرتے ہیں۔)

حضرت نظام الدین اولیاءؒ اس آیت کے معنی میں فرماتے ہیں۔ واذا الموءدۃ سئلت بای ذنب قتلت "جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائیگا کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں قتل کیگئی"

ہر سانس کو جو یادِ خدا کے بغیر لی گئی ہو اُس سے پوچھا جائیگا کہ کس گناہ کی وجہ سے اس سانس کو قتل کیا تھا۔ یعنی ضائع کیا تھا۔

یاد رہے کہ مرید مرشد کو دل میں تصور کرے۔ اور وہاں قطعی طور ظاہری اور باطنی صورت میں دیکھے مرشد وہیں حاضر ہو جائیگا جیسا کہ حضرت خاکیؒ نے فرمایا۔ اگر دل کی تختی پر اسکی تصویر نقش کردگے تو اس نقش سے نقاش کی طرف راستہ ملیگا (مفہوم) ہاں اس راستے میں تمام شبہات ہا تفکرات۔ ترددات کو نیست و نابود کرے۔ اور بے خودی کا عالم ہو اور بس!

(ترجمہ) اندھیری رات میں صوفی اللہ داد کو بھنور سے نکال کر روٹی عطا کی۔

جھیل پتماسر میں طوفان کے وقت خوفناک لہریں اٹھتی ہیں۔ صوفی صاحب کو پیر کاملؒ نے شالی جمع کرنے کے کام پر بھیجا تھا۔ واپسی پر کشتی کو طوفان کے آن گھیرا۔ صوفی صاحبؒ روزہ دار تھے اپنے آقا سے مدد طلب کی۔ طوفان دب گیا اپنے آپ کو ایک جزیرہ میں پایا۔ اچانک پیر کاملؒ کی آواز نے چونکا دیا اور دامن میں روٹیاں آگئیں۔ اللہ کا شکر ادا کیا اور حاضرین کے

کے ساتھ تناول کیں ۔ یہ تجلیٔ رزاقی کی مثال ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ حضرت مریمؑ کے ساتھ پیش آیا۔ اللہ نے فرمایا هُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ اس سے تم پر تازہ کھجوریں گریں گی

ایک اور واقعہ سنئے ۔ مغلوں نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کو مع ایک عورت کے قید کیا۔ رات کو عورت کا بچہ رویا ۔ آپ نے رونے کی وجہ پوچھی عورت نے کہا اسکو روٹی کھانے کی عادت ہے آپ نے آستین سے جھاڑ کر روٹیاں تازہ عنایت کیں ۔ بچہ خوش ہوا۔

مصنف شمائل الاتقیاء کا بیان ہے کہ وہ حضرت بختیار کاکیؒ کے مزار پر انوار حاضر تھا۔ کچھ مدت کے بعد چاہا کہ واپس چلیں۔ حضرت شیخ سے جانماز طلب کی ۔ آپ نے قبر شریف سے جانماز عنایت فرمائی۔

(ترجمہ) حضرت عنائیؒ فرماتے ہیں کہ جسم بردزی کے ساتھ پیر کاملؒ سیر کو نکلے۔ تو پربت کے پہاڑ آدلر ریشیؒ کی تربیت فرمائی۔

روپی ریشی ایک پرہیز گار بستی سے دُور پہاڑ کی چوٹی پر ریاضت و عبادت میں مصروف رہتے تھے آپ کا کھانا ڈبل پاک تھا رات کو ایک دفعہ تجدید وضو کیلئے باہر آئے تو ایک نورانی شہسوار کو اپنی طرف آتے

ہوئے دیکھ کر خیال کیا کہ یہ کوئی غیبی مرد کامل ہوگا۔ میں ان سے تربیت کے لئے استدعا کرونگا۔

جب نزدیک ہوا تو اپنا مدعا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ میں تیری رہبری کرونگا بشرطیکہ تم شہر سرینگر آؤ۔ وہاں مجھے ملا حمزہؒ کہتے ہیں۔ چنانچہ چلہ ختم کرنے کے بعد ریشی بادشاہ سرینگر آئے اور ملاقی ہوئے۔ مرشد پاک مسکرائے اور ذکر کی تلقین کی۔

ایک اور واقعہ بھی بڑا دلچسپ ہے پیر کاملؒ بروزی جسم کے ساتھ سیر وسیاحت کرتے ہوئے۔ ملک سندھ میں رونق افروز ہوئے۔ وہاں چند درویشوں سے ملنے کا اتفاق ہوا جنکے نام تھے۔ طاہر ابراہیم، ابراھوم خوب محفل سجی آپ کے نام اور کام سے کماحقہ، واقف ہوئے۔ آخر جدائی برداشت نہ کرتے ہوئے کچھ مدت کے بعد سرینگر آگئے۔ کچھ مدت پیر کاملؒ کی خدمت میں رہ کر تعلیم حاصل کی۔ پھر دعائیں دیتے ہوئے اپنے ملک کو چلے گئے۔ اب شعر ملاحظہ ہو۔

چند درویشی ز سندش دیدہ جویان آمدند
عاقبت مقصود شان حاصل ازین رہبر شدست

(ترجمہ) بعض درویشوں نے آپ کو سندھ میں جسم بروزی میں دیکھا پھر دیدار کی تشنگی مزید دور کرنے کیلئے کشمیر تشریف لائے۔ اور دربار

سلطانیہ میں پہنچ کر فیضیاب ہو گئے۔

زچنین برہان کز و مشہود ما شد بارہا
رتبہ ابدال و سیاحش اظہر شد است!

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے مشاہدہ میں اس قسم کی کرامتیں بہت آئیں جن سے ابدال اور سیاح ہونے کے مراتب عالیہ پر پیر کاملؒ کا فائز ہونا واضح بلکہ ثابت ہو گیا۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ پیر کامل مثالی جسم میں آکر سالکوں اور عقیدت مندوں اور مریدوں پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔

خلاصۃ المناقب میں مولانا نور الدین جعفر بدخشیؒ نے اپنے پیر کامل جناب حضرت علی ثانیؒ کے مقامات گنوائے ہیں۔

اس میں درج ہے کہ بعض اولیاء کو اخیار کہتے ہیں۔ وہ تعداد میں سات ہیں۔ انکا دوسرا نام سیاح بھی ہے۔ [illegible]ی تعالیٰ نے انکو دنیا کے اطراف و اکناف میں لوگوں کی رہبری کیلئے سیر کرنے پر مامور کیا ہے۔

شیخ ابوبکر کتانیؒ فرماتے ہیں کہ نقیب تین سو ہیں نجیب ستر ہیں ابدال چالیس اور اخیار سات عمد چار غوث ایک۔ نقباء کی سکونت مغرب ہے۔ نجبا کا ہیڈ کوارٹر مصر میں ہے اخیار روئے زمین میں رہتے

ہیں عمد زمین کے گوشوں میں سکونت پذیر ہیں۔ غوث کا صدر مقام مکہ معظمہ ہے۔

جب لوگوں کی طرف سے کوئی حاجت پیش کی جاتی ہے۔
نقبا عاجزی کرتے ہیں۔ اسکے بعد نجبا۔ بعد از ان بدلا یعنی ابدال۔ اسکے بعد اخیار۔ اسکے بعد عمد۔ اگر ان سب کی عجز و زاری قبول ہو گئی تو اچھا ورنہ غوث گڑگڑا کر دعا مانگتا ہے۔ پھر بھی اگر قبول نہ ہو جائے تو اس حاجت کا رواتہ ہونا تقدیر مطلق ہے جسکو ٹالا نہیں جاسکتا۔

بہر حال ہمارے امیر کبیر سیاحوں میں اونچے درجہ پر ہیں۔ وہ مقیم بھی ہیں اور سیاح بھی۔ خود چہل اسرار میں فرماتے ہیں۔
تو کا گوھری رکاتی دگو ھمر ترتی ۔ چہ کاف دلون ز کاف دلون توا فزدتی (اے حضرت انسان تو کائنات کا جوہر ہے اور کن کا قیمتی لعل، تو کاف ولون سے بھی زیادہ مرتبہ والا ہے۔

ایکبار غیرت کے عالم میں فرمایا۔ اس زمانے میں مجھے کسی نے نہیں پہچانا میرے انتقال کے سو سال بعد ایسے طالب پیدا ہونگے جو میری تصانیف سے استفادہ کرینگے۔

کنز العباد کے مصنف نے صحاح ستہ کے مطالعہ کے بعد لکھا ہے کہ ابدال نیکو کاروں کا ایک گروہ ہے۔ اور دنیا ان سے خالی نہیں جب ان میں سے کوئی فوت ہو جائے تو دوسرا تعین کیا جاتا ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ابدال چالیس بزرگ ہیں۔ بائیس شام میں اور اٹھارہ عراق میں۔ قیامت برپا ہوتے پر سب فوت

ہوجائیں گے۔

نفحات الانس میں لکھا ہے ایک راوی بیان ہے کہ میں نے مکہ معظمہ میں شیخ نجم الدین اصفہانی سے سنا کہ فرمایا گیا ہے۔ کہ میری امت میں ابدال چالیس ہیں۔ بائیس عراق میں اور اٹھارہ شام میں۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا باقی دنیا خالی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ آنحضورؐ کا مطلب عراق سے مشرقی نصف اور شام سے مغربی نصف ہے اسطرح۔ خراسان، ہندوستان۔ ترکستان اور سارے مشمولہ مملکت عراق میں شامل ہیں۔ باقی شام کے ساتھ منسلک ہیں۔

حضرت قاکیؒ کا بیان ہے کہ ملا احمد چھاگلی فرماتے تھے کہ بسا اوقات پیر برحقؒ کی روحانی صورت آپ کے جسم برروزی میں دیکھتا ہوں جہاں دیکھتا ہوں تو آپ کے ساتھ گیارہ نورانی بزرگ ہمراہ ہوتے ہیں۔ حضرت قاکیؒ اشکال میں پڑ گئے۔ یہ اصحاب کون ہوسکتے ہیں۔ پھر سوچا چونکہ ہمارے پیر کامل ابدال میں سے ہیں اسلئے یہ مشرقی کرۂ ارض کے بارہ ابدال ہونگے (بشمول پیر کاملؒ) انکو ایک دوسرے کے ساتھ شرکت ہوتی ہے۔ بعض انکو چالیس ملتے ہیں اور اوتاد کو ان کے علاوہ جانتے ہیں۔ ابدال میں دو اور قطب عالم کے امام اور وزیر ہوتے ہیں۔ انکی جگہ خالی ہوتے پر دوسرے درجے والے کو ترقی دی جاتی ہے۔ تاکہ تعداد سات رہے چالیس کی تکمیل تین سو میں سے ہوتی ہے۔

اللہ پاک نے اسکو یہ طاقت عطا کی ہے کہ وہ کہیں بھی جاسکتے ہیں اور کوئی بھی روپ دھار کر۔ مثالی جسم اپنی جگہ چھوڑ دیتے ہیں۔ اس

شکل کا علم انکو اچھی طرح ہوتا ہے۔

بندہ را تحقیق با علم لدنی بود نقش !!
اکتہ اندر باب رؤیا حین مائیہ شد است

(ترجمہ) حضرت خاکی فرماتے ہیں۔ کہ مجھ پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ مرشد برحق علم لدنی سے سرفراز ہیں۔ جبکہ وہ خوابوں کی صحیح تعبیر سے مجھے آگاہ فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی عنایت سے پیر کاملؒ ایسی تعبیریں ارشاد فرماتے کہ سب کی عقل دنگ رہ جاتی۔ سابقہ بزرگوں اور کتب معتبرہ سے آپ کے تعبیروں کی تصدیق ہوئی تھی۔ حالانکہ وہ کتابیں پیر کاملؒ نے کبھی پڑھی نہیں تھیں۔ یقین راسخ ہو گیا کہ آپ کو علم لدنی حاصل ہے۔ چنانچہ خاکیؒ صاحب صدق دل سے پورے انہماک کے ساتھ خدمت میں ہمہ تن کوشاں رہا۔

حضرت یوسفؑ کے بارے میں درج ہے۔ فرمایا وعلمتنی من تاویل الاحادیث (اے اللہ تم نے مجھے خوابوں کی تعبیر سکھائی) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ علم تعبیر علوم میں ایک عجیب علم ہے۔ اسکی قدر و منزلت اس سے عیاں ہوتی ہے۔ کہ حضرت یعقوبؑ نے اپنے فرزند حضرت یوسفؑ سے فرمایا کہ اس خواب کو بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا۔ کیونکہ تعبیر

کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ تعبیر کرنے والا پرہیزگار اور علم لدنی جاننے والا چاہیئے۔ یہ علم سب سے اول حضرت آدمؑ کو دیا گیا۔ پھر حضرت یوسفؑ کو جب حضور پاکؐ کی باری آئی تو یہ علم آپکا سرمایہ بن گیا جسکا استفادہ حضرات صحابہؓ نے کیا۔ اور سربلند ہوئے۔

حضور پاکؐ اپنے صحابہ کرام سے خواب بیان کرنے کی اجازت دیتے تھے تاکہ آپ اسکی تعبیر کریں۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ کہ خواب کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) خدا کی طرف سے (۲) شیطان کی طرف سے (۳) اپنی ذات کی طرف سے ان میں فرق کرنا بہت مشکل ہے۔ اسکی ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔

ایک نیکوکار نے خواب میں دیکھا کہ وہ حضرت آنحضرتؐ پر تھپیڑ مارتا ہے وہ دہشت زدہ ہو کر مرشد کے پاس گیا۔ انہوں نے کہا حضورؐ کی ذات مقدس ہر ایک کی دسترس سے بالا ہے دراصل یہ انکی شریعت تھی جسکی تم نے خلاف ورزی کی ہے۔ تم نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہے وہ گھر مایوس پریشان آیا۔ بیوی کے استفسار پر سارا واقعہ بیان کیا۔ اسنے کہا میں تمہاری تصدیق کرتی ہوں۔ تم نے قسم کھائی تھی کہ میں عیالوں کے گھر نہ جاؤں۔ اگر جاؤں وہی طلاق ہے ایکدن میں ایکے سامنے سے گذری۔ انہوں نے قسم دیکر اندر بلایا۔ میں شرم کے مارے گئی اور تم کو یہ بات کہتے سے ڈر گئی اس واقعہ کو سننے کے بعد اُس آدمی نے توبہ استغفار کیا۔ عورت نے ایام عدت گذارے نکاح کی تجدید ہوئی۔

خواب کو صاحب علم و دیندار کے سامنے بیان کرنا جائز ہے۔ کبھی اسکا بیان کرنا ممنوع ہے۔ فرمایا گیا خواب اڑنے والا پرندہ ہے۔ جب اسکی تعبیر بیان ہو گی پھر ٹھہرتا ہے۔ اور نتیجہ واقعہ ہو جاتا ہے۔ خواب کی اچھی تعبیر کرنا چاہیئے۔

(ترجمہ) ملا احمد فرزند ملا داؤد ساکن کھو یہام کے چہرے کا رنگ زرد تھا اسلئے اصغر کہلایا۔ ہر چند توبہ اور بیعت کیلئے خواستگاری کی مگر پیر کامل تاخیر میں ڈال دیتے تھے۔

ایک رات اسنے نہر دیکھی جسکے اوپر اونچا پل تھا۔ اسکا نام شیخ حمزہ کا پل تھا۔ آپ اسپر سے گذرے چار اونچے ستونوں پر چبوترہ دیکھا جس پر آقائے نامدار سعید اور پاکیزہ لباس پہنے تشریف فرما تھے۔ اسنے پرخلوص سلام کیا حکم ہوا۔ نزدیک آؤ اور آگے آؤ یہانتک اسکے زانو پیر کامل کے زانو کے ساتھ مل گئے۔ صبح اٹھکر حاضری دی۔ آپ نے اسکے کہنے سے پہلے ہی فرمایا کہ جو تونے خواب دیکھا میں اس سے واقف ہوں۔ یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ کہ تم بیعت کے لئے آؤ۔ تازہ غسل کر کے تاکہ میں توبہ کی تلقین کروں۔

فرمایا۔ اللہ پاک نے اپنے خاص بندوں کو ایسی قوت عطا فرمائی ہے

کہ وہ دوسرے لوگوں کے خواب سے باخبر ہوتے ہیں۔

ہمچنین اکثر مریدان را خواب و واقعات!
مخبر از رویاے ہر یک قبل ما قرر شد است

اسیطرح اکثر مریدوں کو انکے خواب یا حالات انکے اظہار یا بیان کرنے سے پہلے ہی بتا دیتے تھے۔

افترا کردہ یکے رویاش گفت دزد و جواب
عندنا یا ایہا من بعد لا تفتر شد است

ایک شخص نے جھوٹ موٹ خواب گڑھ لیا۔ آپؒ نے منع کیا کہ ایسا نہ کرو!

آن مصدر زادہ خطاط مولانا حسین!
یکنظر دیدہ ز لطفش ہست او چون زر شد است

کیونکہ ایک مُلّانے پیر کاملؒ کے امتحان کیلئے ایک جھوٹا خواب بیان کیا اور تعبیر مانگی۔ آپ نے فرمایا۔ اے بیوقوف ایسے من گھڑت خواب لیکر مت آ۔ ہم فقیروں سے کیا چاہتے ہو۔ وہ شرمندہ ہوکر تائب ہوا اور مُرید بن گیا۔
اسطرح ایک امیرزادہ جناب حسینؒ خطاط پر نگاہ کرکی اور اسکا شیشہ دل ایک نظر سے منور ہوا۔

ہم تجلئے حیات و قدرت و علم و کلام
شد پردہ تاثیر اں بسیار مستقر شد است

گشت از اقوال د خاطر نشان مخلصانش
کہ تجلی تکلم را ہم او مظہر شد است

پہلا شعر اپنی جگہ پر آچکا ہے مگر دوسرے شعر کے ساتھ اسکو بھی پیوست کرنا موزوں ہوگا۔
دونوں کا ماحصل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندہ ہر لصفت متکلمی جلوہ گر ہوتا ہے۔ تو وہ بندہ جو کچھ کہتا ہے۔ خدائی زبان سے کہتا ہے چنانچہ حضرت عمرؓ کے بارے میں حضور پاکؐ کا ارشاد ہے کہ اللہ ینطق بلسان عمرؓ۔ اللہ عمرؓ کی زبان سے بولتا ہے۔ یہی واقعہ ہو بہو شمائل الاتقیاء اور مرصاد العباد میں بھی درج ہے کہ حضرت موسیٰ کی طرح کسی بندہ پر یہ صفت متکلمی کا جلوہ ہوتا ہے۔ وکلم اللہ موسیٰ تکلیما (اللہ نے موسیٰ سے خاص طور کلام فرمایا۔ اسی کا تذکرہ پہلے شعر میں ہو چکا ہے۔

دوسرے شعر کی نسبت عرض ہے کہ اکثر اوقات پیر کاملؒ راز ہائے سربستہ بے اختیار سناتے تھے۔ جو واقعات کے عین مطابق ہوتے تھے ۔ اور فرماتے کہ جو میری زبان پر آتا ہے مجھے بھی اسکی خبر نہیں ہوتی ۔ یہ کیا تھا؟ یہ ہے صفت متکلمی کی تجلی کا اثر!

ایک دفعہ ایک عورت حاضر ہوئی اور اپنی پاکدامنی کی بے جا تعریفیں کرنے لگی مگر پیر کاملؒ کی زبان مبارک سے یہ فقرے نکلے کہ فلاں فلاں غیر شخص کے ساتھ فلاں جگہ تنہائی میں کیا کرتی تھی ۔ یہ اسی عورت نے سنا ۔ شرمندہ ہو کر تائب ہوئی ۔ اسکے بعد حضرت صاؒ فرماتے ہیں کہ پیر کاملؒ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا مجھے بھی معلوم نہیں کہ مجھ سے خدا نے کیا کیا کہلوایا جسکا اس عورت نے اعتراف کیا ۔ دراصل فقیروں کے سامنے جھوٹ بولنے کی وجہ سے وہ رسوا ہو گئی ۔

چنانچہ مرید کے آداب کے بارے میں عوارف المعارف میں بہت کچھ لکھا گیا ہے ۔ جسکا ماحصل یہ ہے ۔ کہ پیر مرید سے پوچھنے کا محتاج نہیں بلکہ اسکا مرشد ہی اسکو مطلع کرتا ہے ۔

پیر کی بات بیچ کے مانند ہے ۔ اگر اسکے ساتھ خواہش نفسانی داخل ہو جائے تو مرید امداد کیلئے خواستگاری کرنا لازمی ہے مرشد کا کلام حق کے ساتھ حق کی جانب سے اور حق کیلئے ہوگا ۔ مرشد الہام کا امین ہے جسطرح جبرئیلؑ وحی کے بارے میں ہے ۔

نفسانی خواہش میں سستی شہرت کی تلاش اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا عمل اور غرور کے ساتھ اظہار ذلت وغیرہ شامل ہیں ۔

مرشد پاک اس امر میں جو اللہ تعالیٰ اسکی زبان پر جاری کرتا ہے۔ سُننے والوں میں سے ایک کے مانند ہوتا ہے۔ اسکی مثال اس غوطہ خور کی سی ہے۔ جو کنارے پر آکر ہی موتیوں کی جانچ کرتا ہے۔ یہ ابو مسعودؓ کا کلام ہے
یاد رہے کہ جو صفت متکلمی سے ممیز ہوا اسکو محدثؓ کہتے ہیں۔
(یعنی جائے ظہور) حضور پاکؐ نے فرمایا پچھلی امتوں میں محدث تھے میری اُمت میں عمرؓ محدث ہیں یہ محدث تھا۔
نوادر الاصول میں مجذوب اولیاء کے بارے میں درج ہے کہ وہ محدث آفات قلبی تعلقات دنیوی اور شہوات سے مبرا ہو کر دل کی باتیں کہنا شروع کرتے ہیں اگر خوابوں میں روحوں کے متعلق کہیں تو نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوگا۔ اگر بیداری میں دل کے متعلق بات ہو تو وہ نبوت کا چالیسواں حصہ ہے۔
جب قرب نوافل کے ذریعہ حاصل کیا جائے تو صاف بیان ہوا ہے حدیث قدسی میں کہ اللہ فرماتا ہے۔ کہ میں اسکی زبان بنتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ یہی متکلمی پر جلوہ کا اثر ہے۔ وہ اوصاف اس ولی کو بطور آلات عطا ہوتی ہیں۔

خود ہمی گوید و خود شنود بخیر کجا است

خود ہی کہتا ہے خود ہی سنتا ہے۔ قرب نوافل میں حقیقت کا پلڑا بھاری ہوتا ہے وہ قدرت کے ہاتھ پر ایک آلہ ہے۔ جیسے معمار کے ہاتھ میں اوزار قرب نوافل کے ساتھ قرب فرائض بھی ہے۔ جس مقام پر دونوں قرب جمع ہوں۔ اسکو جمع الجمع کہتے ہیں یا قوب قوسین کا مقام کمال۔ اسکا ثبوت ید اللہ فوق ایدیھم (اللہ کا ہاتھ ان

کے ہاتھوں کے اوپر ہے) یا دھار عیت اذر میت!

یہ مقام مخصوص سید المرسلینؐ کا ہے۔ وراثت کے طور پر اولیاء کاملین اسکے حقدار بنے۔

(ترجمہ) آپؒ کے پھونک سے کئی مخلص مرید مرض الموت سے خلاصی پاکر زندہ ہوگئے ان میں خواجہ حسنؒ اور انکے والد شامل ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر بصفت احیائی جلوہ ریز ہوتا ہے تو حضرت عیسیٰؑ کے مصداق کرامت عمل میں لاتا ہے۔ واذ تخرج الموتیٰ باذنی اسکا احیائی کا ثبوت ہے۔ (جب میں نے اپنی اجازت اور اختیار سے مردوں کو قبر سے زندہ نکالا۔)

اس مقام پہنچنے والے کی علامات ہمارے پیر بزرگوار میں بھی موجود ہیں آپ کی عادت شریف یہ تھی کہ بیمار کیلئے لوگوں سے ہٹ کر چند مقررہ آیتیں شفا کیلئے پڑھتے تو اللہ کے ساتھ ایک نشانی یہ ہوتی تھی کہ اگر وہ بہت جلدی یاد آتی تو سائل کو امید بندھاتے تھے۔ اور وہ صحت یاب ہوتا۔ کبھی اسکے برعکس ہوتا یعنی معمول کے وظائف بھی یاد نہیں پڑتے تھے تو آپ بیمار کیلئے مشوش ہوجاتے۔ کبھی فاقہ کرکے اس کیلئے شفا مانگتے۔ دوسرے

دن خوشخبری سنا دیتے اور صدقہ کراتے خواجہ حسین اور اسکے والد خواجہ فیروز کے ساتھ بھی یہی واقعات پیش آئے۔ ایسی کرامات متعدد اور بیشمار ہیں۔ تنگ دامانی کی وجہ سے سب کا لکھنا مناسب نہ ہوگا

ایک دن زاویہ صوفی کا بچہ قریب المرگ تھا۔ اسکیلئے دعا فرمائی کچھ ملنے کو دیا وہ حرکت کر کے زندہ ہو گیا

شمائل الاتقیاء میں خواجہ حماد کا واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ اپنے مرشد شیخ برہان الدین کے پاس گئے تو موخر الذکر نے کہا کہ مجھے مراقبے میں پتہ چلا کہ تمہاری ماں اور بھائیوں کی زندگی بس چند دن رہ گئی ہے۔ میں نے دعا کی وہ قبول ہوئی۔

ایک بچے کو نزع کی حالت میں لایا گیا۔ شیخ نے اپنی پگڑی اسکے سر پر رکھدی وہ زندہ ہو گیا۔

حضرت پیر مہر حق کا فرمانا ہے۔ کہ آج سے پیشتر میرا ڈیرا ایک فقیر کے پاس تھا۔ ایکدن اسکو اپنے سسر کے ساتھ جھگڑا ہوا۔ سسر نے سزا دلوائی اور اسکے درپئے آزار رہا۔ فقیر نے مجھ سے مدد مانگی۔ میں نے

اسے سمجھایا کہ ظاہری طور میری کسی سے واقفیت نہیں۔ خدا پر بھروسہ کرو اور آسے رخصت کیا۔ مگا اسکے سسر اور سالا دونوں اسکو ڈھونڈتے میرے پاس آئے میں نے انکو ڈانٹا کہ کیوں اس بے کس کے درپے لگے ہو۔

اگر اسکو ستانے سے باز نہ آؤ گے خدا کے حکم سے تمکو ہلاک کردونگا بیہودہ شخص رات کو سو کر مر گیا۔ جب مجھے اطلاع ملی تو مجھے یقین ہوا کہ میرے اسوقت کے خاص الفاظ نے اسکو ہلاک کر ڈالا۔

اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی پر یہ صفت امانت جلوہ گر ہو تو وہ مر سکتا ہے۔ یہاں حضرت بایزید بسطامیؒ کا واقعہ پیش کرنا بیجا نہ ہوگا۔ شیخ ابوتراب نخشبیؒ اپنے ایک مُرید سے اکثر فرماتے کہ تمکو بایزید کے دیدار کرنے چاہیں۔ اس مُرید نے اپنے مرشد حضرت ابوترابؒ سے کہا کہ جو کوئی ہر روز بایزیدؒ کے خدا کو سو دفعہ دیکھتا ہو وہ بایزید کو دیکھکر کیا کرے گا مرشد پاک نے فرمایا۔ جب تم خدا کا دیدار کرتے ہو تو اپنی بساط اور استعداد کے مطابق ہی کرتے ہو۔ جب بایزیدؒ کے پاس سے دیکھوگے تو انکی طاقت کے مطابق دیکھوگے تمہارے دیکھنے اور بایزیدؒ کے دیکھنے میں بڑا فرق ہے۔ کیا یہ حدیث نہیں کہ ان اللہ تجلی الناس عامۃ والی ابی بکرٍ خاصۃ یعنی خدا کا امر لوگوں کیلئے [illegible] ہوا اور حضرت ابوبکرؓ کیلئے خاص طور! مُرید پر خاص اثر ہوا [illegible] شہر بسطام تشریف لیگئے۔ جب وہاں پہنچے پتہ چلا وہ دریا پر گئے ہیں۔ یہ دونوں اسطرف چلدئے دیکھا وہ پوستین پہنے پانی کا گھڑا کندھے پر لئے آرہے ہیں۔ جب مُرید کی نظر بایزیدؒ

کی پوستین کے کنارے پر پڑی۔ آہ کھینچی۔ تھرتھرایا۔ گر کر فوت ہوا۔
ابوتراب نے عرض کیا۔ اے شیخ ایک ہی نظر میں اس کی موت واقع ہو گئی
ابوترابؒ اس جوان کی فطرت میں ایک راز تھا جسکے ظاہر کرنے کا وقت ابھی نہیں آیا
تھا۔ پوستین کو دیکھنے سے وہ راز آشکارا ہوا جو اسکو دیکھنے کی اسمیں ابھی
استعداد نہ تھی لہذا مر گیا۔
مصری عورتوں کا بھی یہی حال ہوا۔ حضرت یوسفؑ کے دیدار کی اُنہیں
اتنی استعداد نہ تھی اسلئے ہاتھ کاٹ دے اور انکو خبر تک نہ ہوئی۔
شمائل الاتقیاء میں تجلی ممیت کی ایک اور مثال سنئے۔
سلطان قطب الدین فرزند سلطان علاؤ الدین خلجیؒ نے حضرت شیخ
الاسلام شیخ نظام الدین اولیاء کو پیغام بھیجا کہ اگر آپ آئندہ پہلی تاریخ کو
مجھے مبارک باد دینے کیلئے تشریف نہیں لائینگے تو میں ایسا ویسا کرونگا
جب پہلی تاریخ آئی۔ نوکر نے شیخ کی خدمت میں یاد دہانی کی۔ آپؒ نے
فرمایا یہ سر کٹا ہوا رنڈوا مجھ سے کیا چاہتا ہے اور کیا مانگتا ہے نماز
عشاء کے بعد اطلاع ملی کہ قطب الدین کا سر کاٹ دیا گیا ہے۔ اسکے
محل کو لوٹا گیا ہے (چھ قہر اولیاء قہر الٰہی)

(...) [illegible] ہوا تو آپ نے
پیر [illegible] ہوا اسکے [illegible] داروں
میں [illegible] پیر کامل نے اپنی کلاہ مبارک
اسکے سر پر رکھدی مثالیں بہت ہیں مگر تنگ دامانی مانع ہے۔
ذرا غور کیجئے یہ کسطرح وقوع پذیر ہوا یہ وہی بات ہے جو آپ پڑھ
چکے ہیں کہ اللہ تعالی کسی خاص بندہ پہ بصفت مرید کی جلوہ گر ہوتا ہے
تو مرید ٹھیک ہو جاتا ہے۔
شیخ عثمان ہرونیؒ فرماتے تھے کہ تیس سال سے اللہ وہی چاہتا ہے۔ جو ہم چاہتے
ہیں۔ شیخ فریدالدینؒ فرماتے ستر سال سے جو کچھ خدا نے فرمایا۔ مرید نے وہی کیا۔
اسکے بعد بندہ فرید جو کہیگا اللہ وہی کریگا۔ لہذا یہ کرامات پیر کاملؒ کی جو
بیان ہوئی ہیں اسی تجلی کی برکت اور تاثیر کا پھل ہیں۔
مرصاد العباد اور شمائل الاتقیاء میں جناب سرکار دو عالمؐ کا ارشاد ہے
کہ بیشک خدا کے کچھ بندے ہیں۔ کہ خدا انکی رضا سے راضی ہو جاتا ہے۔ اور
انکے غصہ سے غصہ ور ہو جاتا ہے جسطرح وہ اسکیلئے راضی اور غصے ہو
جاتے ہیں۔ اور اللہ کا ارشاد ہے۔ وما تشاؤن الا ان یشاء
اللہ (اور وہ نہیں چاہتے ہیں مگر جو اللہ چاہتا ہے)۔
[illegible] درج ہے۔ کہ اگر سالک لوگوں سے کٹ جائے
اور [illegible] اگر وہ زندگی دونگا جسکیلئے موت نہیں۔
اور وہ [illegible] زوال نہیں اور میں بھی چاہوں گا جو وہ
چاہے سے خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے ۔ اقبالؒ

از دعای او بسے قلاش می شد بانوا
یک دعا اظہر بہ دولت ریتہ نوتر شد است

پیر برحق کی دعا کی برکت سے بہت سے غریب نادار امیر بن گئے۔ ایسی ایک دعا سے دولت ریتہ ساکن نوتر مستفیض ہوا۔

اہل دولت گشت و صحت یافت از مرخ باد
پیش او تائب چو ابن ریتہ موسٹر شد است

پیر کامل کے سامنے جب ابن ریتہ موسر نے توبہ کی تو صحت یاب ہونے کے علاوہ امیر بن گیا۔

صوت قرآن خواندنش ہر جا رسیدی ہمچو باد
دل دیگر بیزندہ دل زندہ چون عمر شد است

پیر برحق جب بھی تلاوت کلام اللہ فرماتے تو تمام جن و دیو ستر بتر بھاگ گئے تھے جہاں کہیں وظیفہ پڑھتے ہیں تمام دیو جن و پری بھاگ جاتے ہیں۔ یہ وظائف ہمارا ملکیت بن چکے تھے۔ آسیب زدہ دیکھکر ہی ٹھیک ہو جاتے۔
چونکہ حضرت مخدوم جہانیاں پیر بزرگوار کو حضرت سلیمانؑ سے روحانی خلافت عطا ہوئی ہے۔ اسلئے اسکا فیض ہالسے پیر برحق کو بھی ملا ہے۔

پیشتر ازیں در چند جا دیو و بت و بتخانہ بود
یعنی از یمن قدومش مسجد و منبر شدہ است

جہاں کہیں ان کے ورودِ مسعود سے پہلے بت خانے اور دیو پری موجود تھے۔ وہاں آپ کی تشریف آوری سے مسجد و منبر قائم ہوئے۔
اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ موضع نادی ہیل میں جہاں دو چشمے اور انکے درمیان بید کا درخت تھا اور کافر انکی پوجا کرتے تھے۔

اور جہاں صبح و شام چلنے والا آسیب زدہ ہوتا تھا وہاں آپ کے ڈر سے وہ جن دیو بھاگ کھڑے ہوئے۔ پیر کاملؒ نے ان مقامات کو صاف کروا کر مسجد بنوانے کا خود اہتمام کیا۔ چنانچہ خاکی صاحب بھی خدمت

میں مصروف رہے اور بحکم پیر کاملؒ مسجد کی تاریخ کھدوائی۔

مسجدے کرد بنا از سر شوق　　حضرت شیخ حمزہ در کشمیر
گفت در تہنیت و تاریخش　　مسجدے بابرکت بادای پیر

موضع کزر میں بچہ ناگ یا لچہ ناگ تھا۔ دیوتوں کو نکال کر مسجد تعمیر کرائی آرہ گام میں بت ہٹا کر پر خلوص مولانا عبداللہ نمبردار سے مسجد بنوائی ہامہ شریف میں بھی خود مسجد تعمیر کروائی حضرت خاکیؒ سے تاریخ لکھوادی

گفت تاریخ ایں عبادتگاہ
کعبۂ ثانیٔ مریدا نست۔

فتاوای فیروز شاہی میں درج ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی چڑیا کے گھونسلے کے برابر بھی مسجد بنائے تو خدا اسکیلئے جنت میں قصر بنوا دیگا۔

سراج الہدایہ میں ملفوظات حضرت مخدوم جہانیانؒ میں لکھا ہے کہ حضور پاکؐ نے فرمایا دنیا کی مسجدیں قیامت کے دن عرصات میں کشتیوں کی طرح لائی جائینگی۔

حضرت رحمان کے فرشتے کھیتے ہونگے۔ امام اور موذن کناروں پر ہونگے نمازی مسجد کے گرد جمع ہونگے اور اپنی کشتیوں میں پل صراط پر بجلی کی طرح گذر جائینگے۔

قطب العالمؒ کا فرمان ہے۔ جو شخص اپنے محلے کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھنے جائیگا تو کشتیوں کے گرد اگرد پھر کر مارے جائینگے

وہی فرماتے ہیں کہ اپنی مسجد میں تنہا نماز بہتر ہے دوسری مسجد میں باجماعت نماز سے!

خاکی فرماتے ہیں کہ پیر کامل کی برکت سے بہت لاتعداد مرگی والے۔ برص زدہ پھلبری کے مریض شفایاب ہوئے۔ جادو سے آزاد ہوئے اور عورتیں صاحب اولاد بنیں جنکو بُرا لگنے کی وجہ سے میں نام لینا نہیں چاہتا

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ ہر کوئی اپنی توفیق و استعداد کے مطابق فیضیاب ہوتا رہا۔ اور اسکی حاجت پوری ہوئی۔ جو مانگا مل گیا اسلئے اگر انکو میں قبلہ حاجات کہوں موزوں و مناسب ہوگا۔!

دنیادی اور اخروی حاجات طلب کرتے والا یہاں فائز المرام ہوا۔ خورسند ہوا۔ نا اُمید آیا اُمیدوار ہو کر نکلا۔ محروم تھا آباد ہوگیا جیب آپ

شفقت و رحمت شامل حال رہے۔

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر کاملؒ کے گرد طواف کا نتیجہ یہ نکلا کہ صدق و صفا کی برکت سے حاجی ہوگیا اور اصلی کعبہ کے دیدار سے مشرف ہوا اسلئے اگر آپؒ کو کعبۂ اخلاص کہوں تو ہر لحاظ سے مناسب و اولیٰ تر ہوگا

اس کی تفصیل سننے سے پہلے حج کے بارے میں چند باتیں سماعت کیجئے لبُ اللباب میں ہے کہ حج کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ظاہری کعبہ کو قبلہ مانکر اسکا طواف کرنا (۲) باطنی کعبہ یعنی دل کا طواف کرنا۔ پہلا کعبہ مٹی اور چوتے سے بنا ہے دوسرا کعبہ اللہ کی مہربانیوں اور نور کا گہوارہ ہے۔ سچ ہے قلب المومن عرش اللہ (مومن کا دل اللہ کا تخت ہے)

اے دوست! حضرت ابراہیمؑ کے بنا کردہ کعبہ کا طواف آسان ہے مگر اللہ کے حرم کا حج کرنا مردوں کا کام ہے۔ اسکیلئے مخصوص لوگ ہیں

حضرت رومیؒ فرماتے ہیں۔

● جاہلاں تعظیم مسجد مے کنند　　　در صفائے اہل دل مے کنند

جاہل لوگ مسجد کا تو احترام کرتے ہیں۔ لیکن صاحب دل لوگوں کی خفگی میں پیش ہیں

○ مسجدے کاندر درون اولیاء است ، سجدہ گاہ جملہ است آنجا خدا است

وہ مسجد جو اولیاء کے دل کے اندر ہے سب کی سجدہ گاہ ہے۔ وہی اللہ ہے
حضرت خواجہ اسرار فرماتے ہیں بندۂ مومن کا دل حرم ہے بیت اللہ!
اسی لئے حدیث قدسی ہے کہ اس دل کی زیارت کرو۔ فقیر کامل کی زیارت
کرو۔ ایک لاکھ حج کا ثواب ملے گا۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ نے ایک فقیر کی کوٹھڑی
کے گرد طواف کیا کیونکہ اسکا دل حقیقی کعبہ تھا۔ مومن کا دل خدا کا گھر
ہے۔

اس واقعہ کو منظوم صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ مفہوم یہ ہے
کہ ایک دفعہ سلطان بایزیدؒ نے حج کا ارادہ کیا۔ زاد سفر لیکر چل پڑا
راستے میں اہل دل حضرات کی تلاش و جستجو میں رہا۔ اچانک ایک شہر
میں ایک عیالدار کمزور شخص سے ملاقات ہوا۔ وہ صاحب کمال سالک
تھا۔ اسکو اپنا حال بیان کیا۔ اسنے کہا کہ خدا کا دیدار کرنا ہو تو مجھے
دیکھ اور سفر کا خرچ مجھے دیدے۔ اگر طواف کا ارادہ ہے۔ تو نیت کرکے میرے
گرد چکر لگاؤ۔ جان لے تمہارا حج ہو گیا۔ کعبہ اگرچہ نیکی کا گھر ہے مگر
یہ دل اسکے راز دل کا گھر۔ مجھ کو بیت اللہ پر فضیلت دی ہے بصیرت
کی آنکھوں سے دیکھو تاکہ بشر کے اندر اللہ کا نور پاؤ گے۔

؎ چشم نیکو باز کن در من نگر
تا بہ بینی نور حق اندر بشر

جب خاکیؒ نے یہ کلام پڑھا اسوقت آپ پیر برحقؒ کے ساتھ اہم شریف میں تھے۔ سوچا یہ بات کیوں نہ میں اپنے پیر برحقؒ پر آزماؤں۔ موقع کی تاک میں رہا۔ آخر ایکدن جب رات کو پیر برحق اپنی کوٹھڑی میں مختلف عبادات میں مصروف تھے۔ نے کوٹھری کا طواف شروع کیا مگر پہلے غسل کیا اور احرام باندھا اور پورے خلوص کے ساتھ حاجی کا لباس پہنے کام میں لگ کر تین بار گھوما۔ اچانک چند دیہاتی نمودار ہوئے وہ اپنا فصل چاندنی میں جمع کر رہے تھے میں ان سے آنکھ بچا کر ایک کونے میں عبادت میں لگ گیا۔ صبح پیر کاملؒ نماز فجر ادا کرنیکی کرنیت سے باہر تشریف لائے۔ میں بھی ساتھ لیا۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے ابھی ایک گھنی داڑھی والا پُروقار بزرگ دیکھا جو تمہاری طرف اشارہ کر رہا تھا۔ اور کہتا تھا کہ اگر یہ مُرید اسطرح آپ کی خدمت میں لگا رہے گا تو اسکو خواجہ شمس الدین اور اسکے بھائی کی طرح (جو حج پر گئے ہیں) حج کا ثواب ملیگا۔ خواجہ شمس الدین پال خاکیؒ کے استاد تھے۔ اور یہ دونوں پیر کاملؒ کے ہمنشین تھے۔ میں نے اسکو اپنے لئے خوشخبری جان لیا۔

کچھ وقت کے بعد میں نے موقعہ پاکر پیر کاملؒ کو اس رات کا سارا واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے محبت و شفقت سے فرمایا کہ جس وقت تم طواف کرنے میں مشغول تھے۔ اللہ نے مجھے وہ حال دکھایا اور دلوائیں حائل نہ ہوئیں۔ مجھے کسی نے اس حال کی سے بھی مطلع کیا کہ ایسے اعتقاد کے لئے اس مُرید کو دعا دیجئے۔ چنانچہ میں نے ایسا کیا۔ اور اللہ سے مانگا کہ تمہیں کثیر ثواب و عنایات عطا کرے اور اس اعتقاد کامل اور ثابت

قدم رنجہ ہونے کے موجب فضل و کرم سے نوازے۔ میں شکریہ کیلئے الفاظ پیش
نہ کر سکا۔ اس نعمت پر پھولے نہ سماتے ہوئے یہ اہم واقعہ قلمبند کیا۔

دستور الجمہور میں درج ہے۔ کہ شیخ ابو اسحاق دوران حج حضرت
بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو گئے۔ کچھ راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔ اپنے
خادم سے کہا کہ یہ زیارت جو میں نے کی ہے۔ وہ ساٹھ قبول حجوں کے
عوض بھی نہ بیچوں گا۔ کیونکہ حج کے ثواب کی حد ہے۔ مگر اس زیارت کی
کوئی حد نہیں ہے۔ شیخ ابو اسحٰق کی نظر سلطان بایزید کے دل پر تھی مٹی
سے بنے جسم پر نہیں۔

یہ امر اہل عقیدہ کیلئے باعث اطمینان ہوگی کہ کتاب جنت الفردوس
میں تحریر ہے کہ اگر کوئی نیکوکار بندہ کسی صاحب قبر کے گرد طواف کرے اور
صاحب قبر کو سلام کرے تو حج کا ثواب پائیگا۔

شمائل الاتقیاء میں یہی مضمون اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ حضور پاک ﷺ
نے فرمایا قلب مومن کعبہ ہے بلکہ کعبہ سے بہتر کیونکہ دل کو رب الجلیل نے
بنایا اور کعبہ شریف کو حضرت خلیل ابراہیم علیہ السلام نے۔!!

این شد از انفاس اولیائے آنکہ تعویذی نوشت
دایما کتاب تعویذات ازان رشتہ است

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ میرے پیر برحقؒ تعویذ دیئے بغیر لوگوں کی حاجت روائی کرتے تھے۔ صرف دعاؤں کے اثر سے بیمار۔ حاجتمند۔ فقیر سائل سب اپنی مرادیں پاتے تھے۔ یہ کسی تعویذ نقش وغیرہ کا نتیجہ نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ محض کرامت کی برکت!

پیر کاملؒ تعویز لکھنے والوں کو نصیحت کرتے اور ڈراتے تھے تاکہ تعویز نویسی نہ ہو۔

گو پہلے آپ نے بہت سے تعویذات جمع کئے تھے اور انکے اثرات بھی دیکھے تھے مگر آپ کو مکاشفہ میں تعویز نویسی سے منع کیا گیا۔ چنانچہ آپ نے اپنی ساری تعویز کتاب دریا میں پھینک دی۔

اسکی کئی وجوہات ہیں۔ (۱) اکثر بیمار بے غسل ناپاک اور گندہ ہوتے ہیں۔ ایسے کو تعویز دینا صریح گناہ ہے۔ (۲) کوئی لاپرواہی سے کام لیکر بے ادبی کرتا ہے۔ لکھنے والا گنہگار بنتا ہے۔ (۳) کسی کی تقدیر میں ٹھیک ہونا نہیں لکھا ہوتا تو تعویز نویس خدا کی ناراضگی کا مرتکب ہوتا ہے۔ (۴) کبھی کامیاب ہو کر تعویز نویس مغرور پسند ہوتا ہے۔ (۵) کبھی تعویز کا اثر نہیں ہوتا۔ تو یہ پیشہ بدنام ہوتا ہے۔ اور لوگ بد اعتقاد ہو جاتے ہیں۔ اور اسکے فیض و برکت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

گو بعض مولوی عالموں نے فتویٰ دیا ہے۔ کہ تعویز دینا مباح ہے مگر پرہیزگاری کا تقاضا ہے۔ کہ یہ کام ترک کیا جائے۔

اسکے برعکس سائل کو صدقات دینے پر مائل کیا جائے۔ بمطابق حدیث پاک کہ الصدقہ تردّ البلا (خیرات سے بلا دور ہو جاتی ہے) ساتھ ہی

لایرد القضا الا بالدعا کے تتبع میں توبہ کی ترغیب دی جائے ۔ اگر زیادہ دلچسپی ہو تو غائبانہ دعا کرے الغائب للغائب سریع الاجابہ غائب کے واسطے غائب کی دعا جلدی قبول ہوتی ہے ۔

این ہمہ میشد ولی صد ننگ مے دارد زین
گوید اوقاتم خدایا در چہا منشہ شد است

میرے پیر کامل سالکوں کی حاجت روائی تو کرتے دعا کے ذریعہ یا کرامات سے مگر انکو اکثر افسوس ہوتا کہ انکا وقت ضائع ہوا ۔ !

اینقدر صاحب غرضہائی رزیل است وچرا
طالبان اللہ را سالی ہم اندر شد است

فرماتے ہیں کہ اکثر خودغرض اور کمینے لوگ دنیاوی حاجات لیکر آتے ہیں ۔ وہ عالی ہمت لوگ کہاں سے لائیں جو طالب راہ حق ہوں ۔

صحیح حدیث ہے کہ بلند حوصلہ ہونا ایمان کی علامت ہے بیشک اللہ عالی حوصلہ والوں کا دوست ہے اور لپست حوصلہ والوں کا دشمن !

ناخوش آید صحبتش زانرو کہ اخوان الزمان
مُعترض یا عیب جیئ یا منکر انکر شد است

میرے پیر کاملؒ عام لوگوں کی صحبت سے ناخوش ہوتے بدیں وجہ کہ ان میں عیب چین نکتہ چین اور معترض زیادہ ہوتے۔

عوارف المعارف میں درج ہے کہ جاہل کی صحبت سے بھاگنا ہی اچھا ہے کیونکہ وہ بشریت کے تقاضا کے مطابق ایسے کام کر بیٹھتے ہیں۔ جو نامناسب ہوتے ہیں یہ انکار بوجہ غرور نہیں ہوتا۔ کچھ لوگ فقیروں کے راز سے ناواقف ہونیکی بنا پر منکر ہو جاتے ہیں۔ حضرت جامیؒ کیا خوب فرما گئے ہیں:۔

جامیؒ ز سفلہ طبعاں کم شد صفائے حالت
کردی سفال تیرہ جام جہاں نمارا

(اے جامیؒ! اسفل طبع (ادنیٰ درجہ کے لوگ جو دنیا داری میں الجھے ہوتے ہیں) لوگوں کی صحبت سے آپکا نورانی قلب جو جام جہاں نما تھا مٹی کا پیالہ بن گیا۔ ایسے خود بین عیب چینوں سے پرہیز لازمی ہے۔ (مترجم)

مقامات خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ میں مذکور ہے کہ اولیاء اللہ پر اعتراض کرنا۔ معترض کیلئے اچھا نہیں۔ ان کا رکنان قضا و قدر کا ہر کام خدائی مصلحت کے عین مطابق ہوتا ہے۔ ان پر جرح یا اعتراض کرنا مصیبت کو دعوت دینا ہے۔ ایسا آدمی خیر و برکت سے ناامید ہو جاتا ہے۔

اولیاء مستوران حق ہیں انکو پہچاننا مشکل ہے۔ لا یعرفہم غیری کے مصداق ہر کوئی انکو نہیں پہچان سکتا۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

مردان راہش زندہ بجانے دگر اند
مرغان ہوس از آشیان دگر اند

یہ شعر قبلہ میرک، شاہ صاحب کاشانی اکثر فرمایا کرتے تھے۔ مترجم۔
شمائل الاتقیاء میں درج ہے کہ صحبت تین قسم کے لوگوں سے ہوتی ہے۔ (۱) اپنے سے بزرگ و برتر سے (۲) اپنے برابر سے۔ (۳) اپنے سے کم تر سے پہلے سے اعتراض کرنا غلط۔ دوسرے کیلئے ایثار و قربانی کا جذبہ رکھنا بہت مستحسن اور تیسرے کو نصیحت کرنا۔ رحم اور شفقت سے پیش آنا۔
آجکل کے معترض حضور پاکؐ کے زمانے کے منافقوں کی پیروی کرتے ہیں۔ جو حضور پاکؐ کا خطبہ اسلئے سنتے کہ نکتہ چینی کریں اور باہر جا کر صحابہ کرام سے بطور ہزل و استہزاء پوچھتے۔ محمدؐ نے کیا کہا؟ چنانچہ قرآن شریف میں اس بات کا تذکرہ ہے۔ کہ ان منافقوں پر ازل میں ہی مہر لگائی گئی ہے۔ یہ لوگ اپنی نفسانی خواہشات کے تابع ہیں اور حضور پاکؐ کی تقریر کو حقیر سمجھتے ہیں۔ مگر مومن حضرات آنحضورؐ کا کلام سنکر اور گرویدہ ہو جاتے ہیں اور انکا عقیدہ اور پختہ ہو جاتا ہے۔ یہی لوگ متقی ہیں۔

پیر کاملؒ کے بارے میں جناب علامہؒ فرماتے ہیں۔ کہ طالب خلوص و محبت کے ساتھ بھی اگر پیر کامل کی زیارت کے لئے آئے تو بھی اسکا آنا کسی دنیاوی غرض سے خالی نہیں ہوگا۔ کوئی دنیاوی منفعت کیلئے۔ کوئی

بیوی بچوں کی محبت کے لئے۔ یا دیرینہ بیماری سے شفا پانے کیلئے یا حاکم کے پاس سفارش کرانے کیلئے حاضر ہوتا ہے۔ یہ سب چیزیں وقت ضایع کرنے کی باتیں ہیں۔ ایسے لوگ صحبت کے قابل نہیں۔ ان سے گمنام رہنا ہی بہتر ہے۔
اللہ پاک کا ارشاد ہے۔ کہ اس شخص سے توجہ ہٹائیے۔ جو ہماری ذکر یا نصیحت کا خیال نہ کرے بلکہ دنیوی فائدے کی بات کرتا ہو۔

حضرت جنید نے فرمایا۔ جس محبت میں غرض منلدی کی آلائش ہو وہ زائل ہو جاتی ہے۔

حدیث میں آیا ہے السلامۃ فی الوحدہ۔ سلامتی تنہائی میں ہے۔ فتنہ انگیز زمانے میں کنج خلوت سلامتی کی جگہ ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ راوی ہیں، فرمایا رسول اللہؐ نے فتنے کا زمانہ وہ ہوگا۔ جب وعدہ خلافی ہوگی اور امانت میں خیانت۔ عرض کیا گیا میں کیا کروں فرمایا۔ اپنے گھر میں رہو اور زبان کی حفاظت کرو۔ جو جانتے ہو اس پر عمل کرو۔ جو نہیں جانتے اسکو چھوڑ دو۔ دوسرے کے کام میں دخل مت دو۔ اپنے کام سے کام رکھو۔

حضورؐ نے فرمایا ایسے دن حرج کے ہیں۔ عرض کیا گیا۔ حرج کیا ہے وہ دن جب کہ لوگ اپنے ہمنشینوں سے بے خوف ہونگے۔

آنحضورؐ نے حارث بن عمیرؓ سے فرمایا۔ اگر تم کو لمبی عمر دی جائے تو تم ایسا زمانہ دیکھو گے جس میں خطیب اور واعظ بہت ہونگے اور عمل کرنے والے کم۔ اس زمانے میں علم کو نفسانی خواہشات کیلئے استعمال کرتے ہونگے۔ لوگ نمازیں فوت کرینگے۔ رشوتیں کھائینگے

دین کو دنیا کے بدلے بیچینگے سب کا اتفاق ہے کہ اس میں نیکوکاروں نے تنہائی اختیار کی ہے۔ اس زمانے میں مرد کا بے نکاح رہنا حلال ہو گا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں بُری صحبت سے اکیلا رہنا بہتر ہے۔ سفیان ثوریؒ کا قول ہے کہ لوگوں کے ساتھ اختلاط، جان پہچان کم رکھو۔ حضرت فضیلؒ بن عیاض نے کہا ہے کہ چھپ کر رہو زمانے سے اور زبان کی نگہداشت رکھو۔ حضرت داؤد طائیؒ نے فرمایا۔ دنیا میں روزہ رکھو آخرت میں کھول۔ حضرت اویسؓ نے فرمایا۔ باہمی میل جول سے بہتر اکیلے میں دعا کرنا۔ کیونکہ ملاقات میں ریا شامل ہے۔

حضرت سلیمان خواصؒ سے پوچھا گیا آپ ادہم سے کیوں نہیں ملے۔ فرمایا اُن کے ساتھ ملاقات کرنے سے میں شیطان کے ساتھ ملاقی ہونا زیادہ پسند رکھتا ہوں۔ کیونکہ جب ابراہیم ادہم کو دیکھوں گا۔ ریا کرونگا اور جب شیطان کو دیکھونگا تو اسے پرہیز کرونگا۔ الغرض نیکوکار لوگ ہر بات میں ریاکاری سے سخت پرہیز کرتے تھے۔

گوشہ نشینی اسلئے لازمی ہے کہ وہ لوگ اب نہیں رہے جنکو علم اور دانائی کی باتیں سننے کی عادت ہے۔ لہٰذا میل جول رکھنا بند۔ سوای جمعہ، جماعت، عیدین۔ حج کے اگر اس میل جول سے بھی چھٹکارا چاہتا ہے۔ تو کسی ویرانے میں یا جزیرے میں بیٹھے۔ جب وہ جانتا ہو کہ لوگوں سے ملنے میں ثواب کی نسبت گناہ زیادہ کمائے جاتے ہیں۔ اس کیلئے جماعت اور جمعہ کا ترک کرنا جائز ہے۔ اللہ نیتوں سے واقف ہے ہر کسی کے عذر کو جانتا ہے۔

عوارف المعارف میں ایک حدیث درج ہے کہ حضور پاکؐ نے فرمایا جو شخص ایکدن کے لئے گاؤں میں رہا وہ ایک مہینے کیلئے احمق بنا اور جو مہینہ بھر رہا وہ عمر بھر کیلئے احمق بنا۔ اس حدیث کی تاویل آئیندہ ہوگی۔ انشاءاللہ!

علامہؒ صاحب ایک کہانی بصرہ شہر کی بیان کرتے ہیں۔ کہ بادشاہ کے دو بیٹے تھے۔ حجاج اور منہاج۔ باپ کے مرنے کے بعد قرعہ ڈالا گیا کہ ان دو میں سے کسکو بادشاہ بنائیں۔ وہاں حجاج کا نام نکلا۔ جسکے ظلم وستم سے پرندے بھی کانپتے تھے حالانکہ بڑا عالم تھا۔ مگر تھا دل سے جاہل۔ اسی جہالت کیوجہ سے ناانصافی کو انصاف سمجھتا تھا۔ جو اسکا ہمنشین بنا۔ اسنے اثر قبول کیا۔

آنحضورؐ نے فرمایا۔ جاہل علیم سے بچو۔ یہ وہ ہے جو زبان سے عالم ہے مگر دل سے جاہل۔

فرمایا گیا ایسے عالموں کے پاس بیٹھو جو شک سے یقین۔ غرور سے تواضع۔ دشمنی سے دوستی۔ ریا سے خلوص اور دنیا کے ترک کرنے کی تلقین کریں۔

جماعت کو لازمی جاننا ضروری ہے۔ اسمیں ستائیس گنا ثواب ہے مگر وہ فتنہ و فساد کا زمانہ نہیں تھا۔ جب دنگے فساد کا زمانہ دیکھے تو تنہائی اختیار کرے۔

ابدال جمعہ اور جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ انکے لئے زمین لپٹی جاتی ہے۔

مخدوم علی صوفیؒ کا بیان ہے کہ پیر کاملؒ ایک گام میں ایک مرید کے گھر میں قیام پذیر تھے۔ گاؤں کی جامع مسجد کا بانی۔ امام اور خطیب رافضی اور بدعتی تھا۔ لہذا حضور پیر کاملؒ اس مسجد کو مسجد ضرار سمجھتے اور وہاں باجماعت

نماز نہیں پڑھتے تھے۔ آپ نے ایک صفہ پر باجماعت نماز پڑھی۔ بہت لوگوں نے اعتراض کیا کہ پیر کامل جامع مسجد میں کیوں نہ آئے۔ فرمایا اس مسجد میں جمعہ کی چند شرطیں پوری نہیں ہو رہی ہیں۔ اسلئے یہ نماز جمعہ جیسی نہیں۔

حضرت تھالیؒ فرماتے ہیں۔ مجھ سے بھی وہ بحث کرنے لگے۔ میں چپ رہا ایکدن شہر کی جامع مسجد میں مجھ سے کچھ غیبی حضرات ملے۔ انہوں نے کہا کہ تم نے کیوں انکو جواب نہ دیا۔ کہنے لگے کہ تیرے مرشد پاک کو خدا نے وہ روحانی طاقت عطا کی ہے کہ وہ جمعہ شہر کی جامع مسجد میں ادا کرتے ہیں۔ چلو دکھائیں وہ کسطرح صفۂ اول میں موجود ہیں۔ حالانکہ پیر کامل ظاہری طور ابھی اسی گاؤں میں مقیم تھے۔ اور وہ گاؤں شہر سے پچیس کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔

اس واقعہ سے میرا یقین راسخ ہوا کہ میرے آقا ابدال کے درجے پر ہیں

اہل سلوک کے نزدیک گوشہ نشینی یعنی تنہا پسندی کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ یہ لوگوں سے قطع تعلق کی بنا پر اللہ سے زیادہ قریب لانے میں ممد و معاون ثابت ہوئی ہے۔ اسمیں ریا۔ خود نمائی۔ غرور وغیرہ کو دخل نہیں۔

تذکرۃ الاولیاء میں ایک عابد کا ذکر آیا ہے۔ کہ وہ رات کو تہجد ادا کر رہا تھا۔ ایکبار اُسے دیکھا تو عابد کے دل میں خیال آیا۔ کہ چلو کسی نے مجھے عبادت کرتے دیکھا ہے۔ نتیجتاً خواب میں اُسے کہا گیا کہ یہ نماز ہماری درگاہ کے لائق نہیں۔ کیونکہ اسمیں ریا شامل ہے۔ اسی موقع پر حضرت اقبالؒ فرما گئے ہیں۔ خدا کے حضور میں۔

بگیر از من کہ برمن بار دوش است
تو اے ایں نمازِ بے حضورے! (مترجم)

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے تھے میں چاہتا ہوں کہ بیمار ہو جاؤں تاکہ جماعت کے لئے نہ جا سکوں اور مجھے لوگ نہ دیکھ سکیں۔ کوئی مجھے سلام نہ کرے۔ رات آتی ہے تو خوش ہوتا ہوں۔ کہ مجھے بغیر تکلیف کے تنہائی مل گئی ہے

مگر یاد رہے کہ احیائے العلوم میں یہ حدیث پاک درج ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں ستائیس گنا ثواب ہے۔ مگر سالک کے نزدیک تنہائی میں دل کا حضور حاصل ہوتا ہے۔ (کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے لاصلوٰۃ الا بحضور القلب۔ کوئی نماز حضور قلب کے بغیر درست نہیں۔ مترجم) گو یہ بھی حدیث مبارک ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ ایک پرہیزگار کی دوگانہ نماز لوگوں سے ملنے جلنے والے آدمی کی ہزار رکعتوں سے بہتر ہیں۔

تذکرۃ الاولیاء میں ایک واقعہ یوں بیان ہوا ہے کہ شیخ حسن بصری نے کسی کے بارے میں سنا کہ وہ بیس سال سے جماعت میں شامل نہیں ہوا ہے۔ آپ کے پوچھنے پر اسنے جواب دیا کہ میں کوئی ایسا سانس نہیں لیتا جس میں مجھے ایک نعمت نہیں ملتی ہے۔ اور ایک گناہ مجھ سے دور نہیں ہوتا۔ اس کی شکر گذاری میں مشغول ہوں۔

اسی کتاب میں ایک حدیث پاک کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جسمیں فرمایا گیا ہے کہ تنہائی میں دو رکعت نماز جو بغیر اللہ کسی نے نہ دیکھی ہو۔ ایسے شخص کیلئے جہنم سے آزادی کی ضامن ہوتی ہے۔

وسیلۃ الطالبین میں ہے کہ آدمی کو چاہیے نوافل تنہائی میں ادا کرے۔ اسکی حاجتیں پوری ہونگی۔

خزانۃ الجلالی میں ہے۔ کہ سید السادات حضرت مخدوم

جہانیاںؒ نے فرمایا ہے کہ حلال کی کمائی کا رزق کھانے کے بعد جو دو رکعت نماز ادا کریگا۔ اسکو حرام کمائی کے کھانے والے کی ایک ہزار رکعتوں کے برابر گردانا جائیگا (الحدیث)

رسالۂ آفتابیہ میں ہے۔ کہ آنحضورؐ نے چھ برس سے ہی دنیا سے منہ موڑا۔ بارہ چودہ سال تک سلوک کی ساری منزلیں طے کیں۔ اکثر غارِ حرا میں تنہائی میں عبادت کرتے۔ یہانتک کہ آپ کو نبوت عطا ہوئی۔

حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰؓ نے ایک جمعہ کو ایسی مسجد میں جماعت کیلئے شمولیت کی جہاں جمعہ کے لوازمات پورے نہیں ہوتے تھے۔ پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا۔ فرمایاؓ کہ انکار انکے نفسوں کیلئے بہانہ بنتا۔ بعد میں شرائط جمعہ بیان فرمائے۔

ابو اللیث فقیہ کا فرمان ہے کہ بارش میں گھر میں ہی نماز پڑھنا جائز ہے۔ جب کپڑے تر ہو جائیں۔ یاد رہے۔ وہاں خام چمڑے کی جوتیاں استعمال ہوتی تھی۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں کہ جب سفر میں آنحضورؐ شدت کی سردی پاتے تھے تو قیام گاہ پر ہی نماز پڑھتے اور موذن کو حکم دیتے کہ وہ نماز کیلئے اذان دیں آخر میں یہ الفاظ بھی کہدیں کہ بارش کی رات نماز گھر میں ہی پڑھی جائے۔ واللہ اعلم۔

این محقق پیش پیرانِ مقلد سرفراز
درمیان روبہانِ مانند شیر نر شد است

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر برحقؒ مقلد پیروی میں بطور محقق ایسی شان رکھتے ہیں جیسی کہ شیر ترلومڑیوں میں رکھتا ہے۔

محقق اور مقلد میں صاف فرق ہے۔ محقق وہ جو تحقیق کے بعد کسی چیز یا بات کو قبول کرے اور مقلد وہ جو سُنی سنائی باتوں کی پیروی کرے۔

عارفوں کا قول ہے کہ جسطرح بینا اور نابینا میں فرق ہے اسی طرح مقلد اور محقق یکساں نہیں ہوسکتے۔ ایسے لوگوں نے جو سنی سنائی باتیں پھیلاتے ہیں اس جماعت کو بدنام کیا ہے۔ ایسا آدمی بایزید بسطامیؒ پر اعتراض کرتا ہے مگر اسکے اعمال سے یزید بھی شرماتا ہے۔

علامہ خاکیؒ نے مقلد پیروں کی پیروی سے خبردار کیا ہے۔ کیونکہ شکل وصورت سے صوفی دکھائی دیتے ہیں لیکن باطن میں اس جوہر سے خالی ہیں۔ لہٰذا ہر ایک کی بیعت ضروری نہیں۔

چوں بسے ابلیس صورت آدم است
پس بہر دستے بناید داد دست

(انسان نما ابلیس بہت ہیں۔ خبردار ہر ایک سے بیعت نہ لی جائے۔ مترجم)

ادست عارف دیگراں زاھد بتقلیدی شدہ
درمیان فرق از سما تا م کز زاغ بر شدا ست

حضرت خاکیؒ نے اس شعر میں نقلی مقلد پیروں کو آڑے ہاتھوں لیا ہے فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر کامل محقق عارف ہیں اسکے برعکس مقلد پیر زاہد ہونیکا دعویٰ تو کرتے ہیں۔ مگر ان دونوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔

لب اللباب میں درج ہے کہ عارف میں قوت پرواز ایسی ہے کہ وہ تو آسمان سے بھی گذر جاتا ہے۔ باقی وہم و گمان میں پھنسے ہوئے اپنے اٹکل سے کام لیتے ہیں۔ اگرچہ زاہد کا دن بہت اچھا گذرتا ہے لیکن عارف کا ایک دن اسکے پچاس ہزار دنوں کے برابر ہے۔

کلام جامیؒ کا لب لباب بھی یہی ہے کہ کچے زاہد اور پختہ کار عارف کے درمیان کوئی یکسانیت نہیں۔ لہٰذا خاص نکتے کو انکے سامنے بیان نہ کر۔ ؎

نکتۂ خاص مگو مجلس عام است اینجا مترجم

تفسیر قشیری میں درج ہے کہ زاہد لوگ آنحضرت ﷺ کی پیروی میں اپنی خواہشات کو خرچ کرتے ہیں۔ اللہ کی رضامندی چاہتے ہیں۔ مگر عارف لوگ اللہ کی راہ میں وہ سب کچھ صرف کرتے ہیں۔ جو ماسواء اللہ سے متعلق ہے یعنی جو مولا کے بغیر ہے اسکا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے محبوب بنے اور انہی کو اپنے دیدار کے لائق منتخب کیا۔

اواست چون عارف بمقدار عقول مردمان
پس بوفق کلموا الناس سخن گستر شد است

اہل دانش کی نظر میں میرے مرشد کامل عارف باکمال بزرگ مشہور ہیں اسی لئے آپ بفرمودۂ حضرت سرور عالم کلموا الناس علیٰ قدر عقولہم لوگوں سے انکی سمجھ بوجھ اور استعداد کے موافق بات چیت کرتے ہیں۔
احیائے العلوم میں اسبات کی اسطرح وضاحت کیگئی ہے کہ لوگوں سے اسی چیز کی بات کہو جسے وہ جانتے ہیں اور جس چیز سے انکو انکار ہو یا ناپسند کریں ایسی باتوں کو چھوڑ دو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ وہ خدا کی تکذیب کریں۔ اُس سے انکار کر بیٹھیں۔ جس امر میں سننے والی کی عقل پہنچتی ہی نہیں۔ ایسا مسئلہ چھیڑنے سے کوئی فائدہ نہیں یا وہ انکاری ہو! تو اسکا ذکر کرنا بے فائدہ ہے۔

(ترجمہ) وہ بے معرفت پیر جو مقلد ہو مگر عرفان سے عاری ہو وہ عاقل اور بیوقوف پاگلوں کو اپنی افسونگری سے پھنساتا ہے۔
خدا شناس اور مردم شناس سالک ہر کسی کو پہلے پرکھتا ہے۔ اسکی وسعت قلبی اور استعداد اور معاملہ فہمی کو دیکھکر ہی اسکی تربیت کرتا ہے وہ ایرے غیرے نتھو خیرے کو مرید نہیں بناتا۔ اسلئے اگر وہ ولایت اور

اور سلوک کا دعویدار بنتا ہے تو عذاب کے وعدہ کا مستوجب ٹھہرتا ہے۔

اسبارے میں احیائے العلوم کی اس نصیحت کو ملحوظ نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔ وہ یہ کہ بڑی سزا اور بڑا عذاب انسان کا بُرا انجام ہے۔ (ہم اس گناہ سے پناہ مانگتے ہیں) اور انجام اُسی کا بُرا ہوتا ہے جو جھوٹا موٹا پیر بنکر ولایت اور کرامت کا دعویٰ کرتاہے۔

علم با نا اہل گفتن تخم ضایع کردن است!
در زمین شورہ کردی نے اُمید بر شد است

علم کی باتیں نالائق لوگوں سے کہنا گویا بنجر زمین میں بیج بوکر ضائع کرنا ہے۔

احیائے العلوم میں حضرت عیسیٰؑ کی بات کہی گئی ہے۔ آپ نے فرمایاہے کہ دانائی کی بات نالائق سے نہ کہو۔ کیونکہ حکمت و معرفت پر ظلم ہوگا۔ حقدار لوگوں کو انکار کرکے انکا حق ضائع مت کرو۔ حکیم کی طرح زخم پر مرہم پٹی کرد اسکو مت کریدو۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ دانائی اور حکمت کی باتیں نااہلوں سے کہنا علم و حکمت پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔

سراج الہداللہ میں آنحضورؐ کا قول شریف اسطرح ہے سوروں کی گردنوں میں جواہرات مت لٹکاؤ۔

اس حدیث سے مُراد یہ ہے کہ نا اہلوں کو اتنا ہی علم سکھاؤ جس سے وہ شریعت کے ابتدائی باتیں جیسے نماز، روزہ عمل میں لائیں۔ حضورؐ نے فرمایا کتوں کے مُنہ میں موتی ہیرے مت ڈالو۔ کہیں بے قدری کرکے اپنی حد سے تجاوز کرکے بزرگوں کی تحقیر و توہین نہ کریں۔

لب اللباب میں درج ہے کہ باطنی آداب میں مرشد کے راز چھپانا بھی ادب میں داخل ہے۔ واقف لوگوں کے سرمایہ کو غیر واقف کے ہاتھ دینا کہاں کی عقلمندی ہے۔ ؎

قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری (مترجم)

حضور پاکؐ نے فرمایا کہ زمین جسطرح دانہ کو چھپاکر گل و گلزار کی صورت میں اُگاتا ہے۔ اسی طرح راز کو راز ہی رہنے دو۔ کان میں لعل پوشیدہ رہ کر پلتا ہے جب روحانی اسرار کے راز کو دیکھو تو بلبل کی طرح چھپاؤ مالک صاحب کمال یہ ہے کہ راز کو محرم سے مت چھپاؤ بلکہ اپنے آپ سے بھی چھپاؤ۔ اپنا کام اپنی آنکھ سے پوشیدہ رکھ تاکہ تیری نظر نہ لگے شہد کو مکھی کے آگے نہ لے جا۔

سالک ہی اہل طریقت میں شمار ہو سکتا ہے غیر نہیں۔ دنیائے دوں کے پیچھے بھاگنے والا غیر سالک کمینہ ہی ہو سکتا ہے۔

ہمتش کوتہ بدان دون گشتہ و بس گوش دل
از سخنہای سلوک راہ حقش کر شد است

اسکی ہمت پست ہے۔ وہ اس کمینہ دنیا کے کمانے میں لگا ہے۔ راہ خدا اور سلوک کی باتیں سننے کی اسکو فرصت نہیں اس وقت وہ بہرا ہو جاتا ہے۔ جو اپنی عقل ہمت اور توانائی دنیا کے معاملات پر صرف کر دے اسکا طریقت اور حقیقت کا علم سیکھنا بے فائدہ ہے۔

حضرت امیر کبیرؒ اپنی کتاب مرآۃ التائبین میں رقمطراز ہیں حضور پاکؐ کا فرمان ہے کہ تین آدمیوں پر رحم کرو۔ (۱) اس عالم پر جو جاہلوں میں پھنسا ہو۔ (۲) قوم کا وہ صاحب عزت جو ذلیل ہوا ہو۔ (۳) وہ دولتمند جو نادار بنا ہو۔

لب اللباب میں بیان کیا گیا ہے کہ بات سننے کے لئے خلوص کے کان چاہیں۔ بولنے والے کی گرمی سننے والے کی عقیدت میں ہے۔

ایسے شخص سے دور رہ جو تمہاری نصیحت سننے سے چھٹی چاہتا ہے۔

کافر جمادات کی مثل ہیں ان پر جمود طاری ہے۔ اگر تم عورت یا دولت کی بات کرو۔ تمہارے سامنے سیم و زر کے ڈھیر لگیں گے

پیغام خدا سننے کیلئے کوئی تیار نہیں۔ فانی دنیا سے بقا کی طرف لے جاؤ کوئی تیار نہیں ہوتا۔ تمہارے مارنے کے درپے ہونگے۔ الغرض قدر جوہر جوہری ہی جانتا ہے۔

حکایت ہے کہ آنحضورؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ اے علیؓ میں چاہتا تھا کہ خدا تمہیں ایسے کان دے کہ جو سنو اسکو یاد رکھو۔ چنانچہ اسکے بعد حضرت علیؓ کچھ بھی نہ بھولے۔

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میرے پیر کاملؒ کی اکثر یہ عادت نہیں کہ مجلس میں رازوں سے پردہ اٹھائیں۔ اگرچہ آپ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہیں جسمیں اسرار ربانی موتیوں کی طرح موجود ہیں۔ (سچ ہے ۔
نکتۂ خاص مگو مجلس عام است اینجا مترجم)

نفحات الانس میں لکھا ہے کہ جو دنیا کے متوالوں کے سامنے معرفت بیان کرے عارف نہیں ہو سکتا۔ ایسی مجلس میں بحث و مباحثہ منع ہے
حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے تصوف کی علمیت بحث و مباحثہ سے حاصل نہیں کی ہے بلکہ بھوکے رہنے سے۔ ترک دنیا سے اور محبوب چیزوں کے چھوڑنے سے۔ کلام میں نفسانی خواہش اور غرور کو بالکل دخل نہ ہو۔
کیا خوب کہا گیا ہے۔ حسنات الابرار سیات المقربین نیک لوگوں کی نیکیاں اہل مقرب کے نزدیک گناہ کے برابر ہیں)۔

بیشک آنحضورؐ نفسانی خواہشات سے کلام نہیں فرماتے۔ اسلئے کلام میں چاپلوسی ۔غرور یا لوگوں کو مسخر کرنے کا شائبہ تک نہ ہو۔ بزرگوں کی وصیت بجالانا لازم ہے۔

شیخ ابو نجیب سہروردیؒ نے اپنے مرید کو یہ وصیت کی کہ صاف وقتوں کے بغیر مجھ سے ہمکلام نہ ہونا۔

جسطرح زبان دل کی ترجمان ہے اسیطرح دل اللہ کے پاس اسکا ترجمان ہے۔ اسلئے واردات قلبی پر غور کرو اپنے حالات و مقامات کو پوشیدہ رکھو اور مکاری سے بچو۔

کسی شخص کو اپنی ارادت میں لینے (مرید بنانے) اور تلقین ذکر کرنے میں مرشد پاکؒ یا تو اپنے مشائخؒ کی ارواح پاک سے یا بلا واسطہ حضرت رسول کونینؐ سے اجازت حاصل کرتے تھے۔

حضرت علامہؒ فرماتے ہیں کہ بار بار آنے والوں کیلئے آپ استخارہ فرماتے تھے اور جلدی ہی آپ کو الہام ہوتا تھا کہ کس کو قبول کیا جائے جس کو رد کیا جائے۔ آپکا طریقہ خواجہ نقشبند مشکلشاؒ کے طرز کے موافق تھا۔

ایک صاحب نے واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ مُرید بننے کی غرض سے اکثر حاضری دیتا رہا۔ فرمایا گیا کہ میں اپنے مرشد کرام سے اجازت طلب کرونگا کیونکہ ہم بھی کسی کے زیر فرمان ہیں۔ ایک صبح کو تنہائی میں مبارک دی کہ تمہیں منظور کیا گیا ہے۔

نفحات الانس میں بھی ایک بھی ایک واقعہ درج ہے۔ کہ مولانا شیخ یعقوب چرخی سے بھی اپنے مرشد نے فرمایا کہ میں تم کو مرید بنانے کیلئے پہلے آج رات اجازت حاصل کرونگا۔ شکرللہ کہ صبح خوش خبری سے نوازا گیا کہ تمکو قبول کیا گیا ہے۔

اسیطرح حضرت خاکیؒ اپنی روئداد بیان کرتے ہیں کہ مجھے بھی توبہ کی خواہش پیدا ہوئی اور مُرید بننے کی۔ تو میں آستان عالیہ پر حاضر آیا۔ پیر رہبرؒ نے ایک بابرکت عرق چینی ٹوپی مجھکو عنایت کی۔ فرمایا آج رات یہ ٹوپی پہنکر استخارہ کر اور یہ وظیفہ پڑھکر سوجا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ میں صبح نماز کیلئے نکلا ہوں۔ مگر سورج مشرق سے چڑھا ہے اور اسکی کرنیں مجھ پر پڑرہی ہیں۔ میں دیر سے اٹھنے پر پریشان رہا۔ آخر جب یہ خواب پیرومرشدؒ کو سنایا تو آپ نے خوش ہوکر فرمایا کہ صبح کا ہونا اقبال کی نشانی ہے۔

سورج کا چڑھنا نور نبیؐ ظاہر ہونا گویا حصول مطلب کی بشارت ہے

سورج نور ہے اسکی کئی تاویلیں کی جاسکتی ہیں۔ مثلاً نور ایمان، نور عقیدت۔ مرشد کا نور ولایت اور اللہ کا نور۔

پھر میں نے توبہ کی اور بیعت ہوا۔ ایکدن ذکر کی تلقین فرمائی اور چند اوراد وظیفوں کی اجازت بخشی۔

مزید پیر حقؒ نے فرمایا کہ میں نے بھی اپنے مرشدان اکمل سے اجازت طلب کی تھی۔ چنانچہ خواب میں دیکھا کہ آنحضورؐ ایک اور بزرگ کے ساتھ ایک نخلستان سے نکل کر یہ شعر گنگناتے تھے۔

قلم گفتا کہ من شاہ جہانم
بہ کاتب عاقبت دولت رسانم

آخری مصرعہ کو بار بار پڑھتے تھے۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ کاتب تو تم ہو۔ تم کو اس فن میں کافی شہرت حاصل ہے۔ اور ہمارے لئے بھی چند مرتبہ تم نے کتابت کی ہے۔ دولت کی بشارت بھی تمہارے لئے خوشخبری سے کم نہیں کہ تمہارا نام بھی تو دولت ہے۔ یہاں مجھے اپنی ایک نعتیہ رباعی یاد آئی۔ جو تقریباً ۱۰ سال پہلے لکھی گئی ہے۔ قلم گفتا کہ من شاہ جہانم!
محمد مصطفےؐ را مدح خوانم

بجز از مدحت سردار عالمؐ نیاید ہیچ حرفے برزبانم (مترجم)

حضرت قاآنیؒ فرماتے ہیں کہ کتب کے مطالعہ سے مجھے یہ معلوم ہوا کاتب شیخ اسکو کہتے ہیں جو مرشد کے مقامات اور کرامات لکھتا جائے۔ نفحات الانس میں درج ہے کہ امیر حسن دہلویؒ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے کاتب اور مرید تھے امام یافعی کے بقول امیر حسن نے اپنے پیر کامل کی ملفوظات کو کئی جلدوں

میں لکھا اور فوائد الفواد نام رکھا۔

علامہ خاکیؒ کو جب یہ قصیدہ لکھنے کی توفیق مل گئی تو لفظ کاتب کی برکت سے یہ اپنے لئے بشارت جان لی۔

راحت القلوب میں ہے کہ ایسے کاتب کیلئے جو مرشد کی ہر بات بگوش و ہوش یاد کر کے ضبط تحریر میں لائے بے اندازہ ثواب ہے۔

آثار الاولیاء میں مذکور ہے کہ جو مرید اپنے مرشد کی ہر بات لکھ ڈالتا ہے تو ہر حرف کے بدلے میں ایک ہزار سال کی عبادت اسکے نامۂ اعمال لکھدیتے ہیں۔ اور اسکی جگہ علیین میں ہوتی ہے۔

حضرت پیر برحقؒ اپنے طالبوں کو راہ خدا کی طرف اُسی وقت لے جاتے جب آپ دیکھتے کہ طالب کا دل اللہ کے ڈر اور عشق سے نرم ہو گیا ہے اُسی نرم زمین میں بیج بوتے تھے جسمیں اسکے پنپنے کی اُمید ہوتی۔

آپؒ فرماتے کہ بیج دراصل ذکر الٰہی ہے اور سالک کا دل اسکی زمین! اگر موسم مدنظر رکھکر بیج بو دیا جائے تو ضرور نشوونما پائیگا۔ دل کی نرمی بھی دوسری شرط ہے۔

آدمی میں اسوقت رقتِ قلب پیدا ہوتی ہے جب اسے آخرت پر ایمان ہو اور اللہ سے ڈرتا ہے۔ تیز اشتیاق و اُمنگ کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ جب دل پتھر ہو تو اسمیں بیج بونے کا کوئی فائدہ نہیں۔

مرشد پاک دل کے حالات سے واقف ہوتا ہے وہ طالب کے استعداد و قابلیت کو دیکھتا ہے۔ بوالہوسی کو یہاں کوئی جگہ نہیں۔

مرصاد العباد میں مذکور ہے۔ اللہ کا فرمان ہے اے ایمان دار لوگو بیج بولو اور ذکر لا الٰہ الا اللہ کرو تاکہ رستگار ہو جاؤ۔

ذکر دو قسم کی ہے۔ ایک تقلیدی دوسری تحقیقی جو کان سنتے وہ ذکر تقلیدی ہے۔ وہ اتنی مؤثر نہیں ہوتا یہ کچے بیج کی طرح ہوتی ہے۔

ذکر تحقیقی وہ ہے۔ کہ صاحب ولایت خود تلقین کرے۔ دل کی زمین کو آبیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو مرشد کی ہمت سے حاصل ہوتی ہے اَذکرکم (میں تمہاری یاد کرونگا) سے بار آور درخت بن جاتا ہے لا الٰہ الا اللہ ایمان کو اسی طرح دل میں اُگاتا ہے۔ جسطرح پانی سبزے کو اُگاتا ہے۔

ہر کسے را درد فرماید بقدرِ حوصلہ !!!
چون برا استعداد تقدیری شان اخیر شداست

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر برحق ہر کسی کو اسکے حوصلہ ہمت اور ظرف کے مطابق وظیفوں کی اجازت دیتے تھے۔ چونکہ آپؒ ہر کسی کی فطری صلاحیت سے بھی آگاہ تھے۔

حضرت پیر رومیؒ کیا خوب فرما گئے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء　　　از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

(اولیائے کرام لوح محفوظ پر نظر رکھتے ہیں۔ جسکے دیکھنے میں وہ کبھی غلطی نہیں کرتے۔ مترجم) اب فراست اولیائے کا اندازہ کیجئے۔ مرشد کاملؒ جسکو جتنی قابلیت استعداد اور حوصلہ دیکھتے اتنی ہی تعلیم دیتے اور جسکے لئے جو مناسب ہوتا وہ اسکو عطا فرماتے۔ چنانچہ کسی سائل کو فرائض دسنت موکدہ پر استقامت کی تعلیم دیتے۔۔

کسی کو ممنوعہ چیزوں سے پرہیز کی پابندی کراتے تھے۔ بعض کو شرع کی پابندی کے ساتھ ساتھ نماز تہجد۔ نماز چاشت اور تلاوت کلام اللہ کا حکم دیتے کسی صاحب کو نفل روزوں کے علاوہ اسماء الٰہی اور دعاؤں کی اجازت دیتے تھے۔ خاص لوگوں کو ذکر کی تلقین اور خلوت کے قواعد سکھا کر دن رات مختلف اشغال کے پابند بناتے۔ اسی طرح کھانے سے اور لباس میں کے بارے میں کمائی کرنے یا ترک کرنے کے بارے میں مزاج اور جبلت کے موافق الگ الگ حکم دیتے۔

یہ سارا کام نور فراست۔ علم لدنی اور استخارہ جیسے بشارتوں سے انجام دیتے تھے۔ لطف یہ ہے۔ کہ یہ شرائط اور قیود۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی کتاب عوارف المعارف کے مطابق ہوتیں۔ سچ ہے بقول حضرت حافظؒ

ہے کہ سالک بے خبر بتو ز راہ و رسم منزلہا۔

آپ کا فرمان ہے۔ کہ مرشد کو چاہیے کہ وہ مرید کی حالت کو مدنظر رکھے۔ اسکے استعداد پر غور کرے۔ ہر کسی کے دل کو جھانکنا ضروری ہے جسطرح ایک کاشتکار اپنی زمین سے، ایک کاریگر اپنی صنعت سے واقف ہوتا ہے اسیطرح مرشد بھی اپنے طالب کے ہر امر پہ مدنظر رکھتا ہے۔

حضور پاکؐ بعض اصحاب کو خرچ کرتے، بعض کو کفایت شعاری کرتے، بعض کو اصحاب صفہ کی طرح ترکِ کسب کرنے کا حکم دیتے۔ اسلام کا بانی ہونے کے ناطے دعوت عام تھی مگر دعوت کی تخصیص خاص لوگوں کیلئے تھی۔

بوالہوس ہر چند کرد الحاج و نمودش ادب
چون بہ بے توفیقی تقدیرش انظر شد است

(ترجمہ) اگر بوالہوس اور لالچی آدمی تربیت کیلئے اصرار بھی کرتا تو اسکی بدنصیبی اور توفیق نہ ہونے کی بنا پر اسکی تربیت نہیں کرتے تھے۔

اگر کسی کی قسمت میں یہ توفیق نہ ہوتی یا غیر مستقل مزاج کا مالک ہوتا۔ تو اس بدنصیب نامحرم سے دامن بچاتے تھے۔ تاکہ یہ پاک بیج ضائع نہ ہو۔ کیونکہ بنجر زمین سے سنبل نہیں اگتے۔

ایک واقعہ یوں درج ہے کہ ایک بار حسن گتائی نام کا ایک

ایک لفنگا غنڈہ جو مرزا حیدر کا ملازم تھا اور امیر مذکور اسکی کی طرف توجہ نہیں کرتا تھا۔ کالے کپڑے پہن کر پیر کامل کے حاضر ہوا عرض کیا مجھے ذکر کی تلقین فرمائیے۔ بہت منت سماجت کی مگر آپ نے اسکی کم دریاں اور بے توفیقی دیکھکر ٹال دیا۔ کچھ عرصہ بعد اسکا یہ خیال ٹھنڈا پڑ گیا۔ اور دنیاوی لذتوں میں پڑ کر ایک امیر کا نوکر بن کر مسلمانوں کو سخت تکلیفیں دینے لگا۔ واقف کار لوگ پیر کامل کی بصیرت و کمالات کی تعریف کرنے لگے۔

ہر کہ بود از جذبۂ حقیقہ صاحب واقعہ
دیدہ احوالش مرید از جان و فرمانبر شد است

(ترجمہ) جو اہل کشف تھا۔ اُسنے اپنے عشق حقیقی کی برکت سے پیر برحق کے کمالات و مراتب کو دیکھا اور جان و دل سے مطیع ہوا۔ ان میں مخدوم علی صوفی ملا ابراھیم امام خانقاہ اور ملا احمد چھاگلی وغیرہ شامل ہیں۔ آپ حضرات نے مکاشفہ اور استخارہ کی برکت سے پیر کامل کی حقانیت کا مشاہدہ کیا۔ چشمہ فیض سے فیضیاب ہوتے رہے۔

بود بابا ہردی ریشی تابع پیران غیب
با ہمہ صحب آخراز تبعیتش افخر شد است

(ترجمہ) اگرچہ بابا ہردی ریشی اویسی ہونے کے ناطے غیبی مرشدوں سے فیضیاب ہوتے رہے ۔لیکن بالآخر اپنے مریدوں کے ساتھ ہمارے پیر کامل کے مرید بن گئے۔

سالکان را میکند اجلاس خلوت جابجا
پس محلِ واقعاتِ ہر یکے افخر شد است

ہمارے پیر برحق مختلف مقامات پر سالکوں کو چلہ کشی کا حکم دیتے تھے بعد ازاں ہر کسی کے واقعات و حالات سے واقف رہتے۔
کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ ریاضت کرانا ضروری ہے۔ لیکن شہرت سے بچنے کیلئے مریدوں کو جمع رکھنا اچھا نہیں۔ جو کہ خلوت نشینی کیلئے مضر ہے۔ بعض مراقبہ کے ذریعہ ہدایات حاصل کرتے رہے۔
آنحضورؐ نے ابو ھریرہؓ سے فرمایا ایک چھوڑ کر ایک دن ہمارے یہاں آیا کرو۔ اس سے محبت بڑھیگی۔ گو اسنے عرض کی کہ مجھ سے صبر نہیں ہو سکتا۔ اگر ابو ھریرہؓ حضور کی فرمانبرداری کرتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ سچ ہے کہ وہ جدائی جو محبوب کو زیادہ پسند ہے وہ وصال سے ہزار گنا اچھی

ہے ۔ الغرض مریدوں کو کبھی کبھار ہی پیر کامل ؒ کے پاس آنا چاہیئے اگر کوئی مشکل درپیش ہو ۔

اس سلسلہ میں حضرت پیران پیر رضؓ کا یہ واقعہ قابل تقلید ہے ایک دفعہ پیر کامل ؒ کے پاس کوئی خلیفہ حاضر ہوا تو آپ حجرہ سے نکل کر کھڑے کھڑے اُن سے ملے اور جب غیر خلیفہ ملنے آیا تو اسکو علیک سلیک کے بعد بٹھایا ۔ جب آپ سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ ہمارا فقیر ہماری نظروں کے سامنے ہی ہے ۔ ہم اسکے دل پر نظر رکھتے ہیں اسکے ساتھ دلی لگاؤ ہے ۔ لیکن جو شخص فقیروں کی جنس سے نہیں وہ ظاہری عادات کا واقف ہے اس سے اگر التفات نہ کریں تو اسکے دل میں نفرت یا وحشت پیدا ہوگی ۔ سبحان اللہ !

مرصاد العباد میں مذکور ہے کہ سالک اپنی کمزوریوں سے واقف ہو جاتا ہے ۔ اگر وہ لالچ ، حسد ، طمع ، بخل ۔ کینہ ، غرور شہوت وغیرہ برائیوں کا مرتکب ہوا ۔ تو اس کے اثرات کو وہ نقوش کی شکل میں دیکھتا ہے ۔

لالچ کی صفت کو چوہے اور چیونٹی کی شکل میں ، غرور کی صفت اسکو چیتے کی شکل میں ، طمع و شہوت سور کی شکل میں ، بخیلی سانپ کی شکل میں ، نفسانی خواہشات گدھے وغیرہ حیوانات کی صورت میں دیکھیگا ۔ اگر وہ انکو مارتا ہے خواب میں تو سمجھو وہ ان پر غالب آئیگا ۔ علیٰ ھٰذا القیاس ۔

اگر سالک چشمہ ، سبزہ زار ۔ باغ و راغ ، آسمان صاف شکل میں دیکھے تو یہ دل کی صورت پر دال ہے ۔ آسمان طے کرنا ۔

ہوا میں اڑنا وغیرہ روحانی مقامات کی طرف اشارہ کرتا ہے اگر فرشتے رجال الغیب، ستارے، عرش و کرسی کا مشاہدہ کرے تو سلوک میں یہ ملکی صفات ہیں وغیرہ۔ یہ واقعات دیکھ کر سالک بہت خوشی طمانیت محسوس کرتا ہے۔

ہاں سالک کو جب تک حقیقی نیستی حاصل نہ ہو وہ اصل مطلب تک نہیں پہنچ سکتا۔

اندران خلوت ز یمن ہمت و ارشاد او
ہر یکی را واردات و واقعات اکسیر شد است

(ترجمہ) خلوت میں سالکوں کو پیر کاملؒ کی امداد اور ارشاد کی برکت سے واردات و واقعات حل ہو جایا کرتے تھے۔

رسالۂ قشیریہ میں درج ہے کہ وارد قلبی پسندیدہ خطرات میں سے دل پر وارد ہوتا ہے۔ کچھ واردات کا تعلق عمل سے نہیں ہوتا۔ دراصل وارد قلبی دو قسم کا ہے ایک جو اللہ کی طرف سے آئے اور دوسرا علم کی جانب سے ہو کبھی خوشی کی واردات، کبھی غم کی واردات، کبھی خوف یا رزق کی بستگی کی واردات وغیرہ وغیرہ۔

اب واقعات غیبی بصورت خواب کے بارے میں مرصاد العباد کی عبارت کا مفہوم ملاحظہ فرمائیں۔

آنحضرتؐ کا فرمان ہے کہ نیک خواب نبوت کے چھیالیس جزوں میں سے ایک ہے۔ جیسے حضرت یوسفؑ نے اپنا خواب حضرت یعقوبؑ سے بیان کیا کہ میں نے سورج، چاند اور گیارہ ستاروں کو سجدہ کرتے دیکھا۔

یہ جاننا ضروری ہے کہ جب سالک مجاہدات و ریاضات سے اپنے نفس اور دل کو صاف کرنے لگ جاتا ہے۔ تو اسکو عالم شہود اور عالم ملکوت (عالم غیب) پر عبور حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ صورت حالات کے موافق کبھی نیک خواب کی صورت میں یا کبھی مکاشفہ کی شکل میں ظاہر ہو جاتی ہے۔

کبھی سالک پر بے خودی کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ اور روح بشری تقاضوں کو پار کرتی ہے یہ واقعہ پورا ربانی ہوتا ہے۔ کبھی روح نور الٰہی سے مدد حاصل کرتی ہے یعنی المؤمن ینظر بنور اللہ۔

خواب میں حواس ظاہری بالکل بیکار ہوتے ہیں۔ اکثر پریشان خواب دیکھے جاتے ہیں جو کسی سے نہیں کہنے چاہیں نہ انکی کوئی تعبیر ہے۔ ہاں نیک خواب دیکھنا اور بات ہے۔ انکو رویائے صالحہ کہتے ہیں۔ جیکے بارے میں آنحضورؐ نے فرمایا کہ ایسا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے

سارے انبیاء کی وحی خواب میں آتی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں وحی آئی کہ بیٹے کو قربان کر دو۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں۔

نیک خواب کی تین قسمیں ہیں (۱) جو صاف ہو عیاں صورت میں جسکی تعبیر کی ضرورت نہ پڑے (۲) وہ خواب جس میں تاویل کی ضرورت پڑتی ہے جیسے حضرت یوسفؑ کے خواب کی (۳) وہ خواب جو تعبیر کا محتاج ہے

یعنی عزیزوں کا خواب یا وہ خواب جو قید خانے میں حضرت یوسفؑ کے ساتھیوں نے دیکھے۔ کافر کے خواب میں نبوت کا جز نہیں۔ اسکا خواب بغیر تائید الٰہی ہوتا ہے۔

حقیقی خوابوں کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) رویائے صادقہ جو مومن، ولی یا نبی دیکھے اور صحیح طور بیان کرے اس میں نور الٰہی کی تائید ہے۔

(۲) رویائے صادق وہ خواب جسکی صحیح تعبیر کی جائے اس میں روح کی تائید ہوتی ہے۔ ایسے خواب کافر مومن یکساں دیکھتے ہیں۔

مکاشفہ وارد، یا واقعہ بھی ایک خواب ہے جو عیسائی، راہب فلسفی یا برہمن ریاضت کی کثرت نفس کی پاکیزگی۔ دل کی صفائی اور روح کی تربیت کی بنا پر دیکھتے ہیں۔ یہانتک انکو غیب کے کچھ اور بھی معلوم ہوتا ہے۔ یہ واقعہ نیند اور پوری جاگ کے درمیان ظاہر ہو جاتا ہے روحانیت کے غلبہ اور نفس کُشی کی وجہ سے دنیا کے کچھ کاموں سے واقف ہو جاتے ہیں۔ روح پر کچھ انوار کھل جاتے ہیں لیکن ایسے واقعات سے انکو اللہ کی بارگاہ میں قرب اور قبولیت حاصل نہیں ہوتی۔ نہ انکی نجات کا سبب بن سکتے ہیں۔ یہ شہرت کماتے ہیں۔ یہ استدراج ہے یعنی کافر کا خرق عادت۔ وہ غرور کیوجہ سے نچلے درجہ میں گر جاتے ہیں۔

موحد اور مشرک کے واقعہ میں یہ فرق ہے کہ مشرک شرک کے پردوں میں پھنسا رہتا ہے۔ خدا کے احدیت کی صفات سے ناواقف رہتا ہے۔

روضۃ الاحباب میں ایک واقعہ درج ہوا ہے جو دلچسپی سے خالی نہیں آپ بھی ملاحظہ کیجئے۔

جناب رسالتمآبؐ کی ازواج مطہرات میں سے ایک اُم المومنینؓ پہلے ایک کافر کے عقد میں تھی۔ ایک رات بے غسل تھی۔ خواب میں دیکھا سورج نے آسمان سے اتر کر اس صاحبہ کو گلے لگایا۔ وہ بہت خوش ہوئیں۔ شوہر کو جگایا اور خواب سے آگاہ کیا۔ اسنے تعبیر خواب کی کتاب نکالکر دیکھا تو غصے ہو کر اپنی بیوی کے تھپڑ مار کر کہنے لگا کہ تم حضرت پیغمبر آخر الزماںؐ کے نکاح آؤ گی پھر وہ کافر مر گیا حضور پاکؐ نے اسکے ساتھ نکاح کیا۔ آپ نے اسکے چہرے کو غور سے دیکھکر فرمایا کہ چہرہ کیوں نیلا اور سبز ہے۔ انہوں نے سارا واقعہ سنایا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی کے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا کہ انکی گود میں سورج آیا۔

اس سے معلوم ہوا ہے کہ کافر اور مومن کے خواب میں کوئی فرق نہیں۔

مصر کا بادشاہ اور اسکے امراء سب کافر تھے خواب دیکھکر مسلمان ہو گئے۔ سبع ہے سہ رہ من و تو رفتہ خدا ماندہ (جب انسان کی انانیت (۴۶۵) ختم ہوئی تو باقی رہے اللہ۔ منصور نے اسی لئے انا الحق کہا۔

زود از تلقین او محظوظ شیرینی ذکر
خدمت خواجہ حسن قاری بلد بیمر شد است

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ خواجہ حسن قاری ساکن امیرخانیار سرینگر کو جب پیر برحقؒ نے ذکر کی تلقین کی۔ تو اسکی شیرینی سے آپکا منہ میٹھا ہو گیا۔
خواجہ موصوف قاری قرآن تھے آپ نے اسمیں سند حاصل کی تھی۔ ایک بڑی جماعت آپ کے شاگردوں میں شامل تھی۔
آپ نے حضرت شیخ جنیدیؒ کے فرمان پر عمل کیا۔ جو یوں ہے۔
"اقطع القارئین وصل الصوفیین"
قاریوں سے قطع تعلق کر کے صوفیوں کے ساتھ ملو۔ وہ اللہ کے ساتھ مشغول ہیں۔ جلدی خلوص کے ساتھ پیر کاملؒ کے مرید ہو گئے آپ نے ذکر چار ضرب سے صبر و سکون قلب حاصل کیا۔ فرماتے کہ مجھے منہ میں مٹھاس کی لذت آجاتی تھی۔
پیر کاملؒ سنکر بہت خوش ہوئے۔ ذکر کی حلاوت وظائف تلاوت سے زیادہ لذیز پایا کر اسپر کاربند رہے۔
؎ ذوقے است دریں بادہ کہ مستان دانند
حضرت خاکیؒ کا کلام ملاحظہ کیجئے۔

اے بلبل جان مست ز یادتو مرا — وے پائیہ غم پست ز یادتو مرا
لذات جہاں راہمہ دریائے نگند — ذوقے کہ دہد دست ز یادتو مرا

(اے میرے محبوب! میری جان کا بلبل تمہاری یاد میں مست ہے تمہاری یاد سے غم میرے کافور ہو جاتے ہیں۔ جو لذت تمہاری یاد سے مجھے حاصل ہے۔ وہ تمام دنیاوی لذتوں کو پامال کرتی ہے۔
(نوٹ) میں فقیر الحقیر مرتب ذلیل محمد خلیل عفا اللہ اپنی زندگی کے

آخری لمحات گن رہا ہوں تقریباً ۵۰ سال سے نعت گوئی میرا محبوب مشغلہ رہا ہے
متذکرہ بالا رباعی کے مصداق بیچ جانئے میں اُسی محبوب کے سہارے زندہ ہوں
اور حضور سید الکونین کی یاد ہی میرا عزیز تر سرمایہ ہے غم و آلام میں جب اپنے آپ
کو گھرا ہوا پاتا ہوں۔ یہی محبوب مشغلہ جو تمام ایسی مصائب و مشکلات میں میرا
حامی و ناصر بنتا ہے۔ اور اسی کے سہارے جیتا ہوں دوران ترجمہ یہاں یہ چند کلمات
اسلئے لکھے کہ بندہ ناچیز حضرت جامیؒ کے اس کلام بلاغت نظام کے عین مصداق
اپنے آپ کو پاتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس عاشق رسول صلعم نے میرے
قلبی جذبات کی صحیح ترجمانی فرمائی ہے ؎

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت

یہ چند سطور بطور سند تحریر کئے! والسلام

؎ بدعا یاد کن جو بر خوانی۔

یقین کیجیے کہ من بزور نعت گوئی زندہ ام الحمدللہ امابعد
یہ ایسا مقام ہے جسکی تمنا ذاکر اور مرید دونوں کو ہے۔ جناب پیر کاملؒ
فرماتے تھے کہ اللہ کی مہربانی سے اس مقام پر میں نے کلام اللہ اور وظیفہ
چھوڑ دیے۔ مرشد کی امداد اور ثابت قدمی سے میں آگے چلتا رہا۔
شمائل الاتقیا میں درج ہے کہ ذاکر کو اس منزل میں منہ میں لذت
پیدا ہوتی ہے جو مرتے دم تک رہتی ہے۔ یہ اسکی غذا بن جاتی ہے۔ آگے چلکر
ایک ولی اللہ کے دیدار میں فنا ہو جاتا ہے۔

غنچہ دل ہر کہ پہلوی دلش این خواجہ نشست
ماند وزد دآن از دمش بشگفت و از سر شاخ رست

(ترجمہ) جو کوئی اس خواجہ صفت بزرگ کی صحبت میں بیٹھ گیا۔ اس کے دل کی کلی کھل گئی، اور ترو تازہ شگوفوں سے لدگئی۔

یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب حضرت حسن قاریؒ کو ذکر سے لذت ملی اور پیر کاملؒ نے دیکھ لیا اسکے دل پر نظر ڈالکر کہ اسکے عمل کا درخت شگوفوں میں ہے۔ تو فرمایا کہ یہ کچے شگوفے ہیں۔ انکا کھلنا اور روشن ہونا باقی ہے تو خاکی نے یہ حال سنکر اسکو مندرجہ بالا شعر کے سانچے میں ڈھالا۔ دل کی کیفیت اور اسکا حال منظوم کیا گیا ہے جسکا خلاصہ درج ذیل ہے۔ دل پردہ ہے اس غفلت کے پردے سے نکل جاؤ۔ دل طوطے کا پنجرہ ہے طوطے اور پنجرے میں فرق نہ کرنے والا انسان نہیں۔ دل خیمہ ہے اور بادشاہ اندر ہے۔ دل کی کلی کھلنے پر کائنات کو اسکے اندر دیکھو گے۔ جو اسمیں ایسے گم ہے جیسے پانی کا قطرہ سمندر میں! آسمان دل کے باغ کی کلی ہے۔ کرۂ نار اسکا ایک گلاب ہے زمین اسکے راستے کی گرد ہے سات سمندر ایک سیپی ہیں، تو آسمان اسکے دروازے کی دہلیز ہیں۔ ہر جاندار کی زندگی اور قدر و قیمت اسی سے ہے۔ زندہ دل کو عقل کے ماتحت مت رکھو۔ زندہ دل کی تلاش کرو۔ دل اپنی ہستی مٹاکر زندہ ہوتا ہے۔ علم و فن کے پیداوار کو جلا ڈالو۔ نیستی کا مقام حاصل کرکے اطمینان ملیگا علم سے یہ نہیں مل سکتا۔

عین القضات ہمدانی علوم ظاہری میں ماہر اور کامل تھے۔ بال کی
کھال اتارنا انکا مشغلہ تھا۔ علوم کا سمندر معلوم ہوتا تھا۔ مگر اسکے باوجود
تشنہ کام تھا۔ آخر حضرت امام احمد غزالیؒ کی بیعت حاصل کرکے راز دار
بن گیا۔ انکی صحبت میں صرف بیس دن رہنے کے بعد اہل بصیرت میں شامل
ہوگئے۔ پنجرے سے اسکی روح کا پرندہ آزاد ہوا اور اسکے دل کی آنکھیں کھل
گئیں۔ ہر چیز میں خدا کا مشاہدہ کیا۔ خدا سے کائنات بھری دیکھی ایک
واجب الوجود کو ممکن الوجود یعنی مخلوق کا نقاب ڈالے دیکھا ہر طرف
اللہ کا نور۔ خود کو اسی نور میں فنا کر دیا۔ گویا قطرہ سمندر میں
شامل ہوگیا۔

بعض مریدوں کو اس ذکر چار ضرب کی برکت سے مشکل آسان ہوگئی
کبھی ذکر میں مشغول رہ کر انکا دہن میٹھا اور پُر ز شکر معلوم پڑتا تھا۔

شکر کاین بیچارہ ناظم ہم بخلوت از زبانش
از حصولِ بوی ذکر و اُنس مُستبشر شد است

حضرت خاکیؒ اپنی قسمت پر نازاں ہیں اور بار دیگر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب اپنے مُرشد کاملؒ کی زبان مبارک سے یہ بشارت سنی کہ اے خاکیؒ تم کو ذکر کی حقیقت اور اصلی لذّت حاصل ہو گئی ہے۔

میرے مرشد پاک نے اپنے خلفاء سے اسیات کی اجازت دی تھی کہ وہ اپنے حالات و واردات خاکی کو سناتے رہیں۔ حالانکہ سالک کا خاصہ ہے کہ وہ اپنے راز مخفی رکھے۔

اسطرح میں نے خاص مریدوں سے بشمول خواجہ حسن قاریؒ یہ سنا تھا کہ ذکر کرنے سے حلق شیریں ہو جاتا ہے۔ اور دیگر فیوض کے بارے میں بھی مطلع ہو چکا تھا۔ اوپر والے شعر میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔

اس سلسلہ میں کبروی سلسلہ کے مولانا نورالدین جعفرؒ بدخشی خلیفہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس سرہ کے ایک واقعہ کا ذکر کرنا مناسب ہوگا خلاصۃ المناقب میں مولانا جعفر رقمطراز ہیں کہ میں جناب امیرؒ کا فیض یافتہ ہوں۔ آپ نے بعض مریدوں کی تین ماہ تربیت فرمائی ہے میں نے انکی سکونت گاہ اور جسم کے تمام جوڑوں سے ذکر کی آواز سنی ہے۔ اور عطر کی خوشبو سونگھی ہے اور اپنے منہ، دانتوں اور مسوڑوں سے سلوک کا شہد چکھا ہے یہ سب حضرت امیرؒ کے انوار کا اثر ہے اسلئے جناب جعفر فخر محسوس کرتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ کہ تین ماہ کی خلوت نشینی سے یہ فیض حاصل ہوا۔

خود خاکی صاحب یہ واقعہ سنانے کے بعد فرماتے ہیں کہ وہ شخص جسکو

یہ فیضان تھوڑا تھوڑا شغل رکھنے سے تھوڑی مدت میں پیر کاملؒ کی عنایت سے تھوڑا عرصہ میں خلوت میں بیٹھنے سے حاصل ہو گئی اسکو کتنا شکر گذار ہونا چاہیئے۔

مولوی فیروزؒ کو پیر کاملؒ کی خاص تربیت توجہ سے ذکر کا اثر معلوم ہوا اور سعادت مند بن گیا۔

مولوی فیروز ایک نوجوان طالبعلم شرح شمۃ پڑھنے میں معروف تھا اس کو پیر کاملؒ کی مجلس میں آنا جانا ہوا۔ کرامات دیکھکر اسکا عقیدہ پختہ ہوتا گیا اور مرید خاص بننے کی درخواست کی۔ فریقین نے استخارہ کیا اور وہ بعد توبہ بیعت سے مشرف ہوا۔ پیر کاملؒ نے اسکو طریقت کے آداب سکھائے اسنے دیگر ہم جماعتوں سے الگ گوشہ نشینی اختیار کی۔ کچھ مدت کے بعد حاضر خدمت ہوکر عرض کیا کہ افکار و اذکار کا ثمر ملنے لگا۔ میں تنہائی میں وہ نور دیکھتا ہوں جس سے کمرہ روشن ہو جاتا ہے پیر کاملؒ کے ارشاد کے مطابق مولوی موصوف نے حج کیا۔

خلاصۃ المناقب میں درج ہے جو ذکر کے شرائط مدنظر رکھکر ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ تو ابتدا میں بجلی کی چمک ظاہر ہو جاتی ہے جو جلدی

غائب ہوتی ہے اسکو لوائح کہتے ہیں۔ پھر ٹھہرنے والا نور پیدا ہوتا ہے۔ اسکو لوامع کہتے ہیں اسکے بعد بالکل ٹھہرنے والا نور پیدا ہوتا ہے۔ جو کہ روشنی اور قیام کے لحاظ سے زیادہ ہوتا ہے اسکو طوالع کہتے ہیں۔

اثر ذکرش نور فزاید مہ را   درراہ حقیقت آورد گمراہ را

ہر صبح و نماز شام درد جود ساز۔ خوش گفتن لاالہ الا اللہ (ذکر سے چاند کا نور بڑھ جاتا ہے۔ ذکر گمراہ کو حقیقت کی طرف لاتی ہے۔ ہر صبح و شام نماز کے بعد ذکر لاالہ کو اپنا وظیفہ بناؤ۔

کرداد بہرام ریتہ صحبتش تا تیرزود
نفس خبیث شوم را قتال چون تیجہ شد است

علامہ عطا کی بہرام ریتہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس تاجر کو پیر کامل کی صحبت سے جلدی وہ درجہ منزل حاصل ہوا کہ انہوں نے اپنے نفس شوم کو ریز کر لیا ایک قاتل کی طرح

خواجہ بہرام ریتہ تاجر ہونے کے ساتھ ساتھ ظاہر علوم کی کماحقہٗ واقفیت رکھتا تھا۔ لیکن رشتہ داروں میں خورد و نوش کے بارے میں مشہور تھا۔ کچھ مدت ہی میں پیر کامل کی یمن صحبت سے اتنا اثر ہوا کہ صائم الدہر بن گئے تجارت اور جائداد سے دستبردار ہو کر تربیت پاکر گوشہ نشین ہوئے۔ ہمیشہ روزہ دار ہوتے ہوئے ذکر کی ورزش کرتے رہے۔ بعض کرامات کے بھی

مالک ہے۔

یکنظر بر خواجہ عثمان کول از لطفش فتاد
حاصل او زود کشفِ حال بر مقبر شداست

خواجہ عثمان کول پر نظر کرم ہوا۔ ایسا آپ صاحبِ قبر کا حال معلوم کر لیتے تھے
یہ پیر کامل کی فیض کا اثر تھا۔

آں مصدر زادہ خطاط مولانا حسینؒ
یکنظر دید ز لطفش مس او چوں زر شداست

وہ امیر زادہ حضرت مولانا حسین خطاط خوشنویس۔ جب اُس پر پیر کامل
کی نظر کیمیا اثر پڑی تو اسکا مس خام سونا بن گیا۔ بالکل حالت بدل گئی
(کاش اس حقیر پُر تقصیر سراپا خطا کارہ پر بھی ایسی ہی نظر کرم ہو بشمول قارئین
کرام! آمین۔ مترجم)

نیز از وی مفخر السادات سید شمس میر
پر تو نور ولایت شمس وار اظہر شداست

اسی طرح سادات میں نمایاں ہستی سید میر شمس الدینؒ ہمارے پیر کاملؒ کے نورِ ولایت سے فیضیاب ہوئے اور سورج کی طرح درخشندہ ہو گئے۔

سلطان پور کے شیخ سید محمد اہل کشف میں سے تھے۔ آپ نے جب پیر برحقؒ کی روحانی عظمت اور بلند مرتبہ کو دیکھا تو آپ کی تعریف میں سرگرم رہا

کردہ چون زاتباعِ او تاثیر ارشادش ظہور
پس ولایت بودن متعدیش اشہر شد است

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر کاملؒ کی تربیت کی تاثیر مریدوں میں اسقدر نمایاں ہو گئی کہ وہ بھی ملجان ارشاد بن گئے۔ یہ صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ آپ کی ولایت سے فیضان جاری رہتا ہے اللہ ہمیں بھی نصیب کرے۔ آمین

کار شد عکس و ادب برخاست زان با دخطِ چند
پیر رد بین از مرید کور دل منزجر شد است

(ترجمہ) وقت ایسا آن پڑا ہے کہ لوگ بے ادب ہوگئے ہیں کہ انکے دلوں میں مشائخین کرام کیلئے عزت و احترام نہیں رہا۔ ان دل کے اندھوں اور بے بصیرت مریدوں کے لئے پیران طریقت کو زہر و توہین کا سامنا کرنا پڑتا ہے

ہر دل کی بیماری کا علاج پیر برحق کے پاس ہے ایسے کامل معالج کے پاس ہر درد کی دوا موجود ہے۔

یہاں خواجہ عثمان کول کی مثال کا اعادہ کرنا مناسب ہوگا اسکو خواب میں پیر کاملؒ نے تنبیہ کی کہ وہ کیوں توبہ نہیں کرتا۔ چنانچہ حاضر ہوکر بیعت ہوا۔ پیر برحقؒ کی عنایت سے کشف قبور کی صفت سے متصف تھا حج بھی ادا کیا۔

یہاں مثنوی شریف سے اقتباس پیش کرنا موزوں ہوگا پیر رومیؒ فرماتے ہیں۔

آں حکیمان الٰہی در جہاں   چوں تار انداز تو احوال نہاں

جب ظاہری ڈاکٹر کچھ کتابیں پڑھنے اور عملی تجربہ حاصل کرنے کے بعد تمہارا جسمانی علاج کرسکتا ہے تو خدائی حکیم یعنی ولی کامل کیوں نہ تمہاری جسمانی اور روحانی کل بیماریاں دور کرسکتا ہے وہ تمہارے سارے ظاہری اور پوشیدہ

یا مجھے اسکی طرف رجوع کر۔ کیونکہ ۔ لوح محفوظ ہست پیش
اولیاء۔ از چہ محفوظ است محفوظ از خطا لوح اسکی نظروں میں ہے
تمہارے بارے میں اول سے آخر تک احوال سے واقف ہے اور اگر چاہے تو تمہاری
تقدیر بدلوا سکتا ہے وغیرہ (مترجم)

کسی ولی کی ولایت متعدی ہوتی ہے یعنی جاری وساری کوئی یا مجرد
ہو کر فیض نہیں پہنچا سکتا۔ یعنی وہ کسی کو ولی نہیں بنا سکتا۔ انکا درجہ ولایت غیر
متعدی ہوتا ہے۔

شکر کا مقام ہے کہ ہمارے پیر برحقؒ کا درجہ ولایت متعدی ہے
چنانچہ آپ کے نظر کرم سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں کامل ولی بن گئے۔ کسی خلیفہ یا
مرید کی کرامت دراصل اسکے مرشد کے کامل ہونے پر دلالت کرتی ہے

مقامات خواجہ بہاؤ الدینؒ میں درج ہے کہ آنحضورؐ کے زمانے میں اگر
کوئی ولی کرامت کرتے تو یہ حضورؐ کی ہی عنایت کا نتیجہ ہوتا۔ اسیطرح ولئے کامل
جو بھی کرامت کرتا ہے وہ تو حضور پاکؐ کا صدقہ ہے۔ اسلئے جو کرامات مرشد
سے انکار کرتا ہے۔ وہ حضورؐ سے انکاری ہے (معاذاللہ) ایسا انکار کرنا
باعث گمراہی ہے۔

اگر کوئی کہے خدا کی راہ پر چلنے کے لئے مرشد محقق کی ضرورت نہیں وہ
غلطی پر ہے۔ جسمانی نشوونما اور حفاظت کی خاطر جسطرح ایک ڈاکٹر کی ضرورت
ہے اسیطرح روح کی پالیدگی کے لئے روحانی حکیم سے مشورہ کرنا اور اسکی
ہدایات پر چلنا لازم اور لابدی ہے۔

اسکو خطرہ ہے کہ علم اور عقل پر بھروسہ کر کے وہ نفس کی فریب بازی
اور غرور میں نہ پھنس جائے اور شیطان اسکو دھوکہ دے۔
بعض کہتے ہیں کہ قرآن اور علم شریعت کافی ہے مگر ایسا نہیں ہے اگر
آپ نے حقیقت اور معرفت کی پہچان کرنی ہے تو رہبر ضرور چاہیئے۔ اسمیں
شک نہیں حضور پاکؐ رہبر بن کر تشریف لائے اللہ کے وحی و الہام نے انہیں مدد
دی۔ جسطرح ایک حکیم کو تھیوری (Theory) پڑھنے کے بعد عملی میدان
میں ادوائیات بناتے انکی تاثیر وغیرہ جانچنے کا عملی طور پر سبق حاصل
نہ ہوا وہ حکیم یا ڈاکٹر نہ بنا۔ کیا کوئی شخص صرف ڈاکٹری کتابیں پڑھکر ہی
ڈاکٹری کرسکتا ہے۔ نہیں اسکو In ternship بھی کرنا لازمی ہے ہم اگر
نسخہ جات دیکھکر خود (chemists) بنیں اور علاج کرنا شروع کریں
تو نیم حکیم خطرۂ جان پر عمل پیرا ہونگے۔
ونتنزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمومنين ! ہم قرآن
سے شفاء اور مومنوں کے لئے رحمت نازل کرتے ہیں۔ سے مراد یہ ہے کہ
قرآن کریم ایک دواخانہ ہے ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب المبین یعنی کوئی خشک
تر نہیں جو اس کتاب میں نہیں ہے۔ بتاتا ہے کہ اس میں جو چیز چاہو مل سکتی ہے
حضور پاکؐ ایک مکمل ماہر دینی و روحانی طبیب ہیں حضرت علیؓ سے
فرمایا۔ مرشد کی تلاش کرو جو اپنے سے بلند پایہ ہو۔ مترجم۔ ہمیں فرمایا
میرے اصحاب ستاروں کے مانند ہیں۔ جس کسی کی پیروی کروگے
ہدایت پاؤگے۔
فرمان ہے کہ بیماری کا علاج کرو۔ جسنے بیماری نازل کی اسنے

اسکی دوا بھی پیچیدہ ہے۔ اور اسکے معالج بھی۔

طفل راہ آمد مقلد کم رسد یاری ازو !!
در ہزیمت افتد آں لشکر کہ طفلش سر شد است

(ترجمہ) جو پیر محقق نہ ہو بلکہ پیر مقلد وہ راہ سلوک میں ایک بچے کی مانند ہے۔ کیونکہ جس فوج کا سرلشکر بچہ ہو اسکی شکست یقینی ہے۔ خود آنکس کہ گم است کرا رہبری کند اور بقول علامہ اقبال سے اس معرکے کا انجام معلوم جس معرکے کا مُلّا ہو غازی۔۔۔ (مترجم)

جو بچے کی طرح خود ناواقف ہو وہ بھلا اپنے سے بڑے یا بالغ کی کیا رہبری کر سکتا ہے۔ علامہ تھاکی پیر محقق کو ہی صحیح رہبر و مرشد گردانتے ہیں بقول پیر رومیؒ ایک مقلد طفل ابجد خوان غول بیابان بنکر اوروں کو بھی بھٹکا تا رہیگا۔ بھلا وہ اوروں کو کیا چاند دکھائیگا۔ جسنے خواب میں بھی اسکا پرتو نہ پایا ہوگا۔

راہ ننمایند اہلِ حق بہ رہ جوئی بصدق !!
کردن اعلام مریدان پیش شان منکر شد است

طالبان صادق الاعتقاد کو مرشد کامل تربیت کر کے سیدھا راستہ دکھاتے ہیں۔ لیکن مریدوں کو جمع کر کے انکو رہبری جتانا اور اسباب کا اعلان کرنا اور نمود و نمائش انکے سامنے بڑی بات ہے۔

طالب کو پرکھنا اور خلوص و عقیدت کا جانچ کرنا اور اسکے استعداد کے مطابق اسکو تعلیم و تلقین کرنا جائز ہے۔ باقی ایسے شخص کو نہ اپنائے جسمیں خلوص و عقیدت کی کمی ہو یا بذریعہ استخارہ قابل نہ سمجھا جائے اس سلسلے میں یہ واقعہ پیش کرنا موزوں ہوگا۔ چنانچہ مشہور ہے جب حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی خدمت میں دو اصحاب ارادت کی غرض سے حاضر ہوئے۔ ایک حضرت بہاؤ الدین ذکریائے ملتانیؒ دوسرے شیخ فرید الدین شکر گنجؒ مگر آپ نے اول الذکر کو مریدی میں قبول فرمایا اور خلافت عطا کی اور حضرت گنج شکرؒ سے فرمایا کہ دہلی میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی خدمت میں جاؤ اور بشارت دی کہ آپ کے نصیب میں انکی خلافت ہے۔ حضرت مخدوم بہاؤ الدین ذکریای ملتانیؓ کے حوالے سے (راقم الحروف

مترجم) عرض پرداز ہے کہ ہمارے قبلہ و کعبہ حضرت سلطان العارفین رفض کا قلع قمع کرنے کے بعد محسوس فرمایا کہ کشمیری سلمان جو عموماً (convert) ہونیکی وجہ سے قرآن شریف کی صحیح قرأت سے نابلد ہیں۔ انکی اصلاح کیلئے کسی صاحب کمال قاری کو ملتان شریف یا مدینہ پاک سے یہاں لایا جائے۔ آپنے علامہ خاکیؒ کو اس کام پر مامور فرمایا۔ جنہوں نے حضرت مخدوم موصوف کے خاندان کے ایک فرد یکتا جناب حاجی الحرمین مخدوم احمد قادری قریشیؒ کو یہاں لایا۔ یہی یہاں کے ہمارے جد اعلیٰ ہیں۔ آپکا مرقد مبارک زینہ کدل کے قریب متصل بتھم مسجد برلب دریائے جہلم موجود ہے۔

اسہی کی ایک شاخ لعل بازار آئی ہے جن کے جدامجد مخدوم فرید الدین قریشی ہیں (جو انکی اولاد سے) اور ہماری چودہ پیڑیاں لعل بازار میں سکونت پذیر ہیں۔ جسکا ثبوت ہماری پیر مریدی۔ صاحب زمین وجائیداد و مقبرہ و مسجد فریدیہ وغیرہ ہیں۔ اسکی تفصیل تواریخی کتب میں درج ہے۔

مرشد کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے۔ اہل اللہ کے نزدیک امر بالمعروف کی ترغیب دینا اور نہی عن المنکر سے باز رکھنا کتنا ضروری ہے اور شرعی جوازیت کیا ہے۔ تو اس ضمن میں عرض ہے کہ قرآن کریم میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کا واقعہ اسکا بین ثبوت ہے حضرت موسیٰؑ نے کیا کہا کیا میں اس شرط پر آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ آپ مجھے اس مفید علم سے کچھ سکھائیں (مفہوماً) حضرت خضرؑ نے اس شرط کے ماننے میں تاخیر کی اور جواب دیا۔ انک لن تستطیع معی صبرا (بے شک آپ میرے ساتھ رہ کر ان باتوں پر صبر نہیں کر سکینگے جو مجھ سے سرزد ہوں (سبحان اللہ! یہ بھی حضرت موسیٰؑ کے بارے میں غیبی خبر ہے جو حضرت خضر سنا رہے ہیں۔ مترجم)

دوسری بات ارشاد المریدین میں یوں درج ہے کہ حدیث صحیح کے مطابق حضرت امیر المومنین کا دل جب علم کی روشنی سے منور ہوا، تو ان میں خداطلبی کی ہوس پیدا ہوئی۔ ایکدن حضور پاکؐ کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ یارسول اللہؐ علمنی علماً یوصلنی الی الرب۔ یارسول اللہؐ مجھے ایسا علم سکھا دیجئے جو مجھے اللہ تک پہنچا دے۔ خدایا ایمان لایا مگر اب دیدار کرا کے حقیقت دکھائیے۔

حضور پاکؐ بہت خوش ہوئے فرمایا مدت سے میری خواہش تھی کہ
آپ کو یہ علم سکھا دوں مگر اس کے لئے ذاتی خواہش کا ہونا ضروری تھا۔ اس
کے بعد شاہ ولایتؒ کو قبلہ رُخ بٹھا کر لا الٰہ الا اللہ کی تلقین و تعلیم کی۔
یہی تعلیم سلسلہ اور سینہ بسینہ آج تک جاری ہے ۔ اس سلسلہ میں میرا مضمون
بعنوان " معراج اور شاہ ولایت" شائع شدہ در" التبلیغ " ماہ اپریل
۱۹۹۰ء ملاحظہ کریں۔ مترجم۔
مقامات حضرت بہاؤالدین نقشبندؒ میں مذکور ہے کہ انہوں نے فرمایا
تمام مخلوقات سے گذر کر اپنی رسائی نہ رسائی سے باز آئے اور تمام آفتوں
سے نجات پا گئے، اور تم نے سمجھ لیا کہ سلوک اور راہ خدا میں سوائی تمہارے وجود کے
کوئی بلا نہیں ہے پیر مریدی کا لالچ کرنا خطرناک ہے اور یہ خواہش سم قاتل سے کم نہیں۔
درج رہے کہ وہ پیر جسکے دل میں لوگوں کو مرید بنانے کی خواہش
ہو طریقت والوں کے مذہب کے مطابق مردود ہے۔
اگر کوئی مریدوں کے خلوص وعقیدت کو پرکھانے کے بغیر لالچی بنا تو
طریقت کی رُو سے بزرگان دین کی مخالفت کرنے کے مُرادف ہوگا۔
اسے لازم ہے کہ توبہ اور استغفار کرے اور حضورؐ کی پیروی کا
راستہ اختیار کرے۔ ورنہ بردے نص قرآن وہ سچا نہیں ہے۔ اور وہ
جو اپنی عبادتوں کی آرائش کرتے ہیں۔ اور وہ باتیں بیان کرتے ہیں جکا
نکے دل پر کوئی اثر نہیں۔ یہ لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ ایسے لوگ گنہگار
ہیں۔ جو اللہ پر جھوٹا باندھے وہ ظالم ہے۔ وغیرہ۔

اہلِ حق اند حق پیرِ مقلد گفتہ اند
گمرہ و گم کن چو دجالِ بد اعور شدہ است

اللہ کے محبوب بندوں نے مقلد پیر کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ خود گمراہ ہے۔ وہ کانے دجال اور مکار کی طرح لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔

ارشاد المریدین میں ہے کہ طالب مرشد کے بارے میں احتیاط اور ہوشیاری سے کام لے اور ظاہری مرشد نما لوگوں سے دھوکا نہ کھائے۔ کیونکہ صورت انسان ایسا ہا ہوتے میں لو ہر ایک سے بیعت لینا ٹھیک نہیں ہے پس بہر دستے نباید داد دست۔

جو شریعت کے احکام میں خلل ڈالتے ہیں اور طریقت میں اسکو بڑا گناہ نہیں سمجھتے اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کو پھنساتے ہیں۔ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ لوگوں کو اپنے گرد جمع کر کے خوش ہوتے اور فخر کرتے ہیں۔ غیر سزاوار لوگوں کی بلندی جتاتے ہیں اور خدا کے دین میں سستی سے کام لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے پرہیز کرنا لازمی ہے

شیخ تو اذن شفاعت از خدا حاصل نکرد
کز مریدان را دید دست از ہوا منتشر شدہ است

جس مرشد نے خدا سے شفاعت کی اجازت حاصل نہ کی۔ اور لوگوں سے یونہی بیعت لیتا رہا وہ نفس کا غلام ہے۔ وہ دھوکہ میں پڑا ہے۔ مرشد بیعت کے وقت اللہ سے مرید کے گناہوں کی معافی کا طلبگار ہوتا ہے تو ایک قسم کا شفاعت کنندہ ہے۔ قرآن مجید کی اس آیت کے بموجب کہ فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول (اے محمدؐ اگر ان سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے۔ اپنے نفس پر ظلم کیا ہے تو آپ کے پاس آتے اور استغفار کرتے آپؐ پھر انکی سفارش کرتے تو خدا انکو معاف کرتا اور فبایعھن واستغفر لھن اللہ (سورہ اللہ سے معافی مانگتا ہے۔ اور رسول اللہؐ بھی اسکے لیے معافی چاہتے ہیں) پس ان عورتوں سے بیعت لیجئے اور انکے لیے مغفرت طلب کیجئے۔ اسے بھی یہی اخذ ہوتا ہے۔ کہ اگر کسی شیخ کو اس فرمان پر کہ ما من شفیع الا من بعد اذنہ (کوئی شفاعت کرنے والا نہیں خدا کے اذن پانے کے بغیر) نظر نہ ہو اور یونہی مرید بناتا رہے اور شفاعت کا دعوی کرے تو وہ خود دھوکہ میں پڑ کر مریدوں کو بھی گمراہ کرتا ہے اور یہ اذن ایک مرشد کامل ہی جو فنا فی اللہ ہو یعنی الہام یا مکاشفہ کے ذریعہ یا خواب میں یا کامل استخارہ کی بنا پر حاصل کرکے اپنا حلقہ مریداں قائم کرسکتا ہے وغیرہ۔

متنکف در خانقہ بودہ قریب بیست سال

معشر العشرین بحیث قرب حق اخترشد است

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر برحق قریباً بیس سال خانقاہ شمسی چک میں معتکف رہے۔ اور ان بیس سال میں ریاضت شاقہ میں مصروف رہ کر اللہ پاک کے قرب سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

تفسیر کاشفی میں مذکور ہے کہ اعتکاف میں سانس کی حفاظت اور اوامر والٰہی پر کاربند رہنا لازم ہے۔ شیخ ابوبکر واسطی نے فرمایا ہے کہ بس نفس اور اعضاء کی حفاظت وغیرہ لازمی امر ہے۔

سمندر کے اندر جاکر ایک بزرگ نے کہا کہ مجھے یہاں ایسی جگہ دکھاؤ جو پاک ہو تاکہ وہاں نماز پڑھوں۔ جواب ملا اپنے دل کو غیر اللہ سے پاک کر کے جہاں چاہو نماز پڑھو۔

درج ہے کہ خانقاہ شمسی چک حضرت مولانا اسماعیل کے شاگردوں کیلئے بنایا گیا تھا۔

ہمارے مرشد کامل کو جب اشارہ غیبی ملا اور اطمینان قلب حاصل ہوا کہ اب لوگوں کے اختلاط سے آپکو کچھ خلل نہ ہوگا۔ بلکہ اب عقیدتمندوں کو ہدایت کی ضرورت ہے آپ خانقاہ ہذا سے باہر آئے۔

عوارف المعارف میں شیخ الشیوخ فرماتے ہیں کہ ایسی عبادت گاہوں کو رباط کہتے ہیں۔ ان اہل رباط کو اصحاب صفہؓ سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

رباط کی فضیلت بہت بڑی ہے کیونکہ یہاں اللہ کی یاد ہوتی ہے حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ کوئی زمین ایسی نہیں جو ایک دوسرے کو نہ پکارتی ہو کہ کیا تمہارے پاس نماز پڑھی گئی۔ ایسے مقام کو بہت فضیلت حاصل ہے۔ وہ ٹکڑا زمین کا جس پر نماز پڑھی گئی ہو خدا کے سامنے

شہادت دیگا۔ اور نمازی پر روئیگا جب وہ مر جائیگا۔ چونکہ اللہ کے حکم سے ساری زمین مسجد ہے۔ حضور پاکؐ کے لئے۔ اسلئے ساری زمین مقدس ہے جس زمین یا مکان میں پیر برحقؒ نے عبادت کی ہو۔ وہ جگہ مسجد کا حکم رکھتی ہے۔ مسجدوں میں اعتکاف کرنے سے شہرت اور خود بینی کی آفت کا خوف نہیں رہتا۔

این زمان بر وحدت و تفویض از خی بر قضا
ہمنشین با نیک و بد لیک از ہمہ تجتر شد است

علامہ جامیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر محقق کو تنہائی پسند ہے لیکن اللہ کی مشیت پر راضی رہ کر اور متوکل بنکر ہر بُرے بھلے کے ساتھ صحبت رکھتے اور لطف اندوز ہوتے ہیں۔

پیر کاملؒ عارف باللہ ہونے کے ناطے لوگوں کے اعمال کو نظر انداز کرتے ہوئے بعض اوقات انکی صحبت کو جائز گردانتے ہیں۔ تاکہ ہمنشینی سے فائدہ اٹھا سکیں۔ غیر موزوں و نامناسب حضرات سے عبرت بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔

پیر کاملؒ کا در یا صفت ہونا ضروری ہے کیونکہ بحوالہ اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری (میرے دوست میری قبا کے نیچے پوشیدہ ہیں انکو

میرے بغیر کوئی نہیں پہچانتا)

اللہ کا فیض ہر غافل دیندار کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ پاکیزہ لوگ اسی لئے بازاروں میں آتے ہیں تاکہ وہ اس فیض کو بھی حاصل کریں جو کہ لوگوں کو اللہ کی طرف سے پہنچتا ہے۔

حضرت نقشبند مشکلکشاؒ فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام لوگوں کا بوجھ اسلئے اٹھاتے ہیں تاکہ انکی عبادتیں اور کردار بہتر صورت اختیار کریں۔ اللہ کا دستر خوان دشمنوں کیلئے بچھتا ہے۔ ملفوظات خواجہ بزرگ میں ہے کہ دوست کو اسکے عیوب کے ساتھ قبول کرو۔ ورنہ بغیر دوست کے رہ جاؤ گے۔

خواجہ احرارؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بات کچھ لوگوں سے سرزد ہوتی ہے جسکیلئے شریعت میں کوئی سزا نہیں تو اس سے ناخوش اور رنجیدہ نہ ہونا چاہیے۔ درگذر کرنا زیادہ اچھا ہے۔ آپ کے پاس ازبکوں کی ایک جماعت آئی آپ نے انکو خوب کھلایا پلایا۔ کیونکہ شریعت کی نظر چھوڑ کر وہ ربوبیت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

؎ گناہوں پہ بھی سب کو روزی دینا اللہ کی صفت ہے۔

مشہور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ بغیر مہمان کے دستر خوان پر نہیں بیٹھتے تھے۔ لیکن ایک مہمان سے پوچھنے لگے کہ تم کون ہو۔ اسنے کہا میں آتش پرست ہوں۔ کیونکہ کھانے کے وقت اسنے اللہ کا نام نہیں لیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اسکو دھتکارا۔ وہ باہر چلا گیا۔ آواز آئی اے ابراہیمؑ جسکو میں نے نافرمان ہونے کے باوجود ستر سال روزی دیدی تم اسکو ایک وقت کی روٹی نہ دے

سکے۔

ورد شریف میں اجمالاً یہیں تک درج ہے مگر دیگر کتب میں مزید یہ تحریر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ مہمان کو منانے نکلے۔ مہمان نے کہا کہ میں تمہاری روٹی نہیں کھاتا میں اُسی سے مانگوں گا جسنے نافرمانی کے باوجود میرا خیال رکھا اور تمہیں دھتکارا واقعی وہ ھیوالوازقین وھدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ (مترجم)

حضرت معروف کرخیؒ اپنی نرم مزاجی کی وجہ سے اتنے مقبول تھے کہ سب مذاہب کے لوگ اسکو اپنا مانتے تھے۔ آپ نے مرنے سے پہلے وصیت کی کہ جو میرے تابوت کو اٹھا سکے وہ لیجائے۔ چنانچہ صرف مسلمان ہی اسکو اٹھا سکے اور دفن کیا۔

دستور الجمہور میں درج ہے کہ حضرت سری سقطیؒ نے کہا ہے کہ میرے بھائی بایزید بسطامیؒ فرماتے تھے۔ کہ شریعت کو چھوڑ جو حقیقت کی نظر سے دیکھے وہ سب کچھ درگذر کردیتا ہے۔

نقائص وعیوب کو چھوڑ دیتا ہے اور قیامت کے دن انکی شفاعت کرتا ہے۔ (بقول ایک انگریزی مقولہ ۔

"گناہ سے نفرت کرو گنا ہگار سے نہیں" (مترجم)

کیمیائے سعادت میں ہے۔ جان لے کہ اللہ کے حکم پر راضی رہنا سب رتبوں سے بڑھکر مقام ہے۔ یہ عشق کا مقام ہے۔ اور محبت کا کوئی ثمرہ نہیں۔ قضا علم ازل ہے۔

جونما گندم فروش دمر ملامت مشتری
درلباس اغنیا بر فقر خود استر شد است

(ترجمہ) مرشد ظاہری طور اپنے آپ کو حقیر ظاہر کرتا ہے لیکن باطنی طور اپنے مرید صادق کو فیض و رحمت سے مالا مال کرتا ہے۔ اور لوگوں کی ملامت مول لیتا ہے یعنی اپنی ظاہری صورت فقر کو چھپانے کا ایک ذریعہ ہے۔
گویہ محاورہ مکار اور جھوٹے لوگوں کیلئے استعمال ہوتا ہے مگر علامہ جامیؒ نے یہاں اسکو دوسرے پیرائے میں پیش کیا ہے۔ جسکا مطلب یہ ہے یہ محاورہ "فرقہ ملامیتوں" پر چسپاں کیا گیا ہے۔ جو ظاہری طور ظاہر بین لوگوں کے سامنے اپنے لئے نفرت پیدا کرتے ہیں۔ مگر باطنی طور مرید صادق کیلئے فیض دہ ہوتے ہیں۔
کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ شیخ ابو صالح جو اہل ملامت کے سرداروں میں سے تھے ایکدن نیشاپور کی نہر کے کنارے جا رہے تھے۔ اچانک ایک اچکے نوح نامی سے ملاقات ہو گئی۔ جب آپ نے اُسے پوچھا جوانمردی کیا ہوتی ہے اُسنے کہا کہ تم گدڑی اُتارتے ہو تاکہ لوگ تم پر فریفتہ نہ ہو جائیں اور اپنی باطنی حالت کو پوشیدہ رکھتے ہو۔ میں قبا اُتارتا ہوں اور گدڑی پہنتا ہوں اور اسکے معاملات پر عمل کرتا ہوں۔ تاکہ صوفی دکھائی دوں۔ میری جوانمردی شریعت کی نگہبانی اور تمہاری جوانمردی رازوں کی حفاظت!
منہاج العابدین میں ایک واقعہ لکھا ہے۔

وہ یہ کہ فرقد سبخی کمبل پہنتے حسن بصریؒ کے پاس آئے جو استر دار قبا پہنے تھے فرقد حسن بصریؒ کے جُبہ کی تعریف کرنے لگا۔ خواجہ حسنؒ نے فرمایا میرا لباس تو جنتیوں کا ہے اور تمہارا لباس جہنمیوں کا ہے جو کمبل پہنتے ہونگے۔

لوگوں نے پرہیزگاری کپڑوں میں اختیار کی ہے۔ اور غرور سینوں میں ہو تو ظاہری لباس کیا کریگا۔ دل میں خلوص درکار ہے۔ جسکو ظاہری آرائش کا خیال ہو وہ درویش نہیں ہو سکتا۔

کو نیا عشق و ملامت تو امان زائیدہ اند!!
زانکہ حق را بہ کہ عاشق شد ملامت خر شد است

حضرت علامہؒ فرماتے ہیں کہ عشق اور ملامت کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ کیونکہ جو اللہ سے عشق بازی کرتا ہے وہ ملامت خرید لیتا ہے

شیخے از اہل ملامت پہلوان محمود نام!
بودہ داز بہر این معنی بہر تجہر شد است

(ترجمہ) اہل ملامت میں ایک بزرگ مرشد پہلوان تھا جسکا نام محمود تھا طعن و ملامت خریدنے اور لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کرنے کیلئے ہر بدکاری کے اڈے پر موجود رہتے تھے۔

کشف المحجوب میں انکی توصیف میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کی دوستی میں ملامت سے زیادہ خوشگوار کوئی چیز نہیں۔ اہل ملامت کے دل میں کبھی برائی کا خیال آتا ہی نہیں۔ ہمارے شیخ کامل علمدار کشمیری کیا خوب فرما گئے ہیں

لیس اسیم ہیڈم بتہ گیلم
سوئی ڈوتدس کھریم نہ زاہ

(جو مجھ پر پھبتی کسے مذاق اڑائے۔ ٹھٹھا مخول کرکے نقل اتارے میرے دل میں اسکے لئے کوئی کدورت انفرت، ناچاقی پیدا نہ ہوگی) مترجم

اہل ملامت ناشائستہ ، ناز یبا الفاظ سنکر لذت محسوس کرتے ہیں۔ ملامت انکے لئے سکون کا باعث ہے۔ یہ فرقہ امت محمدیہ میں موجود ہے۔

ملامتہ المناقب میں درج ہے کہ اولیاء میں سے سب سے زیادہ فضیلت والے اہل ملامت ہیں۔ شیخ محی الدین عربیؒ انکے کمال کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کو بارہ ہزار روحانی طاقتیں حاصل ہیں۔ اگر ایک طاقت استعمال کریں تو دنیا فنا کردیں۔

یہ اپنے احوال چھپاتے رہتے ہیں (انہیں مستوران حق بھی کہا جاتا ہے مترجم)

حضرت شیخ محی الدین عربیؒ فرماتے ہیں کہ جناب سرور دو عالمؐ اور شیخینؓ انہی میں سے ہیں۔ جسکو پہلے امین وصادق کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ اسکو دعوائے نبوت کے بعد شاعر ، جادوگر ، نجومی ، ساحر وغیرہ کے الفاظ سے مخاطب کرنے لگے۔ یہی حال حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ

کا تحفہ

روایت ہے کہ حضرت پہلوان محمودؒ کبھی کبھی شراب خانے میں آتے یا قحبہ خانہ
میں۔ خدا کی حمد کرتے۔ کبھی عورتوں سے باتیں کرتے۔ گندی باتیں! کبھی خود روتے
انکو رُلاتے۔ اہل ملامت محبوبان خدا ہیں۔ ان میں سے زیادہ فضیلت والا
قطب ہوتا ہے۔ اور سوائے محبوب کے کوئی قطب کے درجہ پر نہیں پہنچتا۔
ہمارے لئے یہ بات باعث فخر ہے، کہ حضرت شیخ بہاؤ الدین گنج بخش رحمۃ
قطب عالم کے جلیل القدر عہدے پر فائز ہو کر اہل ملامت تھے۔ دن
رات گلی کوچوں میں پا برہنہ گھومتے۔ گالیاں کھاتے اور بچے پتھر مارتے
اور جب سید محمد مدنیؒ کے جنازہ کو کندھا دینے سے پہلے اکیلے غسل دینے
لگے تو اس "مرے ہوئے" شخص سے، فرمایا۔ بھیّا خود ہی کروٹ لیلو تاکہ میں پانی
بہا دوں۔ مجھے بچوں نے دن بھر زخمی کر دیا ہے۔ مجھ میں طاقت نہیں کہ آپ کو
اکیلے اٹھا سکوں ... (مترجم)

قرآن شریف کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ کسطرح اللہ تعالیٰ اپنے
محبوب حضرت سرکار دو عالم ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ آپ انکی باتوں سے
تنگ دل نہ ہوں۔ آپ یکسوئی کے ساتھ میری عبادت کرتے رہیئے۔ میں انہیں
سخت عذاب دونگا ....
اشدّ البلاء علی الانبیاء قانون قدرت ہے۔ ان آزمائشوں
سے گذر کر ہی آپ فائز المرام ہونگے اور آپ کے اولیاء کرام بھی!
تذکرۃ الاولیاء میں درج ہے۔ حضرت جنیدؒ کا مذہب سب
سے مشہور رہا ہے۔ بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اور بہت سی باریک

باتوں کو مفصل طور بیان کیا ہے۔ حاسدوں کی دشمنی کا شکار ہوتے آپ نے سری سقطیؒ اپنے ماموں سے تربیت پائی تھی۔ جب سری سقطیؒ سے پوچھا گیا کہ کسی مرید کا درجہ مرشد سے اونچا رہا ہے تو آپ نے فرمایا ہاں. جنیدؒ مجھ سے بالاتر درجے کا مالک ہے!

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر برحق کی عادت شریف یہ تھی کہ کبھی بولتے کبھی خاموش بھی رہتے شب بیدار رہتے اور سوتے بھی تھے۔ روزہ دار رہتے اور روزہ کھولتے بھی تھے۔ مست بھی رہتے اور با ہوش وحواس بھی! گویا آپ کے باطنی حالات پوشیدہ رہتے!

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے مرشد کاملؒ کو نفس مطمئنہ حاصل تھا اور آپ کے سب کام دل کے بادشاہ کے فرمان کے تحت ہوتے تھے یہ درویش نما بادشاہ ہیں اور کمبل پوش سلطان۔ دراصل یہ اپنے وجود کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور لوگوں سے فارغ نہ جہنم کا ڈر اور نہ جنت کی ہوس۔

دستور الجمہور میں ایک واقعہ درج ہے کہ اپنے ایک مرید نے اپنے مرشد شیخ ذوالنون مصریؒ سے خواہش ظاہر کی کہ حضرت سلطان یزیدؒ

کی زیارت کرے آپ نے اجازت دیکر فرمایا۔ میری طرف سے انکو کہدینا کہ کب تک آرام میں سوؤ گے۔ کاروان گذر گیا۔ جب وہ مرید یہ پیغام لیکر حضرت سلطان بایزیدؒ کی خدمت میں پہنچا۔ آپنے فرمایا اُن سے کہ مرد وہ ہے۔ جو کہ ساری رات سوئے اور کاروان کے پہنچنے سے پہلے ہی منزل پر پہنچ جائے۔ ذوالنونؒ مصریؒ یہ سن کر بہت روئے اور کہا کہ اسکو مبارک ہو۔ ہم اس مقام پر نہیں پہنچے ہیں۔

لطف کی بات یہ ہے کہ علامہ خاکیؒ کا اس قصہ کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اس آئینے میں اپنے پیر برحقؒ کا جمال دیکھنے کے متمنی ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ ان اوصاف کا مالک میں نے اپنے مرشد کامل کو پاکر اللہ کا شکر ادا کیا۔ کچھ تو اعمال کے لحاظ سے معلوم ہوا اور کچھ انکے کلام بلاغت نظام سے منکشف ہوا۔ الحمدللہ۔

> ظاہرش خندان ولی لرزان دلش از خوفِ حق
> ہمچو برگِ بید کو لرزندہ اندر صرصر است!

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ گو ہمارے پیر برحق ظاہری طور کبھی ہنس بھی لیتے مگر آپکا دل ہر وقت خوفِ خدا سے برگ بید کی طرح لرزاں رہتا تھا۔

احیاء العلوم میں درج ہے بحوالہ حدیث مبارک فرمایا جناب رسالتمآبؐ نے کہ میری اُمت کے نیکو کار ظاہری طور ہنستے مگر پوشیدہ طور آبدیدہ ہو کر خدا سے ڈرتے رہتے ہیں۔ انکی اذہیں دنیا میں لیکن دل آسماں میں اور عقل حقی پر نظر رکھے ہوئے ہے۔

زادالمسافرین میں ایسے اہل دل کی یوں وضاحت کی گئی ہے جس سالک کے دل کا دروازہ کھولا گیا اسکو ولایت کی سند ملی اسکا دل درد سے بھرا ہوتا ہے اگرچہ ظاہر میں ہنستا نظر آتا ہے کام میں تیز مگر باوقار۔ لوگوں کے ساتھ کام میں اشتراک کرتا ہے۔ مگر دل سے کہیں اور مصروف عمل ہے۔

مرصادالعباد میں یہ نکتہ بتایا گیا ہے۔ کہ زاہد ظاہری عادات کو سنوارتا اور اعمال کو درست کرتا رہتا ہے۔ لیکن عاشق ظاہر کی خرابی کی پرواہ کرتے ہوئے باطن کی آبادی کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ دل بایار دست با کار پر ہمیشہ کاربند رہنا انکا محبوب مشغلہ ہے۔

شواھد النبوۃ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ توراۃ میں ہمارے پیغمبر آخرالزمانؐ کی صفات یوں درج ہیں۔ آپ ہنس مکھ جہاد کرنے والے نام احمدؐ اونٹ سواری!

آپ حادثات و مشکلات میں کبھی نہ گھبرائے۔ آتنا کبھی ہنستے کہ آخری دانت دکھائی دیتے۔ فرماتے میں میں ہنسی مذاق کرتا ہوں مگر وہ بات سچ ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک بوڑھیا سے جب فرمایا کہ بوڑھی عورتیں بہشت میں نہیں جائیگی تو وہ روئی۔ آپؐ نے فرمایا روتی کیوں ہو۔ بوڑھی

عورتیں کنواریاں بن جائینگی - آپ کی شان میں فرمایا گیا کہ خدا کی رحمت کے سبب آپ نرم خو ہیں، خلق عظیم کے مالک اگر تند طبیعت والے ہوتے تو لوگ آپ سے دور رہتے!

حضرت پیر رحؒ کھانے پینے اور لباس کے بارے میں اللہ پر توکل سے کام لیتے تھے اگر کسی وقت کوئی نذرانہ مشکوک قسم کا آتا تو اللہ آپ کو اس سے آگاہ کرتا تھا- یہ آگاہی آپ کو دل پر الہام کے ذریعہ یا عالم غیب سے ملتی تھی - آپؒ فرماتے تھے کہ پاکیزہ چیزیں کھانے کے لئے اور رشتیہ چیزیں لباس پر خرچ کرنی چاہییں - زیادہ گندہ ہو تو محتاجوں کو دیدینا چاہیئے۔

توکل مقربانِ الٰہی کے بارے میں حکم ہے- اللہ متوکلوں کو دوست رکھتا ہے - اللہ ایسی جگہ سے روزی پہنچاتا ہے جسکا وہم و گمان نہ ہو رازق گھر بیٹھے روزی پہنچاتا ہے۔

احیاء العلوم میں ہے کہ سارے بندوں کو روزی ملتی ہے کسی کو بے عزتی کے ساتھ - کسی کو مشقت اور انتظار کے ساتھ جیسے تاجر - کسی کو امتحان کے ساتھ جیسے کاریگر، صوفیاء کرام عزت کی روٹی بغیر واسطے لیتے ہیں - حضرت عمرؓ سے حضور پاکؐ نے فرمایا جو بن مانگے ملے اسے لیلو - محتاجوں کو دیدو سری سقطیؒ نے فرمایا کوئی چیز

لوٹا دینے سے ڈرو۔ وہ لینے کی آفت سے زیادہ سخت ہے۔

نفحات الانس میں درج ہے کہ ہمارا مرشد ابومدینؒ عرب میں تھا۔ کسب دکاریگری کو ترک کیا تھا۔ جو ملتا لینے سے انکار نہ کرتے حضرت پیران پیرؒ بھی اس روش پر تھے۔ مگر آپؓ عزت و بزرگی کے اسباب کو قایم رکھتے تھے۔ ہاتھ پاؤں ہلاؤ یعنی اندھیری رات میں نرم بستر سے اُٹھکر وضو کرو۔ نماز گذارو اور اللہ سے حاجتیں مانگو۔

اگر ترک کسب سے فکر و ذکر اور اخلاص میں مدد ملتی ہے تو بہتر ہے۔ تاکہ پریشانی لاحق نہ ہو۔ لوگوں کی طرف دل سے توجہ کرنا سوال کرنا اور مانگنا ہے۔ اور یہ ترک کرنا کسب سے زیادہ اچھا ہے سوال صرف اللہ سے کیا جائے۔ وہ راہیں نکالتا ہے۔

توکل کا ترک کرنا اور روزی کا اہتمام کرنا انتہائی کمزوری اور کوتاہی ہے اہل دین کیلئے مزاق کا انتظام کرنا بُرا ہے۔ عالموں کیلئے اس سے بھی زیادہ بُرا ہے۔ انکے لئے قناعت شرط ہے۔ قناعت پیشہ عالم کے پاس اسکا رزق آتا ہے اور ایک بڑی جماعت کا بھی اگر وہ اسکے ساتھ ہوں۔ اگر وہ اپنی کمائی سے کمائے تو زیادہ بہتر ہے۔

جو ظاہری علم اور عمل پر چلتا ہے اسکو ماطبی سیر (سلوک) حاصل نہیں جو چیز اسکو خدا عطا کرتا ہے بہتر ہے کیونکہ وہ اللہ کی یاد کرنے کیلئے فارغ رہتا ہے اور دینے والا ثواب کا حقدار بنتا ہے۔

ورد استفتِ قلبک نل شد از حالش مرا
نزدل اکثر در مسائیل ملہم و مشعر شد است

(ترجمہ) حضور سرور دو عالم کا ارشاد ہے کہ معاملات دینی و دینوی میں اپنے دل سے رائے طلب کرو حضرت خاکی رح فرماتے ہیں کہ پیر برحق رح کے حال واحوال سے مجھ پر اس حدیث شریف کا راز منکشف ہو گیا۔ کیونکہ آپ رح دینی و دینوی مسائل میں اکثر الہام سے باخبر ہوتے تھے احیائے العلوم میں ہے کہ عبادت کرنے والے زاہد لوگ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ انکے دل مُقفل تھے اللہ کے پاس پوشیدہ

خزانوں کی چابیاں ہیں۔ دل میں نورِ خدا پوشیدہ ہے یہی صحیح منعف ہے۔

آنحضورؐ نے اپنے رب سے سنکر فرمایا کہ اے لوگو! جو میرا قریب نوافل کے ذریعہ حاصل کرتا ہے تو میں اسکے کان زبان، ہاتھ بنتا ہوں جن سے وہ کام لیتا ہے دل کو ذکر و فکر کیلئے مخصوص کر دیا ہے اسمیں الہام آنا خدا کی طرف سے ہے مگر اسمیں احتیاط کی ضرورت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا جو کچھ مومنوں نے اچھا سمجھ لیا وہ خدا کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

حضور پاکؐ نے فرمایا جو کچھ تمہیں کتاب اللہ اور سنت سے نہ ملے نیکو کاروں سے پوچھ لو۔ ان کے ساتھ مشورہ کرو۔

پیر برحق جو بھی فیصلہ دیتے وہ حق پر ہوتا۔ کیونکہ وہ دل کے مفتی سے فتویٰ لیتے تھے۔ البتہ جو نفس کی غلامی سے آزاد نہ ہوا ہو۔ دل کی بصیرت حاصل نہ کی ہو۔ تو وہ گمراہی میں مبتلا ہوگا یہ کہکر کہ یہ دل کا فتویٰ ہے۔

حرام و حلال کے بارے میں علمائے اسلام کی رائیں مختلف ہیں وہ گروہ جنہوں نے مرشد کامل کا دامن تھاما ہو کسطرح زندگی گذاریں۔ تو اسکے بارے میں فرمایا گیا کہ حرام سے پرہیز کریں اور نمائش میں مبتلا نہ ہوں۔

سلوک پر چلنے والوں کیلئے لازم ہے کہ حضور پاکؐ کے ظاہری شریعت پر عمل کریں اور حضرت علیؓ کے باطنی طریقت کا علم جو کشف والہام سے حاصل ہوتا ہے۔ اس پر کاربند رہیں۔ فقہ کی کتابوں میں خاص وعام کے لئے ہدایات درج ہیں۔ آنحضورؐ نے فرمایا حلال بھی آشکار ہے اور حرام بھی۔ بین بین مشتبہات ہیں ان مشکوک چیزوں کا جاننا علماء اور اولیاء کا طریقہ ہے۔ مشکوک چیزوں کو اندھا دھند حلال جاننا جاہلوں کا طریقہ ہے اہل طریقت بغیر مجبوری کے مشکوک کھانا نہیں کھاتے۔

حقیقت یہ ہے کہ حلال وحرام کا فرق ظاہری طور قرآن وحدیث اور فقہ سے معلوم ہوتا ہے مگر اہل دل کیلئے حلال وحرام کی حقیقت الہام اور اللہ کے کشف سے نمایاں ہوتی ہے اس سلسلے میں ایک دو واقعات سنیئے۔

شیخ بایزید خلیجانی ایک لڑکے کو حلوے کا طباق لیتے ہوئے دیکھا ایک مستانہ آیا اور لڑکے کو لکڑی مارتے ہوئے ایک دو ٹکڑے حلوے کے لیکر دوسرے مستانہ کو دئے۔ اسنے چاہا کہ واپس کرے۔ لیکن آسمان سے آواز آئی کہ کھاؤ۔ یہ مسجد میں تم جیسے فقیروں کیلئے تھا۔ تم نے اپنا حصہ لیلیا۔ یہ شیخ بایزیدؒ تھے

دوسری مرتبہ آپ کو ایک زاہد نما شخص نے مہمان بنایا۔ جب روٹی لائی گئی۔ تو آپ نے کھانا چاہا آواز آئی اسکی یہ حرام کی روٹی

مت کھاؤ۔ اس نے یہ گندم ایک یتیم سے چرائے ہیں۔ چنانچہ یہی حقیقت تھی۔

قرآنی ارشاد ہے۔ اے ایمان والوں جو پاکیزہ چیزیں خدا نے تمہارے لئے حلال بنائیں انکو حرام مت کہو اور حد سے آگے مت بڑھو کیونکہ اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

یہ حقیقت ہے کہ یہودی ریاکاروں نے حلال کو حرام قرار دیا۔ نفس کے اس فریب کو پرہیزگاری سے تعبیر کیا۔ سالکوں کو چاہیے کہ عام لوگوں کی باتوں پر دھیان نہ دیں۔ ریاکاری سے بچیں تاکہ اخلاص کے اعلیٰ ترین درجہ پر پہنچ سکیں۔

حضور پاکؐ کا ارشاد ہے کہ ریاکار لوگ اسطرح جمع کئے جائینگے قیامت کے دن کہ انکے چہرے نہ نورانی ہونگے نہ انکی روزی میں برکت ہوگی قوم ریاکاری کی وجہ سے زیادہ عذاب میں مبتلا ہوگی۔

ریا ایک پوشیدہ شرک ہے اور زہریلا سانپ ہے ریاکاری شیطان کا کمند ہے۔ اس علت سے بچنے کیلئے اہل اللہ نے اہل ملامت کا طریقہ اختیار کیا ہے درج ہے کہ میں ریاکار مشرک کافر ظالم اور بدکار زیادہ عذاب میں گرفتار ہونگے (خدا پناہ میں رکھے آمین)

شہرت کی وبا سے بچنے کیلئے اور ریاکاری کی لعنت سے محفوظ

رہنے کیلئے ایک واقعہ بیان کرنا مناسب ہوگا۔
نیشاپور میں ایک سوداگر نے اپنی حسین کنیز شیخ ابو عثمانؒ کے گھر بھیجدی تاکہ نیک بنے شیخ اسیر فریفتہ ہوگیا اور اپنے دل کا حال اپنے مرشد ابی حفصؒ سے بیان کیا آپ نے یوسف بن حسینؒ کے پاس جانیکا حکم دیا۔ وہ جس سے شیخ یوسف کے بارے میں پوچھتا وہ کہتے کس زندیق کے پاس جانے کا ارادہ ہے۔ وہ تو بہت بُرا آدمی ہے۔ وہ شرمندہ ہوکر جو اپنے مرشد کے پاس پہنچا اور حال بیان کیا۔ تو آپ نے اُسے پھر اُس سے ملنے کی تاکید کی۔ بہر حال حکم کی تعمیل میں پوچھتے پوچھتے اُن سے ملاقات کر لی۔ آپنے احترام بجالایا اور معرفت کے اسرار درموز بیان کرنا شروع کیئے۔ اس دوران ایک خوبصورت لڑکا ایک صراحی لیکر آیا انکے سامنے رکھی۔ ابو عثمانؒ نے پوچھا باوجود ان کا کمالات کے یہ معاملہ کیا ہے اسنے کہا میں وہ ظالم ہوں جسنے محلے کو ویران کیا یہ لڑکا میرا بیٹا ہے صراحی میں پانی ہے۔ اچھا تو بتایئے اپنے اوپر یہ تہمت کیوں لگوا رہے ہو۔ اسنے کہا تاکہ لوگ مجھے نیک اور پرہیز گار نہ سمجھیں۔ ابو عثمانؒ یہ سنکر زمین پر گر پڑا اور جان گیا کہ ریاکاری اور نمائش بُرے اوصاف ہیں۔ گمنام رہنا اور ملامتیوں میں رہنا اور اپنے کمالات کو پوشیدہ رکھنا کتنا اچھا ہے۔

حضرت شاہ ولدیتؒ کا فرمانا ہے۔ کہ اللہ کے پاس بہترین انسان

بتکبر پیش ہو اور نفس کے پاس بدترین انسان نیز لوگوں میں رہ کر انہی
میں سے بن جاؤ۔

یاد رہے کہ جسکا کوئی مرشد نہیں اسکا رہبر و رہزن شیطان ہے

اسلام میانہ روی اور اعتدال کا سبق دیتا ہے۔ نفس کی مخالفت فرض
جانو۔ اسمیں لوگوں کی مخالفت شامل ہے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ ریا شرک ہے اور اللہ کا فرمان ہے کہ اس
کے ساتھ شریک ٹھہرانا کبھی نہ بخشیگا باقی جسکو چاہے بخشدے۔ گویا
مشرک کی مغفرت نہیں ہوگی۔ طریقت میں اس گناہ سے پرہیز لازمی
ہے۔

او بتقویٰ لیس تو و پیر حق کہ بہتر حافظی است
حافظا او نہ اچہ نام تمیز و ... شد است

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میرے پیر برحقؒ نے اپنے آپکو اللہ کے سپرد کر دیا تھا
کہ اللہ بہترین نگہبان ہے وہی پیر کاملؒ کو ناپسندیدہ چیزوں سے
محفوظ رکھتا ہے اور قہر خدا کے باعث تمام چیزوں سے مامون! آپؒ
مشکوک یا مشتبہ چیز کو قبول نہیں فرماتے تھے۔ ہاں ریا اور غرور سے
لازمی جانتے تھے۔ کیونکہ یہ ہلاک کرنے والی چیزیں ہیں توکل اور تسلیم

ورضا کی برکت سے آپ کے پاس تحفے، ہدیئے نذر و نیاز بہت کم آتے تھے، اللہ خود محافظ ہے غیبی اشارات کے ذریعہ کسی چیز کے حلال و حرام ہونے پر واقف ہو کر مناسب اخراجات میں لگا دیتے تھے یہی زہد ہے۔

عوارف المعارف میں زید بن خالدؓ کی روایت ہے حضور پاکؐ نے فرمایا جس شخص کو بغیر مانگے ہدیہ مل جائے تو وہ اسے قبول کرے کیونکہ یہ اللہ کی بھیجی ہوئی ہے زاہد کھانے میں بڑی احتیاط برتتے ہیں جیسا کہ حضرت اقبالؒ نے فرمایا ہے ؎

سوز رقت سے آید از نانِ حلال (مترجم)

سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ زاہد کھانے میں احتیاط کی کوشش کرتا ہے کہ کیا کھائے۔ عارف وہ ہے جو اس بات کی فکر کرے کہ وہ کیا فکر کرے اور کیا سوچے۔

شیخ شفیق بلخیؒ فرماتے ہیں کہ کھاؤ جو تم کو ملے اور جو ملے پہن لو اور اللہ کے فیصلہ پر راضی ہو دراصل یہ صبر و رضا کا مقام ہے اللہ ایسے شخص کو خود محفوظ رکھتا ہے۔ واللہ خیرٌ حافظا وھو ارحم الراحمین

خواجہ اسحاق ختلانیؒ دہلی میں تشریف فرما تھے شائقین نے مختلف پھل لائے آپ نے انگور سے ایک دانہ اٹھایا۔ منہ کی طرف لے گئے کہ بھڑ نے ڈنگ مارا۔ آپ نے وہ دانہ واپس برتن میں ڈال دیا معلوم ہوا یہ انگور جنگی محکمے محرر (کلرک) نے لائے تھے۔ فرمایا ایسی

۲ حضورؐ نے حبشہ کے بادشاہ کا تحفہ قبول فرمایا۔ امام شافعیؒ نے خلیفہ بغداد کا ہدیہ قبول کیا اور نالائق جان کر صدقہ کے طور تقسیم فرمایا امیروں پر صدقہ زکوٰۃ حرام ہے۔ اگر مشتبہ مال ہو تو فقیروں کو دیا جائے اگر فقیروں پر حرام ہوتا تو انکو دینا جائز نہ ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حلال ہوتا یا حرام ہونا نسبتی امور ہیں جو سختی دولتمندوں کے ساتھ ہے وہ فقیروں کے ساتھ نہیں ہے۔

دنیا کی محبت تمام برائیوں کا سر ہے۔ ترک دنیا تمام عبادتوں کا سر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ دنیا کی محبت لالچ اور بخل سے پیدا ہوتی ہے الخبیثات للخبیثین الخ سے حضرت خاکیؒ نے یہ اخذ کیا ہے کہ پاکیزہ چیزیں پاکیزہ آدمیوں کیلئے ہیں۔ حرام گندہ آدمیوں کیلئے سالک حرام پر عمل نہیں کریگا۔

سلطان ابوسعیدؒ کی خدمت میں کوئی از خود دم وہ بھیڑ بھیجا ہوا لایا مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اللہ اپنے دوستوں کو محفوظ رکھتا ہے رسالہ قشیریہ میں ہے توکل مومن کی صفت ہے تسلیم اولیاء کی صفت ہے توکل عام لوگوں کی صفت ہے تفویض خاص الخاص کی صفت ہے۔

نیم ارشد شبہ و یا ما بیش منت ناست
گاہ اکل از حفظ حقش عقدہ بر حنجر شداست

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مشتبہ چیز بطور نذر پیش کی جاتی یا پیش کرنے والا احسان جتانے والا ہوتا تو آپ کے حلقۂ مبارک میں گانٹھ جیسا لگ جاتا تھا۔ یعنی اٹک جاتا تھا۔

اللہ کے فضل و کرم سے پیر برحقؒ کو اسبات کی آگاہی حاصل ہوتی تھی کہ کھانا حلال ہے یا مشکوک۔ بھوکے ہو کر بھی آپ خبردار ہو جاتے اور ہاتھ کھینچ لیتے تھے۔ دنیاوی اغراض کیوجہ سے کوئی دعوت کرتا آپ آگاہ ہوتے۔ ایک بزرگ کو اسکی اطلاع ایک رگ کے پھڑکنے سے حاصل ہوتی تھی۔

فقیر کو چاہیے کہ وہ دینے والے کی نیت سے خبردار ہو۔ اگر ہدیہ بے غرض اور خلوص پر مبنی ہے تو لینا جائز بلکہ سنت ہے اگر احسان جتایا جائے تو نہ لے۔ حضور پاکؐ کی خدمت میں گھی۔ پنیر اور مینڈھا لائے گئے۔ آپ نے پہلی دو چیزیں قبول کیں مگر مینڈھا واپس کر دیا۔ جسمیں نام و نمود اور ریا ہے ایسا ہدیہ واپس کیا جائے۔

لیک حالش ما حب دعوت چو شد با اعتقاد
ہمچنیں ہم کاسہ اش تا گاہ اگر ناخوش شداست

ترجمہ۔ اگر دعوت کرنے والا بدیقین ہوتا تو پیر کامل اسکے کھانے سے محفوظ رہ جاتے اور اگر انکے ساتھ کوئی کھانے والا بدکار فاسق ہوتا تو اس کھانے میں بھی وہ ہاتھ کھینچ کر شمولیت نہ فرماتے۔

ترجمہ۔ اگر اچانک انکی لاعلمی میں مشتبہ کھانا پیر کامل کھا لیتے تو وہ ہضم ہونے کی بجائے معدۂ پاک سے بصورت قے واپس آتا۔ یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جو یوں ہے۔

شو کوٹ ہندو اپنی مرضی کے خلاف مسلمان بن گیا تھا۔ لہذا وہ منافقوں کی طرح مسجد میں نمازیں ادا کرتا مگر خلوت میں کفر کرتا اور بتوں کو بھی پوجتا اچانک ایکدن جب حلال کمائی کی روٹی مرشد برحق کے پیش کی گئی۔ وہ مجبوراً شامل ہوا اور پیر کامل کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانے لگا۔ خدا کا کرنا پیر برحق نے سارا کھانا قے کر لیا۔ آپ خدا سے مناجات کرتے ہوئے دست بدعا ہے الہام غیبی سے پتہ چلا کر یہ پنڈت جھوٹ موٹ مسلمان بنا ہے۔ اسکے شامل ہونے سے یہ کھانا آلودہ ہوا۔ لہذا یہ ناپاک کھانا آپ کے پاکیزہ معدے سے

واپس اُگل آیا۔ چنانچہ جب تحقیق کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اسکی بیوی بھی
سخت کافرہ ہے وہ دونوں گھر میں بت پرستی کرتے ہیں۔

ایک اور واقعہ پرگنہ کھاور پارہ کا ہے۔ ملا حسن قاضی کے بھائی
نے اپنے بھائی کی نقل کرتے ہوئے کھانا پیر حقؒ کے سامنے لایا۔ اسکی نیت
میں کچھ فتور تھا اسلئے پیر حقؒ بیمار ہو گئے آخر یہ سارا کھانا قے کر لیا۔
ایسے کئی واقعات ہیں جن سے ثابت ہو جاتا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ مشتبہ
کھانے سے محفوظ رکھتا تھا۔

ورنہ عارض زحمتے شد باصواب صبر آن !
یا باستغفار آن نقصان بدم آنچہ شد است

(ترجمہ) اگر کسی وقت مشتبہ کھانا قے ہو کر باہر نہ آتا تو کوئی جسمانی
تکلیف ہوتی جسپر آپ صبر فرماتے۔ ورنہ اس شک آور کھانے سے جو نقصان
ہوتا اسکی تلافی استغفار سے فرماتے۔

کتاب زاد الارواح میں لکھا ہے۔ حضور پاکؐ نے فرمایا جب تم بیمار
ہو جاؤ تو تندرستی و صحت کی تلاش نہ کرو۔ بیماری خدا کی طرف سے ایک
تحفہ ہے ایک رات کے بخار سے ایک سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں

نیز فرمایا کہ ہر درد کیلئے دوائی ہے اور گناہوں کے درد کی دوائی خدا سے مغفرت مانگنا ہے خدا کا فرمان ہے کہ گناہ کر کے خدا سے مغفرت مانگے ۔ توبہ کرے تو خدا مغفرت اور رحم کرنے والا ہے ۔

لفظ غفور کے ساتھ رحیم دکھاتا ہے کہ اللہ کا یہ فرمان کہ یجد اللہ غفوراً رحیماً سے مطلب یہ ہے کہ گناہ معاف فرمانے کے ساتھ ساتھ بندہ کو انعام بھی دیگا ۔ اللہ امید سے بڑھ کر دیتا ہے ۔

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں ۔ کہ پیر برحقؒ رات دن اپنے لئے اور اپنے مریدوں مخلصوں کے لئے بکثرت مغفرت کی دعا مانگتے ۔ !

جس طرح حضور پاکؐ امت کیلئے ہر وقت مغفرت کی دعا مانگتے تھے اسیطرح صالحین کے لئے حکم ہے کہ اپنے مخلصوں کے استغفار مانگتے رہیں ۔

اللہ کا حکم حضور پاکؐ کیلئے کہ آپؐ ان کے لئے معافی طلب کیجئے آپؐ کی دعا ان کیلئے باعث اطمینان ہے عورتوں کیلئے بھی ہماری

بارگاہ میں شافع بنئے۔
واضح رہے کہ بزرگوں کے پاس حاضری کرنے اور مرید بننے میں یہ
فائدہ ضرور ہے کہ وہ اُن کی دُعاؤں میں شامل ہو کر فیض پاتے ہیں۔
یہ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ مرید ایسی نعمت سے مستفیض ہوتا ہے
الحمدللہ والمنۃ

خوردنش زین واقعات اکثر بوقت مخمصہ است
شاہد قولم تنش بنگر کہ چون لاغر شد است

(ترجمہ) حضرت پیر برحق رح اکثر غذا بہت کم کھاتے وہ بھی بھوک کی
شدت کی وجہ سے۔ یقین نہ ہو آپ کا لاغر اور کمزور بدن مبارک اسکا
بیّن ثبوت ہے۔
کھانے میں کئی شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری تھا۔ نمبر ۱ کھانا حلال ہو
نمبر ۲ اسکا لانے والا پُر خلوص ہو احسان نہ رکھے۔ نمبر ۳ کھانا شہرت اور
عزت کے ارادہ سے پیش نہ کیا گیا ہو نمبر ۴ ساتھ کھانے والا نیکو کار مریدوں میں
سے ہو۔ کبھی ایسا ہوتا کہ ایسا کھانا نصف ماہ تک نہ ملتا تو پانی پر گذارا
رہ فرماتے تھے۔ آپ کی فاقہ مستی چہرۂ پر نور سے نمایاں ہوتی تھی۔
ایک دن خود فرمایا کہ دو ہفتے کے دن شمار کئے اِن دنوں میں کھانے

کا ایک پیالہ میرے پیٹ میں گیا ہو گا۔

فتاوی فیروز شاہی میں لکھا ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ بے شک اللہ موٹے اور فربہ کا دشمن ہے۔ یہ بھی ہے کہ عام مسلمان بحالت مجبوری محض زندہ رہنے کے لیے مردار۔ سور کا گوشت اور کافروں کا ذبیحہ کھا سکتا ہے۔ اللہ بخشنے والا ہے۔

اہل طریقت کے لیے ضروری ہے کہ میانہ روی اختیار کریں کہا گیا ہے کہ دنیا آخرت کے طلبگاروں پر حرام ہے اور عقبیٰ دنیا کے متلاشیوں پر حرام ہے۔ جو شخص بشری عادتوں اور صفات سے کٹ جائے مبرا ہو تو اس کے ولایتی نور اور کرامت کی قوت سے شراب شربت بن جائے (جیسا کہ پیران پیرؒ کی نظر مبارک اور توجہ سے واقع ہوا)

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر برحقؒ کے سامنے چاہے کھانا ہو امرغا ہوتا یا صرف چٹنی ہوتی آپ کبھی سیر ہو کر تناول نہیں فرماتے تھے

(پیر رومیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے (جو حدیث پاکؐ کا ہی مفہوم ہے)

کم خورد کم خواب و کم گفتار باش   گرد دل گردندہ چون پرکار باش

(مترجم)

پیر برحق کی کم خوری مشہور تھی، چنانچہ فرماتے تھے۔

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است
تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

(کھانا زندہ رہنے اور یاد خدا کرنے کے لئے ہے۔ تمہارا عقیدہ ہے کہ زندہ رہنا صرف کھانے کیلئے ہے)

خواجہ سلمان فارسی کے شعر میں یوں آیا ہے۔
آسمان کی سرسبزی سے ہمارے حصہ میں آنسو بہانا آیا ہے یعنی
(بعیروں کے دستر خوان پر کڑوی پودینہ ہے)

نفحات الانس میں پیر رد؟؟ فرماتے ہیں کہ درویش کیلئے بڑا گناہ بغیر بھوک کے کھانا کھانا ہے۔

احیاء العلوم میں ہے بشر حافی" کے بارے میں! آپ فرماتے ہیں کہ میں اسکی طرح نہیں کھاتا جو پہلے کھاتا ہے پھر روتا ہے بلکہ اسکی طرح جو ہنستے کھاتا ہے۔ اور کہا کہ شروع کے لقمے کے بعد چھوٹے لقمے کھاؤ۔

ترجمہ :۔ حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ اگر اچانک پیر برحقؒ مشتبہ قسم کا لباس پہنتے تو اللہ کی حفاظت سے آپ اس سے بچ جاتے تھے۔

پیر برحقؒ کے توکل اور تسلیم ورضا کے مقام پر فائز ہونے کی کرامت تھی کہ آپ کو اللہ نالائق کپڑے اور مشتبہ لباس سے محفوظ رکھتا اگر ایسا کوئی واقعہ ہوتا تو الہام کے ذریعہ آپ کو معلوم ہوتا تھا۔ کبھی ایسا کپڑا پہنکر کھجلی محسوس کرتے یا اور کوئی تکلیف۔ یا جسم میں بھاری پن محسوس کرتے اور کپڑا نکال کر دوسرے کو دیتے۔

ایکدفعہ ایک تاجر سِلا ہوا کپڑا لایا۔ آپ نے پہنا تو غسل خانہ میں پھسل کر چوٹ لگی۔ فوراً نکال دیا اور فرمایا کہ یہ اس ناموزوں لباس کی نحوست کیوجہ سے ہے۔ استغفار کر کے جلدی کپڑا بدل دیتے۔

(واللہ اعلم)

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ یہ بات ہمارے مشاہد اور تجربہ میں آئی ہے کہ پیر برحق کو اللہ تعالیٰ نے ایسے موقعوں پر اپنی حفاظت میں رکھا۔

انبیا معصوم بودند اولیا محفوظ هم
معنی این حکمین را اینو توی مستفسر شدست

(ترجمہ) یہ مسلمہ امر ہے کہ انبیاء گناہوں سے پاک ہیں یہی حال اولیاء کا ہے کہ اللہ انکی حفاظت گناہوں سے کرتا ہے۔ دونوں حضرات کی معصومیت اور محفوظیت ثابت ہے۔

اس مسئلہ کے بارے میں علماء سے استفسار کے بعد معلوم ہوا کہ اللہ انکو گناہوں سے بچاتا ہے اگر تقدیر میں لکھا بھی ہو پھر بھی یہ گناہ ارادتاً نہیں ہوتا انکوان میں ایک قسم کا عذر ہوتا ہے۔ اور واقع ہونے کے بعد توبہ استغفار سے وہ گناہ دھل جاتا ہے۔ جیساکہ اس حدیث پاک سے ثابت ہے کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے استغفار کے بعد کہ گویا اسنے کوئی گناہ ہی نہیں کیا ہو (مترجم)

نفحات الانس میں درج ہے کہ جسطرح نبی کی شرط اسکا معصوم ہونا ہے اسیطرح ولی ہونے کی شرط ہے کہ وہ محفوظ رہے اللہ کے حکم سے! ولی کو گناہ سے ڈٹے رہتے سے باز رکھنے کا مطلب اسکو محفوظ رکھنا ہے۔ کیونکہ وہ نبی کی طرح معصوم محض نہیں ہو سکتا۔

محی الدین ابن عربیؒ نے اپنی کتاب میں ایک واقعہ درج کیا ہے

جو مناسب حال ہے واقعہ یوں ہے کہ مرشدوں میں سے ایک مرشد کو اپنے مرید نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتے دیکھا۔ جب شیخ کو علم ہوا کہ میرے اس گناہ پر میرا مرید واقف ہو گیا ہے۔ تو اس نے سوچا کہ اب میرا مرید بداعتقاد ہو جائیگا۔ مگر اسنے چند روز تک دیکھا کہ اسکے عقیدہ میں کوئی کمی نہیں آئی ہے تو خلوت میں پوچھا کہ تیرے عقیدہ میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے آپ کو نہ خدا مانا ہے نہ پیغمبر۔ بلکہ آپ کو مرشد مان لیا ہے کہ آپ جس راہ پر چل رہے ہیں وہ مجھکو دکھادیں آپ سے عصمت کی اُمید رکھنا میرے لئے محال ہے مرشد نے یہ سنکر اسکو شاباش دی۔ کہتے ہیں وہ مرید مشائخ بن گیا۔

مقام غور ہے کہ نبی اور ولی معصوم ہیں اور محفوظ یہ ان سے یہ مراد نہیں کہ اُن سے کوئی خطا سرزد نہ ہوگی۔ قرآن شریف میں آیا ہے وعصیٰ ادم ربہ فغویٰ حضرت آدمؑ نے رب کی نافرمانی کی اور بھٹک گیا۔

اللہ کا ارشاد ہے فاستغفر ربہ وخر راکعا واناب۔ (سوانہوں نے رب کے سامنے توبہ کی اور سجدے میں گر کر رجوع ہو گئے)

اسیطرح حضرت داؤد کے بارے میں ارشاد ہے۔

عفا اللہ عنک لم اذنت لھم (اللہ تجھ سے درگذر کرے آپ نے انکو کیوں اجازت دیدی؟

معصوم کے معنی یہ ہیں کہ وہ ارادہ کرکے گناہ نہیں کرتے۔ سہواً ہو جاتا ہے انکے نامۂ اعمال میں نہیں لکھا جاتا ہے۔

اسطرح محفوظ کے معنی ہیں کہ ولی ایک گناہ پر قائم رہتے اور ایک گناہ کے بعد دوسرا گناہ سرزد ہونے سے محفوظ رکھا جاتا ہے حالانکہ گناہ اس سے سرزد ہوتا ہے اسکو خدا توبہ اور مغفرت مانگنے کی توفیق دیتا ہے۔ اور اس کے نامہ اعمال سے گناہ محو کیا جاتا ہے۔

اولیاء کو محفوظ رکھنے سے یہ بھی مطلب ہے کہ شیطان کو پُرخلوص بندوں پر غلبہ حاصل نہیں ہوتا۔ یعنی وہ چھیڑتا ہے مگر اپنا غلام نہیں بنا سکتا۔

حضرت آدمؑ کے واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآنی الفاظ میں ثم اجتبٰہ ربہ فتاب علیہ وھدیٰ (پھر اسکو اسکے رب نے مقبول بنایا اور اللہ نے اس پر توجہ کی اور راہ راست پر قائم رکھا۔

حضرت یوشعؑ کے قصے میں بھی عیاں ہے کہ فرمایا اور اگر آپ کو شیطان بھلا ڈالنے میں مدد دے تو یاد آنے کے بعد ایسے ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو۔ شیطان پہلے بھی شبہ میں ڈالتا آیا ہے مگر اللہ ایسے شبہات مٹا ڈالتا ہے۔

یاد رکھیئے کہ حد سے زیادہ مبالغہ کرنا بھی گناہ ہے ولی یا نبی

کے خدا ہونے پر اعتقاد نہیں رکھنا چاہیئے۔

(ترجمہ) باوجودیکہ ہمارے پیر برحق محبوبیت کے درجے پر فائز ہیں پھر بھی اگر ان سے کوئی لغزش سرزد ہو جائے تو اسکے لئے انکی کوئی باز پرس نہ ہوگی۔ کیونکہ کثرت استغفار سے وہ لغزش آپکے نامۂ اعمال سے مٹائی جائیگی۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ شان محبوبی کیا ہے خلیل اور محبوب میں یہ فرق ہے کہ خلیل کمال خلوص کے ساتھ اپنے محبوب سے پیار کرتا اور اسکا ہردم گرویدہ رہتا ہے اور اسباب کے لئے کوشاں رہتا ہے کہ محبوب اسکی طرف متوجہ ہو۔ برخلاف اسکے محبوب وہ ہے یا حبیب وہ ہے جسکی طرف خود معشوق مائل ہوئے حضرت سعدی رح

فرق است میاں آں کہ یارش در بر
یا آنکہ دو چشم انتظارش بر در (مترجم)

فتاویٰ فیروز شاہی میں درج ہے کہ محبوبیت کے درجہ پر فائز شخص پر اللہ اسکے کوتاہیوں سے درگذر کرکے اسکو عبادات

وطاعات کی توفیق بخشتا ہے۔ بندے کی محبت اپنے اللہ سے یہ ہے کہ ہر امر میں اسکی فرمانبرداری کرے۔ اسکے قضا پر راضی رہے اور بلاوں پر صبر کرے۔

اقبالیہ میں اس حدیث کی یوں تشریح کیگئی ہے پہلے سنئے وہ حدیث پاک کیا ہے۔ حضور پاکؐ نے فرمایا اذا احب اللہ عبدہٗ لم یضرہٗ ذنبٌ (اللہ جس بندہ سے محبت رکھتا ہے۔ اسکو گناہ کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا)۔

اللہ اپنی محبت کے صدقے میں اسکا توبہ قبول کرتا ہے اور معاف فرمادیتا ہے۔ یہ بھی معنی لئے جا سکتے ہیں کہ خدا ایسے بندے کو گناہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ مرشد ایسا چاہیئے جو گناہوں سے بچتا رہے۔ اسکی پیروی جائز ہے اگرچہ وہ بے گناہ بھی نہ ہو خلاصۃ المناقب میں ہے کہ شیخ علاوالدولہ سمنانیؒ نے فرمایا کہ شیخ دوسی الیسے محبوبوں میں سے ہے کہ اگر اس سے ہزار قتل بھی سرزد ہوں۔ قیامت کے دن اسے باز پرس نہ ہوگی سچ ہے بقول اقبالؒ ؂

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کار کشا کار ساز (مترجم)

ایسے بندۂ مومن کے حق میں کہا خوب کہا گیا ہے۔ (مفہوم)

۔ وہ بندہ بدل گیا ہے اسکا ہر نار نور بن گیا ہے

۔ اگر تو شہد کھائے تو زہر بن جائے اور اگر وہ زہر کھائے تو قند بن جائے۔

۔ اگر وہ کامل مٹی اٹھائے سونا بن جائے۔ اگر ایک ناقص سونا بھی اٹھائے تو مٹی ہو جائے۔

حضرت خاکی[رح] اس شعر میں شیخ فخرالدین حسن[رح] کے طریقہ عمل کی طرف اشارہ ہے کہ آپ بادشاہوں سے نذر قبول فرماتے تھے لیکن عام نذورات نہیں لیتے تھے چنانچہ فرماتے اکثر عوام نذر دیکر احسان جتاتے ہیں اسلئے انکے لینے سے احتراز بہتر ہے۔

حضرت شیخ پہلے گروہ کے اولیاء میں سے تھے یہ مریدین کے آداب کے لئے فرمایا گیا ہے مرید کو چاہیئے کہ نذر و نیاز کے قبول یا واپس کرنے میں مرشد کی مصلحت شامل ہوتی ہے ایسے طریقۂ عمل کو انما الاعمال بالنیات پر محمول کرنا چاہیئے۔

رسالہ قشیریہ میں درج ہے کہ فاطمہ ہمشیرہ شیخ علی رودباریؒ اپنے برادر کی ایک بات نقل کرتی ہیں۔ کہتے تھے اس میرے زمانے میں چار قسم کے شیخ ہیں۔ ایک وہ صاحب جو بادشاہ نہ عوام سے ہدیہ لیتے ہیں انکا نام یوسف بن اسباط ہے۔ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتے تھے۔ دوسرا یعنی ابواسحاق فزاری جو دونوں سے ہدیہ لیتے۔ جو متوسط سے لیتا وہ غریبوں میں تقسیم کرتا بادشاہوں سے وصول کردہ رقم طرطوس کے لوگوں کے جہاد میں خرچ کرتا تھا۔ تیسرا یعنی عبداللہ بن مبارک جو بھائیوں سے لیتا بادشاہوں سے نہیں اور چوتھا محمد بن حسن صرف بادشاہوں سے لیتا تھا۔ اور کہتا کہ بادشاہ احسان نہیں جتاتا ہے لیکن بھائی احسان جتاتے ہیں

فتاوٰے فیروز شاہی میں قرآن خوانی کے باب میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی مال بطور تحفہ دیا گیا یا اس کیلئے ضیافت تیار کی اور ایسے مال کا اکثر و بیشتر حصہ حرام ہے تو ایسا مال یا کھانا قبول نہ کرنا چاہیے ہاں مال تھوڑے سے حرام سے خالی نہیں ہوتا اس لئے اکثریت کا اعتبار کیا جائے۔

شمائل الاتقیاء میں ہے کہ حضور پاکؐ ، صحابہ اور ائمہ نے عوام کیلئے سہولت رکھدی ہے۔ تاکہ اسکی سختی تنگی دور ہو جائے اور خاص لوگوں کے لئے کہ انکو اپنی پرہیز گاری پر غرور نہ ہو۔

واضح ہے کہ حضور عالم ؐ نے ایک مشرک کے لوٹے یا آفتاب سے پانی لے کر طہارت کی اور حضرت عمرؓ نے ایک عیسائی کے کوزہ سے پانی پیا اور وضو کیا اگرچہ ان کے ہاتھ شراب سے آلودہ ہوتے۔ آپ لاعلمی میں پاک تصور فرماتے ہمارے مشائخ بھی اس پر عمل پیرا ہیں۔ اگرچہ کھانے پینے لباس میں احتیاط ضروری ہے لیکن میانہ روی لازم ہے تاکہ وسواس میں نہ پڑ جائیں

مال مخلص مال شیخ است زانکہ شیخ رودبار
قفل اشکستہ بہ بیت مخلص اندر شد است

(ترجمہ) مرشد کا حق ہے مرید کے سارے مال پر۔ حضرت شیخ علیؒ نے اپنے مرید کے گھر میں تالا توڑا اور اندر چلے گئے۔

مرید کے مال میں مرشد کا تصرف کرنا جائز ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ علیؒ نے اندر جا کر سب مال باہر نکالا اور بیچ ڈالا اور اسکی قیمت سے اپنا وقت خوش کیا اور گھر میں آکر بیٹھ گئے۔ جب صاحب خانہ گھر آئے تو کچھ کہنے کی جرأت نہ کی۔ اسکے بعد اسکی بیوی آئی اس کے اوپر ایک چادر تھی وہ ایک کمرے میں گئی اور چادر پھینک کر کہہ دیا اے ساتھیو یہ بھی سامان

خانہ میں شامل ہے خادم نے اعتراض کیا۔ اس نے کہا خاموش ہو جاؤ ہمارا
مرشد ہم سے خوشنود ہے اور ہمارے مال کی حلالیت کا حکم دیتا ہے دیکھنا
یہ ہے کہ اس عمل دخل کو جائز سمجھے مگر احسان نہ جتائیں اور عمل دخل کو
مصیبت یا لوٹ یا ظلم تصور نہ کریں۔ بلکہ یہ عمل مبارک سمجھیں تاکہ سارے
مال کو خدا کی راہ میں دینے کا ثواب پائیں گے انشاءاللہ تعالیٰ

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر برحقؒ اپنے ہر مخلص مرید پر ایثار فرماتے
تھے جو اسکے مناسب ہوتا۔ کیونکہ فتوحات یعنی نذر و نیاز صرف کرنے کے
بارے میں وہ اللہ کی طرف سے مامور تھے۔ (ایثار کے معنی ہیں ایسی قربانی دینا
جسمیں اپنی ضرورت بالائے طاق رکھکر دوسرے کی حاجت پوری کی
جائے مترجم)

سراج الہدایہ میں حضرت سید مخدوم جلال الدین بخاریؒ کا یہ فرمان
درج ہے کہ جس شخص کو بغیر مانگے کوئی چیز بطور ہدیہ پیش کی گئی تو
وہ اُسے لیلے۔ اگر غریب ہے تو اپنے اوپر خرچ کرے ورنہ زیادہ محتاج

لوگوں پر صرف کرے۔

کشف المحجوب میں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ انصار اپنے دلوں میں رشک نہیں پاتے ہیں اور مہاجرین کو ہر چیز میں مقدم رکھتے ہیں مگرچہ خود ان پر فاقہ مستی طاری ہو وہ ایثار کرتے ہیں اور اپنی حاجتیں اٹھائے رکھتے ہیں۔

احیائے العلوم میں ہے۔ حضور سرکار دو عالمؐ نے فرمایا کہ اللہ کی بزرگی و برتری کی بے شک تین سو عادتیں اور اوصاف ہیں پس جو شخص ان میں سے ایک ہی صفت سے اسکا قرب حاصل کریگا جنت میں داخل ہوگا ان میں اللہ کے پاس ایک پسندیدہ صفت سخاوت ہے۔

رسالہ قشیریہ میں درج ہے بروایت حضرت عائشہؓ آنحضورؐ نے فرمایا کہ سخی خدا سے نزدیک لوگوں سے نزدیک اور جنت سے قریب ہے اور جہنم سے دور ہے اور اسکے برعکس بخیل خدا سے دور۔ لوگوں سے دور۔ جنت سے دور ہے۔ اور جہنم کے نزدیک گنوار سخی خدا کو بخیل سے زیادہ پیارا ہے۔

کبھی ایسا ہوتا کہ پیر برحق ہر کسی کو اسکی قدر و منزلت کے موافق کچھ بطور ہدیہ دیتے۔ مثلاً گھوڑا نذر میں آتا تو اسی کو بطور ہدیہ دیتے جو اسکو پال سکتا اور متمتع ہوتا۔ پوشاک بھی بموافق حالات عطا فرماتے۔

مولانا سعدالدینؒ نے لکھا ہے کہ سخاوت منبع فیضان ہے اسکا بدلہ نہیں مانگا جاتا۔ جسکو ظاہری لالچ مثلاً بابت مشہوری یا تعریف کے لئے سخاوت کرے اسکا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ سخی نہیں کہلاتا۔

ہم ہمہ محتاجِ این دائی کفایت او کنند
زانکہ اسم کافی اللہ رامظہر شد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر برحقؒ میری تمام ضرورتوں اور حاجتوں کو پورا کرتے ہیں کیونکہ وہ اللہ کے اسم کافی کے مظہر ہیں۔

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میں عمر بھر آپکی صحبت میں رہا اور ہر امر میں محتاج کی طرح دستگیری طلب کرتا رہا چنانچہ آپ نے صحبت کے برسوں میں میری حاجتیں پوری کیں۔

رسالہ والدیہ میں تاکید کی گئی ہے کہ کسی محتاج کی مدد کرنا نور علیٰ نور ہے خاصکر اس جماعت کی مدد کرنا جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوں میں پسند فرمایا ہے۔ تاکہ انکی تمام تر توجہ خدا کی طرف رہے۔ ایسی حالت میں انکا دل شیشہ کی مانند جمال الٰہی کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہی انکی ضرورتوں کو پورا کرنے والا انکے دلوں کو اللہ کی طرف متوجہ کرنے والا۔ وہ اللہ کے نام الکافی کا مظہر ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس صفت سے متصف ہونے کے بعد وہ اللہ کا شکر گذار ہو تاکہ وہ سمجھے اور یقین رکھے کہ یہ کام اس نے نہیں بلکہ خود اللہ نے کیا ہے اور وہ درمیان میں بطور آلہ تھا۔

حدیث پاک میں ہے جو اللہ کی صفتوں میں سے کسی صفت سے

موصوف ہوجائے جہنم سے اسکا کوئی واسطہ نہیں رہیگا - یہاں مترجم احقر مذنب ذلیل محمد خلیل اپنے ایک مرشد کے کلام کا حوالہ دیتا - مناسب سمجھتا ہے اسمیں شک نہیں کہ شک ذات وصفات میں -

اسکا کوئی شریک وسہیم نہیں - حصہ دار نہیں - وہ واحد و یکتا ہے ہاں ان صفات کا عکس جسپر پڑ جائے وہ خدائی کام کرنے لگتا ہے بقول حکیم الامت مرد قلندر حضرت اقبال علیہ الرحمۃ یہ اولیاء اللہ خدائی امور میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہاتھ بٹاتے ہیں - اسکی مثال یوں دی جاسکتی ہے کہ ایک طرف آگ گرم ہے لال سرخ - اسکی خاصیت ہے جلانا - دوسری طرف لوہے کا ایک ٹکڑا ہے کالا سرد اور ٹھنڈا - اسکو آگ میں ڈالکر ہم دیکھتے ہیں کہ آگ کی صحبت سے اسکی

ہیئت ہی بدل گئی - باہر نکالا تو دیکھا سرخ ہے گرم ہے اور جس چیز سے مس ہو جائے اسکو جلادے - گویا اس لوہے کے ٹکڑے میں آگ کی خاصیت پیدا ہوگئی - یہی حال دوستانِ خدا کا ہے - اللہ کے حضور رہ کر یہ اسکی صفات کا پرتو اور عکس اپنے میں قبول کرکے انہی اوصاف سے متصف ہوتے ہیں حضرت علامہ خاکی رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ بالا شعر اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اللہ الکافی کے اولیاء اللہ خصوصًا پیر برحق صاحب حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ العزیز مظہر بن کر حاجت روا بن گئے - اسی لئے علامہ موصوف کے خلیفہ خاص حضرت ابوالفقراء نصیب الدین غازی رحمۃ اللہ علیہ نے پیر کامل کی مدح کرتے ہوئے فرمایا ہے ؎

گرداں روا ہر حاجتم یا شیخ حمزہ پیر ما رحمۃ اللہ علیہ - -

یاسے احتیاج ہے عدد داریم ما شیئاً للہ شیخ حمزہؒ پیر ما یاد رہے
یہ کمالات سب عطائی ہیں ذاتی نہیں۔ بقول حضرت سعدی علیہ الرحمہ سے

جمال ہم نشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

اے دوست جانلے کہ بقول حضرت پیر رومیؒ سے

فاعل ہر شے خدا است

مکرر پیر رومیؒ اس موضوع کو ایک اور طرح پیش کرتے ہیں۔ تمثیل یوں ہے
کہ آپ کسی بادشاہ عادل حاجت روا کے سامنے اپنی حاجت لیکر جاتے
ہیں باریابی حاصل کرنے کیلئے کئی ڈیوڑھیوں سے گذرنا پڑتا ہے ہر ڈیوڑھی
پر دربان بیٹھے ہیں۔ ہر فن مولا صاحب اختیار! وہ پہلے ہی دروازے
پر آپ کی عرضی لیکر آپ کی حاجت پوری کرتے ہیں بحکم بادشاہ موصوف!!
اگر آپ کی حاجت روائی وہیں ہوگئی تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اب آپ کے
اختیار میں ہے کہ واپس مڑیں یا بادشاہ کے دربار کی زیارت کریں اور
وہیں سے آپکی حاجت برآری ہو جائے۔ واللہ اعلم

حضرت پیر برحقؒ فرماتے ہیں کہ اگر میں کبھی دوستوں سے کوئی چیز طلب کرتا ہوں اسمیں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے ورنہ میرے دل میں روپے پیسے کا خیال بالکل آتا نہیں۔

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر برحق فرماتے تھے کہ مدت سے مجھے نفسِ مطمئنہ کی دولت حاصل ہوئی ہے دنیا سے مجھے کوئی رغبت نہیں نہ لذات کی تمنا۔ کبھی مصلحتاً کسی ایسے دوست سے چیز طلب کرتا ہوں جن پر میری دسترس ہے تاکہ نفس میں غرور۔ ریا۔ نمائش جیسی بُری عادتیں پیدا نہ ہوں اور انکو بھی ثواب حاصل ہو اور اللہ کی رضامندی کا باعث بن جائے۔

عوارف المعارف میں ہے کہ بعض لوگوں نے النوری کو ہاتھ پھیلا کر مانگتے دیکھا۔ کسی نے اسکو بُرا منایا اور حضرت جنیدؒ سے یہ بات بتائی گئی آپ نے فرمایا اسمیں یہ مصلحت ہو گی کہ وہ اوروں کو ثواب میں شامل کرنا چاہتا ہے۔ کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ لینے والے کا ہاتھ اوپر والا ہاتھ ہوتا ہے کیونکہ وہ ثواب عطا کرتا ہے۔

یہ سچ ہے کہ قرآن میں لکھا ہے کہ لا یسئلون الناس الحافاً وہ لوگوں سے لپٹ لپٹ کر نہیں مانگتے ورنہ حضورؐ پاک نے بھی صحابہؓ کبار سے آخرت میں اجر حاصل کرنے کے لئے طلب کیا۔

حضور پاکؐ نے فرمایا اپنی حاجتیں شگفتہ رو اور خوبصورت لوگوں

سے مانگو مرشدوں نے تین وجوہ کی بنا پر سوال کرنا جائز قرار دیا ہے ۔

(۱) دل کی فراغت کے لئے جیسا بالکل ضروری ہوا انہوں نے کہا ہمارے پاس اتنا وقت نہیں کہ دن رات اسکے انتظار میں صرف کریں ۔

(۲) دست سوال پھیلائیں تاکہ ذلت برداشت کریں ۔غرور سے آزاد ہوں حضرت جنیدؒ نے ابوبکر شبلیؒ سے فرمایا جاؤ تکبر ہٹانے کے لئے بازار میں بھیک مانگ ۔ یہانتک اسکو کبھی کچھ بھی نہ ملا ! دیکھو یہ تمہاری قسمت ہے پیر نے فرمایا یہ نفس کو قابو کرنا تھا ۔ کمانے کیلئے نہیں

(۳) خدا کے احترام کے لئے لوگوں سے بھیک مانگتے تھے ۔کیونکہ سب مال و دولت خدا کی ہے اور یہ خدا کی طرف سے اسکے کارکن ہیں ۔ خدا کے لئے مانگنا ثابت کرتا ہے کہ سائل خدا کے حضور میں حاضر ہے اور یہ خدا سے روگردانی نہیں ۔(شیئاً لِلّٰہِ کی صحیح تاویل ۔مترجم)

عوارف المعارف میں عوف بن عبد اللہ السعودی کا ذکر ہے اسکے تین سو ساٹھ دوست تھے ۔ روز آنہ ایک کے پاس رہتے ۔ دوسرے صاحب کے سات بھائی تھے ۔ وہ ہفتہ میں ان کے پاس جاتے باری باری !

احیاء العلوم میں ہے کہ حلال و حرام کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں اہل شریعت کے لئے ہے ۔اب جسکا لقمہ مقرر ہے وہ بغیر حلال سے نہیں کھاتا جو کھانے میں وسعت دکھائے اسکے لئے فقہ کی کتابوں کا مطالع ضروری بن جاتا ہے ۔

چار اشخاص کیلئے کسب چھوڑ دینے کا مشورہ ہے۔(۱) اس عبادت گذار کیلئے جو جسمانی عبادات میں مصروف ہو یا باطنی طور سیر کرتا ہے۔(۲) وہ جو ظاہری علم سیکھتا ہے دینی معاملات میں نفع پہنچاتا ہے مثلاً مفتی، مفسر (۳) وہ جو دنیوی بہبودی کا کام سرانجام دیتا ہو مثلاً بادشاہ، قاضی وغیرہ۔

حضور پاکؐ کو ارشاد ہوا کہ رب کی پاکیزگی بیان کر اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جاؤ آپؐ سے یہ نہیں کہا گیا کہ تاجروں میں سے ہو جاؤ۔

حضرت ابوبکرؓ جب امیر المؤمنین بن گئے تو آپ کو مشورہ دیا گیا۔ کہ آپ تجارت کرنا چھوڑ دیں چنانچہ آپؓ بیت المال سے روزینہ لیتے جو بچ گیا وہ بیت المال میں جمع کرا دیا۔ لینے والے کو وہی ثواب حاصل ہے جو دینے والے کو ہے بشرطیکہ لینے والا دین کی مدد کرے اور دینے والا خوشدلی سے دیدے۔ اسمیں بہترین منصف اسکا دل ہے وہ قلب کی کیفیت کی طرف نگاہ رکھے۔

حضرت پیر بر حقؒ نے فرمایا کہ نذر و ہدیہ میں بے تکلف ہونا سنت نبویؐ میں داخل ہے ورنہ مجھے سیم و زر کی کوئی حاجت نہیں ہے نہ کھانے کی خواہش۔

پیر کامل کسی مقررہ لباس کے پہننے کو بابرکت نہیں سمجھتے بلکہ سنت کے خلاف جانتے تھے خالص ریشم یا زعفرانی رنگ کے بغیر ہر رنگ قبول فرماتے لباس زینت غرور یا فخر کیلئے نہیں پہنتے تھے۔

روضۃ الاحباب میں درج ہے کہ حضور پاکؐ ہر قسم کا لباس زیب تن کرتے مثلاً کرتہ قمیص، شلوار، چادر، تہہ بند، لباس قلمکار یعنی چھینٹ یا سادہ، قبا، پوستین، موزہ، نعلین استعمال میں لاتے تھے بعید یں میں قیمتی لباس پہنتے تھے ایک رشادا جبہ اور قبا تینتیس اونٹ بچکر لادئے آپ ایکدفعہ پہنا۔ ایک اور موقعہ ہر جبہ اور قبا بیتس اوقیہ میں خریدا گیا تھا یعنی دو سو تنتیس تولے سونے کے عوض وہ بھی زیب تن فرمایا کبھی فرماتے ہمارے لئے کپڑا اپنا جائے۔

زبدۃ الفقہ میں درج ہے کہ قیمتی کپڑے پہنے میں حرج نہیں مگر دیکھنا یہ ہے کہ غرور پیدا نہ ہو اور حقوق کی ادائیگی میں رکاوٹ نہ آئے۔

احیاء العلوم میں درج ہے بروایت حضرت عائشہؓ کہ ایک دفعہ حضور رسالتمآبؐ سے ملنے دروازے پر آیا۔ آپؐ کو حضرت

حضرت عائشہؓ نے دیکھا کہ ریش مبارک یعنی داڑھی کا سنوار کر اور کپڑے سنوار کر نکلے تو حضرت عائشہؓ نے سوال کیا۔ کیا آپ بھی بن ٹھن کر ملنا پسند فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اللہ پاک نے اپنے بھائیوں سے بن ٹھن کر ملنے کا حکم دیا ہے اس سے وہ خوش ہوتا ہے۔ ایسے نہ ملو جس سے انکے دل میں نفرت پیدا ہو جائے اور وہ آپ کو حقیر سمجھیں یہ سب نیت پر موقوف ہے باطنی احوال کا تعلق خدا اور بندہ سے ہے۔

نفحات الانس میں شیخ ابو مسعودؒ کے بارے میں درج ہے کہ آپ صدقہ نذر و نیاز لیتے تھے۔ ایکدفعہ ایک شخص نے آپ کے سر پر تین سو دینار قیمتی ایک دستار دیکھکر خیال کیا کہ درویش کیوں اتنی قیمتی پگڑی پہنتا ہے۔ ابو مسعود کو بکشف معلوم ہوا۔ فرمایا لیلو اسے بیچکر درویشوں پر خرچ کرو۔ اسنے پُرتکلف کھانا بنوا کر سب کو کھلایا۔ اندر گیا تو وہی دستار شیخ کے سر پر دیکھکر حیران رہ گیا۔ فرمایا تمہیں تعجب کیوں ہو رہا ہے فلاں امیر آدمی سے پوچھو تمکو یہ صافہ کہاں سے ملا ہے اسنے دریافت کیا تو امیر نے اپنا واقعہ سنایا کہ ہمارا جہاز پچھلے سال بھنور میں پھنس گیا ہمنے منت مانی نذر رکھا کہ پیر کامل کے لئے قیمتی دستار بطور ہدیہ یہ لے جائینگے۔ چنانچہ چھ ماہ سے ہم ایسے صافے کی تلاش میں تھے۔ اچانک فلاں دکان سے یہ پگڑی مل گئی اور اپنے مرشد کے نذر کی۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے سر پر دستار کوئی اور باندھتا ہے!

سفیان ثوریؒ کہتے تھے کہ پرہیزگاری کمبل پہننے اور جو کی روٹی کھانے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ دُنیا کے ساتھ بے رغبتی اور اپنی خواہشیں کم کرنے میں ملتی ہے حضرت شیخ سعدیؒ خوب فرماتے ہیں سے

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح سجادہ و دلق نیست (مترجم)

گفت معذورم من و ناچار باید مرکبے
فخر و نخوتے نے مرا پیدا ازین جودر شد است

حضرت پیر برحق رضؓ فرماتے تھے کہ معذور ہوں پائے مبارک تھوڑا خم ہونے کی وجہ سے اسلئے سواری کی ضرورت پڑتی ہے ورنہ اپنے لطف اندوزی اور دکھاوٹ کیلئے جودر پر سوار نہیں ہوتا ہوں۔

آپ کے پاس ایک خوش رفتار گھوڑا تھا جسکا نام جودر تھا آپ قل سیرو فی الارض کے حکم کے تحت سیر و سیاحت تبلیغ دین کے لئے نکلتے اور باطنی حکم بھی تھا کہ آپ سیر و سیاحت کریں۔ چنانچہ عابدوں کے مزارات اور رجال الغیب سے ملاقات کے لئے سفر کا حکم ہوا۔ یں نے خدا سے التجا کی کہ مجھے گھوڑا رکھنے کی استعداد نہیں ہے۔ الہام ہوا کہ انتظام ہوگا چنانچہ جو مرنا لانے کی توفیق و استطاعت نہیں رکھتا وہ گھوڑا لیکر آتا۔

ہر سال گھوڑے بکثرت آتے اور آپ بانٹ دیتے۔

حضور پاکؐ نے فرمایا مومن کو سواری کے حیوان کا غم ہوتا ہے اور منافق کو صرف اپنے پیٹ کی فکر ہوتی ہے۔ اسی سواری کا کتنا حق ہے جہاں ہم چاہیں ادھر یہ ہمیں لے جاتا ہے۔

خواجہ بہاؤالدین نقشبندیؒ کے ملفوظات میں درج ہے۔ کہ آپ اپنے گھوڑے یا سواری کی خوب دیکھ بھال کرتے تھے۔ آپ پہلے دوست کی سواری کی دیکھ بھال فرماتے کہ اسی نے اس دوست کو ہمارے پاس لایا ہے۔

گفتے نے میل مریدان دارم اما چون کنم
کہ بجای ردِ سائل منع لا تنہر شد است

حضرت پیر برحق فرماتے۔ کہ مجھے مرید بنانے کی خواہش نہیں کسی کو۔ مگر حکم خدا ہے کہ سائل کو نہ دھتکارو ......!

قرآنی ارشاد ہے واما السائل فلا تنہر۔ طالب کو دھتکارنا منع ہے تفسیر کاشفی میں لکھا ہے کہ سائل کو محروم نہ کرو کسی کی مدد کے لئے تیار رہو۔

اللطیفۃ الغیبیہ میں درج ہے کہ عارف کامل اگر اپنا راز کسی کو سنائے وہ یقین نہیں کریگا کیونکہ وہ راز اسکی سمجھ سے بالاتر

ہوگا اور اگر اس راز کو آگے نہ لے جائے تو خدائی حکم کی خلاف ورزی ہوگی
اللہ کا ارشاد ہے کہ اے پیغمبر خدا! جو کچھ آپ پر وحی ہوا ہے وہ لوگوں
تک پہنچائیے۔ ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی ٹولی عوام میں دین کا
پرچار کرے اور انکو ڈرائے تاکہ وہ بچ سکے۔ (مفہوم)۔ کتنا برا ہے وہ جو تنہا
کھائے اور غلام کو ٹکڑے چننے سے بھی روکے اور پیٹے۔ عالم کو جاہل
کی سطح پر اتر ا اسکو عالم بنانا چاہیئے۔ مرشد کو اسی پر عمل پیرا ہو کر مرید
کی مدد کرنی چاہیئے۔

رسالۂ اقبالیہ میں درج ہے کہ مرشد کو یہ نہیں کہنا چاہیئے
کہ میں مرشد ہوں اور ہدایت کرونگا ہدایت کرنا پیغمبروں کا کام ہے
ہاں مرشد کے پاس جب کوئی مرید بننے آئے اور مکمل طور پر مخلص
ہو تو اسکی تربیت میں دل و جان سے لگ جائے۔

وہ امر و نہی سے اسکو واقف کرے۔ نیک بختی مرشد کے ہاتھ میں
نہیں ہے۔ یہ سب اللہ کی عنایت پر منحصر ہے۔

اللہ فرماتا ہے کہ آپ جسکو چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے ہدایت
کرنا میرے ہاتھ میں ہے۔ ہاں امید رکھے اور کام میں مشغول رہے

حالتے دارم کہ نتوانم نہفت و نیز گفت!
مے ندانم لقمہ شیرین است یا خود مرشد است

جناب حضرت پیر برحقؒ فرماتے ہیں کہ میری حالت ایسی ہے نہ چھپا سکتا ہوں اور نہ ظاہر کر سکتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ لقمہ میٹھا ہے یا کڑوا یہ حقیقت ہے کہ مرشد کی بھی بشریت کی قید سے آزاد ہو کر یہ نہیں جانتے کہ کھانے کی لذّت کیسی ہے کیونکہ اُن پر سُکر اور غلبۂ حال ہوتا ہے

حضرت خواجہ علاؤالدّین عطارؒ حضرت خواجہ نقشبندؒ کے بارے میں فرماتے کہ گاہے آپ کسی کی حالت ایک ہی نظر سے بدل دیتے تھے

؎ آنکہ خاک بہ نظر کیمیا کنند ...... الخ

ایسے بھی درویش دیکھے جو لذّت کھانے کی محسوس نہیں کرتے تھے۔

ایک ایسا درویش کچھ غیر معمولی چیز کھایا تھا۔ پوچھا گیا یہ کھانے کی کونسی چیز ہے آپ نے فرمایا دل گرفتگی کا ایک مزہ ہوتا ہے دل کی شگفتگی کا دوسرا مزہ ہوتا ہے۔

حضرت سلطان العارفین پیر برحق رحمۃ اکثر فرماتے کہ مجھے افسوس ہے کہ لوگ میری دگرگوں حالات دیکھ کر بدگمان ہو کر اکثر دوزخی بن جاتے ہیں۔ جب آپ کو سنایا گیا کہ کچھ لوگ آپ کے بعض حالات اور الفاظ مبارک پر تنقید کر کے بدظن ہو کر آپ پر جھوٹے الزامات لگاتے ہیں اور اپنی مجالس میں اس پر بحث وتمحیص کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ مجھے مکاشفہ دکھایا گیا کہ بہت سے لوگوں پر عذاب کیا جاتا ہے۔ اسلئے کہ وہ مجھ سے بدظن ہو کر جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ اس دن سے مجھے افسوس ہوا کہ میری وجہ سے کچھ لوگ گنہگار ہو جاتے ہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو ظن رکھنے سے پرہیز کرو کیونکہ بعض گمان رکھنا گناہ ہے۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مومن کے بارے میں بدگمانی کرنا حرام ہے غیبت یا بہتان باندھنا گناہ کبیرہ ہیں۔ ان گناہوں پر اصرار کرنا اور بیّن حرام صفتوں کا حلال جاننا کفر کی طرف لے جاتا ہے۔ کفر کی وجہ سے انسان جہنمی بن جاتا ہے اللہ سب کو بچائے ایسے گناہوں سے! آمین۔

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میری لبساط کیا کہ میں پیر کاملؒ کے کرامات و مقامات کے بارے میں تحریر کروں جبکہ اس قصیدہ کی تنگ دامانی بھی اسمیں رکاوٹ بنی ہے۔

فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کرامات و حالات جو میرے مشاہدہ میں آئے تحریر کیے۔ مگر اپنی بے بضاعتی اور کم مائگی کا احساس دل کو کریدتا رہا۔

چنانچہ ایکدفعہ پیر پیر حقؒ نے اللہ کا شکر بجالائے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے ایسے مراتب عطا کیے ہیں جنکا بیان کرنا اس رتبہ کے مقابلے میں عیب ہے اور شرم کی بات لیکن اے خاکیؒ! چونکہ تم نے اپنی استعداد کے مطابق ان حالات کو بیان کیا ہے اور اس قصیدہ میں اہل سلوک کیلئے ضروری مسائل بھی درج ہیں۔ اسلئے ہمنے اسکو پسند کیا ہے ورنہ کسی کی طاقت یا مجال نہیں کہ میرے اسرار اور اوصاف کو مفصل طور سمجھ سکے اور بیان کر سکے۔

یہ وہ عالی مقام ہے جو وراثت کے طور پر جناب رسالتمآبؐ سے انکو ملا ہے۔ یعنی یہ حدیث مبارک کہ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل (فرمایا حضور پاکؐ نے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کبھی ایسا وقت بھی پیش آتا ہے جبکہ کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل میری ہمسری نہیں کر سکتے)

اس سلسلہ میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

بارک اللہ من مقامات مشایخ خواندہ ام
حال او با حال ایشان مستوی یکسیہ شد است

اللہ برکت و رحمت عطا کرے۔ میں نے مرشدان کاملؒ
کے حالات اور مقامات کے بارے میں واقفیت حاصل کی ہے
اور اس بات کا مشاہدہ کیا۔ کہ میرے مرشد کامل اور دیگر حضرات
شائخ کے مقامات و حالات سراسر برابر اور ہم پلہ ہیں یہ حضرت علامہ
خاکیؒ کا بیان ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ مجھے چند سال پیر کامل کی خدمت
میں حاضر رہنے کا اتفاق ہوا۔ اس عرصے میں سابقہ اولیائے
کاملینؒ کے حالات پڑھے۔ مثلاً حضرت بایزید بسطامیؒ کے مقامات
کے بارے میں دستور الجمہور کا مطالعہ کیا۔ اس طرح حضرت میر
سید علی ہمدانیؒ کی کتاب خلاصۃ المناقب سے آپ کے مقامات
کے بارے میں واقفیت حاصل کی۔ رسالہ اقبالیہ میں اور ملفوظات
شیخ علاء الدین سمنانیؒ سے استفادہ کیا۔
تذکرۃ الاولیاء اور نفحات الانس بھی زیر مطالعہ رہے

مثنوی مولانا روم کا بھی مطالعہ کیا ۔ ان تمام کتب سے مجھ پر یہ بات واضح ہو گئی کہ الفقراء کنفس واحدۃ (فقیر لوگ نفس واحد کی طرح ہیں) یعنی یہ سب اللہ کی عنایت اور قدرت کے مظہر ہیں ۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جسکے ذریعہ اپنے پیر برحق کی صحبت شریف کی نعمت کا شکریہ ادا کرتا ۔

ہمچو قسم کتب کے مطالعہ کے بعد خاکی صاحب فرماتے ہیں کہ میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ کیوں نہ میں بھی وہ تمام حالات پیر کامل کے قلمبند کروں جو انکی نیک صحبت میں رہ کر میرے مشاہدہ میں آئے ہیں ۔ میری مدعا یہ ہے کہ سب عقیدتمند اور مریداں پُر خلوص پیر کامل کے مقامات سے کماحقہ آگاہ ہو جائیں اور یقین رکھیں کہ جو کمالات دوسرے مشائخ حضرات دکھا چکے ہیں وہ سب ہمارے پیر کامل کی ذات الاصفات میں موجود ہیں چاہے ظاہر ہوئے ہوں یا نہ !

حضرت سلطان ولدؒ نے اپنی مثنوی میں تحریر فرمایا ہے کہ ہر نبی اور ہر ولی معجزات اور کرامات کی قدرت رکھتے ہیں ۔ یہ اصحاب وقت کے تقاضہ کے مطابق اپنے کمالات کا اظہار فرماتے ہیں اگر ایک نے شق القمر کیا تو دوسرے نے مردہ زندہ کر کے دکھایا ۔ طبیب ہر بیمار کو اپنے مرض کے مطابق دوائی دیتا ہے ۔

اولیائے کرام خدا کے مظہر ہیں اور آلات جسطرح کاریگر بڑھئی گلسکار ہاتھ میں اوزار لیکر کام کرتا ہے اسیطرح یہ اللہ کے اوزار

ہیں کام کا فاعل (کرنے والا) خدا ہے۔ جسطرح قلم لکھنے والے کے ماتحت رہ کر دفتروں کے دفتر سیاہ کرتا ہے۔

انبیاء سے معجزات حالات کے تقاضا کے موافق ظہور پذیر ہوئے اور مخالفین کو دم بخود کر دیا۔ بھلا جسطرف خود اللہ ہو وہاں کمزوری کہاں ہو سکتی ہے۔ آلہ خود لے اختیار ہے اختیار والا خدا ہے۔ پانی نالی سے بہتا ہے مگر یہ پانی کا منبع نہیں۔ اسکا منبع تو چشمہ یا دریا ہے۔ سبب کو چھوڑ کر سبب ساز کو دیکھو۔

(نوٹ) جو پیر و مرشد کے کرامات پر یقین نہیں رکھتے انکے اعتراضات کا جواب مندرجہ ذیل اشعار میں ملاحظہ کیجئے۔

منکر اربا ور ندارد ایں کرامت دور نیست
کے بہ بوجہل سیہ دل معجزہ باور شد است

حضرت علامہؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کرامات پر یقین نہ رکھتا ہو اور منکر ہو تو تعجب نہ کیجئے۔ ایسا معاملہ حضور سرور کونین ؐ کے ساتھ بھی ہوا ہے۔ جب سیاہ دل بوجہل معجزات سے انکاری ہوا۔
لفظ این سے مراد ہر کرامت جو ولی سے وقوع پذیر ہو لجۃ الدرار میں حضرت جامیؒ نے بھی ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے جسکا مفہوم یہ ہے

کہ جس طرح کافروں کو انبیاء کے معجزات پر یقین نہیں اسی طرح منکرین اولیاء اللہ کی کرامات کو نہیں مانتے ہیں۔

مقامات خواجہ بہاؤ الدین نقشبند میں مذکور ہے صداقت شعار حضرات کا عقیدہ بلکہ مذہب ہے کہ جو ولی کی کرامت ہے وہ نبی کا معجزہ ہے ولی کی ولایت کا ثبوت اسکی کرامات سے ملتا ہے مگر اسکا سنتوں پر ثابت قدم ہونا لازمی امر ہے۔

علم تصوف میں علماء کرام نے کرامات کو حق مانا ہے گو کبھی یہ کرامات بعض اوقات معجزات کے زمرہ میں داخل ہوتی ہیں۔ لیکن چونکہ اولیاء سے سرزد ہوتی ہیں اسلئے کرامات میں شمار ہونگی۔ مثلاً پانی پر چلنا، حیوانوں کی باتیں سننا۔ طے مکان حاصل ہونا کسی مخصوص سے کا غیر جگہ اور غیر وقت میں ظاہر ہونا جیسے غیر موسم میں میوہ جات کی موجودگی، گرمائی فروٹ سرما میں یا ایک ملک کی اشیاء دوسرے ملک میں وغیرہ۔

نفحات الانس میں جناب حضرت شیخ الشیوخ سہروردیؒ کے بارے میں درج ہے۔ کہ آپ اس بات پر اعتقاد رکھتے تھے کہ آنحضورؐ کی امت کے اولیاء کیلئے ضروری ہے کہ وہ صاحب کرامت ہوں اور مستجیب الدعوات یعنی انکی دعائیں جلدی قبول ہوتی ہیں۔ دراصل اولیاء اللہ کی کرامت معجزات کا بقیہ ہیں۔ جو صاحب شریعت ولی نہ ہو اس سے کرامت کا ظہور محض ایک فریب ہے۔

نفرتِ ناقص زغیر جنسیّت از نقصِ اوست
آنکہ آں وحشی ز مردم آدمی متنفر شد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ناقص آدمی مرشد کی صحبت سے فائدہ نہیں اٹھاتا یہ اسکی اپنی کمزوری ہے اور اگر اُسے ایسے نیک سیرت صاحب کی ہمنشینی پسند نہیں۔ تو اسمیں تعجب کی کوئی بات نہیں کیونکہ انسان سے جنگلی جانور دُور ہی بھاگتا ہے۔

سچ تو یہ ہے۔ کہ جو مرشد کی صحبت سے فیضیاب نہ ہوا وہ دراصل مرشد کا رد کیا ہوا ہے اور جو مرشد کی کرامت نہیں دیکھتا اسکو معلوم نہیں کہ مرشد سر سے پاؤں تک صاحب کرامت ہے۔ وہ ایسے شخص کو اپنی مجلس میں باریابی دینا نہیں چاہتا اسلئے کرامت اُس سے پوشیدہ رکھتا ہے۔ دراصل ان اللہ جمیل ویحب الجمال اللہ خود حسین ہے اور حُسن کو پسند کرتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ کہ یار کی قدر و منزلت بہت بلند ہے۔ اور میں پست ہوں۔ میرا ہاتھ اسکے دامنِ وصل تک نہیں پہنچ پاتا۔

حضرت قاکیؒ منکر اولیاء سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ اے منکر! میرے مرشد کاملؒ کی بزرگی سے انکار کرنے والے اور انکے حالات کا اقرار نہ کرنے والے یہ انکار تمہیں کفر کی طرف کھینچ لیتا ہے بھلا تم نہیں جانتے کہ فنافی اللہ ولی سے اللہ کی صفات ظہور پذیر ہوتی ہیں۔

مولا صفات مومن یا ولی سے انکاری ہونا خدا کی خدائی میں نقص نکالنے کے مترادف ہے اسلئے کہ یہ انسان کو کفر کی طرف لے جاتا ہے اگر ایک کاریگر کی کسی شے کی آپ نے تعریف تو یہ بالواسط کاریگر کی تعریف ہوئی اور اگر کوئی نقص نکالا تو خود کاریگر پر حملہ ہوا۔ اللہ بچائے۔ مترجم

لفظ ولایت ولی سے لیا گیا ہے۔ ولایت کی دو اقسام ہیں۔

نمبر ۱ ولایت عمومی جو تمام مومنوں کو انکے رتبے کے مطابق ملتی ہے۔ ولایت خصوصی جو خاص واصل شدہ سالکوں کو حاصل ہوتی ہے۔ یہ وہ بندۂ خدا ہے جو خدا کی ذات میں فنا ہوا ہے۔ ایسا شخص اپنی ذات فنا کر کے خدا کی صفتوں سے متصف ہوتا ہے۔ سچ ہے کہ انسان کو خدا سے لفظ انسان نام ملا ہے باقی خدا ہی خدا ہے۔

ولی وہ ہے جو اللہ سے بقا پائے ہمیشہ کی زندگی اور اللہ کے ناموں اور صفتوں سے ظاہر ہوئے

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کار کشا کار ساز
(علامہ اقبالؒ)

خواجہ نقشبند کے مقامات میں منقول ہے کہ جو عارفوں کے طریقہ سے منکر ہو جاتے یہ اس کیلئے یقین کی کمزوری بلکہ ایمان کی کمزوری ہوگی۔ اس کیلئے ادنیٰ ترین عذاب یہ ہوگا وہ اللہ کے دیدار سے محروم ہوگا۔

العیاذ باللہ

تفسیر قشیری میں لکھا ہے کہ قرآن شریف میں جو منکروں کے بارے میں تحریر ہے کہ جو ہماری آیات کے انکاری ہو گئے انکو عنقریب سخت آگ میں داخل کرینگے۔ جہاں انکی کھال جلاکر اسکی جگہ نئی کھال پیدا کرینگے تاکہ عذاب میں گرفتار رہیں یہ اشارہ ان لوگوں کی طرف ہے جو اولیاء کی کرامات کے منکر ہونگے اور اولیاء کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اپنے دل کی کھوٹ انکو ترک ایمان کی طرف لے جاتی ہے کرامات کو محال سمجھکر صاحب کرامات کو ایذا پہنچاتے۔ درج ہے کہ اس شعر میں "سوئے کفرے کشد" کے کافر جتلانے میں اسلئے تامل ہے کہ گو علماء کرام اسکو حکم کفر نہیں دیتے ہیں مگر اسیات پرسوں کا اتفاق ہے کہ گناہ پر ڈٹے رہنے سے مرنے کے وقت ایمان کے زائل ہونیکا اُسے خوف ہے جیسا کہ ایک گذشتہ شعر" چون یعنی صاحب وآلِ ورسول اللہ اوست" کی شرح میں واضح کیا گیا ہے۔

منکر فضلِ ولایت از زمان وجا مشو !
فضل حق را حق بہر جا ھر زمان اقدر شدہ است

حضرت علامہؒ فرماتے ہیں کہ ولایت کے معاملے میں وقت اور جگہ کی کوئی قید نہیں۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ ہر جگہ اور ہر وقت اپنا فضل و کرم عطا کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

علامہؒ اس امر کی تردید کرتے ہیں کہ ولایت اب موجود نہیں ہے یا یہ کہ اب ولی خدا موجود نہیں ہیں یا یہ کہ پہلے ہی وقتوں میں ایسی کرامات ظہور پذیر ہوئی تھیں۔ انہیں اس آیۂ کریمہ پر نظر نہیں کہ خدا تعالیٰ کا فرمان ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء (یہ خدا کا فضل ہے جسکو چاہتا ہے عنایت کرتا ہے)

اللہ نے ایسے اولیاء کو لوگوں کی رہبری کیلئے ہر ملک میں پیدا کیا ہے۔

ارشاد المریدین میں ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ زمانہ ماضی کے اولیاء کہاں سے لائیں۔ اور اسطرح انکے فیض سے محروم رہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں صحیح یہ ہے کہ متابعت کا راستہ بند نہیں ہوا ہے۔ اللہ کے نائب ہر زمانے میں موجود ہوتے ہیں۔ لہٰذا ایسے آدمیوں کی تلاش کرنا لازم ہے یہ وہ حدیث مبارک جو یوں ہے "جس شخص نے اپنے زمانے کے مقتدا اور پیشوا کو نہیں پہچانا جو جاہلیت کی موت مرا"

تفسیر قشیری میں لکھا ہے کہ خدا کا ارشاد ہے کہ چھوڑ دو انکو جو اسکے اسماء میں حد سے گذر جاتے ہیں۔ یعنی افراط و تفریط میں پھنستے والے ملحد ہوتے ہیں۔ مثلاً حلول کا قائل ملحد ہے اسیطرح جنہوں نے خدا کو

بالکل بیکار بنایا وہ بھی ملحد ہیں۔

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ وتعز من تشاء آیۂ کریم ہے جسکی رو سے اللہ جسکو چاہے عزت عطا کرے۔ اسمیں نہ وقت کا تعین ہے نہ جگہ کی شرط۔ تو اے منکر! تو ولی خدا کو کیوں حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

نفحات الانس میں لکھا ہے بحوالہ کشف المحجوب کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور دو عالمؐ کے دلیل قاطع کو پائیدار و مستحکم بنایا ہے اور اولیاء اللہ کو اسکے ظاہر کرنے کا ذریعہ کر دیا ہے۔ تاکہ حضور کا مشن قائم و دائم رہے اور آپ کی علامتیں اور دلائل ظاہر ہوتی رہیں۔ یہی جماعت سنت رسول اللہؐ کو قائم رکھتی ہے۔ سچی پیروی کے ساتھ اور اللہ انکو حضورؐ کے تتبع میں ذی عزت بناتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ یہ اولیاء اپنے نفس کو قابو میں رکھتے ہیں۔ انکی برکت سے بارش ہوتی ہے۔ یہ زراعت کافی ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوتی ہے۔ یہ تعداد میں چار ہزار ہیں۔

کشف المحجوب کے بارے میں درج ہے کہ انکی برکت سے بارش ہوتی ہے یہ اپنے آپ سے اور [illegible] رہتے ہیں اور لوگوں سے یعنی اپنے حالات مفصل طور نہیں جانتے دوسروں کے حالات سے باخبر ہوتے ہیں۔

رسالہ قشیریہ میں درج ہے۔ کہ بدبختی کی نشانی یہ ہے کہ عالم عمل سے محروم رہے عامل خلوص سے عاری ہو اور آدمی اولیاء کا احترام نہ کرے۔

سہل بن عبداللہ نے ایک نانبائی کے بارے میں سنا کہ وہ صاحب ولایت ہے اسکی زیارت کا شوق ہوا۔ اسکو اپنے ہاتھ سے ڈاڑھی کو خلال کرتے دیکھکر اسے حقیر سمجھا۔ جب علیک سلیک ہوئی تو نانبائی نے کہا کہ میں آپ سے نہیں بولونگا کیونکہ تم نے مجھے حقیر سمجھا۔

ایک اور صاحب کو حکم ہوا کہ جب ولی سے ملو تو احترام کرو۔

عوارف المعارف میں ہے کہ عزت نفس گو تکبر کے مشابہ ہے مگر تکبر سے مختلف ہے۔ انکساری میں ریا یعنی دکھاوٹ کا شک ہوتا ہے۔

دونوں باتوں میں احتیاط لازم ہے اللہ فرماتا ہے کہ ساری عزت اللہ اسکے رسول اور مومنوں کیلئے ہے مومن اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے عزت نفس کا خیال رکھے۔

خواجہ حسن بصری سے کسی نے پوچھا آپ کو عظیم کس نے بنایا آپ نے فرمایا میں عظیم نہیں ہوں البتہ عزت والا ہوں جن کو اللہ عزت دے وہ ناحق زمین پر تکبر نہیں کرتے بلکہ ان سے کبریائی حق ظاہر ہوتا ہے۔

ہم یہ یہدی من یشاء مطلقا تقلید نیست
از چہ در انکار تفت سخت چون مرمر شدہ است

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ آیت یہدی من یشاء کا مطلب ہے۔ مطلب یہی ہے کہ اللہ جسے چاہے راہ دکھائے اسمیں کوئی شرط عائد نہیں کیگئی ہے۔ تو اے منکر! تو پیر برحق کے انکار میں کیوں سنگ مرمر کی طرح سخت ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اکثر مقامات پر بیان فرمایا ہے کہ میں جسکو چاہوں ہدایت سے نوازوں۔ اس میں یہ کہنا کہ یہ قرون اولیٰ کے ساتھ وابستہ ہے۔ صحیح نہیں ہے۔ کسی جگہ لینے والے کو کسی وقت بھی اس عنایت سے نوازا جاسکتا ہے۔ بعض مخالفین لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں کہتے ہیں۔ کہ ولایت کا دور ختم ہوگیا ہے وہ سخت غلطی پر ہیں۔ ان سیاہ دل منکروں سے خدا بچائے بدعقیدگی کی تعلیم دیتے ہیں اور دل کے سخت ہیں بقول حضرت قرآن کما قال اللہ تعالیٰ ثم قست قلوبکم فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ (اللہ فرماتا ہے ایسے ایسے واقعات دیکھکر بھی تمہارے دل پتھر کی طرح سخت ہی رہے

آیت لاتیئسو زا خواند ای بدگمان!
ای بنومیدی چرا نفس تو مستحجر شد است

(ترجمہ) اے بدظنی رکھنے والے تم بدگمانی چھوڑ کر آیت لاتیئسو پڑھو اور خدا کی رحمت سے نا اُمید مت ہو جاؤ۔ بتاؤ نا اُمیدی پر تکیہ لگا کر تمہارا نفس کیوں پتھر بن گیا ہے۔

اللہ فرماتا ہے کہ جو خدا کی نشانیوں اور اسکے دیدار سے انکار کر کے کافر ہو گئے وہ میری رحمت سے نا اُمید ہو گئے اور انکے لئے دردناک عذاب ہے۔

اینقدر از من کرامت دیدی و بشنیدہ
از چہ بدبختیت چشم و گوش کور و کر شد است

علامہ خاکیؒ منکروں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ دوستو ہمارے پیر کاملؒ کی اتنی کرامتیں دیکھ کر اور سنکر بھلا تم کیوں حقیقت سے آنکھیں موند کر اندھے اور بہرے ہو گئے ہو۔

خواجہ نقشبندؒ کے ملفوظات میں درج ہے کہ اولیاء کی کرامات کا انکار دراصل حضور پاکؐ کے معجزات کا انکار ہے خدا کی ارشاد ہے

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون۔ کفاراً حسداً من عند انفسہم من بعد ما تبین لہم الحق۔ (اور حق کو باطل کے ساتھ غلط ملط مت کرو اور سچ کو مت چھپاؤ در حالیکہ تم کو علم ہو۔ محض حسد اور کفر کی وجہ سے جو کہ انکے دلوں میں ہے حق کے واضح ہونے کے بعد بھی۔

دستور الجمہور میں ہے کہ شیخ بایزید بسطامیؒ کا مرید محمد راعی ہمیشہ اپنے پیر کامل کی مدح خواتی میں سرشار رہتا تھا۔

؎ مرا لطافت یاد تو زندہ میدارد
دگرنہ آتش شوق تو سوختہ جانم

(مجھکو تیرے یاد کی لطافت زندہ رکھتی ہے ورنہ میں تیرے آتش شوق میں جلکر راکھ ہوا ہوں۔)

بعض لوگوں نے اس کو ناپسند کرتے ہوئے اسکی اطلاع حضرت بایزیدؒ کو دی آپ نے محمد راعیؒ سے فرمایا کہ انکی بجائے اونٹوں کو یہ راز سناؤ وہ زندہ سے زیادہ اچھے سننے والے ہیں۔

منافقوں کے بارے میں قرآنی ارشاد ہے:۔

(مفہوم) وہ گونگے ہیں بہرے ہیں اندھے ہیں۔ بڑی خرابی اسکے لئے جو جھوٹا اور نافرمان ہو اور جب خدا کی آیتیں اسکے سامنے پڑھی جاتی ہیں وہ تکبر کرتا ہوا ان سنی کرتا ہے گویا اسکے کانوں میں ثقل ہے اسکے لیئے دردناک

عذاب ہے۔

اولیاء اللہ کو اپنے اوپر قیاس مت کرلے۔ انکا نفس دل میں تبدیل ہوا ہے اسلئے انکا حکم الگ ہے۔

سیر الطالبین میں درج ہے کہ سالک جب انتہا کو پہنچے تو دل کے عالم تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ دل کے عالم میں پہنچ کر اسکی گردش مکمل ہوگئی۔ اس حالت میں جو کچھ اسپر وارد ہوتا ہے وہ بار بار واقع ہوتا ہے۔ جیسے کسی بزرگ کے ہاتھ میں شراب شربت بن جاتی ہے ایسے شخص کیلئے شایان ہے کہ سلطان کے مال میں دخل کرلے۔ شریعت کی رو سے مثال چاہتے ہو تو سنو:۔

حدیث پاک ہے کہ حضورؐ کے پاس ایک نوجوان نے عرض کیا کیا میں روزہ دار ہو کر اپنی بیوی کا بوسہ دن کے وقت لے سکتا ہوں آنحضورؐ نے فرمایا۔ جائز نہیں۔ اسکے بعد ایک بوڑھے آدمی نے یہی سوال کیا۔ اسکو حضورؐ نے اجازت دیدی۔ گویا شریعت کے احکام حالات کے موافق بدلتے رہتے ہیں۔

ایک بزرگ کرامت کی قوت سے پانی پر چلتا ہے دوسرا ڈوب جاتا ہے
آنحضورؐ نے فرمایا اذا احب اللہ عبداً لم یضرہ ذنبؐ۔
(جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسکو کوئی گناہ تکلیف نہیں پہنچا
سکتا) اسی منزل پر فائز ہونے والے کیلئے کیا گیا ہے کہ اسکا عام گناہ مباح
کا حکم رکھتا ہے کیونکہ فرائض کی پابندی نفس کے مقام میں ہے اور اس
حال کا مالک دل کے مقام میں ہے۔ اس کے حالات کے اثرات تمام جوڑوں
پر پڑتے ہیں اور اسکا سارا وجود دل بن جاتا ہے ہو سکتا ہے اس
حال کا نتیجہ دل میں ہو۔

خواجہ نقشبند کے مقامات میں یوں آیا ہے کہ جب تم نے ابدال
کے مقام کا ارادہ کیا تو تم پر احوال کی تبدیلی لازمی ہے۔ یعنی نفس کی
مخالفت اور بشری عادات کی مخالفت مراد ہے نفسانی خواہشات پر قابو
اور مزاج کی تبدیلی! مگر یہ تمام حالات مرشد کامل کی توجہ سے ہی ظہور
پذیر ہوتے ہیں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ابدال حالات تبدیل کرتا ہے خدا سے
دوستی کی وجہ سے اسکے ہاتھ میں شراب اپنی ہیئت تبدیل کر کے سرکہ
بن جاتی ہے۔

لب اللباب میں ہے کہ جو کوئی پیر کی عیب جوئی کرے وہ عیب
خود اسکے اندر پیدا ہوتا ہے۔ جو اولیاء کو شرمندہ کرنا چاہتا ہے

خود شرمسار ہو جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک منظوم کہانی کا لب لباب بیان کرنا نامناسب نہیں ہوگا۔

سُنیئے! ایک آدمی نے مرشد کے بارے میں یہ الزام لگایا کہ وہ شراب خوار۔ مکار اور بدباطن ہے بھلا کیسے مریدوں کا فریادرس بنے گا کسی اور نے اسکو نصیحت کی کہ بزرگوں پر تہمت لگانا ٹھیک نہیں۔ وہ سمندر ہے نجاست اُسپر کیا اثر کریگی وہ تالاب نہیں کہ ہماری طرح گندہ ہوجائے اور اسکا ذائقہ رنگ و بو بدل جائے۔

تم ایسی تیز تلواروں کے ساتھ نہ ٹکراؤ اگر تالاب سمندر کا مقابلہ کرنے لگے تو اسکا وجود ختم ہوجائیگا۔

تم سورج یا چاند میں سوراخ ڈھونڈنے کی کوشش کررہا ہے اس شخص نے کہا یہ غلط ہے تم میرے ساتھ آؤ میں تمکو اسکا حال دکھاؤنگا۔ وہ گئے اور اسکے ہاتھ میں کیا جام دیکھا پوچھا اِسمیں شراب ہے اسنے کہا اُنڈیل دو۔ اسمیں سے شہد ٹپکا دشمن ذلیل ہوگیا۔

اب اس فقیر نے اپنے مُرید سے کہا جاؤ میرے لئے شراب لاؤ۔ مجھے تکلیف ہے اور مجبوری اور اضطرار کے عالم ناپاک چیز بھی پاک ہے۔ حلال ہے۔ وہ مرید شراب خانے میں گیا۔ وہاں ہر مٹکے میں بجائے شراب کے شہد دیکھی۔ تمام شرابی سر پیٹنے لگے شیخ کے پاس آئے

آپ کی توجہ سے شراب شہد بن گیا۔

اب اسکا مصنف نصیحت کے طور کہتا ہے کہ خبردار ایسے بادشاہوں کے ساتھ حسد کرنا چھوڑ دے ورنہ ابلیس کے پیرو ہوگے۔

ایسے شیخ کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

؎ آں اگر زہرے خورد شہدے شود — مرد کامل اگر زہر کھائے تو وہ اسکیلئے شہد بن جائے۔ تو اگر شہد کھائے تو زہر بن جائے

تو اگر شہدے خوری زہرے بود — اُسنے اپنے آپ کو بدل ڈالا۔ اسلئے اسکا کام بھی بدل گیا۔ وہ پاکیزہ بن گیا۔ نار نور بن گیا۔

کنز العباد میں صحاح ستہ سے یہ حدیث نقل کیگئی ہے کہ ابدال سے دنیا خالی نہیں۔ جب کوئی مرجاتا ہے اسکی جگہ دوسرا لے لیتا ہے۔ یاد رہے کہ ہمارے پیر برحقؒ کے ابدال ہونے کے ثبوت میں مندرجہ بالا اشعار میں وضاحت کیگئی ہے۔ یہ ایک نشان مذکور ہوا۔

مست می در شرع چون معذور قول و فعل شد
با طریق اولویت مست عشق اعذر شد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ جب شریعت کی رو سے ہر وہ شخص جو شراب پی کر مست ہوگیا ہو وہ کلام اور کام میں معذور گردانا جاتا ہے

توجو عشق الٰہی میں مست رہتا ہے وہ بہتر صورت میں زیادہ معذور ہے۔

وقتِ مغلوبیتِ عاشق چوں زائل گشت عقل
نیست تکلیفش ز نول امری از روی کر شدہ است

جب ایک عاشق زار مغلوب الحال اور مست ہو جاتا ہے اور اس کی عقل کام نہیں کرتی تو اس حالت میں اگر اس سے کوئی بات یا کام سرزد ہو جائے تو وہ اسکے لئے ذمہ دار نہیں ہے۔

حضرت پیر رومیؒ نے اسبارے میں تحریر فرمایا ہے۔

آنکہ مردار سے خورد یعنی پلید
شرع اُوراسوئے معذوراں کشید

جس نے مردار کھایا شریعت نے اس کیلئے عذر پیدا کرکے وہ حرام حلال کر دیا۔

؎ عاقلا مجنون حقیم بے قرار
اے عقل والے میں اللہ کا متوالا ہوں
در چنیں بے خویشیم معذور دار
ایسی بے خودی میں مجھے معذور رکھ

خواجہ ابوسعید ابوالخیرؒ فرماتے ہیں۔ لا یواخذ العشاق بما

لیس ل ہ عشم۔ (بیشک اللہ عاشقوں سے باز پرس نہیں کرتا ہے ان تمام امور کیلئے جو اُن سے ظہور پذیر ہوں۔ ذی ہوش انسان سب کچھ اپنی عقل کے سہارے کرتا ہے۔ لیکن عاشق نے اپنے اختیارات کلی طور معشوق کو تفویض کئے ہیں لہٰذا وہ ان افعال کیلئے ماخوذ نہیں جو اُس سے سرزد ہوں ایسے لوگوں سے ہم نشینی باعث سعادت ہے۔

خواجہ ثنائی لکھتے ہیں عاشقوں کے پاس بیٹھو اور عاشق بن جاؤ جن میں ہوئی عشق نہیں اُن سے دُور رہو۔ اگر کسی وقت عاشق دیدار معشوق سے فیضاب ہو گئے تو تو بھی اسے متمتع ہو گے حکیم الامتؒ نے کیا خوب فرمایا ہے:

اگر ہو عشق تو کفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو مرد مسلمان کافر و زندیق (اقبالؒ)

شمائل الاتقیاء ادب لور المعانی میں درج ہے کہ ایسے شخص کو کفر کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا جو سکر کی حالت میں ہو اور اس حالت میں وہ جو کچھ کہہ ڈالے۔ اس سلسلہ میں علماء نے جلد بازی سے کام لیا ہے

مست و بھنگی را طلاق و بیع نیست
ہمچو طفل است و معاف و معتق است

شراب اور بھنگ پینے والے کا طلاق یا خرید و فروخت کا اعتبار نہیں وہ بچے کی طرح مُعافی کا مستحق اور معذور ہے۔

خدائی حکم ہے کہ نشہ کی حالت میں نماز مت پڑھو کیونکہ ایک صحابی نے سورۃ کافرون سوچ کر نہیں پڑھا۔ نشہ میں کہا میں اسکی عبادت کرتا ہوں جسکی تم عبادت کرتے ہو۔

علماء اہل سنت والجماعت نے ممنوع چیز قرار دی ہے۔ بے ہوش کو مرتد بنانا جائز نہیں۔ اولیائے کرام نے غلبۂ حال میں منصور کی طرح شرع کے خلاف باتیں کی ہیں۔ جیسے حضرت بایزیدؒ نے فرمایا میرا جھنڈا حضور پاکؐ کے جھنڈے سے بڑا ہے۔ پیر پیران رحمۃ نے فرمایا میرا پاؤں تمام اولیاء کراموں کی گردنوں پر ہے۔

عاشق فانی البمدانی نے کہا میرے پہلو کے اندر خدا کے بغیر کچھ نہیں وغیرہ

فنا فی اللہ کے عالم میں خدا نے ایسی باتیں کہلوائی ہوں جیسے حضرت موسیٰؑ سے درخت نے کہا۔ "میں وہی خدا ہوں جو تمام جہانوں کا رب ہے" حضرت بایزید بسطامیؒ کے بارے میں ہے ؎

خدا بود گویا حقیقت بدان
نماندہ ز طیفور نام ونشان

درحقیقت خدا بول رہا تھا بایزید کے وجود کا نام ونشان تک نہ رہا تھا

پیمانہ مغلوب مشکور است ز انزوا کمل است
زانکہ ما زیبہ عبادت و ش ریا و رشا است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ ہاں پیر بر حق غلبۂ حال میں مشکور ہیں اور اکمل بھی ہیں۔ کیونکہ جہاں تک عبادت کا تعلق ہے اسمیں وہ با ہوش ہیں۔

ہمچو شیطان گشت مُدبر ہر کہ با خاصانِ حق
چشم سر پوشیدہ بینندہ بچشم سر شد است

فرماتے ہیں وہ شیطان کی طرح مردُود ہوا جو اولیاء کرام کو ظاہری آنکھوں سے دیکھے اور دل کی آنکھیں بند کرے۔

گر بظاہر ناپسندی بینی از وی دم مزن
کو ولی حق شد اینش تُبّہ و چادر شد است

فرماتے ہیں کہ اگر پیر بر حق یا کسی اور ولی میں ناپسندیدہ بات دیکھئے تو خاموش رہ اور اعتراض نہ کر کہ وہ خدا کا دوست ہے اور یہ حرکت آپ نے اصلی حالت چھپانے کے لئے کی ہو تو گویا یہ ناپسندیدہ بات انکے حق میں چوغہ یا چادر بن گئی ہے۔

حق زغیرت اولیا را پنہاں کند زیر قباب !
تا نہ بیند غیر کاندر دوستی اغیار شد است

علامہؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی اپنے دوستوں کو پنہاں پوشیدہ رکھتا ہے کمال غیرت کی وجہ سے ! تاکہ غیروں کی اُن پر نظر نہ پڑے۔ اللہ غفور ہے۔
اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری۔ حدیث قدسی ہے اللہ فرماتا ہے کہ میرے دوست میرے خرگاہوں کے نیچے چھپے ہیں انکو میرے بغیر کوئی نہیں جانتا۔

اقبالیہ میں درج ہے کہ خدا جب کسی کو درجہ ولایت پر فائز کرتا ہے تو اسپر پردہ ڈالتا ہے۔ اولیائی تحت قباب - قباب سے مراد اوصاف بشری ہیں۔ بشریت میں نقص بھی ہوتا ہے یا لوگ عیب نکالتے ہیں تو اس حدیث پاک کا مفہوم ہوا کہ اسکو بشری لباس اسلئے پہنایا تاکہ اصلیت دل کی آنکھوں سے ہی معلوم ہو۔ ظاہری آنکھ کو صرف نقص دکھائی دیں۔ دل کو عقیدت کے انور سے منوّر ہونے کے بعد ہی ولی کی شناخت ہو سکتی ہے۔

کشف المحجوب میں درج ہے کہ اللہ تعالٰی اپنے بندہ میں وجد و حال پیدا کرتا ہے مگر اسکی حفاظت بھی کرتا ہے نظر عنایت جاری رکھتا ہے۔

اولیاء کرام کی ایک بڑی جماعت ہمیشہ استغراق میں رہتی۔ بے خود مگر نماز کا وقت آتا تو ہوش میں آکر نماز پڑھتے پھر اپنے عالم میں مصروف رہتے۔ دوسری جماعت ان اولیاء کی زیادہ مغلوب الحال رہتی ہے وہ شرائط کی پابندی سے معذور ہے۔ کوئی مردود شخص انکے حال کو سمجھ نہیں سکتا ہے۔

لب اللباب میں ہے کہ اولیاء کو دل کی آنکھوں سے دیکھنا چاہیئے۔ کافروں نے پیغمبروں کو ظاہری آنکھ سے دیکھا اسلئے حقیقت نہ پاسکے ماھذا الا بشرٌ مثلکم نہیں ہے۔ مگر تم جیسا بشر۔ حاسدوں نے انکو اپنا جیسا بشر مانا۔ (یہ ابوجہل کی بولی ہے۔ حضرت صدیق رضنے ایسا نہیں کہا۔ مترجم)

حضرت پیر رومیؒ نے مثنوی معنوی میں مختلف مثالوں کے ذریعہ یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر — گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر
این خورد گردد پلیدی زو جدا — آن خورد گردد ہمہ نورِ خدا
این خورد زاید ہمہ بخل و حسد — دین خورد آید ہمہ عشق احد

بندگان خاص کو اپنا جیسا مت سمجھ۔ چاہے شکل و صورت البشر جیسی ہو دو لفظ شیر جنگل کا اور شیر دودھ شکل و صورت میں ایک جیسے ہیں مگر شیر کا گوشت کھاؤ تو مردار ہے دودھ پیو تو نور خدا ہے

شیر کا گوشت کھانے سے بخل و حسد اور دودھ پینے سے عشق خدا پیدا ہوتا ہے

• جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد　　کم کسے زابدال حق آگاہ شد

ساری دنیا اسی لئے گمراہ ہو گئی۔ کیونکہ وہ ابدال کو پہچان نہ سکے۔

• ہمسری با انبیاء برداشتند　　اولیاء را ہمچو خود پنداشتند

انہوں نے انبیاء کے ساتھ برابری کی اور اولیاء کو اپنا جیسا سمجھا۔

• ایں ندانستند ایشاں از عمی　　درمیاں فرقے بود بے منتہا

انہوں نے اندھے پن کی وجہ سے انکو نہ پہچانا۔ ورنہ دو کے درمیان بے انتہا فرق ہے

• ہر دو گون زنبور خورد از یک محل　　لیک شد زیں نیش و زاں دیگر عسل

بھڑ اور شہد کی مکھی ایک ہی جگہ سے ایک جگہ غذا حاصل کرتی ہیں مگر ایک کے پاس ڈنگ دوسرے کے پاس شہد ہے۔

• ہر دو گون آہو گیاہ خوردند و آب　　زیں یکے سرگیں شد و زاں مشک ناب

ہرن دونوں ایک ہی گھاس کھاتے ہیں مگر ایک سے گوبر دوسرے سے کستوری ملتی ہے۔

• ہر دو نے خوردند از یک آبخور　　آں یکے خالی و دیگر پر شکر

نرسل اور گنا ایک ہی پانی چوستے ہیں مگر ایک خالی دوسرے میں شکر ہے۔

صد ہزاراں ہمچنیں اشباہ بیں　　فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بیں

ایسی لاکھوں مثالیں ہیں جن میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔
پانی کو لیجئے کوئی میٹھا ہے کوئی کھاری مگر ایک جیسے۔ عصائے حضرت موسیٰ
کا اور دوسرے عصا ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔

ہست ترکیب محمدؐ گوشت و پوست
گرچہ در ترکیب ہر تن جنس اوست

حضور پاکؐ کا جسد مبارک گوشت و پوست سے مرکب ہے اس لحاظ سے
ہر جسم انکے جسم مبارک کے مانند ہے:

- گوشت دارد پوست دارد استخوان   ہر چہ ایں ترکیب او باشد چنان

اسمیں شک نہیں کہ جسم گوشت اور ہڈیوں سے مرکب ہے جس جسم کی ایسی
ترکیب ہو وہ ایسا ہی ہے۔

- کاندراں ترکیب باشد معجزات   گر ہمہ ترکیبہا گشتند مات

جسم مبارک (صورت محمدیؐ) معجزات سے پُر ہے جنکو دیکھکر لوگ حیران
و ششدر رہے۔

- برگ ہا ہمرنگ بود اندر نظر   میوہ ہا ہر یک بود نوعے دگر

پتے ہم رنگ سبز ہونے کے باوجود ہر درخت کا میوہ الگ اور مختلف ہے

- بیضۂ مار راچہ مانند در شبہ بیضۂ کنجشک را دور استارہ

سانپ اور چڑیا کے انڈے ہمشکل مگر مختلف!

- قصد جنگ با انبیاء برداشتی چشم دیدی آدمی پنداشتی

کیا تم انبیاء کے ساتھ لڑنا چاہتے ہو انکو اپنا جیسا سمجھکر

- کار ازیں ویران شدست اے مرد خام کہ بشر دیدی تو ایشاں را چو عام

اے ناقص انسان تیرے کام بگڑ گئے کیونکہ تم انکو عام انسان تصور کرتے ہو

- تو ہماں دیدی کہ ابلیس لعین گفت من از آتشم آدم زطین

تم نے ابلیسی نظر سے دیکھا۔ جسنے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔

- چشم ابلیسانہ رایکدم بہ بند چند بینی صورت آخر چند چند

ابلیسی نظر کرنا چھوڑ دو۔ آخر کب تک ظاہر صورت ہی کو دیکھتے رہو گے

- دیدۂ معنی زماتے برکشا تابہ بینی فرقہا در فرقہا

بصیرت کی نظر سے دیکھنا کہ فرق نظر آئے۔

حجۃ الاسلام میں حضرت سعدؓ کے بارے میں حضور پاکؐ نے فرمایا کہ وہ غیور ہے۔ پھر فرمایا ان سے بڑھکر میں غیور ہوں اور میرا مولا سب سے زیادہ غیرتمند ہے۔

لب اللباب میں ان غیرت مند اولیاء کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ میرے زیر نگین ہیں میرے زیر سایہ۔ انکو کوئی نہیں پہچانتا انکا حال پوشیدہ رہتا ہے حضرت شیخ عطارؒ فرماتے ہیں کچھ مردان کامل اپنی نظروں میں چھپے

ہوتے ہیں۔

مثنوی شریف میں لکھا ہے کہ اہل دل پوشیدہ رہ کر چلتے ہیں اس دنیا کے پیدا ہونے سے وہ موجود تھے اور انکی روح جود الہٰی کے دریا میں تھی۔ موجودہ قالب میں آنے سے پہلے انہوں نے عمریں گذار دی ہیں اور بونے سے پہلے ہی پھل کاٹا انگور کے پیدا ہونے سے پہلے ہی انہوں نے شرابیں پی ہیں اور مستیاں کی ہیں آگے چل کر فرماتے ہیں کہ ان اہل دلوں کی دلجوئی کرنا ضروری کرے ورنہ قوم ذلیل ہو گی چنانچہ انکا کلام یوں ہے۔

- تا دلِ مردِ خدا نامد بدرد ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

جب تک کسی مردِ خدا کا دل نہ دکھایا گیا تب تک کوئی قوم ذلیل نہ ہوئی۔

- خشم مرداں خشک گرداند سحاب دل ہا کردہ عالم را خراب

مرداں خدا کے خشم سے بادل بھی سوکھ جاتے ہیں۔ صاحب دل کے غصہ سے عالم خراب ہوئے۔

- گاہ خشمی تند اما گاہ جود پیش شاہ صد گنج یک حبہ نمود

خشم کے وقت بہت تیز و تند، سخاوت کے وقت انکا دانہ تو خزانے کے برابر ہے۔

- ہر کرا از خویشتن بنواختند گدائے بود شاہش ساختند

کبھی ایسے مہربان کہ گدا کو شاہ بنا دیا۔

- دست شاہ مفتاح گنج رحمت است
تا کرا آں گنج ہا آید بدست

رحمت کے خزانے کی چابیاں شاہ کے پاس ہیں۔ تاکہ خزانے تقسیم کریں۔

○ تا قیامت گر بگویم زیں کلام صد قیامت بگذرد ویں ناتمام

اگر یہ باتیں قیامت تک کرتا رہوں۔ سو قیامتیں گذر جائینگی مگر یہ قصہ تمام نہ ہوگا۔

پردگی بین دشمن با پردہ بہ گز التفات
پردہ احوال او این جامہ دلبستہ شد است

پردہ دیکھکر اس ظاہری صورت کو چھوڑ کر پردہ نشین کو دیکھ یہ ظاہری شکل وصورت اور ٹھاٹ باٹ کپڑے کی طرح پردے کا کام دیتے ہیں۔ انکی طرف مت جا حقیقت کو پہچان!

بہ تادیب آن کلام تند و لطف آمیز او!!
مخلصان را نوش بہ منکران نشتر شد است

علامہؒ فرماتے ہیں کہ پیر برحق " اگر کسی وقت تیز و تند کلام تمہیں ادب سکھاتے کیلئے کریں تو وہ تمہارے حق میں شہد سے میٹھا ہے مگر بے یقین کیلئے نشتر کا کام دیتا ہے۔

ذات او صاف از ہمہ او صاف چون آئینہ است
ہست آن نیک و بد ما گر نمونہ شد است

علامہؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر برحق رضؓ کی ذات والا صفات تمام اوصاف
کا مجموعہ ہے آئینے کی طرح صاف وشفاف۔ اسلئے دیکھنے والے کو اس
آئینہ میں اپنی ہی بھلائی یا برائی نظر آتی ہے۔

چون تو بی پیری درین گمراہیت شیطان کند
پیر بے پیر است شیطان از نبی مخبر شد است

علامہؒ فرماتے ہیں کہ بے پیر آدمی کا پیر شیطان ہے اور یہ حضورؐ پاک کا فرمان
ہے چونکہ تو بے پیر ہے اسلئے شیطان تجھے گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔

علامہؒ نے فرمایا کہ رسول پاکؐ کا ارشاد ہے کہ پیر نبی کے مانند ہے اب جو
نبی سے منکر ہوا وہ مومن کیسے رہا۔ (اس حدیث پاکؐ کی مخالفت کرکے)

اسرار الاولیاء میں ایک واقعہ درج ہے کہ خواجہ داؤد طائیؒ کے پاس

ایک آدمی قبا پہنے آیا۔ سجدہ کیا اور بیٹھ گیا حضرت طائیؒ نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا جو کچھ میں فرقہ والوں میں تلاش کرتا تھا وہ چیز میں نے اس قبا والے آدمی میں دیکھی یعنی تونگر تمام درویش!

مرشد کا با رعب ہونا ضروری ہے حضرت جامیؒ فرماتے ہیں جو ہماری طرف دیکھے بُرا یا بھلا! وہ اپنی ہی صفت دیکھتا ہے۔

بے پیر کیلئے تاکید ہے کہ وہ توبہ کر کے مرشد کی تلاش شروع کرے حضورؐ نے فرمایا لا شیخ لہٗ فالشیطان شیخہٗ ابو یزید کہتے تھے جسکا کوئی اُستاد نہیں اسکا پیشوا شیطان ہے۔

حضور پاکؐ کا فرمان ہے الشیخ فی قومہ کالنبی فی اُمتہٖ مرشد اپنے مریدوں کو خدا کا راستہ پیغمبر کی طرح دکھاتا ہے۔ اور ارشاد ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میری اُمت کے مرشد عالم لوگوں کی اسی طرح رہبری کریں گے جسطرح بنی اسرائیل پیغمبر کرتے تھے۔

حضرت رومیؒ کیا خوب فرما گئے ہیں۔

مگسل از پیغمبر امام خویش تکیہ کم کن بر فن و بر کام خویش

اپنے زمانے کے پیغمبر سے سلسلہ منقطع مت کر اپنی ہنر مندی پر زیادہ بھروسہ مت کر۔

تفسیر قشیری میں ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ میں نے زمین میں پہاڑ رکھ دیئے تاکہ زمین نہ ڈگمگائے۔ اس آیت میں جو اشارہ جو پہاڑ کی طرف ہے وہ دراصل

اولیاء اللہ سے مُراد ہے۔ اوتاد و اقطاب سے معاشرہ قائم ہے انکے ہوتے ہوئے عذاب نہیں ہوگا۔ یہ ستاروں کے مانند ہیں اور راستہ دکھاتے ہیں یہی حال علماء کا ہے جو لوگوں کے رہبر ہیں۔

رسالہ لطیفیہ غیبیہ میں لکھا ہے کہ جسطرح شریعت میں تمام پیغمبروں پر ایمان لانا فرض ہے اسیطرح طریقت میں خلوص دل سے اولیاء پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے۔ یہانتک کہ ولی کا منکر مُرتد ہوسکتا ہے اللہ بچائے آمین۔ کہا گیا ہے کہ خدا تک پہنچنے کے اتنے راستے ہیں جتنے انسان سانس لیتا ہے۔ الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق لیکن مرشد کے طریقے پر چلنا لازم ہے۔

نفحات الانس میں درج ہے۔ کہ شیخ الاسلام حضرت ابو اسمٰعیل عبداللہ الانصاریؒ نے وصیت فرمائی کہ ہر ایک پیر سے کوئی نہ کوئی بات یاد رکھو۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو انکے کم از کم نام یاد رکھو۔ ان سے بھی فائدہ ہوگا۔ سلوک میں قبولیت کی یہ نشانی ہے کہ تمہیں مرشد کامل کی بات سنکر خوشی حاصل ہوگی۔ انکی طرف تمہاری رغبت ہوجاتے۔ اگر کوئی ولی تمہیں پسند نہ ہو۔ اور تم اسکو کم مرتبہ حقیر جانو تو یہ بدتر گناہ ہوگا اللہ بچائے! آمین!

نہ دنیا بچہ یا زندیق و کافر شد نشیبہ
نیست یہ روایت کہ مرت زنچہ ملت در شدت

حضرت علامہ کا ارشاد ہے کہ جو بغیر پیر حاصل کئے مر گیا اسکے لئے برابر ہے کہ وہ کس ملت میں شمار ہو۔ کافر یا زندیق بنکر!

اہل سلوک کا اعتقاد ہے کہ جو شخص اپنے امام وقت یعنی پیر کامل کو پہچانے بغیر مر گیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ امیر کا حکم ماننا لازم ہے خود وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ جو جماعت سے نکل گیا وہ جاہل ہے۔ رافضی لوگ جماعت کے ساتھ نماز ادا نہیں کرتے یہ جہالت ہے عصمت صرف انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مرید بننا، مرشد کامل کی ارادتمندی حاصل کرنا۔ مرشد کی عقیدت اتنی اہم ہے تو مذاہب کے ائمہ۔ مجتہد فقہاء نے اس بارے میں علاحدہ باب کیوں نہیں لکھے ہیں۔

اس کے جواب میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ مذہب والوں نے تمام علوم میں اجتہاد کیا ہو۔ کوئی احادیث کا امام ہے تو کوئی علم قرأت و تجوید کا اسطرح علم طریقت کے بھی امام ہیں مثلاً شیخ حسن بصریؒ جنید بغدادی امام ابو القاسم قشیری جنہوں نے کشف اور الہام کی مدد سے قواعد مرتب کئے۔ مثلاً تفاسیر، ارشادات، طبقات صوفیہ، نفحات الانس تصانیف

امام قشیری، کشف المحجوب، عوارف المعارف، تذکرۃ الاولیاء وغیرہ یہ باتیں آپ کو محیط، کنز، ہدایہ، وقایہ وغیرہ میں نہیں ملینگی۔

تو گویا تصوف کی کتابوں میں ثابت کیا گیا ہے کہ مرشد کامل کے ساتھ عقیدت مندی ضروری ہے۔ کوئی پوچھے کہ کیا امام ابوحنیفہؒ یا امام شافعیؒ وغیرہ طریقت میں کسی کے مرید تھے۔ جواب اثبات میں ہے وہ انکی صحبت میں رہے شاگرد طریقت بھی بنے ہیں۔

چونکہ اہل شریعت کی طرح تصوف وسلوک کی باقاعدہ تعلیم نہیں دی گئی اور یہ علم محض سینہ بسینہ ہی منازل طے کرتا رہا اسلئے یہ کام وظیفہ کے طور پر مشہور رہا۔ مثلاً مرید بنکر خرقہ کلاہ پہننا، خلوت میں بیٹھنا اور آداب مرید سیکھنا اسکو طریقت میں شامل رکھا گیا ہے۔

کشف المحجوب میں ایک واقعہ یوں درج ہے کہ حضرت ابراہیم ادہمؒ حضرت امام اعظمؒ کے پاس آئے۔ آپ اونی جامہ پہنے ہوئے تھے۔

امام کے ہمنشینوں نے انکی طرف حقارت سے دیکھا مگر حضرت امام عالمؒ نے فرمایا۔ ہمارے امام سردار ابراہیم آئے ہیں۔ معترض حیران رہ گئے کہ انکو یہ مرتبہ کب سے ملا ہے۔ پوچھنے پر امام صاحبؒ نے فرمایا کہ ہم اپنی خدمت کرتے ہیں۔ یہ اللہ کی خدمت میں کمر بستہ ہیں۔ اسلئے وہ ہمارا سردار بن گیا۔

نیز لکھا ہے کہ ابراہیم ادہمؒ، فضیل عیاضؒ، داؤد طائیؒ، بشیر حافیؒ وغیرہ مرشداں کامل امام صاحب کے شاگرد اور ہم صحبت رہے ہیں۔ ان سے علوم باطنی حاصل کئے۔

عوارف المعارف میں ہے کہ حضرت بایزیدؒ نے فرمایا کہ میں نے ابا علی السندی کے ساتھ صحبت کی ہے۔ میں انکو فرائض کی تعلیم دیتا شریعت کی وہ مجھے حقائق توحید سکھاتے تھے۔

امام صاحبؒ کا بصرہ تک سفر میں شیخ محمد ابن سیرینؒ سے خواب کی تعبیر پوچھ جانا اہل تعبیر کے ساتھ عقیدتمندی نہیں تو کیا ہے؟ منطق الطیر میں ہے۔

● از تو گر انصاف آید در وجود   بہ ز عمرے در رکوع و در سجود

نماز گذاری سے بہتر ہے کہ تم انصاف کرو۔

امام احمد حنبلؒ حضرت بشر حافیؓ سے استفادہ کرتے اور فرماتے وہ میری نسبت خدا کو بہتر جانتا ہے۔

لوگوں کی دو اقسام ہیں نمبر ۱ صاحب نقل ۲، صاحب عقل و فکر جو باتیں عام سے پوشیدہ ہیں وہ صوفیائے کرام کے پاس عیاں ہیں صوفی لوگ اہل وصال ہیں۔ باقی لوگ اہل استدلال ہیں۔

امام احمد حنبلؒ، امام شافعیؒ کے پاس تھے اور حضرت شیبان اعیؒ آ گئے امام احمدؒ نے کہا کہ آپ اجازت دیں تو میں اسکو اپنی کم علمی سے آگاہ کروں۔ شافعی صاحبؒ نے کہا۔ ایسا مت کرو۔ لیکن نہ مانے۔ شیبانؒ نے

پوچھا۔ اے احمدؒ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جسنے پانچ نمازوں میں سے ایک فراموش کی۔ مگر یہ نہیں جانتا کونسی نماز فراموش کی۔ امام احمدؒ نے کہا اے شیبان اسپر کوئی واجب نہیں شیبان نے کہا اے احمد یہ وہ شخص ہے جسکا دل اللہ سے غافل ہو گیا۔ اسپر واجب ہے کہ اپنے دل کو سزا دے امام احمد بن حنبلؒ پر غشی طاری ہو گئی یہ صوفیائے ان پڑھ تھے اب جو علوم ظاہری اور باطنی سے واقف ہوا اسکی واقفیت کا کیا کہنا۔ ایسی بہت مثالیں موجود ہیں۔ جن میں انکی نکتہ سنجی اور تبحّرِ علم کا پتہ چلتا ہے۔

عیب پیران ہر کہ از کوری و بیشرمی گزید
در دو عالم روسیہ و خوار و زار ابتر شد است

علامہؒ فرماتے ہیں کہ جو اپنی بے شرمی اور کور بختی اور اندھے پن کیوجہ سے پیروں کے عیب نکالتا ہے وہ دونوں عالم میں روسیاہی کے سوا کچھ نہیں پاتا

لبّ اللباب میں ہے کہ جو خلوص دل سے مرید بننے کی خواہش رکھے اسکے آداب میں یہ داخل ہے کہ وہ ظاہری کاموں کو برا سمجھکر نکتہ چینی نہ کرے بلکہ زبان بند رکھے اور لعنت کا حقدار نہ بنے۔

حضرت پیر رومیؒ فرماتے ہیں کہ جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کے کردار کو ننگا کر دے تو اسکے دل میں پاک لوگوں کو طعنہ دینے کی رغبت پیدا ہوتی ہے

ذخیرۃ الملوک میں ہے حضور پاکؐ نے فرمایا من ستر مسلماً ستر اللہ فی الدنیا والآخرۃ۔ (جس کسی نے ایک مسلمان کی پردہ پوشی کی اسکی اللہ نے دنیا اور عقبیٰ میں پردہ پوشی کی)

علامہؒ کیا خوب فرما گئے ہیں کہ مرشد کامل کے بارے میں بدگمانی کرنا چھوڑ دے۔ اور فضولیات سے توبہ کر کیونکہ ایسی فضول باتوں سے ہی رافضی مردود متھور ہو گیا۔

کیمیائے سعادت میں ایک حدیث مبارک کا حوالہ ہے۔ مومن ہمیشہ معافی مانگتا ہے اور منافق ہمیشہ عیب جوئی کریگا۔ مومن کو چاہیے کہ ایک بھلائی کرنے سے دس کمزوریوں پر پردہ ڈالے۔ حضورؐ نے فرمایا بُرے دوست سے پناہ مانگ۔ معافی اور عفو طلب کرو۔ ظنِ بد رکھنا حرام ہے [illegible]

حضور پاکؐ نے فرمایا۔ مومن کیلئے چار ح[illegible]

[illegible] عزت اور وہ جسکے حق میں بد ظن[illegible] [illegible]

حضرت ع[illegible]

پوچھا۔ اے احمدؒ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جسنے پانچ نمازوں میں سے ایک فراموش کی۔ مگر یہ نہیں جانتا کونسی نماز فراموش کی۔ امام احمدؒ نے کہا اے شیبان اسپر کوئی واجب نہیں شیبان نے کہا اے احمد یہ وہ شخص ہے جسکا دل اللہ سے غافل ہو گیا۔ اسپر واجب ہے کہ اپنے دل کو سزا دے امام احمد بن حنبلؒ پر غشی طاری ہو گئی یہ صوفیائے ان پڑھ تھے اب جو علوم ظاہری اور باطنی سے واقف ہوا سکی واقفیت کا کیا کہنا۔ ایسی بہت مثالیں موجود ہیں۔ جن میں انکی نکتہ سنجی اور تبحرِ علم کا پتہ چلتا ہے۔

عیبِ پیران بہ کہ از کوری و بیشرمی گزید
در دو عالم روسیہ وخوار و زار استہ شد است

علامہؒ فرماتے ہیں کہ جو اپنی بے شرمی اور کور بختی اور اندھے پن کیوجہ سے پیروں کے عیب نکالتا ہے وہ دونوں عالم میں روسیاہی کے سوا کچھ نہیں پاتا

لبُ اللباب میں ہے کہ جو خلوص دل سے مرید بننے کی خواہش رکھتا اسکے آدب میں یہ داخل ہے کہ وہ ظاہری کاموں کو بُرا سمجھکر نکتہ چینی نہ کرے بلکہ زبان بند رکھے اور لعنت کا حقدار نہ بنے۔

حضرت پیر رومیؒ فرماتے ہیں کہ جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کے کردار کو ننگا کردے تو اسکے دل میں پاک لوگوں کو طعنہ دینے کی رغبت پیدا ہوتی ہے

ذخیرۃ الملوک میں ہے حضور پاکؐ نے فرمایا من ستر مسلما ستر اللہ فی الدنیا والآخرۃ۔ (جس کسی نے ایک مسلمان کی پردہ پوشی کی اسکی اللہ نے دنیا اور عقبیٰ میں پردہ پوشی کی)

علامہؒ کیا خوب فرما گئے ہیں کہ مرشد کامل کے بارے میں بدگمانی کرنا چھوڑ دے اور فضولیات سے توبہ کر کیونکہ ایسی فضول باتوں سے ہی رافضی مردود متھور ہو گیا۔

کیمیائے سعادت میں ایک حدیث مبارک کا حوالہ ہے۔ مومن ہمیشہ معافی مانگتا ہے اور منافق ہمیشہ عیب جوئی کریگا۔ مومن کو چاہیے کہ ایک بھلائی کرنے سے دس کمزوریوں پر پردہ ڈالے۔ حضورؐ نے فرمایا برے دوست سے پناہ مانگ۔ معافی اور عفو طلب کرو۔ ظنِ بد رکھنا حرام ہے

حضور پاکؐ نے فرمایا۔ مومن کیلئے چار چیزیں حرام ہیں۔ مال، خون، عزت اور وہ جسکے حق میں بدظنی ہو۔

حضرت عطارؒ نے رافضی کے بارے میں لکھا ہے

• ہست در شریعت سخن تنہا قبول — جو تمہاری باتیں شریعت میں ناپسند ہیں
چہ سخن گوئی زیاران رسولؐ — اصحاب رسول کے بارے میں کیا کہتے ہو
• در فضولی رومکن دیوان سیاہ — فضول بکواس سے اپنی روسیاہی مت خرید
گوئے بردی گر زبان داری نگاہ — خاموش رہ کر کامیاب رہو گے
• تو دریں رہ نے خدائی نے رسول — تم اس معاملے میں نہ خدا ہو نہ رسول
دست کوتہ کن ازیں رد و قبول — اسلئے ماننے نہ ماننے سے خاموش رہ

حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ کے بارے میں زبان درازی مت کر۔

پیش ہر درویش رو خذ ما صفا دع ما کدر
ورنہ بہر عیب چینی ہر کہ رفت آخر شدہ ست

فرماتے ہیں کہ ہر درویش کے پاس جاؤ اور جو صاف ملے لیلے اور جو میلا لگے چھوڑ دے عیب چینی کرنے والا خسارہ میں رہیگا۔

لب اللباب میں ہے اے عزیز تم جانتے ہو اولیاء پوشیدہ ہوتے ہیں پھٹے پرانے کپڑے پہن کر ظاہری صورت میں غریب و حقیر ویران نظر آتے ہیں۔ مگر باطن انکا آباد ہے۔ خزانہ ویرانے میں ہی ہوتا ہے جاؤ تلاش کرو۔
خزانے ویرانے میں ہی ہوتے ہیں۔ تم ویرانے کو نہ دیکھو ہاں

خزانے کی تلاش کرو۔ ہوسکتا ہے اسکو حاصل کرکے رہو گے۔ نظم کا مفہوم ملاحظہ کریں۔

دنیا میں کوئی ویرانہ بیگ گنج سے خالی نہیں۔ جس درویش میں نورولایت پاؤ اسکے گرد طواف کرو۔ تم پرانی گدڑی کی طرف نہ دیکھو۔ اولیاء سونے کو باہر سے کالا کر دیتے ہیں۔ بری نظر سے بچنے کیلئے لعل وجواہر کو دھوئیں سے آلودہ کیا جاتا ہے۔ خزانہ سانپ کے بغیر اور گلاب کانٹے کے بغیر نہیں ہوتا ہے۔ روح آدم کو گارے مٹی میں محفوظ رکھا کہ شیطان کی نظر نہ لگے۔ شیطان نے ظاہری مٹی کے پتلے کو دیکھا اسلئے مصیبت میں پڑ گیا۔ اولیاء کا ادب کرنا خدا کا ادب کرنا ہے۔ اسکے کام میں عیب نکالنا کتنا مہلک ہوسکتا ہے۔

اولیاء کا دل سے ادب کرو وہ واقف ہیں۔

ایک کافر نے حضور پاکؐ کی نقل اتار کر منہ ٹیڑھا کیا اسکا منہ ٹیڑھا ہی رہا ملاحظہ ہو شعر:۔

آں دہان کج کرد از تمسخر بخواند
مر محمدؐ را دہانش کج بماند

پھر آیا عرض کیا۔ اے محمدؐ مجھے معاف کیجئے آپ علوم لدنی سے واقف ہیں میں جہالت کی وجہ سے آپ کا منکر بن گیا افسوس اور ملامت میرے ساتھ ہے!

انہی اشعار پر اکتفا کرتا ہوں۔

باز آمد کائے محمدؐ عفو کن اے ترا اسرارِ علم من لدن

من ترا انکار میکردم بجہل　　خود بدم افسوس را منسوب اہل

علامہؒ فرماتے ہیں کہ یاد رکھو تم کہاں اور اولیاء اللہ کے حالات
سے واقف ہونا کہاں یا تمہاری حالت حضرت موسیٰؑ کی طرح ہے جو برخ اسود
کا حال دیکھکر حیران رہ گئے۔

ذخیرۃ الملوک میں ایک حدیث پاک کا ذکر آیا ہے وہ اسطرح کہ
ایکدفعہ بارش نہ ہوئی۔ لوگ پریشان ہوکر حضرت موسیٰؑ کے پاس گئے آپ نے
خدا سے دعا کی۔ کچھ اثر نہ ہوا۔ لوگ طعنے دیتے لگے۔ موسیٰؑ نے خدا سے
مناجات کی۔ کیسے قبول کروں تم لوگوں کی دعا۔ تمہارے لوگ غیبت جھوٹ
میں مشغول رہ کر ناجائز کام کرکے حرام سے اپنا پیٹ بھرتے ہمارا
ایک بندہ ہے۔ اسکے پاک انفاس کے ذریعہ دعا کراؤ وہ حبشی ہے پھٹے
پرانے کپڑوں میں ملبوس انکا نام برخ ہے

آپ نے صحرا میں اسکو دیکھکر دعا کیلئے استدعا کی۔ اُسنے کہا
پرے ہٹ جاؤ۔ میں خدا سے باتیں کروں۔ برخ نے آسمان کی طرف منہ
کرکے اللہ سے پوچھا! شاید تمہارا خزانہ خالی ہوگیا ہے یا ہوا آسمان بادل

باغی ہو گئے ہیں۔ تم نے عذاب میں جلدی کی جو تمہارے شایان نہیں۔ جلدی بندوں کی روزی بھیج دو۔ بادل چھا گئے یکایک! گھٹنوں تک پانی جمع ہو گیا اور بیترہ ۱۷ -!!

علامہ جامی ایک ارشاد نبوی کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ہمارے آقا حضرت محمد صلعم تمام کائنات کے گورے کالے لوگوں کیلئے مبعوث ہوئے حضور پاک نے حضرت علیؓ کو اس شرط پر خرقہ شریف پہنا دیا کہ وہ لوگوں کی پردہ پوشی کریں گے۔

قرآنی ارشاد ہے کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا اور جنوں کو بے دھوئیں آگ سے!

شمائل الاتقیا میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ شیخ الاسلام نظام الدین قدس سرہ نے فرمایا کہ جب آنحضور معراج سے بہشت کی طرف لوٹے تو دروازے پر جبرئیل کو کھڑا پایا۔ اور آپ نے حضور رسالتمآب صلعم کو ایک خلعت پہنایا۔ حضور نے فرمایا کہ اگر اس نعمت میں سے میری امت کو بھی حصہ

نصیب ہو تو بہت اچھا ہو گا۔ لیکن ایک شرط پر! وہ شرط مقرر ہو گئی۔ جب آنحضورؐ واپس تشریف لائے تو خلفائے راشدین کے درمیان یہ خلعت رکھکر فرمایا مجھے معلوم نہیں آپ میں سے کون اس شرط کو عمل میں لائیگا جس شرط پر یہ مجھے ملا ہے۔ تاکہ میں آپ کو دیدوں۔

حضرت صدیقؓ نے عرض کیا۔ اگر مجھے ملا تو میں سخاوت صداقت خدا ترسی پر عمل کرونگا۔ آنحضورؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ حضرت عمرؓ کھڑے ہو گئے اور عدل کی باتیں کیں۔ اور یہی جواب سنا پھر حضرت عثمانؓ نے عرض کیا میں سخاوت اور عطا کی باتیں کرونگا۔ اس کو بھی بیٹھنے کو کہا گیا پھر حضرت علیؓ اٹھے حضورؐ نے فرمایا۔ تم کیا کرو گے۔ اسنے عرض کیا کہ میں خدا کے بندوں کے ساتھ محبت رکھونگا اور اسکے بندوں کی عیب پوشی کرونگا آنحضورؐ نے فرمایا۔ یہی شرط تھی اور خرقہ حضرت علیؓ کو دیا۔ ان سے شیخ حسن بصریؒ کو ملا اور انکے بعد لگاتار ہمارے زمانے تک مرشدان کامل کو ملا۔ اس تقریر کے بعد حضرت خواجہؒ روپے اور فرمایا۔ کہ درویشی یہی عیب پوشی ہے۔ کوئی کیا خوب فرما گئے ہیں کہ اگر تم بُرے ہو۔

لیکن دوسروں کو بُرا نہیں کہتے تو بھی نیک ہو۔ مرشدان کامل کی عیب جوئی مت کرو ظاہری علوم پر مغرور نہ ہونا۔

رہ زحفظ چند قول بے عمل چندین بناز
در کلام اللہ نہ بینی نسبتت باخیر نداست

علامہ خاکیؒ بے عمل مولویوں کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ وہ کچھ اقوال زبانی یاد کرنے سے عالم نہیں بنے۔ انکی مثال گدھے کی سی ہے کیونکہ وہ بے عمل ہے۔

اس شعر میں آیت کی طرف توجہ مبذول کی گئی ہے۔ جسمیں اللہ تعالیٰ یہودیوں کی طرف مخاطب ہو کر فرماتا ہے۔

مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا الخ

(جن لوگوں کو توراۃ پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا۔ پھر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا۔ انکی مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر بہت سی کتابیں لادی گئی ہیں غرض ان لوگوں کی حالت بری ہے جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا۔ اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا ہے)۔

علم لدنی کے بارے میں لب اللباب میں درج ہے کہ یہ اولیاء اللہ کا علم ہے اور ظاہری علوم جاننے والے اس حقیقت کو نہیں جانتے۔

حضرت رومیؒ نے اسبارے میں کیا خوب فرمایا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

- علم ہائے اہل دل حمال شاں — اولیاء اللہ کے علوم انکی سواریاں ہیں اور
  علم ہائے اہل تن احمال شاں — ظاہری عالموں کے علوم اُن پر بوجھ ہے۔
- علم کاں نہ بود زھو بے واسطہ — جو علم بغیر کسی واسطہ کے خدا سے حاصل نہ کیا گیا ہو۔
  آں نپاید ہمچو رنگ ماشطہ — وہ مشاطہ (میک کرنے والی) کے رنگ کی طرح ناپائیدار ہوگا۔
- ہیں بکش بہر خدا آں بار علم — خدا کے واسطے علم کا بوجھ اٹھاؤ تاکہ اپنے دل میں
  تابہ بینی در درون اسرار علم — راز اور اللہ کے انوار کا مشاہدہ کرو گے۔

- ہمچو موسیٰ نور کے یابد زجیب
سخرۂ استاد و شاگرد کتیب

وہ شاگرد حضرت موسیٰؑ کی طرح کب اپنی جیب سے نور پائیگا جو استاد کے مسخرہ کا موضوع اور طفل کتاب ہو۔

- خویش را صافی کن از اوصاف خود
تا بہ بینی ذات پاک صاف خود

اپنے آپ کو خودی سے پاک کرو تاکہ اپنی پاکیزہ اور صاف ذات کو دیکھ سکو۔

- بینی اندر دل علوم انبیاء
بے کتاب و بے معید و اوستا

تم اپنے دل کے آئینے میں انبیاء کا علم پاؤ گے جس میں کتاب، اعادہ اور استاد کی ضرورت نہیں

- بے صحیحین و احادیث و رواہ
بلکہ اندر مشرب آب حیات

تم کو صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم اور دیگر احادیث روایات کے بغیر آب حیات کے گھاٹ تک رسائی ملیگی

- در مثال خواہی از علم نہاں!
قصہ خواں از رومیان چینیاں

اگر باطنی علم حاصل کرنے کیلئے کسی مثال کی ضرورت پڑے تو رومیوں اور چینیوں کا قصہ پڑھو۔

حضرت مولانا یہاں اس مثال کو یوں فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ نے رومی اور چینی نقاش بلائے اور انہیں دیواروں پر بہترین نقش و نگاری بنانے کو کہا۔ پہلے چینی آگئے۔ انہوں نے کمال فن کا مظاہرہ کرکے دیوار پر نقش و نگاری کی جو بالکل لاثانی تھی۔ پھر رومیوں کو مخالف دیوار پر اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کا موقع دیا گیا انہوں نے دیوار کو اسطرح ریگ مال وغیرہ سے صاف و شفاف کر دیا کہ چینیوں کے تیار کئے ہوئے نقوش اس دیوار پر منعکس ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا....

ای دوست اپنے دل کی دیوار کو تمام آلودگیوں سے صاف کرو تاکہ الٰہی صفات اس پر اپنا عکس ڈالیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

از بنی آدم ہر آنکہ معرفت حاصل نہ کرد
در حقیقت کمتر از گاؤ و خر و اشتر شد است

علامہؒ فرماتے ہیں کہ انسانوں میں سے جسنے خدا کی معرفت حاصل نہ کی حقیقت میں دو گائے، خر اور خچر سے بھی بدتر ہے۔

ذخیرۃ الملوک میں لکھا ہے کہ بعض لوگ اگرچہ صورت سے انسان ہیں لیکن وہ کتے، سوّر اور چوہے کا سیرت رکھتے ہیں۔ اسکا حال قیامت کو معلوم ہوگا جیسا سب کی اصلیت ظاہر ہوگی قرآنی ارشاد ہے یوم تبلی السرائر۔

چونکہ اہل دل کی فراست سے ڈرنا چاہیئے اسلئے کہ وہ یہاں بھی انسان کی اندرونی خصلت سے واقف ہوتے ہیں انکے لئے قیامت تک انتظار کرنا ضروری نہیں۔ انکو بغیر دیکھے بہشت، جہنم وغیرہ پر اتنا یقین ہے کہ اگر بیچ میں سے پردہ اٹھ جائے تو انکے یقین میں ذرہ بھر زیادتی نہ ہوگی

نقد النصوص کے حاشیہ میں درج ہے کہ انسان کامل اور انسان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جیسے گیند اور آسمان!

مولانا عارفی کا نظریہ ہے کہ انسان کی قدر و قیمت معرفت سے ہے

بلکہ اسی مناسبت سے وہ انسان ہے۔

مولانا فرماتے ہیں کہ فتویٰ دینا، پڑھانا، قضا گری کرنا اچھی باتیں ہیں لیکن اگر بدکردار آدمی کے ہاتھ لگ جائیں تو باعث فساد بن جاتی ہیں۔ لب اللباب میں انکی مذمت کی گئی ہے جو لوگ مروجہ علوم کو اقتدار اور مال سمیٹنے کا ذریعہ بناتے ہیں اور نفسانی خواہشات کے مرید بن جاتے ہیں۔ وہ بدکردار ہیں۔ بدعہد اور بے وفا ۔مثنوی ملاحظہ ہو:۔

- بدگہر را علم و فن آموختن — بد ذات کو علم و فن سکھانا گویا
- دادن تیغ بدست راہزن — ڈاکو کے ہاتھ میں تلوار تھمانا ہے۔
- تیغ دادن در کف زنگی مست — نا اہل غیر مستحق آدمی کو علم سکھانا ایسا
- بہ کہ آید علم ناکس را بدست — ہے جیسے مست حبشی کے ہاتھ میں تلوار دینا
- علم و مال و منصب و جاہ و قرآن — بدگہر کے ہاتھ میں حکومت، دولت اور
- فتنہ آمد در کف بدگوہران — قرآن لگنا گویا فتنہ کو اجاگر کرنا ہے۔

- آنچہ منصب میکند با جاہلاں — کسی جاہل کے ہاتھ کرسی اقتدار سپرد کرنا
  از فضیحت کے کند صد ارسلاں — گویا سینکڑوں چیر پھاڑ کرنے والے شیروں کو دعوت دیتا ہے۔

- مال و منصب نا کسے آرد بدست — اگر نا اہل حکومت حاصل کرتا ہے تو وہ
  طالب رسوائے خود خود بدست — اپنی ذلت کا خود باعث بن جاتا ہے۔

- چوں قلم در دست غدّارے بود — جب حکومت ایک غدار کے ہاتھ میں آگئی
  لاجرم منصور بر دارے بود — تو لازماً منصور سولی پر چڑھایا جاتا ہے۔

- زیرکاں مجلس آخر زماں — آخر زمانے کے چالاک لوگ اگلوں پر سبقت
  بر فزودہ خویش بر پیشینیاں — لے گئے ہیں۔ نئے کفن چور پچھلے کفن چوروں پر سبقت لیکر آگے نکل گئے ہیں۔

- اے لسان الطیر علم آموختند — بہت سے لوگوں نے طوطے کی رٹ کر علم سیکھا
  طمطراق و سروری اندوختند — اور شان و شوکت و دولت حاصل کی۔

- صورت آواز مرغ است ایں کلام — یہ باتیں پرندوں کی بولی جیسی ہیں۔
  نا فلست از حال مرغاں مرد خام — آپ غافل اور نا تجربہ کار ان سے واقف نہیں۔

- کو سلیمانے کہ داند حال طیر — وہ سلیمان کہاں سے لائیں جو پرندوں کی بولیاں
دیو اگرچہ ملک گیر دہست غیر — سمجھتے تھے۔ اگر جن حاکم بنا تو وہ غیر جنس ہے

ریا سے بچنے کیلئے یہ فقہا (واعظ۔ مفتی۔ قاضی) کبھی زبان نہیں کھولتے لیکن سود خواری کو جائز قرار دینے کیلئے حیلوں کی سینکڑوں باتیں انکی زبان پر ہیں۔

احیاء العلوم میں اس امر کی تشریح کیگئی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ بڑے اعراض سے علوم شریعت کو پسندیدہ ناموں سے پیش کرتے ہیں علم فقہ سے یہی منشاء تھا۔ کہ علم قرآن و حدیث و توحید و رسالت کو اسطرح پیش کیا جائے کہ خدا کا خوف دل میں موجزن ہو۔ اب اس عہدہ پر فائز لوگوں کو تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں کیونکہ انکا کردار ٹھیک نہیں۔
اب فقہ کو فتاویٰ کی عجیب وغریب جزئیات اور فروعات کی شناخت کیلئے مخصوص کر دیا ہے۔ اب فروعی باتوں پر اپنا سارا زور صرف کیا جاتا ہے پہلے زمانے میں فقہ کے علم سے علم آخرت مراد تھا۔ یعنی اعمال کو سدھارنے والی باتیں۔ آخرت کی نعمتوں کے حصول پر زور

خدا کا خوف پیدا کرنے کا جذبہ وغیرہ باتیں شامل تھیں۔ لیکن آجکل طلاق لعان۔ بیع وسلم، اجارہ وغیرہ پر زور دیا جاتا ہے ایسی موشگافیاں جن سے دل سخت سے سخت تر ہو جاتے ہیں۔ دل سے خوف خدا نکل جاتا ہے۔ انہی کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔ کہ ان کے دل ہیں مگر غور اور فہم وادراک حاصل نہیں کرتے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے صحیح فرمایا ہے تم ایسے زمانے میں ہو جب خواہشات نفسانی علم کے تابع ہیں اور عنقریب ایسا زمانہ آئیگا جبکہ علم خواہشات نفسانی کے تابع ہوگا۔

حضرت علامہ حالیؒ کیا خوب فرماتے ہیں کہ اس شخص کو عالم مت جانو جو رشوت حاصل کر کے حسب پسند حکم صادر کرنے کیلئے عجیب وغریب اور کمیاب حیلے بہانے تلاش کرتا ہے اور اسکے دماغ میں ایسے حیلے بہانے موجود اور زبان پر جاری رہتے ہیں۔

عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ سفیان بن عیینہؒ کا قول ہے کہ وہ عالم نہیں بلکہ جاہل ہے جو علم پر عمل کرنا چھوڑ دے دراصل عالم

وہ ہے جو اپنے علم پر عمل پیرا ہے۔ اور لوگوں میں بزرگ و برتر وہ ہے۔ جو خدا سے ڈرنے والا ہو۔ یاد رکھیئے کہ فنِ تقریر کا ماہر اگر طویل تقریریں کرتا ہے اور بحث و مباحثہ میں مہارت رکھتا ہے اس کی یہ ایکٹنگ ACTING تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے۔

وہ عالم نہیں جاہل ہے۔ اللہ علم کی برکت سے اسکی توبہ قبول ہے کیونکہ اسلام کے اصولوں کے مطابق اہل علم ضائع نہیں ہوتے ہیں اُمید ہے کہ علم کی برکت سے پھر دین کی طرف مراجعت کرے۔

عارفوں کے مطابق ایسا وقت بھی آئیگا جبکہ ابدال دنیا سے مخفی اور پوشیدہ رہینگے۔ اور وقت کے عالموں کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کرینگے کیونکہ یہ اللہ سے غافل اور جاہل ہیں گو اپنے آپ کو بہت بڑا عالم تصور کرتے ہیں

حضرت عبید اللہ تشتری فرماتے ہیں کہ جہالت سے جاہل کے پیش مت آؤ اور غافلوں کا کلام سننا بہت ہی بڑا گناہ ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ وہ کیسے عالم مانا جاسکتا ہے کہ روز حساب (جزا و سزا) سے غافل ہو اور دل میں لالچ رکھکر زر و زیور کا طامع ہو۔ اور اپنے آپ کو مال جمع کرنے پر وقف کرے۔

احیاء العلوم میں وارد ہے اللہ کا فرمان ہے کہ ایسے شخص کا کہنا نہ مانو۔ جسکا دل یاد خدا سے غافل ہو اور نفسانی خواہشات کا غلام بنا ہو اس عالم جاہل ظالم سے وہ عام گنہگار اچھا ہے گناہوں پر نادم ہو کر توبہ استغفار کرتا ہے۔ اس کے برعکس علماء سوء اسی زعم میں رہتے ہیں کہ وہ عالم و فاضل ہیں۔ دین کے ماننے والے کیلئے اچھا ہے کہ وہ تنہائی اختیار کرے اور ایسے لوگوں سے علاحدہ رہے۔

لوگوں سے اختلاط میں غیبت سننے کے گناہ کا ارتکاب ہوتا ہے علم کو بطور آلہ استعمال کرنا تاکہ دنیا حاصل ہو کتنا مذموم فعل ہے ایسے شخص کی پشت پناہی ہمنوائی ایسی ہے جیسے ڈاکو کو تلوار بیچنا نیکی یہ نہیں کہ تلوار بیچکر ڈاکہ زنی کی مدد کی جائے۔

عالم است او و مہ بد آنکس کہ دائم میکنند
از عمل با آنچہ کار آید در محشر شد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ درحقیقت ہمارے پیر لاثانیؒ ہی عالم اجل ہیں۔ کیونکہ انکی برکت سے آپ کے مرید وہی عمل کرتے ہیں۔ جس سے قیامت کے دن سرفرازی حاصل ہو۔

کنز العباد میں سورہ سبا کے حوالہ سے درج ہے کہ عالم وہ ہے جسکے دل میں خوف خدا ہو۔ کوئی لاکھ مسئلے جانے مگر خدا کا خوف نہ ہو۔ وہ عالم نہیں بلکہ کتابیں اُٹھانے والا حمال ہے۔ (بقول سعدی علیہ الرحمۃ

چار پائے بر او کتابے چند (وہ کتابوں کا بوجھ ڈھونے والا گدھا ہے)

اسکے برعکس اگر کسی کو ایک مسئلہ کا علم ہو مگر دل میں خوف خدا رکھتا ہو وہ قیامت کو عالم ربانی کے ساتھ ہوگا۔

اہل طریقت اسی کو عالم مانتے ہیں جس نے اپنے آپکو حضور سرور عالمؐ کے اخلاق و عادات سے آراستہ کیا ہو۔ اگر ظاہری علوم کما حقہ نہ جانتا ہو۔

اس ضمن میں حضرت عیسیٰؑ اور گڈریئے کا قصہ کہنا برمحل ہوگا حضرت عیسیٰؑ نے ایک گڈریے سے کہا کہ علم کیوں نہیں سیکھتے تاکہ خدا شناس بن جاتے ہے کہ بے علم نتواں خدا را شناخت۔

گڈریئے نے کہا میں عالم نہیں۔ ہاں پانچ باتیں جانتا ہوں۔

(۱) جب بندہ عبادت کر سکتا ہے تو نافرمانی اور گناہ کیوں کرے۔

(۲) جب آدمی سچ بول سکتا ہے جھوٹ کیوں کہے۔

(۳) جب حلال کما سکتا ہے حرام کیوں کھائے۔

(۴) جب اپنے عیوب دیکھ سکتا ہے۔ دوسروں کے عیب کیوں نکالے۔

(۵) جب یادِ خدا میں مشغول رہ سکتا ہے تو مخلوق کی یاد میں کیوں صرف کرے۔

حضرت عیسیٰؑ نے جواب دیا کہ یہ باتیں تمام عالم کیلئے کافی ہیں۔

پیرِ ما خود را عالمِ صغریٰ و کبریٰ را شناخت
بے نیاز از اصطلاحِ صغریٰ و کبریٰ شد است

علامہؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر برحقؓ نے اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے عالم اکبر اور عالم اصغر کو پہچان لیا ہے اسلئے آپ کو علم منطق کے اصطلاحات سیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ اہل تصوف انسان کو عالم اکبر جانتے ہیں اور باقی کائنات کو عالم اصغر کہتے ہیں۔

ظاہری علوم والے اسکے برعکس انسان کو عالم اصغر اور کائنات کو عالم اکبر تصور کرتے ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰؓ اہل تصوف کی تائید میں فرماتے ہیں کہ تیرا علاج تیری ذات میں ہے اور تیری بیماری بھی تجھی میں ہے اے انسان اپنے کو حقیر مت سمجھ تمہارے اندر ایک بڑا عالم پوشیدہ ہے۔ مثنوی معنوی میں کس دلکش پیرائے میں اسکی تصریح کی گئی ہے۔

؎ از نقوش پاک اختر وش مدد　　سوے اختر ہائے گردوں میرسید

پاک سانس لینے والے ستاروں سے آسمان کے سیاروں کو فیض ملتا ہے

؎ ظاہر آں اختراں قوام　　باطن ناگشتہ قوام سما

ظاہری طور ستارے ہماری مدد کرتے ہیں باطنی طور ہم آسمانوں کی مدد کرتے ہیں۔

؎ پس بصورت عالم اصغر توئی　　پس بمعنی عالم اکبر توئی

ان باتوں سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ ہمارے پیر برحق رح کو وجدان و کشف سے جب خالق اکبر کی پہچان یعنی عرفان حاصل ہوا تو آپ کو علم کلام علم منطق فلسفہ وغیرہ اصطلاحات کا جاننا ضروری نہیں۔

حضرت عبید اللہ احرار کے مطابق علم کلام وغیرہ کے ذریعہ بحث میں پڑنا شگون بد ہے اس سے پرہیز لازمی ہے۔

ابو المکارم مختصر وقایہ کی شرح میں لکھتے ہیں ضرورت سے زیادہ مناظرہ مباحثہ اور علم کلام پسندیدہ نہیں ہے۔

احیاء العلوم میں ہے کہ لوگوں نے اسبارے میں افراط و تفریط سے کام لیا ہے۔ کچھ علم کلام سیکھنا فرض قرار دیتے ہیں۔ بعض ائمہ جیسے امام شافعی رح، امام مالک رح، امام احمد حنبل رح وغیرہ اسکی حرمت کی طرف مائل ہیں۔

کرخیؒ کی روایت ہے کہ امام شافعیؒ سے علم کلام کے متعلق چند سوالات کئے گئے جس پر وہ ناراض ہوئے ۔ فرمایا جاؤ حفص الفرد سے پوچھو۔ یکدفعہ امام شافعیؒ بیمار ہوگئے۔ تو حفص آپ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تمہیں اپنے پاس نہ بلائے جبتک تم اپنے اعتقادات سے توبہ نہ کرلو فرمایا قرآن و حدیث چھوڑ کر علم کلام کی طرف متوجہ ہونا بُرا ہے۔ امام احمد حنبلؒ نے فرمایا کہ علم کلام والا کبھی رستگاری نہیں پائیگا۔

علامہؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر برحقؒ نے روح کو ہر سو ترقی دی اور نفس تند کو قابو کرلیا۔ آپ کو اسلئے صرف و نحو پڑھنے کی ضرورت نہیں ۔ یہ ظاہری علم ہے ۔

ظاہری عالم چند اصطلاحیں یاد کر کے معزور ہے کہ وہ عالم ہے ۔ مگر پیر برحقؒ نے معرفت الٰہی کے علاوہ علم لدنی حاصل کیا۔ جنکو علم دین دیا گیا انکو مقبول درجہ ملا۔ نفس کو زیر کرنا سب سے بڑا کام ہے ۔

مثنوی کے چند بند ملاحظہ ہوں۔

ے اہل صیقل رستہ انداز بود رنگ — ہر زمان بیند خوبی بیدرنگ
صاف باطن والے ظاہری رنگ دبو سے آزاد ہر وقت جمال الہٰی دیکھتے رہتے ہیں۔

گر نحو و فقہ را بگزاشتند — رایت عین الیقین افراشتند
اگر نحو و فقہ نہیں پڑھا۔ لیکن عین الیقین کا جھنڈا بلند کیا۔

تحفۃ الاحرار میں ہے۔
علم کثیر آمد و عمرت قصیر — آنچہ ضروری است بداں شغل گیر
علوم کافی ہیں عمر کم۔ جو زیادہ اہم ہے وہی حاصل کر۔

ہر چہ ضروری است چو حاصل کنی — بہ کہ عمارت گرئے دِل کنی
علم دین کما حقہ، حاصل کرو۔ دِل کی تعمیر کی طرف لگے رہو۔

آنسست عمارت گرئے دل کہ دل — در کشی از کشمکش آب و گل
دل کی تعمیر یہی ہے کہ اسکو جسم خاکی کی کشمکش سے نکالو۔

پائے بدامن کشی و سر بجیب — تن بشہادت دہی دل بغیب
قناعت اختیار کرو۔ مراقبہ میں رہ کر دل کو خدا کی طرف لگا دو۔

یاد خدا پردگئے ہش کنی — ہر چہ بجز اوست فراموش کنی
اپنے حواس کا پردہ نشین یاد خدا کو بنا دو۔ ماسواء اللہ کو بھول جاؤ۔

ابرہ دزاہد عالم بود زیبا ولے!
لبس صوفی را ز ابرہ پر بہا آستہ شد است

حضرت خاقانیؒ فرماتے ہیں کہ ظاہری عالم کا خوشنما ریشمی لباس کا ابرہ اگرچہ خوبصورت اور دیدہ زیب ہے مگر عالم باطنی یعنی صوفی کے لباس کا استر اس ابرہ سے زیادہ بے بہا اور شاندار ہے۔

پہلا عالم وہ ہے جو شریعت کے ظاہری لوازمات کی طرف ساری توجہ صرف کرتا ہے۔ اسی بنا پر لوگ اسے پسند کرتے ہیں اور مشہور ہے۔

مگر صوفی وہ عالم ہے جو ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن کی طرف زیادہ توجہ دیتا ہو۔ لوگوں میں شہرت کی وبا سے بچنے کیلئے اپنے آپکو چھپاتا ہے

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ عوارف المعارف میں صوفی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ نے نیک لوگوں کو ابرار کا نام دیا ہے مقربین میں صابر ۔صادق۔ ذاکر ۔ عاشق ۔ عارف ۔صوفی وغیرہ شامل ہیں۔ آنحضورؐ کے وقت میں صوفی کا نام مروّج نہ تھا۔ (گو انکو کچھ عالم اصحاب صفہ میں شمار کرتے ہیں۔ (واللہ اعلم مترجم)

نفحات الانس میں درج ہے کہ حضور پاکؐ کے ساتھی اصحاب کہلائے ۔ انکے مصاحب تابعین اور انکے بعد آنے والے متقی تبع تابعین موسوم ہوئے۔ اسکے بعد مراتب میں تفرقہ پڑا اور انکو زہاد اور عباد نام دیئے گئے ۔ اہل سنت وجماعت میں سے اکابرین اپنے نفوس کی نگہداشت کرنے لگے اور تصوف پر چل کر صوفی کہلائے۔

حُبِّ دنیا راس ہر جُرم است قولِ مصطفےٰ است
ترکِ دنیا ہر عبادت را مثالِ سر شد است

جناب رسالتمآب کا فرمان ہے کہ دنیا کی محبت ہر جرم اور گناہ کی بنیاد ہے اور ترک دنیا ہر عبادت کیلئے سر جیسا ہے۔

کتاب الحقائق میں لکھا ہے کہ صرف نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے سے پرہیزگاری حاصل نہیں ہوتی۔ تمام جرموں کا سرچشمہ دنیا کی محبت ہے جو اس بات کو نہ سمجھے اسکو شریعت کی پوری کتاب سنائی جائے کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ جو یہ سنکر دنیا کے ساتھ چمٹ جاتا ہے۔ دنیا کے ساتھ رغبت رکھتا ہے اسکا دل خدا کے ساتھ نہیں دنیا کے ساتھ لگا ہے تو وہ پرہیزگار نہیں ہے۔ ہاں اتنا مال کمائے جو شریعت میں جائز ہو۔ روکھی سوکھی پر گذارہ کرنے سے پرہیزگار نہیں ہوگا۔ جبتک حقیقت کو نہ پائے

آنحضرت صلعم نے فرمایا قیامت کو ایک ایسا آدمی جہنم میں بھیجا جائیگا جو نمازی ہوگا تمام شرعی احکام مانتا ہو مگر حلال و حرام پر جھپٹ مارے اور دنیا کی محبت اسکے دل میں موجزن ہو۔

حضور پاک کا ارشاد ہے اَللّٰھُمَّ اَحِبَّنِیْ فَقَلِّلْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ ای خدا جسکے دل میں میری محبت ہو اسکے مال و اولاد کو کم کر دے۔

ومن البغضنی اکثر مالہٗ وولدہٗ جسکے دل میں میری دشمنی ہے اسکے مال واولاد زیادہ کر۔

کیمیائے سعادت میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو درداؓ کو تکلیف پہنچائی آپ نے اسکے حق میں دُعا کی یا اللہ اِسے صحت لمبی عمر اور دولت کثیر عطا کر۔ یہ بدترین دُعا ہے اللہ جسکو یہ چیزیں عطا کرتا ہے وہ غفلت کی وجہ سے خدا سے غافل ہو کر ہلاکت کے سامان پیدا کرتا ہے۔

محبت دنیا کی شرک ہے اور اسکا محبّ مُشرک ہے متاخرین میں سے ایک عارف کا یہ مقولہ ہے۔

کیمیائے سعادت میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ دنیا کو خدا نہ بناؤ تاکہ وہ تمکو غلام نہ بنائے۔

آنحضورؐ نے فرمایا کہ مال اور منصب کی محبت اپنے آپ سے دشمنی سے مرادف ہے صحابہ نے عرض کیا۔ سب سے بُرے لوگ کون ہیں جو لذیذ کھانا کھائینگے خوبصورت کپڑے پہنینگے۔ انکا پیٹ کبھی سیر نہ ہوگا۔ دنیا اُنکا معبود ہوگا۔ حضورؐ نے حکم دیا ایسے آدمیوں

کو سلام مت کرو۔ انکی بیمار پرسی مت کرو انکی عزت مت کرو۔ اللہ پر ایمان لانا، طاغوت یعنی بت شیطان کا انکار ہے۔

حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں۔ کہ نفس کی خواہشات کی تکمیل کفر کی بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ جو آخرت کی کھیتی کا طالب ہو تو ہم اسکی کھیتی میں ترقی دینگے۔ جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو انکا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

دنیا کی محبت بخیلی پیدا کرتی ہے۔ حضور پاکؐ نے فرمایا۔ بخیلی کافر کی صفت ہے۔ اور کافر جہنم میں جائیگا۔

مشہور حدیث ہے کہ بخیلی اور بدمزاجی مومن میں جمع نہیں ہو سکتی

شیخ عطارؒ نے فرمایا ہے ؂

حبِ دنیا ذوقِ ایمانت برد آرزو و آزِ تو جانت برد

(دنیا کی محبت کیوجہ سے ایمان حاصل کرنے کا ذوق تم میں نہیں رہیگا۔ لالچ اور طمع جان لیگی۔)

حبِ دینداران و دین فرض و کلید جنت است
حبِ اموال است مار و حبِ جاہ اژدر شدہ است

اہل دین سے محبت اور دین کی محبت فرض ہے اور جنت کی چابی! مال کی محبت سانپ کے مانند ہے۔ منصب کی محبت اژدھا ہے۔

خلاصۃ المناقب میں مولانا نورالدین بدخشی نے بیان کیا ہے کہ اے دوست! سچے دین یعنی اسلام اور دینداری کی محبت ہر عاقل و بالغ پر فرض عین ہے۔ یہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

اللہ نے فرمایا کہ دین اسلام کے بغیر جو کوئی اور دین پسند کرتا ہے اسکے لئے ہلاکت ہے۔ حضور پاکؐ کا ارشاد ہے کہ تب تک کوئی صاحب ایمان نہ ہوگا۔ جبتک میں اُسے باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے محبوب نہ ہونگا حضرت عمرؓ سے فرمایا تمہارا ایمان اسوقت تک مکمل نہیں جبتک ان سب سے پیارا مجھے نہ مانو۔ بلکہ اپنی جان سے بھی پیارا!

حضرت علیؓ کا فرمان ہے اللہ کو پہلے پہچانو تو اسی عرفان سے تم لوگوں کو پہچان سکوگے۔ شمائل الاتقیاء میں ہے مرشد کی محبت دل میں رکھو تاکہ اللہ کی محبت جلدی حاصل ہوجائے مرشد کی محبت خدا کی محبت ہے۔

آنحضورؐ نے فرمایا کہ ہر چیز کیلئے ایک کنجی ہے جنت کی کنجی فقیروں سے محبت ہے قیامت کے دن وہ اللہ کے ہمنشین ہونگے

مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

مال چوں مار است منصب اژدھا	سایۂ مرداں زمرد ہر دو را
مال سانپ ہے اور منصب و حکومت اژدہا	مرداں خدا کا سایہ

دونوں کیلئے تیلم ہے جس سے سانپ اندھا ہو جاتا ہے۔

حبّ درویشاں کلید جنت است　　دشمن ایشان سزائے لعنت است

فقیروں کی محبت جنت کی کلید ہے　　انکا دشمن لعنت کا مستحق ہے

خواجہ نقشبندؒ کے کلام میں بھی آیا ہے:۔

سہ اولیاء اللہ کی محبت باعث سعادتمندی و نیک بختی ہے انکی دشمنی میں آخرت کا تاوان ہے۔

گر تو مارا دوست داری بر دوام　　زود از دنیا برآریمت تمام

(اگر تو ہمیشہ ہمارا دوست ہے۔ تو جلدی تمہاری دنیا اور آخرت کی آرزوئیں پوری کر دینگے۔

یحشر المرء علی دین خلیلہ نجہ است
ہم خطاب انت مع من جانب بوذر شد است

حضرت سرکار دو عالمؐ کا ارشاد ہے کہ ایک شخص اپنے دوست کے دین پر قیامت کو اٹھایا جائیگا۔ دوسری حدیث میں بروایت حضرت ابوذر غفاریؓ آیا ہے کہ تم اسی کے ساتھ قیامت کو ہوگے جسکی محبت تیرے دل میں ہوگی۔

اس سلسلہ میں مولانا نورالدین جعفر بدخشی خلاصۃ المناقب میں لکھتے ہیں کہ ایکدن میں نے جناب میر علی ثانیؒ سے دریافت کیا کہ آپ کے محب مخلص ختلان اور دیگر مقامات میں رہتے ہیں مگر آپ کے پاس نہیں آسکتے انکا کیا حال ہوگا۔ یہ آپ نے متذکرہ صدر احادیث پاک کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ قیامت کے روز اپنے دوست کے دین پر اٹھائے جائینگے

خلاصۃ المناقب میں مزید لکھا ہے کہ سورہ زخرف کا حوالہ دیکر کہ تمام دنیوی دوست قیامت کو ایک دوسرے کے دشمن ہونگے سوائے متقیوں کے!

جو اللہ کے واسطے ایک دوسرے کے دوست ہونگے۔ انکو اکٹھے یا ایمانوں کے ساتھ اٹھایا جائیگا۔ بلکہ ایک دوسرے کی شفاعت کرینگے

تاویلات کاشفی میں دوستوں کی چار اقسام درج ہیں۔

۱۔ خلت تام حقیقی۔ وہ دوستی جو اللہ کے لئے ہوگی روحانی محبت پر قائم۔ روح ایک دوسرے کو پہنچانینگی۔ مثلاً انبیاء۔ اصفیاء

۲۔ محبت قلبیہ۔ نیکوکاروں کی آپسمیں محبت، مرشد اور مرید کی ایک دوسرے سے محبت۔ ان دو قسم کی محبتوں میں کوئی زوال نہیں نہ دنیا میں نہ عقبیٰ میں۔

تیسری محبت عقلیہ ہے جو تاجر اکاریگر، مالک نوکر وغیرہ میں ہوتی ہے چوتھی محبت محبت نفسانیہ ہوتی ہے۔ جو خودغرضی، جسمانی لذت حاصل

کرتے اور شہوت پر مبنی ہو۔ ایسی دو محبتوں کا زوال لازمی امر ہے بلکہ موخرالذکر دو قسم کی دوستی دشمن میں تبدیل ہوگی۔

(جناب حضرت امیر کبیرؒ نے اپنے ملفوظات میں درج کیا ہے قال قطب الربانی لاحبابہ یا معشر المریدین! ان تکونوا من الصالحین یجمعکم اللہ تعالیٰ معی فی الجنۃ والا لیغفر اللہ لکم ببرکۃ محبتی وھوا رحم الراحمین۔ اے میرے مریدو۔ اگر تم صالح بندے ہوگے تو اللہ تعالیٰ تمکو میرے ساتھ جنت میں ملائیگا۔ اگر غیر صالح ہوگے تو بھی میری محبت کی برکت سے وہ تمکو بخش دیگا کیونکہ اللہ بڑا رحم فرمانے والا ہے۔ مترجم خلیل عفا اللہ عنہ۔)

سچ ہے دوستی جو خود غرضی پر مبنی ہو دشمنی میں تبدیل ہو جاتی ہے
اور وہ محبت جو خالصتاً لوجہ اللہ ہو۔ سورج کی طرح درخشاں ہوتی ہے۔

علامہؒ فرماتے ہیں کہ دیکھئے سرو میں زر گل نہیں ہمیشہ سرسبز شاداب ہے۔ کنول میں زر گل ہے بچاری اس زر کی نحوست کی وجہ سے ابتر ہو جاتا ہے

تشنگیِ دل و حرص مالت خارش آن جستجوی
مستمر تا وقت مرگ خارشِ این گر شد است

علامہؒ فرماتے ہیں کہ مال و دولت کا لالچ دل کی کھجلی کے مانند ہے اور جستجو اسکی خارش ہے۔ یہ خارش اور کھجلی مرتے دم تک انسان کو نہیں چھوڑتی۔
مشہور حدیث ہے کہ آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے۔ لالچ۔ حرص۔ آرزوئیں زیادہ جوان نظر آتے ہیں۔

وہ شخص عاقل نہیں جو اپنی عمر غرور و غفلت میں بسر کرے اور مرتے دم تک توبہ سے غافل رہے۔
کیمیائے سعادت میں کیا خوب لکھا ہے کہ توبہ یعنی خدا کی طرف لوٹنا مرید کا پہلا کام ہے۔ فرشتے معصوم ہیں انسان سے گناہ سرزد ہوتے

رہتے ہیں۔ ازلی دشمن شیطان اسکے ہمراہ ہے پشیمان ہو کر واپس لوٹنا آدم اور آدم زاد کا کام ہے۔

حضورؐ پاک نے فرمایا۔ جان کنی سے پہلے تک آدمی کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ مرتے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی۔

سبحۃ الابرار میں حضرت جامیؒ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

- دولت نیک سرانجامی را　　گرم کن ز آتش خود جامی را

جامی کو اپنے جذبہ اور آتش عشق سے سرشار کر کے عاقبت بخیر و خوبی انجام پذیر ہونے کی دولت عطا کر۔

- در دلش ز آتش آں شعلہ فروز　　ہر چہ غیر تو بود جملہ بسوز

اسکے دل میں آتش عشق شعلہ زن رہے اور ما سواء اللہ سے فارغ ہو۔

- در زند ز آتش ہستی تابے　　ریزد از توبہ بر آتش آبے

اپنی ہستی میں آگ لگا کر اسکو چمکا دے اور توبہ کا پانی اس آگ پر چھڑکا دے۔

- اے رقم کردہ تو حرف گناہ　　نامۂ عمرت ازیں حرف سیاہ

اے دوست تو نے گناہ کے حروف لکھ کر اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کر دیا ہے

- گسترد دست اجل مہد فراق　　وز نزع ساق تو پیچد بر ساق

موت کا ہاتھ تیرے لئے جدائی کا تابوت بچھائیگا اور نزع کے عالم میں تیرے پہلو تڑپتے رہینگے۔

• دوستاں نغمۂ غم ساز کنند　　　دشمناں خرمی آغاز کنند
دوست ماتم کرنے لگینگے اور دشمن دل ہی دل میں خوش ہونگے۔
• بقول حضرت سعدیؒ۔ کہ لاحول گویند شادی کناں (مترجم)
• وارثان حلقہ بگرد سرِ تو　　　حلقہ کوبان ز طمع بر درِ تو
تمہارے وارث تمہارے گرد جمع ہونگے اور لالچ کو لیکر تمہارے در پر جمع ہونگے۔
• از برون سوی تو گریاں نگرند　　　در درون خرم و خنداں گذرند
باہر سے تو رونی صورت بناکر تجھکو دیکھتے ہونگے اندر سے خوش ہونگے

There is secret pleasure in the misfortunes of a friend. (Shakespeare)

آگے چل کر اس تمام مصیبت کا حل یوں بیان فرماتے ہیں۔
پیش ازاں کایدت ایں واقعہ پیش　　　بہ کہ از توبہ کنی چارۂ خویش
اس سے قبل کہ یہ واقعہ تیرے سامنے وقوع پذیر ہو بہتر ہے کہ توبہ کرکے اپنا چارہ ساز بن۔
• ز آنچہ بگذشت پشیماں باشی　　　اشک اندوہ ز چشماں پاشی
اپنے کئے پر پشیماں ہوکر پچھتاوے اور غم کے آنسو روتا جا!
• چند باشی ز معاصی مزہ کش　　　توبہ ہم بے مزہ نیست بچش
کب تک تو گناہوں سے لطف اندوز ہوتا رہیگا۔ توبہ کرو اسکی چاشنی بے مزہ نہیں ہے۔
• خاصۂ آدمی آمد توبہ　　　مایۂ محرمی آمد توبہ

آدمی کی سرشت میں توبہ کرنا ہے۔ یہی توبہ راز داری کا سرمایہ ہے۔

- گر نہ از نسبت آدم نہ ابا است   ربنا گوے ظلمنا کجا است
اگر آدم کے ساتھ خدا کے حکم سے انکار کی نسبت نہ تھی، ربنا ظلمنا کہنے والا کون تھا؟

- چہرہ پُر گرد کن از خاک نیاز   مژہ از خون جگر رنگین ساز
اپنا چہرہ خجالت کی مٹی سے آلودہ کر۔ اور خون کے آنسو بہا!

- سینہ از ناخن حسرت الخراش   حرف میل گناہ از دل بتراش
حسرت کے ناخن سے اپنا سینہ اچھیل دے اور دل سے گناہ کی رغبت کو دھو ڈال۔

- دست بردار بدرگاہ خدائے   کائے خطا بخش عطا گر بخشائے
خدا کے حضور اپنے ہاتھ پھیلا کر کہہ دے۔ اے بخشنے والے مجھے مغفرت کر!

- بوکہ در دل کند اینست اثرے   واشود بر رخت از توبہ درے
ممکن ہے اسطرح ترا دل پسیجے۔ نرم ہو جائے اور توبہ کا در کھل جائے تم پر!

- جامیٔ گم شدہ را بخش نجات   توبہ ارزانی کن و بر توبہ ثباتا
گم کردہ راہ "جامی" کو نجات دے۔ توبہ کی توفیق دیکر ثابت قدم رکھ!

جو اپنے گناہ کو معمولی اور چھوٹا سمجھے ۔ وہ ہمیشہ پشیمان رہیگا۔
کیمیائی سعادت میں حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی گناہ صغیرہ میں مبتلا ہو تو فوراً پشیمان ہو کر توبہ کرے کیونکہ توبہ و استغفار سے کبیرہ گناہ صغیرہ بن جاتا ہے۔ مومن کو اپنا گناہ پہاڑ جیسا نظر آتا ہے اور منافق کو مکھی جیسا۔

قوت القلوب میں ہے کہ صحابہ کے اقوال جمع کرتے دیکھا گیا کہ گناہ کبیرہ سترہ ہیں۔ چار دل کے اندر ایک کفر۔ دوسر گناہ پر ڈٹے رہنا کار بد کر کے توبہ کی خواہش نہ ہو۔ رحمت خدا سے ناامید ہو۔ یعنی قنوط خدا سے بے بیم ہونا۔ چار گناہ کبیرہ زبان کے اندر ہیں۔ جھوٹی شہادت دینا کسی کا حق کھانا۔ تہمت لگانا۔ جھوٹی قسم کھا کر مال کھانا ۔ جادو جو زبان سے پڑھا جائے۔ تین گناہ پیٹ کے اندر ہیں۔ مثلاً منشیات کا استعمال۔ یتیم کا مال کھانا ۔ سود کھانا یا دینا۔ زنا کاری۔ امرد پرستی ۔ ایک گناہ کبیرہ پاؤں کے ساتھ ہے۔ یعنی کافروں کے مقابلے سے بھاگ جانا ۔ اگر دشمن زیادہ ہوں تو بھاگ جائے۔
ایک گناہ سارے جسم کا جس سے تعلق ہے وہ ہے والدین کی نافرمانی۔

جو گناہوں پر پشیمان ہو کر توبہ استغفار کرے تو مرشدوں کے پاس اسکا کبیرہ گناہ توبہ کرنے سے صغیرہ بن جاتا ہے۔

کیمیائے سعادت میں درج ہے۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور پاکؐ نے فرمایا کہ توبہ کرنے سے پہلے اللہ بندہ کو پشیمانی عطا کرتا ہے اس گناہ کے بارے میں جسکو وہ معاف کرنا چاہتا ہے۔

رسالہ لطیفیہ غیبیہ میں لکھا ہے کہ توبہ آئندہ کیلئے کی جاتی ہے اور استغفار گذرے ہوئے زمانے کے گناہ کیلئے۔ توبہ سے مراد گناہ سے باز آنا۔ استغفار کے معنی باز پرس نہ ہو۔ پیش پیران سے مدعا ہے کہ توبہ مرشد کے پاس کرے اسکو گواہ رکھے۔ پیر کی وسالت اور سفارش بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما

اگر وہ اپنا نقصان کر بیٹھے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اللہ سے معافی طلب کرتے آپ بھی ان کی سفارش کرتے تو وہ خدا کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔

کیمیا سعادت میں ہے کہ جب تک لذت گناہ اسکے دل میں ہو اسوقت تک توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی۔

بنی اسرائیل میں سے ایک پیغمبر نے سفارش کی۔ مگر وحی آئی کہ اگر ملائک بھی مانگیں میں توبہ قبول نہیں کرونگا۔ جب تک اسکے دل میں گناہ کی لذت باقی ہوگی۔

روضۃ الاحباب میں تحریر ہے کہ جب بنو قریظہ کے لوگوں نے اپنے قلعے کو دیکھا کہ مسلمانوں نے محاصرہ میں رکھا ہے تو تنگ آکر حضورؐ کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ حضرت ابولبابہؓ کو ہمارے پاس مشورہ کیلئے بھیجدیں چنانچہ وہ انکی حالت زار دیکھکر پسیجا اور فرمایا کہ اگر تم قلعے سے نیچے آؤ گے تو مسلمان تم کو مارینگے لیکن یہ راز تھا اسکو کھولکر وہ بہت پچھتائے اور انتہائی ندامت کے باعث حضورؐ کے روبرو نہ جاسکے بلکہ فوراً مدینہ چلکر مسجد نبویؐ میں اپنے آپ کو ستون کے ساتھ بندھوایا۔ کہ حضورؐ کے بغیر کوئی نہ کھولے جب آنحضورؐ کو علم ہوا فرمایا کاش میرے پاس آتے ہوتے میں خدا سے معافی طلب کرتا۔ کہتے ہیں۔ وہ پندرہ دن تک بند رہے۔ اسکی لڑکی اسکے منہ میں کھجور ڈالتی تھی تاکہ وہ کھائے۔

صبح کا وقت تھا حضرت ام سلمہؓ نے حضور پاکؐ کو تبسم فرماتے دیکھکر عرض کیا۔ کیا وجہ ہے۔ فرمایا جبرئیلؑ خبر لائے کہ ابولبابہؓ کو بخشدیا گیا ہے آپ نے عرض کیا۔ کیا میں انکو خوشخبری سناؤں ہاں سنا سکتی ہو۔ صحابہ کرام کھولنے آئے فرمایا مجھے حضورؐ پاک خود کھولینگے۔

اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں کیلئے ندامت، مشقت، گریہ زاری چاہیئے۔ شفاعت کا دامن پکڑنا۔ یا سورۂ فاتحہ اور بعض سورتوں کا ثواب نیکوکاروں کو پہنچا کر ان سے دریوزہ گری کرنی چاہیئے تاکہ اللہ انکے طفیل بخشدے۔

فصل الخطاب میں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کا ذکر ہے آپ کے پاس ایک جوان آیا اور دعا کی استدعا کی۔ آپ نے دعا کی وہ غائب ہو گیا فرمایا۔ یہ فرشتہ تھا۔ چوتھے آسمان کا اس سے غلطی سرزد ہوئی تھی فرشتوں

سے پوچھا میں کیا کروں کہ میں پھر اپنے عہدہ پر فائز رہوں۔ انہوں نے ہمارا پتہ دیا
مسافر سائل نے عرض کیا میرے حق میں حصول ایمان کی دعا کریں۔ فرمایا خدا کا ارشاد
ہے کہ فرض نمازوں کے بعد جو بھی دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے اب ہم ایک دوسرے
کیلئے دعا کرتے

حضرت علامہؒ فرماتے ہیں کہ توبہ وہی قبول ہے جو گناہوں کا اظہار کر کے
کی جائے اور پیر کاملؒ اللہ کی بارگاہ میں گنہگار کیلئے دعاء مغفرت طلب کرے
اعتراف گناہ ضروری ہے مرشد کے سامنے سب بیان کرے۔ کوئی گناہ نہ
چھپائے تاکہ سب گناہوں کی مغفرت ہو۔ اس صورت میں پیر کامل قبولیت
کی خوشخبری بھی سناتے تھے۔

ایکدفعہ کسی تائب نے کچھ اپنے گناہ چھپائے رکھے تو پیر کاملؒ نے خواب
میں اسکے بدن پر کچھ زخموں کے داغ دیکھے۔ صبح اسکو آگاہ کیا گیا۔ وہ تائب
ہو کر سب بیان کر گیا۔

اسی طرح ایک عورت توبہ کیلئے آئی۔ اور اپنی پاکبازی بیان کرنے لگی
پیر کاملؒ نے دبی زبان میں فرمایا۔ آج سے دس برس قبل تمہارے فلاں شخص کے
ساتھ کیا تعلقات تھے؟ وہ شرمندہ ہوئی۔

خاکی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے کچھ دوست اہل سلوک کی کچھ روایات یا سند طلب کرتے ہیں سو سنیئے!

مشکوٰۃ بلکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں درج ہے۔ فرمایا آنحضورؐ نے کہ جب بندہ گناہ کا اعتراف کرتا ہے۔ اور ندامت سے توبہ کرتا ہے تو اللہ توبہ قبول فرماتا ہے۔ ہر گناہ کو کھول کر بیان کرے اور کچھ نہ چھپائے یا صغیرہ سمجھے ورنہ عذاب میں گرفتار ہوگا۔ حکیم سنائیؒ کا قول ہے کہ گناہ جب پشیمانی کی طرف لے جائے تو نیک بختی کی نشانی ہے۔

شیخ عبداللہ زراد نے اپنی وفات کے بعد کسی کو سنایا کہ ایک گناہ پوشیدہ رکھنے پر اللہ نے میرے چہرے سے گوشت اتروا دیا۔ گناہ دل میں کھٹکے اور پشیمانی ساتھ دے ورنہ بد دیانتی ہوگا۔ اللہ بد دیانتوں کو دوست نہیں رکھتا۔

مقامات نقشبندیہ میں درج ہے کہ توبہ عاجزی و گریہ زاری سے کرے تاکہ حصول تک پہنچ جائے۔

عوارف المعارف میں ہے کہ بیٹھ پیچھے بھائی کیلئے دعائے مغفرت کرے۔

از معاصی پاک شد با توبہ پاک نصوح!
ہر کہ بعد از توبہ ہمچوں میت مقبر شد است

علامہ قلکی فرماتے ہیں پختہ توبہ کرکے آدمی گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے اور دفنائے ہوئے مردے کی طرح پاک ہوجاتا ہے۔

یہ اشارہ ہے اس حدیث پاک کی طرف جسمیں فرمایا گیا کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہوجاتا ہے کہ گویا اُسنے کوئی گناہ ہی نہیں کیا۔

توبہ استغفار کے بعد موتو قبل ان تموتو کے مصداق ہوجانا چاہیئے کہ گویا اب مردہ ہے۔ ارتکاب گناہ نہیں کریگا کیونکہ مُردہ ہے۔

اللہ پاک کا ارشاد ہے۔ یاایھا الذین آمنو توبو الی اللہ توبۃ نصوحًا عسیٰ ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم و یدخلکم جنٰت تجری من تحتھا الانھار

اے ایمان والو۔ سچے دل سے اللہ کے آگے توبہ کرو۔ تاکہ ہمارے گناہ معاف ہوجائیں اور اللہ تمکو جنت کے ایسے باغوں میں داخل کریگا جسمیں نہریں جاری ہونگی

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں توبہ نصوح وہ ہے جسکے بعد تائب پشیمان ہوکر خدا سے مغفرت طلب کرے۔

تفاسیر میں آیا ہے کہ نصوح ایک شہوت پرست آدمی تھا جو عورتوں کے لباس میں حمام میں نائی بنکر عورتوں کی مالش وغیرہ کرتا تھا۔ اسطرح عورتوں پر قابو پاتا تھا آخرکار اسکو توبہ کی توفیق ہوئی اور وہ ثابت قدم رہا۔ مثنوی شریف میں اسکا تفصیلی ذکر ہے۔

مراۃ التائبین میں ہے اے سننے والے اب تمکو توبہ کی شرطیں معلوم ہوگئیں۔ تو جان لے کہ تو تمام شرائط کو بجا نہیں لائیگا۔ اسکا مطلب نہیں کہ کوئی گناہ جائز ہے۔ گناہ کو ترک کرنا واجب ہے۔ بمقابلہ گناہ کے

کوئی نیک کام کرنا دوسرا واجب ہے۔ اگر نفس گناہ نہ چھوڑ سکے تو کم از کم نیکیاں کرتا جائے تاکہ انکے طفیل نیکی سے بدی دفع ہو جائے۔

ویدرءون بالحسنة السیئة اور وہ لوگ نیکی سے بدی کا دفعیہ کرتے ہیں ہر عضو کو بجائے بدی کے نیکی کیلئے استعمال کرے تاکہ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ جو کوئی رتی بھر نیکی کریگا اسکا پھل پائیگا۔

دل کی ندامت کے ساتھ زبان کا استغفار ضروری ہے۔ لیکن جب توفیق مدد نہ کرے اور کمال تک نہ پہنچے تو ادنٰی مرتبہ یعنی زبان سے استغفار کرے وہ بھی اپنے اثر سے خالی نہیں ہوگا۔

روایت ہے کہ شیخ عثمان مغربی سے کسی نے شکایت کی کہ زبان سے ذکر ہمیشہ کرتا ہوں۔ مگر دل اسکا اثر نہیں لیتا شیخ نے فرمایا شکر کر تمہارے اعضا میں سے ایک عضو ہی خدا کی یاد میں مشغول ہے۔

شیطان کا مکر مشہور ہے کہ جب طالب کو دل کا حضور حاصل نہیں ہوتا۔ تو شیطان اسکو زبان کے ذکر سے بھی محروم کر دیتا ہے۔

انسان اس ضمن میں تین جماعتوں میں منقسم ہے۔ (۱) ظالم (۲) مقتصد (۳) سابق۔

ظالم وہ ہے۔ جو زبان کی ذکر سے بھی محروم ہے۔ (۲) مقتصد وہ ہے جسکو اگر حضور دل حاصل نہ ہو پھر بھی شیطان سے بچکر خاموش رہتا ہے تیسرا وہ جسکی زبان کی حرکت دل کی حرکت سے موافقت رکھتی ہے۔ دونوں ذکر کرنے لگتے ہیں اور شیطان پر نمک پاشی ہوتی ہے۔

کیمیائے سعادت میں درج ہے کہ کسی شخص کا بعض گناہوں سے توبہ کرتا

اور بعض سے نہیں کہاں تک درست ہے مثلاً زنا سے توبہ کرے مگر شراب سے نہیں ہو سکتا ہے غیبت سے توبہ کرے شراب سے نہیں؟

پاک آدمی سب گناہوں سے توبہ کرتا ہے۔ محبت کا درجہ اسی کو ملتا ہے جو سب گناہوں سے توبہ کرے۔ ایک کہتا ہے کہ گناہ صغیرہ سے توبہ نہیں کرتا ہوں اور ادائے فریضہ سے اس گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ جسکو یکدم توبہ کرنا مشکل معلوم وہ آہستہ آہستہ ثواب حاصل کرتا ہے۔ (واللہ اعلم)

ارشاد المریدین میں ہے کہ کھانا اور لباس حلال رکھے۔ ریاضت و مجاہدہ میں اپنی طاقت کے مطابق کوشاں رہے لایکلف اللہ نفساً الا وسعھا (اللہ کسی پر اسکی برداشت کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا) مترددی اور لازمی امر یہ ہے کہ راہ راست پر ثابت قدم رہے اور کثرت سے توبہ کرتا ہے ناامید نہ ہو گناہوں کی کثرت کے ہوتے ہوئے اللہ سے ہر قسم کی امید رکھے کیونکہ اسکا ارشاد ہے ان اللہ ھو التواب الرحیم۔ بیشک خدا توبہ قبول کرنیوالا رحیم ہے۔

رسول پاکؐ کا ارشاد ہے خیارکم فی الجاھلیۃ خیارکم فی الاسلام جاہلیت کے زمانے میں جو تم میں سے نیک تھے۔ وہ اسلام میں بھی نیک ہیں۔

این تن آلودہ غم بسپرید اور اکہ چون ! !
فرز ارشادش زغم شوینده چون قم غم نندلست

حضرت خلائیؒ فرماتے ہیں کہ اس میرے مغرور اور غافل جسم کو پیر برحقؒ کے قدموں میں ڈالدو تاکہ آپ کی تربیت اور ارشادات کی برکت سے صاف ہو جائے لب اللباب میں درج ہے کہ اولیاء کی رحمت کا پانی طالب کی گندگیوں کو دُور کرتا ہے اسمیں رحمت خدا کو دخل ہے اور اس پانی کو خدا کی رحمت صاف و شفاف بنا دیتی ہے۔ وہی سب سے پاکیزہ ہے۔

مثنوی معنوی کے چند ابیات ملاحظہ ہوں۔

● آب بہر ایں ببارد از سماک تا پلیداں را کند از خبث پاک

آسمان سے پانی اسلئے برستا ہے کہ آلودہ گیوں کو پاک کرے مگر جب یہ پانی گندہ ہوا تو اللہ اسکو پاک کرنے کیلئے سمندر میں لے جاتا ہے۔ تاکہ اسکے پانی سے اس پانی کو دھو ڈالے۔

● حق ببردش باز در بحر صواب تا بشستش از کرم آں آب آب
سال دیگر آمد و دامن کشاں ہی کجا بودی بدر یائے خوشاں

دوسرے سال وہ ناز و انداز سے آتا ہے پوچھا تو کہاں تھا۔ بولا میں نیکی کے دریا میں تھا۔

● ہیں بیائید ای پلیداں سوئے من کہ گرفت از خوی یزداں خوی من

ارے ناصاف لوگو میرے پاس آؤ کیونکہ میں نے اللہ کے اخلاق کو اختیار کیا ہے۔ میں تمہاری سب گندگیوں کو قبول کرونگا اور فرشتوں کے مانند تم کو پاک کرونگا۔ جب تمہاری گندگیوں سے آلودہ ہو جاونگا تو پھر منبع کی طرف جاونگا۔

● کار ایں است و کار من ہمیں عالم آرائیست رب العالمین

اسکا کام مجھکو پاک کرنا۔ میرا کام تمکو پاک کرنا ہے دراصل تمام کائنات کا رب دنیا کو آراستہ کرتا ہے۔

• گر نبودے ایں پلیدی ہای ما — کے بدے ایں بارنامہ آب را

اگر ہم میں یہ آلودگیاں نہ ہوتیں۔ تو آب رحمت کی یہ شان کہاں اتنی عظیم ہوتی

• گناہ من ار نامدے در شمار — ترا نام کے بودے آمرزگار (نظامی)

اگر میرے گناہ شمار میں نہ آتے۔ تو تمکو مغفرت کرنے والا کیا نام ہوتا۔

الغرض اولیائے کرام کی عنایات کا تذکرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

• خود غرض ایں آب جان اولیاء است — کو غسول تیرگیہائے شما است

مختصر یہ کہ یہ پانی اولیاء کی روح ہے جو تمہاری گندگیوں کو دھو ڈالتی ہے۔

• از خدا گیرند رحمت دمبدم — تا فرو شویند مارا از الم

یہ اولیاء کرام خدا سے ہر وقت رحمت حاصل کرتے رہتے ہیں تاکہ ہمیں آلائشوں سے پاک کریں۔

یہاں علامہ خاکیؒ ایک صاحب مولانا حاجی احمد گنائی کا ذکر کرتے ہیں کہ جب انہوں نے حسب فرمودہ پیر برحق استخارہ کرکے خواب میں دیکھا کہ انکا سارا بدن گندگیوں سے بھرا ہے۔ چاہا کہ حضرت امیرؒ کی خانقاہ کے ساتھ بہنے والے دریا میں اپنے آپ کو دھو ڈالے۔

آواز آئی تم شیخ حمزہؒ کے پاس جاؤ اسطرح صبح آپ کی خدمت میں آکر مستفیض ہوا۔

جفت ارشاد و ارادت را ولایت زادہ شد
ورنہ ہرگز ہیچ زن زائیدہ بی شوہر ولایت

حضرت قاکیؒ فرماتے ہیں کہ جب مرشد اور مرید مل گئے ایک کا ارشاد اور دوسرے کی ارادت کا ثمرہ ولایت کی شکل میں نمودار ہوا جسطرح عورت بغیر شوہر کے بچہ نہیں جنتی اسیطرح ولایت کا اثر جبھی معلوم پڑتاہے جب مرشد کامل اور مرید راسخ ہوں۔ یہاں ایک نکتہ پیدا ہوتا ہے جسکا مترجم تذکرہ کرتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان مقدور بھر دین پر چلتا رہے۔ قرآن و سنت پر عمل پیرا رہے تو اسکو مرشد کے ارشاد کا طالب بننے کی کیا ضرورت ہے اسکا جواب قاکیؒ صاحب یوں دیتے ہیں کہ گو قرآن و سنت کی پیروی کرنے والوں کا بڑا اجر ہے لیکن ولایت کا خاص مرتبہ اور اللہ کا قرب اور مقام فنا فی اللہ اس سے بلند تر مقام ہیں۔

قاعدہ کلیہ ہے کہ انسان ہر شعبہ میں ترقی کا خواہاں رہتا ہے بقول حضرت رومیؒ

مولوی گشتی و آگاہ نیستی ۔۔۔ تو کجا و از کجا و کیستی

گو تم نے تمام ظاہری علوم حاصل کیے۔ بڑی بڑی یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل ہو مگر تمہیں اپنی ذات کے بارے میں اتنا علم نہیں

کہ تم کون ہو۔ کہاں سے آئے، کہاں جانا ہے اور کیا تم جنتی ہو یا نہ گویا خود شناسی اور خدا شناسی سے کما حقہٗ واقفیت حاصل کرنے کے لئے مرشد کی ضرورت ہے۔ (مترجم)

ہر کہ خود را کرد تسلیم چنین پیرے بصدق
در امان از مکرِ نفس ظالم امکر شد است

حضرت حاکیؒ نے اپنے تجربہ کی بنا پر فرمایا ہے کہ جس شخص نے خلوص کے ساتھ اپنے آپ کو پیر حق کے سپرد کر دیا۔ تو یقیناً وہ ظالم اور مکار نفس کے فریب سے امن و امان میں رہا۔

دُرِ عرفاں گر بخواہی جو چنیں دریا دلی!
دُرِ چناں یابد کسی کو مقصدش جعفر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ اگر موتی حاصل کرنا چاہتے ہو تو دریا دل مرشد کی تلاش کرو۔ بھلا وہ طالب جو ندی نالے کے پیچھے پڑے

کیلئے موتی پا سکتا ہے۔ سمندر ہی میں موتی مل سکتے ہیں۔

لب اللباب میں صریح بیان ہے کہ نفس کے مکر سے آدمی صرف پیر کاملؒ کی توجہ اور مدد سے ہی نجات پا سکتا ہے۔ ایسی بیماری کا علاج کرنے والا مرشد کے بغیر کون ہو سکتا ہے۔

حضرت پیر رومیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں۔

- ہا ہیچ نکشد نفس را جز ظل پیر   دامن آں نفس کش را سخت گیر

(پیر کی امداد اور حفاظت سے ہی نفس کو قابو کیا جا سکتا ہے لہذا پیر کا دامن مضبوطی سے تھام لے۔

- چوں بگیری سخت آں توفیق ہوست   در تو ہر قوت کہ آید جذب اوست

جب اللہ توفیق دے اور پیر کی خوب پیروی کرو گے تو تجھ میں غیبی قوت پیدا ہوگی اور پیر کے جذبہ یعنی کشش کا نتیجہ ہوگا۔

- چوں بنزدیک ولی اللہ شود   آں زماں صد گزش کوتر شود

جب تم پیر کے پاس جاؤ تو تمہارے نفس کی زبان بند ہوگی۔

- نفس را تسبیح و مصحف در یمین   خنجر و شمشیر اندر آستین

نفس کے دائیں جانب تسبیح اور قرآن شریف دیکھو گے اور بغل میں خنجر!

- مصحف سالوس او باور مکن   خویش با او ہمسر و ہمبر مکن

اس دھوکہ باز کے قرآن پر یقین مت کر اسکا ہمسر نہ بن۔

- ماطبیبانیم وشاگردان حق　　بحر قلزم دید مارا فانفلق

ہم طبیب ہیں اور اللہ کے شاگرد۔ ہمکو بحر قلزم دیکھ کر شق ہو گیا۔

- آں طبیباں طبیعی دیگرند　　کہ بدل از راہ نبضے مے برند

جسمانی ڈاکٹر اور ہیں جو نبض سے دل کا پتہ بتاتے ہیں۔

- مابدل بے واسطہ خوش بنگریم　　کز فراست ما بعالی منظریم

ہم دل کو بغیر آلے کے دیکھتے ہیں۔ ہم فراست سے بلندیاں دیکھتے ہیں۔

- آں طبیباں بود بولے دلیل　　ایں دلیل ما بود وحیٔ خلیل

ان ظاہری ڈاکٹروں کو بیمار کی علامات رہنمائی کرتی ہیں۔ دل کی مگر رہنمائی الہام اور قرآن سے ہوتی ہے۔

- دست مزدی مے نخواہیم از کسے　　دست مزد ما رسد از حق بسے

ہم اجرت نہیں لیتے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربیٰ فرمایئے۔ میں تبلیغ اسلام اور ہدایت کرنے کے لئے اجرت نہیں مانگتا۔

- ایں طبیباں را بجاں بندہ شوید　　تا مشک وعنبر آگندہ شوید

ایسے حکیموں کا بندہ بن۔ تاکہ معطر ہو جاؤ۔ اس ضمن میں پہلے لکھے ہوئے شعر کو اسکے ساتھ پڑھئے۔ وہ ہے:-

بہر دل پیر محقق چوں طبیب حاذق است

تذکرۃ الاولیاء میں ایک واقعہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ نفس کو قابو کئے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت بایزید کا ایک مرید نہایت ذہین اور محنتی تھا۔ اسنے پیر کامل کے پاس شکایت کی کہ تیس سال سے صائم الدھر اور قائم الیل رہ کر بھی میرا دل ویسا ہی ہے۔ اسپر اس محنت شاقہ کا اثر نہیں ہوتا۔ میرے لئے علاج تجویز کیجئے آپ نے فرمایا تو غافل ہے۔ نفس کا غلام، اس غفلت کا کوئی علاج نہیں۔ اگر میں تجویز کروں تم نہیں کروگے۔ نہیں حضور میں کچھ بھی کرنے کو تیار ہوں۔ آپ نے فرمایا جاؤ۔ سر اور داڑھی مونڈ لو۔ لباس اُتار کر کمبل کی لنگوٹی کس کر سر راہ اپنے واقفوں میں بیٹھ جاؤ۔ اخروٹ کی ٹوکری سامنے رکھکر بچوں سے کہدو کہ مجھے پتھر مارو ایک اخروٹ دونگا سارے شہر میں گشت لگاؤ اور پتھر کھاتے جاؤ۔ یہی تمہارا علاج ہے اسنے جواب میں کہا سبحان اللہ لا الٰہ الا اللہ۔ شیخ نے کہا اگر یہ کلمات کوئی کافر زبان پر لاتا تو مسلمان ہو جاتا۔ مگر تم مشرک بن گئے اسنے کہا کیوں؟ شیخ نے فرمایا اسلئے کہ میری تجویز پر عمل کرنے کی بہ نسبت اپنے آپکو زیادہ بزرگ تصور کیا تم نے یہ کلمہ پڑھکر اپنے نفس کی بڑھائی دکھائی خدا کی عظمت کیلئے نہیں۔ اسنے کہا۔ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کوئی اور علاج تجویز کیجئے۔ آپ نے فرمایا یہی تمہارا علاج ہے۔

مولانا شیخ یعقوب چرخی نے فرمایا کہ جو شخص نفس کا مدعا جو خلاف شریعت ہے پورا نہیں کرتا ہے اس کے لئے جنت ہے۔

خواجہ ابوبکر وراق نے کہا خدا کے پاس خواہشات نفس کے بغیر دنیا میں کوئی چیز بڑی نہیں۔ اہل طریقت کے پاس آدمی اس وقت بالغ ہو جاتا ہے۔ جب اسکو خواہشات نفسانی سے نجات ملے۔

حضور پاکؐ کا ارشاد ہے۔ کتنا ہی بُرا ہے وہ بندہ جو خواہشات نفس کا غلام ہو۔ کیونکہ یہ اسکو گمراہ کرتی ہیں۔

خواجہ حکیم ترمذیؒ نے کہا ہے۔ کہ میں نے اپنے دل کے اندر کچھ میل دیکھکر ارادہ کیا کہ میں روزہ رکھوں۔ اور خواجہ نقشبند مشکلکشاؒ کی خدمت میں گیا۔ آپ نے کھانا منگوا کر مجھے کھانے کو کہا۔ اور فرمایا کہ ہم نے تجربہ کیا ہے۔ کہ اس روزہ سے جو کہ نفس کی خواہش سے رکھا ہے اروٹی کھانا بہتر ہے۔ مزید فرمایا عمر دوسری ہونی چاہیئے تھی۔ تاکہ بندہ ایک بار تجربہ کرتا۔ اور دوسری دفعہ اسپر عمل کرتا۔ آپ کے اس ارشاد سے معلوم پڑتا ہے کہ نفلی عبادات میں خواہشات نفس کا عمل دخل ہے۔

آپ فرماتے تھے کہ نفلی عبادتوں کیلئے ضروری ہے کہ انکے لئے ایک فنافی اللہ مرشد کی اجازت ہو۔ کیونکہ وہ خواہشات نفس سے آزاد ہوتا ہے اب اسکا علاج یوں ہے کہ ایسی عبادات سے استغفار کرنا چاہیئے خواجہ علاؤ الدین عطارؒ کا فرمان ہے کہ ہر نماز کے بعد بیئس دفعہ استغفار پڑھو۔

استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

حضور سرکار دوعالم صلعم کا ارشاد ہے کہ میرے دل میں پتلے بادل جیسے گھیرا ڈالتے ہیں۔ تو میں روزانہ سو بار استغفار کرتا ہوں۔

اب ملاحظہ کیجیئے کہ مرشد سے عشق کی حد تک محبت ہونی چاہیئے۔ خلوص نیت سے پیروی اور خدمت کیلئے کمربستہ ہونا شرط ہے۔

بہ سعیت از کہ عشق و شوق حق در سر فتاد!
عشق پیر ش گو کہ بہ عشق و شوق حق قنطرہ شد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں جس نیک بخت کے دل میں خدا کا عشق موجزن ہو اسکو کہدو کہ پیر کامل کا عشق خدا تک پہنچنے کیلئے مضبوط پل کا کام دیتا ہے عشق حق پیر برحق رحمۃ کے ذریعہ سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

عشق دو قسم کا ہے ایک حقیقی دوسرا مجازی۔ حقیقی خدا کا عشق ہے اور مجازی ماسواء اللہ کا۔ مشہور بات ہے المجاز قنطرۃ الحقیقہ مجازی عشق ہی حقیقی عشق تک پل کی طرح پہنچاتا ہے حضرت جامیؒ نے فرمایا ہے مجاز سے خوبوں کا عشق اسلئے ہے کہ وہ جمال الٰہی کا مظہر ہیں۔ ان کے بعد آنے والے صوفیوں کا خیال ہے کہ یہ عشق فتنہ پیدا کرنے والا ہے۔ مرشدان کامل کے ساتھ عشق کرنا حقیقی عشق تک پہنچاتا ہے۔

(احقر کی دانست میں عشق رسولؐ عشقِ حق تک پہنچنے کا بہترین راستہ ہے)

مرصاد العباد کے مصنف نے کیا خوب کہا ہے کہ جب تک مرید مرشد کے ولایت کے جمال پر عاشق نہیں ہوتا۔ اپنے اختیارات کو اسکے سپرد نہیں کرتا۔ وہ مرشد کے عمل دخل میں نہیں جا سکتا۔ مرید سے مراد یہ ہے کہ وہ شیخ کا ارادتمند ہو۔

اپنی مرضی یا خواہش یا ارادے کا غلام نہ ہو اسکا حکم ہر حال میں بجالائے اگر وہ کہے خون کے آنسو بہاؤ تو پس وپیش اور تامل نہ کرے۔ اگر کہے جان دیدو تو یکدم پیش کرے۔

حضرت سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

گر مرا زار بکشتن دہد آں یار عزیز
تا نگوئی کہ در آندم غم جانم باشد الخ

اگر وہ میرا یار مجھے دار پر چڑھنے کو کہے تو مجھے ہرگز اپنی جان کا غم نہ ہوگا۔ اتنا کہونگا کہ مجھ سے کونسا گناہ سرزد ہوا ہے۔ شاید وہ ناراض نہ ہوگئے ہوں مجھے اسبات کا افسوس ہوگا اور غم کہ میں نے کیوں ایسی بات کی۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اپنے مرشد اور اسکے دوسرے مریدوں کی صحبت میں رہا کرو۔ اُسے بہت نفع حاصل ہوگا۔ البتہ غیروں کی صحبت باعث ضرر ہوگی۔

جناب پیر رومیؒ کے فرزند سلطان ولدؒ کا فرمان ہے کہ مرید اگر بارادت پیر کاملؒ کی صحبت میں بغیر کسی مجاہدہ کے حاضر رہے تو یقین رکھے کہ اسکا مقصد حاصل ہوگا گویا وہ کشتی میں سویا ہوا ہے اچانک وہ دوسرے ملک کی سیر منٹوں میں کرتا ہے۔ آپکا ارشاد مزید ہے کہ مجھے شیخ صلاح الدینؒ نے فرمایا کہ خبردار میرے بغیر دوسرے مرشدوں کی طرف توجہ مت کر۔ میں صدیقوں کا مرشد ہوں اور ہماری نظر سورج کی طرح فائدہ رساں ہے۔ مرید پتھر بھی ہو تو ایک قابل پتھر سورج کے عمل سے لعل بن جائے۔ اپنے مرشد کے علاوہ کسی اور کی طرف متوجہ ہوا گو سورج سے ہٹ کر سایہ میں آتا ہے پھر بھلا جو پتھر اسطرح سایہ ڈھونڈے اور سورج کو چھوڑے تو وہ لعل نہیں بن سکتا۔

مقامات خواجہ نقشبندؒ میں مذکور ہے کہ قابلیت کا انڈا اگر بری صحبت میں پڑکر خراب بھی ہو جائے تو اہل کمال مدبر لوگوں کی مدد سے درست ہو سکتا ہے۔:- جز صحبت عاشقان و مستان مپسند

در دل ہوس قوم فرومایہ مپسند

عاشق اور مستی سے سرشار کامل کی صحبت میں رہو۔ وہ تمہیں طوطے کی طرح کھانڈ کھلائیگا۔

کمینہ لوگوں کا خیال تک دل میں نہ لاؤ وہ الو کی طرح تمکو ویرانے کی طرف لے جائینگے۔

(یہاں مجھے حضرت جامیؒ کا ایک شعر یاد آیا۔ آپ بھی سنئے۔

جامی ز سفلہ طبعان کم شد صفائے حالت۔
کردی سفال تیرہ جام جہاں نما را۔

جامیؒ فرماتے ہیں کہ کمینہ لوگوں کی صحبت سے میرے دل کی صفائی میں رخنہ پیدا ہوگیا اور میں نے اس جام جہاں نما کو کالی مٹی کا برتن بنا ڈالا۔ (احقر مترجم)

نفحات الانس میں پیر رومیؒ کا حوالہ دیکر لکھا گیا ہے کہ ہم جنسوں کے بغیر کسی غیر کی صحبت میں نہ رہو۔ کیونکہ طبیعت چور ہے۔ مخفی راہوں سے چیزیں چراتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ میرے آقا خواجہ شمس الدین تبریزیؒ کا ارشاد ہے کہ ایک معقول بادفا مرید پرا بجئے لوگوں کے ساتھ صحبت نہیں رکھتا۔ اگر اچانک پرائی صحبت میں بیٹھے تو اسطرح بیٹھے جسطرح منافق مسجد میں بچہ سکول میں اور قیدی جیل میں رہتا ہے۔

خواجہ احرار کا بیان ہے کہ نسبت کو کھو دینا موت کے برابر ہے خواجہ نقشبندؒ سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے تھے کہ طالب کو پہلے مرشد کے دوستوں اور مریدوں کی صحبت میں رہنا چاہیئے تاکہ اسمیں پہلے ہماری صحبت میں رہنے کی قابلیت اور اہلیت پیدا ہو۔

پیر کی صحبت سے تیرہ دل صاف روشن ہوتا ہے۔

سورۂ مدثر کی تفسیر میں صحبت کے حوالے سے ایک اچھا نکتہ پیدا

کیا گیا ہے وہ یوں کہ ولید بن مغیرہ نے پہلے قرآن کی تصدیق کی مگر کافروں کی صحبت سے وہ اقرار انکار میں بدل ڈالا۔

مولانا شیخ یعقوب چرخیؒ نے فرمایا کہ تم خدا دوستوں کے دشمنوں سے دور رہو۔ انکی نحس صحبت سے تمہارا اقرار انکار میں بدل نہ ہو۔

رباعی :۔

با بداں کم نشین کہ صحبت بد
گرچہ پاکی ترا پلید کند
آفتاب بدیں بزرگی را
ذرۂ ابر ناپدید کند

بُرے لوگوں کی صحبت تمہیں پاک ہو کر ناپاک کردیگی۔ اتنے عظیم سورج کو بادل کا ٹکڑا چھپا لیتا ہے۔

لب اللباب میں مذکور ہے کہ سالک کو توبہ کے بعد کوئی شربت پاک لوگوں کی صحبت سے زیادہ موافق نہیں۔ انسان نما شیطانوں سے بھاگو نکے وسوسے پیدا کرنے سے بُرے خیالات پیدا ہوتے ہیں

مثنوی شریف کے چند ابیات ملاحظہ ہوں۔

- ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا گو نشین در حضور اولیاء

جو کوئی خدا کا قرب چاہتا ہے اسے کہدو کہ اولیاء کے حضور میں رہے

- چوں شوی دُور از حضور اولیاء   در حقیقت گشتۂ دُور از خدا

اولیاء سے دور ہو جانا خدا سے دور ہو جانا ہے۔

- اے خوش آں مردے کہ از خود رُستہ شد   در وجود زندہ پیوستہ شد

کتنا وہ شخص خوش نصیب ہے جو اپنی خودی سے آزاد ہو کر زندہ دل بزرگ کی ذات کے ساتھ جا ملا۔

- وای آں زندہ کہ با مردہ نشست   مردہ گشت و زندگی اندے بجست

افسوس اس زندہ دل کیلئے جو مردہ دل کے ساتھ بیٹھا۔ مردہ بنا اسکی زندگی ختم ہو گئی۔

مرشدوں کی صحبت کے فوائد

مخلصاں را صحبت او موجب جمعیت است۔ بھی ملاحظہ کریں

> ہفت روزہ خدمتِ پیرِ محقق در ثواب
> مر عبادتہای ہفتصد سالہ را ہمبر شد است

علامہؒ فرماتے ہیں کہ سات سو سالہ عبادت کے برابر وہ سات دن شمار کیجئے۔ ثواب کے حوالہ سے! جو آپ پیر برحق کے ساتھ گذارینگے۔

اسرارالاولیاء میں لکھا ہے کہ جو کوئی مرشد کی خدمت سات دن کرے اللہ تعالیٰ اسکے اعمالنامہ میں سات سو سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور جو قدم وہ اس صحبت میں اٹھاتا ہے اسکو حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے اسکے بعد شیخ الاسلام کا ارشاد ہے کہ جب تک درویشوں کی خدمت نہ کروگے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرسکوگے۔

مزید فرمایا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ برابر بیس سال اپنے پیر کا کرتہ سر پر رکھا اور حج کیا پھر انکو یہ نعمت ملی جو دنیا کے سب لوگوں کو مجموعی طور ملی۔

اگر کوئی خلوص کے ساتھ ایکدن بھی مرشد کی خدمت کرے تو اسکو وہ ایک ہزار کی بے خلوص عبادت سے بہتر ہے

فرماتے ہیں کہ بے پیر کو چلہ کشی گمراہ کرتی ہے اسی لئے بزرگوں کا قول ہے کہ مرشد کی صحبت چالیس چلوں سے بہتر ہے۔

رسالۂ لطیفۂ غیبیہ میں لکھا ہے کہ مخلص مرید کا ایک دفعہ پیر کی

صحبت میں بیٹھنا چل چلہ یعنی چالیس چلوں سے بہتر ہے تعجب نہیں کہ مرشد کی ایک نظر مبارک سے مرید کو خدا مل جائے۔

ع نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

مرشد کے بغیر یا اسکی بے خبری میں فوری کامیابی حاصل ہونا محال ہے۔

پیر چون خواندت جوابش گو تقطع نافلہ !
زانکہ این دم در جواب او ثواب وفرشد است

علامہؒ فرماتے ہیں کہ اگر تم نفل نماز پڑھ رہے ہو اور تمہیں پیر پکارے اسکو جواب دو۔ دوران نماز اسکو جواب دینا باعث ثواب ہوگا۔

اسرار الاولیاء میں درج ہے کہ شیخ فرید الدین عطار۔ کی مجلس مبارک میں عقیدت کے بارے میں ذکر ہو رہا تھا۔ شیخؒ نے فرمایا جسکے دل میں عقیدت نہیں وہ مرید نہیں بن سکتا۔ پھر وہ واقعہ سنایا جب حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نماز میں مشغول تھے۔ تو حضور پاکؐ نے کسی مشورہ کیلئے دونوں کو بلایا۔ آپ نماز سے فارغ ہوتے کے بعد حاضر ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا کہ دوران نماز نفل اگر تمکو خدا کا رسولؐ پکارے تو نماز ترک کرکے حاضر ہو جاؤ۔ تمہارا جواب دینا نفل نماز سے زیادہ

ثواب کا متحمل ہے۔

دوسرا واقعہ یوں بیان فرمایا کہ ایکدفعہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اپنے ایک مرید شیخ علی سنجریؒ کو دوران نماز نفل بلایا۔ آپ نماز ترک کرکے حاضر ہوئے۔ شیخ نے فرمایا تم نے نماز نامکمل رکھی اور چلے آئے آپ نے فرمایا میرا عقیدہ ہے کہ میرے نفل اداکرنیکی بہ نسبت آپ کا بلاوا زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ اہل سلوک کے نزدیک مرشد کے جلدی جواب دینے پر مرید کو ایک سال کی عبادت کا اجر دیا جاتا ہے اے آقا! میں اس نعمت سے کیونکر محروم رہ سکتا ہوں۔

فرماتے ہیں کہ جو کوئی اخلاص کے ساتھ پورے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے مرشد کے سامنے بیٹھ گیا۔ وہ جلدی ہی پیر کی صحبت بابرکت کا پھل پائیگا۔

لب اللباب میں درج ہے کہ خدا کے خاص بندوں کا احترام و ادب ملحوظ رکھنے سے دل کا حال معلوم ہو جاتا ہے کیونکہ انسان کا چہرہ اسکے افعال اسکے دل کی کیفیت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

ملاحظہ ہوں چند اشعار مثنوی معنوی سے :-

- دل نگہدارید اے بے حاصلان — در حضور حضرت صاحبدلان

اے نادار لوگو! جب دوستان خدا کے پاس بیٹھو تو اپنے دل پر کڑی نظر رکھو

- پیش اہل دل ادب در باطن است — زانکہ ایشان بر سرائر ناظن است

اہل دل کی نظر دل پر ہوتی ہے اسلئے ادب واحترام دل سے چاہیئے آپ کے قلبی اسرار پر انکی نظر ہے -

- تو بعکسی پیش کوران بہر جاہ — با حضور آئی نشینی پائگاہ !

اسکے برعکس تم اہل دنیا جو اندھے ہیں انکے پاس جاکر احترام میں سب سے نچلی جگہ بیٹھتے ہو-

- بے ادب گفتن سخن با خاص حق — دل بمیراند سیہ دارد ورق

خاصان خدا کے سامنے بے ادبی کی باتیں کرنے سے نامۂ اعمال سیاہ ہو جاتا ہے اور دل افسردہ رہتا ہے -

- آں دہاں کج کرد از تسخر بخواند — مر محمدؐ را دہانش کج بماند

اس کافر نے منہ ٹیڑھا کر کے تمسخر کے طور پر محمدؐ کی نقل اُتارنا چاہی تو اسکا منہ ٹیڑھا ہی رہ گیا-

- باز آمد کاے محمدؐ عفو کن — مر ترا اسرار علم من لدن

نادم ہو کر آیا اور معافی مانگنے لگا اور اقرار کیا کہ آپ علم لدنی کے راز داں ہیں -

● من ترا افسوس ے کردم بجہل رہا   خود بدم افسوس را منسوب واہل

میں جہالت کی وجہ سے گستاخی کرتا رہا حالانکہ طنز اور تمسخر کے لائق میں تو دہوں افسوس مجھے اپنے اوپر کرنا چاہیئے۔

شمائل الاتقیاء میں ایک مرید کا ذکر آیا ہے جسنے اپنے مرشد کی زیارت کا شرف حاصل کرتے کیلئے تعظیماً دروازے سے لیکر انکے پائے مبارک تک ستّر بار آداب بجالایا اور پاؤں چومنے کا شرف حاصل کیا۔ مرشد نے فرمایا اے باادب اور بے ادبا۔ آگے آو۔ باادب اسلئے کہ تو ستّر بار آداب بجالایا اور بے ادب اسلئے کہ میری ذات سے مرعوب ہو کر تم ستّر آداب میں سے ایک دو بھول جاتے۔

مقاماتِ خواجہ بہاؤالدینؒ میں درج ہے کہ ادب کی حقیقت ترکِ ادب ہے۔ اولیاء اللہ کی حالت اُس بادشاہ کی سی ہوتی ہے کہ وہ کبھی گالی دینے پر انعام دیتا ہے اور کبھی سلام کرنے پر رنجیدہ ہوتا ہے۔ ادب کی حقیقت انکے دل کی مقبولیت ہے۔

رسالہ قشریہ میں لکھا ہے کہ ادب اور علم کے حوالے سے لوگوں کی تین جماعتیں ہیں (۱) اہلِ دنیا (۲) اہلِ دین (۳) اہلِ خصوص۔

- اہلِ دنیا قصیدہ خوانی کرکے اپنی فصاحت و بلاغت پر زور دیتے ہیں
- اہلِ دین شریعت کی پاسداری ریاضتِ نفس۔ حدود اللہ کی نگہداشت

اور ترک شہوات کی تلقین کرتے ہیں۔

- اہل خصوص کی خاص توجہ دلوانی کی پاکیزگی۔ اسرار کی نگہداشت ایفائے عہد۔ وقت کی پابندی۔ حضور کے اوقات کی پاسداری وغیرہ۔ ابو منصور مغربیؒ سے منقول ہے کہ مجھے صوفیائے کرام نے ادب سکھایا۔

ارشاد المریدین میں ہے کہ اہل تصوف کے نزدیک آداب کو زیر نظر رکھنا سب سے اہم ہے۔ کہا گیا ہے کہ التصوف کلہٗ آداب!

عام لوگ خدا سے ادب یوں کرتے ہیں کہ تمام معاملات میں اسکی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ لیکن اہل دل کیلئے آداب کا مطب ہے تمام معاملات کو اسکے سپرد کرنا ہے ہمیشہ اسکی طرف متوجہ ہونا۔ خوشنودی کے ساتھ اپنی ذات کو اس میں فنا کرنا ہے۔

آنحضورؐ کے ساتھ ادب یہ ہے کہ تمام حالات میں گریہ وزاری اور نیاز مندی کے ساتھ آپؐ کی روحانیت سے مدد مانگنا اسکی تمام سنتوں پر عمل کرنا۔

طریقت کے مرشدوں کے ساتھ ادب یہ ہے کہ جب دل کے اندر طلب اور تڑپ پیدا ہو محبت الہٰی کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ درویشوں کی صحبت کے ذریعہ یا انکی باتیں سننے تا مطالعہ کرنے سے اسمیں زیادہ مستحکم ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی محبت کے اس لعل کو خاص بندوں کے دل کے خزینے کے سوا کہیں چھپا کر نہیں رکھتا۔

مرید خلوص کے ساتھ دل کو صاف رکھے۔ اگر مرشد کی بات سمجھ میں نہ آئے تو بھی من وعن تسلیم کرے اور اسمیں حکمت ومصلحت تصور کرے۔

میتدی کو خدمت کیلئے کمربستہ رہنا چاہیئے۔ مرشد کے سامنے آنکھیں بند نہ کرے، نہ ہنسے نہ تیز کلامی کرے۔ نفل نمازیں نہ پڑھے سورج کو چراغ نہ دکھائے کوئی بات پوچھنی ہو تو شیخ کے دل سے اجازت طلب کرے۔ تو داپنا نام لیکر اپنا سوال پیش نہ کرے۔ تاکہ خود پرستی میں مبتلا نہ ہو۔ پڑھائی یا خرد کا مظاہرہ نہ کرے۔ پیر سے خواب نہ چھپائے۔ مرشد سے کیوں کہنا کمال غلطی ہوگی!

کرو طہارت کردہ تو خاص ازپی دیدار پیر را
زانکہ روئیش یاد حق را بہترین مذکر شدست

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ اے طالب! پیر کی زیارت کیلئے پہلے تجدید وضو کر کرو کیونکہ مرشد کا روئے مبارک اللہ کی یاد کیلئے بہترین جگہ ہے دل کے چہرے کا نور اسکے دل کا آئینہ دار ہے۔ اور دل میں وہی قرار پذیر ہے سب سے اہم ادب تازہ طہارت کا بجالانا ہے۔ یہ عادت سنت کے طور پر مشہور ہوئی۔

نفحات الانس میں شیخ ابوعلی دقاق کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ بغیر غسل کئے مرشد کے پاس نہیں جاتے تھے۔

ایک دن ملا احمد جہاگلیؒ پیر برحق کی زیارت کرنے گھر سے نکلے ابھی سات کوس کا فاصلہ طے کرنا تھا۔ کہ آپ کو آواز آئی کہ تازہ غسل کیوں نہیں کرتے۔ حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ملاؒ کے ساتھ زیارت قبور کیلئے

ایک رات اُن کے ساتھ چلا۔ تو ملا صاحب نے حضرت شیخ بہاؤالدین کشمیریؒ کے روضۂ مبارک کے نزدیک سنا کہ جب تم لوگوں نے ہماری زیارت کا ارادہ کیا ہے۔ تو کیوں تازہ غسل نہ کیا اور خوشبو استعمال میں کیوں نہ لائی اور ہماری روح کیلئے اور ہمارے مجاور فقیروں کیلئے کچھ ہدیہ کیوں نہیں لاتے؟

یہ بھی درج ہے کہ ہمارے پیر نیر حقؒ اپنے ساتھیوں کو نصیحت فرماتے تھے کہ جب تم کسی بزرگ کی زیارت کیلئے جاؤ تو تازہ غسل کرو ورنہ تازہ طہارت کافی سمجھو تاکہ قلبی نسبت اور تعلق استوار ہو جائے۔ اور اسکی برکت تم میں زیادہ اثر کرے زیارت کا احترام ضروری ہے۔

مقامات خواجہ بہاؤالدین نقشبندیؒ میں لکھا ہے کہ بروایت حضرت ابن عباسؓ کہ آنحضورؐ سے اللہ کے دوستوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ اللہ کے دوست کون اور کیسے ہوتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا الذین اذا رأوا ھم ذکر اللّٰہ سبحانہٗ (اولیاء اللہ وہی ہیں کہ انکو دیکھکر خدا کی یاد تازہ ہو جاتے۔)

ولی کے نزدیک جانے میں رعب پڑتا ہے اور ولی کی شگفتگی اور چہرے کا نور اسکے دل سے ہے۔ اسلئے مومن بندہ کا دل اس نور کی پاکیزہ زندگی سے زندہ ہو جاتا ہے۔

اور اسکی پیشانی پر روشن ہو جاتا ہے جب کوئی اسکو دیکھتا ہے اسکو خدا یاد آتا ہے۔ اسکی نشانی یہ ہے کہ ایسے ولی کی طرف دل مائل ہو جاتا ہے۔ آپ کی گفتگو کلام بے تو دیتا ہے۔ اسکے کسی جوڑ بند سے بری حرکتیں سرزد نہیں ہوتیں۔

حدیث قدسی قابل ستائش ہے کہ اللہ فرماتا ہے۔ کہ میں بندہ کو دنیا و آخرت کے خیالات اور ہوس سے خالی پاتا ہوں۔ تو اسکے دل میں اپنی محبت بھر دیتا ہوں اور اسپر اپنا قبضہ جماتا ہوں تو وہ پھر میرے قبضہ میں آکر میں ہی اسکے ہاتھ، کان، آنکھیں ہاتھ پاؤں بنتا ہوں جن سے وہ کام لیتا ہے۔ چلنا سوچنا دیکھنا کام کرتا ہے۔ ایسا بندہ کہتا ہے تو اللہ سے کہتا ہے خدا کی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔

اسکے حرکات و سکنات پر انسان فریفتہ ہو جاتا ہے۔

(شعر) جو ہماری طرف دیکھے دیوانہ ہو جائے۔
ہمارے گرد مت گھومو جب تم عاشق دیوانہ نہ ہو۔

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے

غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادی سینا

نگاہِ عشقِ مستی میں وہی اول وہی آخر

وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وطٰہٰ

متصف ملحوظ کن ذاتش باوصاف کمال !
پس یقین کن آنکہ فیضش سوی تو ہم شد است

علامہؒ فرماتے ہیں کہ یقین کرو کہ تمام اوصاف میں پیر برحقؒ باکمال ہے جب اس یقین میں تم پختہ ہو گے تو مرشد کا فیض تیری طرف جاری ہو گا۔
نفحات الانس میں ہے کہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اپنے چچا جان شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردیؒ کے ساتھ شیخ سید عبد القادر جیلانیؒ کی زیارت کیلئے تشریف لیگئے چچا جان نے فرمایا۔ اے بیٹے حضور دل سے کام لے ہم ایک مردِ خدا کے پاس جا رہے ہیں کہ جنکا دل اللہ کے علم سے پُر ہے انکے دیدار کی برکت کی اُمید رکھ۔
رسالہ قشیریہ میں ہے کہ پیر کی زیارت کی شرائط یہ ہیں کہ آپ کا احترام کرے۔ دل خالی نیکر جائے محبت بھرا۔ اپنے حق میں ہر بات کو نعمت خیال کرے۔

چیست این رسم زمہ دیدن تو محتسب است
گر از این طور اعتقاد جاہل بچون تہ شد است

فرماتے رہا پیر کی ظاہری شکل صورت یعنی داڑھی سر کو دیکھنا محض بصیرت کی کمزوری کی وجہ سے ہے۔ ایسے لوگوں کا اعتقاد جاہلوں جیسا ہے جو گدھے ہیں پیر کی ظاہری شکل وصورت کو نہ دیکھو بلکہ باطنی آنکھوں سے دیکھو مرید ایک انڈے کی صورت ہے۔ اسکے بال و پر مرغ کی شکل میں ظہور پذیر جبھی ہوتے ہی جب مرشد اسکی طرف پوری توجہ دے۔ اولیاء اللہ خدا کی پناہ یں پوشیدہ ہیں انکو کوئی نہیں پہنچانتا ماسوائے

حضرت اللہ! اولیا کی تحت قبابی لایعرفہم غیری

حضرت خاکی فرماتے ہیں۔

مــردان رہش زندہ بجان دگرند

مرغــاں ہواش ز آشیان دگر تد

خدا کی راہ میں چلنے والے دوسری جان سے زندہ ہیں۔ اسکی فضاؤں کے پرندے دوسرے ہی گھونسلے سے ہیں۔

منگر تو بدیں ذیدہ بدایشان کا یشان

بیرون زکون درجھــاں دگر تد

ان ظاہری آنکھوں سے انکو نہ دیکھو کیونکہ وہ دنیا وآخرت سے الگ اپنی ایک اور دنیامیں ہیں۔

مرصاد العباد کی عبادت ملاحظہ ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ مرید کے وجود کا انڈا انسانیت کے انڈے کے

ملکوت میں پوشیدہ ہے بطورِ امانت۔ یہ ناسوت، ملکوت کی منزلیں طے کرنے کے بعد لاہوت میں پہنچکر فنا فی اللہ کے مقام پر پہنچتا ہے اور ولایت کی پشت سے نکل ارادت کی بچہ دانی میں پہنچکر عبدیت کے مقام پر مرغ کی صورت اختیار کرتا ہے۔ یعنی فی مقعدِ صدق عند ملیک مقتدر قدرت والے کارساز کے پاس۔ گویا دنیا میں انڈا تھا مگر بارگاہِ الٰہی سے خاص بنت مرغ بنا۔

آنحضرتؐ جبتک حضرت عبداللہ سے انسانیت کا انڈا پیدا نہیں ہوا تھا اسکا نام احمد تھا۔ اسکا ثبوت یاتی من بعدی اسمہٗ احمد آیہ کریمہ ہے۔ جسمیں حضرت عیسیٰؑ اپنی قوم کو مطلع کرتے ہیں کہ میرے بعد ایک نبی آئیگا جسکا نام: — احمد ہوگا

جب انڈا وجود میں آیا۔ جبرئیل کے پروبال کی عملداری میں نبی اور رسول بننے کی پرورش پاتا رہا۔ اسوقت انکو محمدؐ کہا گیا۔ یعنی وما محمدؐ الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (محمدؐ نہیں ہیں مگر رسول انؐ سے پہلے جو آئے گذر گئے۔

جب پرورش انتہائی عروج پر پہنچی۔ تو اس انڈے سے مرغ ہونے کے مقام تک پہنچکر قاب قوسین میں پرواز کر گیا۔ تو اللہ نے آپؐ کو عبدہٗ کر کہا۔ ملاحظہ ہو:-

سبحان الّذی اسرٰی بعبدہٖ لیلًا۔ گویا سمجھ لو مُرغ بنناخاص بندہ بننے کا مقام ہے۔

یہ کتاب مطالعہ کرنے سے بہت پہلے مجھے پیر برحق نے یہ تمام واقعہ سنایا تھا اور یہ آپ کے علم لدّنی سے متصف ہونیکا کمال ہے یعنہ یہ مرید اپنے مرشد کے بال و پر میں رہ کر پرورش پاکر مرغ بن جاتا ہے۔ یعنی طائر لاہوتی جسکے بارے میں حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں۔

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی (مترجم)

حضرت خاکیؒ کا بیان ہے کہ ایکدفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک برتن میں پیر برحقؒ کے سامنے کچھ انڈے لاکر رکھے گئے تو آپؒ نے فرمایا کہ نئے مرید آئینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

خزانتہ الجلالی میں یہ چند ہدایات درج ہیں کہ صاحب خانقاہ کو چاہیے کہ جو مسافر اسکے خانقاہ میں ٹھہرے انکا حال واحوال پوچھتا رہے انکی دلجوئی کرے ممکن ہے کوئی صاحب دل ہاتھ لگے جسکی برکت سے دونوں دنیا کا اقبال حاصل ہو جائے۔

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ مجھے دمشق میں ایک فقیر ملا۔ مصافحہ کے بعد اس بزرگ نے فرمایا کہ میری دلجوئی بھی کر اور اپنا مقصد بیان کر۔

میں نے پوچھا فقیروں سے کیا طلب کیا جاتا ہے۔ فرمایا اللہ سے نزدیکی اور وسیلہ کی تلاش۔ انکی صحبت اور ان کے ساتھ بیعت آپ نے یہ بھی فرمایا کہ کچھوہ انڈے سمندر کے کنارے ریت میں ڈال کر خود پانی میں رہ کر انکی نگہداشت کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے حکم سے اس سے بچہ نکلتا ہے۔ یہ کچھوے کی نظر کی تاثیر ہے اسی طرح مرشد کی تربیت کی برکت سے طالب کے درجہ میں ترقی ہوتی ہے یہی بات حضرت نظامیؒ نے کہی ہے۔

رہروانے کہ با ملائک دے اند
در رہِ کشف از کشفے کم نیند

وہ چلنے والے جو ملائک کے ہمقدم ہیں کشف کے معاملے میں کچھوے سے کم نہیں۔ روایت میں ہے کہ حضرت شیخ کبیر مرشد بہاؤ الحق والدینؒ اپنے ایک مرید حسن افغان کو بار بار حکم فرماتے کہ میری پیٹھ پیچھے بیٹھ جاؤ اور حضرت شیخ جو بھی نظر اسپر ڈالتے تھے اسکا روحانی مرتبہ بلند ہوتا تھا۔ نتیجتاً اسکا درجہ اتنا بلند ہوا کہ شیخ کاملؒ فرماتے کہ اگر مجھے اللہ بتادے کیا تحفہ لائے ہو۔ میں کہونگا حسن افغان لایا ہوں۔

سچ ہے جو مرید اپنے مرشد کے اشارات سے فائدہ نہیں اٹھاتا وہ گھاٹے میں رہتا ہے اسی لئے خواجہ حافظؒ فرما گئے ہیں۔

بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید

کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزل ہا۔ مترجم

مرشد پاک ایک طبیب کی طرح جانتا ہے کہ میرے بیمار مرید کیلئے کونسی دوائی کارگر ہوگی تاکہ یہ صحت یاب ہو جائے۔ صحت یاب ہونے کے بعد دوائی بند!

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر برحقؒ نے فرمایا ہے کہ بعض مرشد مریدوں کو شطرنج کھیلنے کا حکم دیتے تھے۔

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ اپنے وجود کے اندر سینے میں پیر برحق کو شمع کی طرح خیال کر اور جلوہ گر دیکھ۔ یہ اللہ کی مہربانی سے لوگوں کی ہدایت کیلئے دیدہ ور مقرر ہوا ہے۔

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ مرشد کامل مثالی جسم لیکر عرش کی سیر

کرتے ہیں ایک جسم آپ کا لوگوں کے درمیان ہوتا ہے تو دوسرا عرش پر ہوتا ہے۔

لب اللباب میں قطب کی اس صفت کو بیان کیا گیا ہے اسمیں اسکے ساتھ دوسرے اولیاء بھی شریک کار ہوتے ہیں۔ انہیں بھی یہ ملکہ حاصل ہوتا ہے۔

مزید درج ہے کہ قطب تو ظاہری طور لوگوں میں موجود ہوتا ہے تاکہ وہ اُن سے فیضیاب ہوں۔ اور باطنی طور وہ اللہ کے ساتھ اللہ سے فیوض و برکات حاصل کرتے حاضر ہوتا ہے۔ اسکے ظاہر کو دیکھو تو مصداق انما انا بشر مثلکم۔

(میں بے شک تم جیسا بشر ہوں) جب باطن کی حقیقت معلوم کرنی ہو تو عقیدت کے ساتھ یہ حدیث مبارک بار بار پڑھئے:۔

لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل

(میں اللہ کے ساتھ بعض اوقات اتنا قریب ہوتا ہوں جہاں ایک مقرب فرشتے یا نبی مرسل کا گذر نہیں۔ وہ میری برابر نہیں کر سکتے)

نظم:۔ قطب آں باشد کہ گرد خود تند — گردش افلاک گرد او بود

(قطب وہ ہے جو اپنے ہی گرد گھومتا ہے۔ آسمان اسکے گرد گھومتے ہیں

آں یکے نقشش نشستہ در جہاں — واں دگر چوں مہ بود آسمان

اسکا ظاہری جسم دنیا پر اپنا سکہ جماتا ہے اور دوسری صورت

چاند کی طرح اپنا سکہ آسمان پر جماتا ہے۔

این دہانش نکتہ گویاں باجلیس　　واں دگر با حق بگفتار و انیس

دنیا میں اپنے ہمنشینوں کے ساتھ باتیں کرتا ہے اور باطنی جسم کا منہ اللہ کے ساتھ ہمکلام ہمنشین ہے۔

گوش ظاہر ہر ضبط این افسانہ کن　　گوش باطن جانب اسرار کن

اسکے ظاہری کان دنیوی کلام سنتے ہیں۔ باطنی کان کائنات کے راز سننے میں مصروف ہیں۔

پای ظاہر در صف مسجد صواف　　پائے معنی فرق گردوں در طواف

ظاہری وہ مسجد میں صف بندی میں موجود۔ باطنی پیر آسمان کا چکر لگاتے ہیں۔

جزو جزوش را تو بشمر ہمچنین　　آں درون وقت این بیرون حین

اسکی ہر حرکت کو ایسا ہی سمجھ۔ ظاہر زمانے کا پابند اور باطن لازمان میں ہے۔

خلعتے پوشید از اوصاف شاہ　　پر برید از چاہ بر ایوان جاہ

بادشاہ نے اپنے اوصاف کا شاہانہ لباس اسے پہنایا۔ وہ پستی سے بلند رتبے پر پہنچا۔

مہدئے ہادیست اے راہ جو　　ہم نہاں و ہم نشستہ پیش رو

اے سالک وہی رہبر ہے اور رہنما۔ تم سے پوشیدہ بھی ہے اور تمہارے

پاس بھی بیٹھا ہے۔

از خدا و از رسول او خلافت یافتہ
دست پاکش مرید اللہ نایب و مظہر شدہ است

علامہ فرماتے ہیں کہ پیر برحق اللہ اور رسول اللہ ؐ کے نائب ہیں آپ کا دست مبارک اللہ کا ہاتھ اور دست قدرت کا نائب اور جائے ظہور ہے

سراج الہدایہ میں ایک حدیث پاک یوں درج ہے کہ فرمایا سرکار دو عالم ؐ نے جو کوئی دنیا میں نیکیوں کا امر کرتا اور برائیوں سے روکتا ہے وہ خلیفۃ اللہ اور خلیفہ رسول اللہ ہے۔ مقامات خواجہ بہاؤ الدین میں درج ہے کہ آنحضور ؐ نے فرمایا میری اُمت کے صدیقوں کو انبیاء کے خلافت کا درجہ حاصل ہے۔

دستور الجمہور میں بروایت حضرت علی مرتضیٰ ؓ درج ہے حضور پاک ؐ نے فرمایا اے اللہ میرے خلیفوں پر جو میرے بعد ہونگے رحم فرما صحابہ نے عرض کیا یہ کون ہیں فرمایا وہ ایک جماعت ہے جو میری احادیث اور سنتوں کو جمع کرینگے۔ خود یہ سیکھیں گے اور لوگوں کو سکھا ئینگے۔

خلیفہ کے معنی کسی کو اپنی جگہ قائم مقام مقرر کرنا جیسے امام

دوران نماز کسی مقتدی کو مقرر کرتا ہے جب اسکا وضو ٹوٹے۔
اصل خلافت کے بارے میں خدا کی ارشاد ہے۔
قال اللہ تعالیٰ انی جاعل فی الارض خلیفۃ
بیشک میں دنیا میں خلیفہ بنانا چاہتا ہوں۔
حضرت داؤد سے بھی فرمایا۔ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی
الارض اے داؤد ہم نے تمکو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا۔
یہ خلافت حضور پاکؐ تک پہنچی۔ آپؐ نے فرمایا انا خلیفۃ اللہ
آنحضورؐ نے فرمایا میں اللہ کا خلیفہ ہوں۔
حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں فرمایا یا ابابکر انا خلیفۃ اللہ
وانت خلیفتی من بعدی۔ (اے ابوبکر رضی اللہ میں اللہ کا خلیفہ ہوں اور میرے
بعد تم میرے خلیفہ ہو۔ اسطرح یہ خلافت دوسرے صحابہ کرامؓ کو ملی۔
آپؐ نے فرمایا۔ الخلافۃ من بعدی ثلثین سنۃ میرے
بعد تیس سال تک خلافت رہیگی۔
ازاں بعد خلافت کے دو حصے ہو گئے ایک ظاہری بادشاہ حاکم
قاضی دوسری باطنی خلافت جو مشائخ و مرشدان مطلق کو حاصل ہوئی
حضور پاکؐ کا ارشاد ہے جسنے میری سنت کو زندہ رکھا
وہ میرا خلیفہ ہے بلکہ مجھ سے پہلے انبیاء کا بھی خلیفہ ہے۔
تمہیدات عین القضات میں ہے کہ آپؐ کے خلیفوں کی نافرمانی

حضور پاکؐ کی نا فرمانی ہوگی حضورؐ نے اللہ سے التجا کی کہ میرے بعد اُمت کا کیا حال ہوگا
اللہ پاک نے فرمایا۔ انا خلیفتک من بعدی موتک لامتک
میں آپ کی وفات کے بعد آپ کی اُمت کے لئے آپ کا خلیفہ ہونگا
مرشد کو چاہیئے کہ خلیفہ کو خلافت نامہ اپنی مُہر اور دستخط
سے عطا کرے۔ جسمیں تمام شرائط درج ہونگی جو عین شریعت ہونگے۔
حضرت پیر برحق کے اجازت نامہ کا حال دوسری جگہ تحریر ہوا ہے
پیر کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے۔ ید اللہ فوق ایدیھم اللہ کا ہاتھ ان
کے اوپر ہے جسکے بارے میں حضرت اقبالؒ فرماتے ہیں۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ۔
غالب وکار آفریں کارکشا کارساز

چنانچہ پیر رومیؒ کا ارشاد ہے۔

دستِ پیراز غائباں کوتاہ نیست
دست او جز قبضۂ اللہ نیست

پیر کاملؒ کا دست پاک غیر حاضر اور دُور افتادہ سے دُور نہیں
کیونکہ وہ اللہ کے ہاتھ کے سوا کچھ بھی نہیں۔

آنکہ جاں بخشد گر بکشد رواست
نائب است ودست او دستِ خدا است

(جو زندگی دیتا ہے اگر وہ مار بھی ڈالے تو روا ہے کیونکہ وہ نائب خدا
ہے۔ اور اسکا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے۔

امتحانِ پیر جستن عصمت و طاعت از و
شوم باشد گر مریدی را بسینہ شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ پیر کا امتحان اسکی عصمت و طاعت کے بارے میں گمان رکھنا اور خیال باندھنا طالب کیلئے بُرا ہے اگر کسی مرید کے دل میں ایسا خیال پیدا ہو جائے وہ اسکے بارے میں نیک فال نہیں ہے

مرید کیلئے تین آداب کا یاد رکھنا ضروری ہے نمبر۱ پیر کی آزمائش نہ کرے نمبر۲ پیر کو ہر گناہ سے معصوم نہ جانے نمبر۳ یہ ضروری اور مناسب نہیں کہ پیر کے ہر عضو کی عبادت میں مشغول دیکھے۔

امتحان کرنا کہ دیکھوں پیر کے کیا حالات ہیں۔ یہ ایسی بات ہے۔ گویا ایک برقعہ پوش عورت کا چہرہ دیکھنے کا کوئی متمنی ہے مگر وہ عورت جسم کو خوب چھپائے۔ یہ معیوب بات ہوگی۔

اللہ داد خان ایک درویش مرید صاحب حال تھا اسنے مرشد کا مل کے بارے میں کئی بار جاننا چاہا مگر کچھ نہ دیکھا۔ آخر کار بہت خدمت کرتے کے بعد پیر کامل کی کشف کی نظر اس پر پڑی اس پر بہت کچھ عیاں ہو گیا پھر آپکی بزرگی کا اعتراف کر کے پشیمان ہو کر اور خدا سے مغفرت مانگنے میں لگ گیا۔

لب اللباب میں ہے کہ پیر کی ہرگز آزمائش نہ کی جائے یہ ہوئی دست درازی کرنا۔ بھلا کامل کے مقابلے میں ناقص کی کیا مجال جو ایسی دخل اندازی کرے۔

مثنوی شریف کے چند ابیات ملاحظہ کیجئے:۔

شیخ کو پیشوا و رہبر است   گر مریدے امتحان کرد اُو خر است

مرشد جو پیشوا ہو اسکا امتحان کرنا بیوقوفی ہے۔

امتحانش گر کنی در راہ دین   ہم تو گردی ممتحن اے بے یقین

اگر دین کے معاملوں میں اسکی آزمائش کروگے تو خود آزمائش میں پڑوگے

حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کا ایک واقعہ یوں ہے کہ ایک گمراہ نے آپ سے پوچھا۔ اے دانا ایک بہت اونچے محل کی چھت پر بیٹھکر آپ کو اللہ کی حفاظت پر یقین ہے؟ آپ تو چھت پر سے چھلانگ ماریئے پھر دیکھتے ہیں آپکو کون بچاتا ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی آزمائش کرنا اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالنا ہے۔ بندہ کی کیا بساط کہ خدا کی آزمائش کرے ہاں اللہ کو حق ہے ہر گھڑی بندوں کی آزمائش کرے۔ ارے! تم خیر و شر کی حقیقت کو نہیں جانتے ہو۔ تم اپنے آپ کو اور دوسروں کو آزماؤ۔ جب تم اپنے آپکے امتحان سے فارغ ہو جاؤ گے۔ تو دوسروں کو آزمانا چھوڑ دو گے۔

حضرت علامہ خاکیؒ اس ضمن میں ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جو اسیات سے اعراض کرنا سکھاتا ہے کہ جب مرشد پاک کے پاس جاؤ تو دل میں یہ

خیال لیکر نہ جاؤ کہ وہ مجھے فلاں چیز دے۔ یا میری فلاں مراد پوری کرے وغیرہ اس سے آزردگی پیدا ہوتی ہے۔

میرے پیر برحق کی حجامت استا علی حجام کرتا تھا۔ وہ ایکدفعہ بیمار ہوا تو اُسنے اپنا بھائی بھیجا۔ اس موخر الذکر حجام کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو وہ جب پیر برحق کی طرف چل نکلا تو دل میں چاہا کہ پیر کامل اپنی کلاہ مبارک میرے بیٹے کو دے۔ پیر برحق کو بکشف معلوم ہوا تو اُسنے جب حجامت بنائی اور نکلنے لگا تو پیر نے بخاطر آزردہ اسکو بلاکر اپنی ٹوپی عنایت کی اور فرمایا کہ ہم کو لوگوں کی جاسوسی کیلئے پیدا نہیں کیا گیا ہے۔ تم نے ہمکو رمال سمجھ رکھا ہے۔ اب اگر ہم تغافل کر دیتے تو تم ہماری ولایت کے منکر ہوتے لو اب یہ ٹوپی تمہاری مزدوری کے عوض دی جاتی ہے۔

(سبحان اللہ اس غصے میں بھی فیاضی اور کرم فرمائی کا پہلو نکلتا ہے۔)

مقامات خواجہ نقشبندؒ میں ایک واقعہ یوں لکھا گیا ہے۔ کہ جب آپکے دیدار کی نیت سے بابا صاحب سمرقندیؒ گھر سے نکلے تو چاہا۔ کہ پیر مجھے ملائی کھلائے اور اسمیں کسی کو شریک نہ کرے۔ چنانچہ جب حضرت خواجہؒ کے حضور میں پہنچا۔ آپ نے روٹی اور ملائی اسکے سامنے رکھکر فرمایا۔ کھاؤ یہ لیس تمہارا حصہ ہے اور آہستہ سے فرمایا کہ بزرگوں کو ایسی معمولی چیز کیلئے تکلیف نہیں دینی چاہیئے۔ ایک اور واقعہ میں سائل سے فرمایا کہ درویشوں

سے اپنی خواہشات کی تکمیل کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ ہمیں عالم ملکوت اور روحانیت سے عالم ناسوت میں آنا پڑا اور تمہاری خواہش کے لئے اس دنیا کی طرف مائل و راغب ہونا پڑا۔

شمائل الاتقیا میں درج ہے کہ مرید کا ایک ادب یہ ہے کہ مرشد کو معصوم سمجھکر ہمیشہ عبادات میں مشغول رہنے کی توقع نہ رکھے۔ پیرؒ سے بوجہ عبادت ظاہری صورت اعتقاد نہ رکھے۔ بلکہ دل کی بصیرت سے انکو سمجھنے کی کوشش کرے۔

رسالہ قشیریہ میں ایسا ہی لکھا ہے۔ بلکہ تاکید کی گئی ہے کہ انکے حق میں نیک گمان رکھے۔ ولی گناہوں سے معصوم نہیں ہوتا جیسا کہ انبیاءؑ کے بارے میں ہے۔ ہاں وہ گناہوں پر اصرار نہیں کرتا۔ اسکی طرف سے مشکلیں آفتیں یا لغزش سرزد ہو سکتی ہیں۔ بلکہ حضرت جُنیدؒ سے جب پوچھا گیا کیا ولی زنا کر سکتا ہے فرمایا اللہ کا امر ایک تقدیری معاملہ ہے عارف کیلئے اگر یہی مقدر رہو تو ہو کر رہیگا۔

اس حقیقت کو امیر حسین نے زاد المسافرین میں ایک حکایت کے روپ میں بیان کیا ہے۔ جسکا ماحصل یہ ہے۔ کہ ایکدفعہ کسی اوستاد سے گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہوا۔

مرید نے دیکھا مگر اسکے یقین میں کوئی کمی نہ ہوئی وہ زیادہ اخلاص کا مظاہرہ کرتا رہا۔ یہانتک پیر رہبر نے اسکو خلوت میں بلا کر

پوچھا اے میرے بھائی! تو میرے گناہ سے واقف ہے اور جانتا ہے کہ تقدیر میں لکھا ہوا یہ تیر میں نے دل پر کھایا۔ اسپر تم نے میرا ساتھ نہ چھوڑا نہ تیری عقیدت میں کمی آئی۔ تو اس مرید صادق الاعتقاد نے جواباً کہا۔ اے میرے آفتاب تیرے سامنے میں زمین ہوں۔ تجھ سے منور! اگر کسی لعل و جواہر پر گرد یا میں جم جائے تو کیا اسکی ہیئت بدل سکتی ہے مجھے آپ کی ولایت کا حال معلوم ہے میں جانتا ہوں کہ آپ نبیوں کی طرح معصوم نہیں ہو سکتے۔ آپ نہیں گرے ہیں میں گرا ہوں مجھے سنبھالئے۔ آپ کی نکتہ چینی میری اپنی نکتہ چینی ہو گی وغیرہ

یہ ہے کہ ولی خدا کی فطرت اور صفات سے واقف ہو۔ گناہ کبیرہ سے پرہیز کرے مگر امام کیلئے یہ شرط نہیں کہ وہ معصوم ہو۔ جیساکہ اسکا ثبوت حضرت ابوبکر صدیق رضی امامت میں گذر چکا ہے خود سرکار دو عالم نے فرمایا کہ میرے دل پر بادل جیسے باریک پردے پڑ جاتے ہیں تو تو میں ہر دن سو بار استغفار کرتا ہوں۔ لہذا اپنے آپ کو بے گناہ جاننا سب سے بڑا گناہ ہے۔

تحقیق کی رو سے ولی کے اجتناب کے معنی مغلوب الحال ہونے کے بغیر دوسرے وقتوں میں گناہ کرنے کے ارادے سے پرہیز کرے تمام وقتوں میں جسمانی طور اور دل سے عبادات میں مشغول رہنا۔ تا قابل [illegible] کرنا دین اسلام میں موجود نہیں

کیونکہ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا اللہ بندہ پر اتنی ذمہ داری نہیں ڈالتا مگر جو اسکی طاقت کے مطابق ہو۔ اللہ فرماتا ہے علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم فاقرؤ ما تیسر من القرآن اسکو معلوم ہے کہ تم اسکو ضبط نہیں کر سکتے تو اسنے ہلکے حال پر عنایت کی سو تم جب قرآن آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھا کرو۔ حضورؐ کا فرمان ہے میں تمہاری تعریف وحمد تنا شمار نہیں کر سکتا فرشتوں کا کہنا کہ "سبحانک ما عبدناک حق عبادتک"

بہر حال اس بحث کو سمیٹتے ہوئے ہمیں مقامات نقشبندیہ کے بیان کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ وہ یہ کہ ولایت ایک نور ہے۔ جو اللہ کی عنایت سے مشرق سے بندہ کے دل پر طلوع کرتا ہے اور اسکے دل میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ قرآنی ارشاد ہے کہ جس شخص کا دل اللہ نے اسلام قبول کرنے کیلئے کھولدیا ہے وہ اپنے پروردگار کے عطا کئے ہوئے نور پر ہے۔ وہ اللہ بزرگ و برتر کی نوازش محبت اور قرب سے مخصوص ہو جاتا ہے۔ ہر مقام پر جو کچھ اُس سے ظاہر ہو جاتا ہے وہ اسی نور کا عکس ہوتا ہے۔ اور اسی قرب اور مہربانی کا اثر ہوتا ہے اسکو لوگ ظاہرا طور کرامت کہتے ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ ایک کامل بزرگ مرشد کبھی کبھی ریاضت ترک بھی کرے تو اس کیلئے ایسا کرنا فائدہ مند ہوگا۔ ہاں اگر نوآموز طالب اسکے اذن کے بغیر ریاضت ترک کرے تو وہ خسارے میں رہیگا نقصان اٹھائیگا۔

اس لائن میں آنے والے شخص کو لاپرواہی برت کر شیخ کی تقلید میں مجاہدات و ریاضت کو ترک نہیں کرنا چاہیئے جب اسکی اجازت نہ ہو پیر رومیؒ مثنوی شریف میں رقمطراز ہیں۔

۔ صاحب دل را ندارد آں زیاں گر خورد او زہر قاتل در عیاں
اگر صاحب دل روز روشن میں بلا تامل زہر کھائے تو اسکو کوئی نقصان نہ ہوگا۔

۔ زانکہ صحت یافت از پرہیز رست طالب مسکین میان تب دراست
وہ تو صحت پاچکا ہے اور کامل ہے طالب بیچارا ابھی بخار میں مبتلا ہے

۔ در تو نمرود لیست در آتش مرو رفت خواہی اول ابراہیم شو
تمہارے اندر نمرودی وسوسے ہیں اسلئے آگ میں مت کود پہلے ابراہیمؑ بن جا۔

۔ کاملے گر خاک گیرد زر شود ناقص ار زر برد خاکستر شود
کامل کے ہاتھوں مٹی سونا بن جائے اور ناقص کے ہاتھ میں سونا راکھ بن جائے۔

- چون قبول حق بود آن مرد راست　　دست او در کارہا دست خداست

جب وہ کامل مقبول ہو تو ہر کام میں اسکا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے۔

- ہر چہ گیرد علتے علت شود　　کفر گیرد کامل وملت شود

بیمار جو کچھ بھی اٹھائے اس سے بیماری لگنے کا ڈر ہے کامل کفر بھی اٹھائے تو اسلام بن جاتا ہے۔

لقمہ ونکتہ است کامل را حلال　　تو نۂ کامل مخور مے باش لال

لقمہ اور باریک بات کامل کیلئے حلال ہے۔ تم کامل نہیں۔ مت پیو چپ رہو۔

ذلت، بہ ز طاعت ہائے خلق　　پیش کفرش جملہ ایمان ہائے خلق

کامل کی لغزش لوگوں کی عبادات سے بہتر ہے۔ اسکے کفر کے مقابلے میں سارے لوگوں کا ایمان ہیچ ہے۔

۵- اگر ہو عشق تو کفر بھی مسلمان
نہ ہو تو مرد مسلمان کافر و زندیق　　(اقبال)

۱- ہر دمے او را یکے معراج خاص

۲- بر سر تاجش نہد صد تاج خاص

۳- صورتش بر خاک وجاں در لامکاں

۴- لامکانے فوق وہم سالکاں

ہر گھڑی اسکو روحانی معراج عطا ہوتا ہے سینکڑوں تاجوں کے

ساتھ ! اسکی ظاہری صورت میں جسم زمین پر ہوتا ہے اور روح لامکان کی سائر جہاں سالک کا وہم وگمان تک نہیں جا سکتا۔

جہل آمد پیش او دانش شود

کفر آمد پیش او بینش شود

اس کے پاس جاہل عالم بن جاتا ہے ، کافر عارف بن جاتا ہے

در حق او خورد نان و شہد و شیر

چلہ و دو روزہ صد فقیر !

اسکا دنیوی کاروبار میں مشغول رہنا سینکڑوں چلہ کاٹنے والے روزہ دار فقیروں سے بہتر ہے۔ مقامات خواجہ بہاء الدین میں مذکور ہے کہ سالک کو اگر نفل عبادات ترک کرنے کا کسی وقت حکم ہوتا ہے تو وہ اسلئے کہ ایسی عبادات سے اسکا دل خوش ہوتا ہے اور یہ خوشی سالک کیلئے مضر ہے۔ اگر طبیعت بشاش ہو گئی تو ایسی عبادت ترک کر دتا کہ خوشی حاصل نہ ہو۔

راقم کو حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالیؒ کی ایک نصیحت یاد آئی کہ اگر نیکی کر کے تو خوش ہوا ۔ تو تجھے جو اجر و ثواب ملنا تھا اس سے تو محروم ہو گیا لہٰذا اسکی اُمید مت رکھ ۔ ہاں اگر نیکی یا نوافل عبادات کر کے تجھے کوئی خوشی نہ ہوئی تو اُمید ہے کہ اس خالص چیز کو شرف قبولیت ہو گی ! (مترجم)

قصیدہ بردہ میں مذکور ہے کہ جب عمل کرتے میں نفس دوڑنے

لگے تو اسکو مغلوب کر اور اگر کسی چیز کے ساتھ اسکو الفت ہو جائے
تو جبراً اس سے باز رکھ گویا ہر کام نفس کے خلاف کر۔

یہ بات ذہن میں رکھئے کہ نفس کی مخالفت میں اس حد جانیکا
حکم ہے کہ اگر تمہارا نفس ریاضات وعبادات میں مشغول رہ کر لذت
پائے اور اسکے اندر احسان ظاہر ہوں تو نفس کو اس لذت سے محروم
کرنے کیلئے ریاضیات و مجاہدہ ترک کر دو تاکہ تمہارا نفس اس بھنور سے
نکل آئے کیونکہ یہ خوشی فتنہ اور بڑی آفت ہے۔

تذکرہ الاولیاء میں حضرت ذوالنون مصری کا ایک واقعہ درج
ہے آپ کے ایک مرید نے چلہ یعنی چالیس چلے مقام سلوک میں کاٹے تھے
اور چالیس سال کیلئے دل پر نگرانی رکھی تھی۔ مگر پیر کامل سے شکایت کی کہ
محبوب میری طرف بالکل نہیں دیکھتا نہ بولتا نہ عالم غیب سے کوئی خبر ہوتی ہے
میں خدا سے شکایت نہیں کرتا۔ نہ اکتا گیا ہوں عمل و مجاہدہ جاری رکھو
رہا۔ مگر افسوس یہ ہے کہ عمر لبسر ہونے کو ہے اور میرے لئے دروازہ
بالکل نہیں کھلتا۔ آپ روحانی حکیم ہیں میرا علاج تجویز کیجئے۔
حضرت ذوالنون نے فرمایا جاؤ آج پیٹ بھر کے کھا کر سو رہو۔ کوئی
عبادت مت کرو۔ تاکہ دوست اگر مہربانی سے پیش نہیں آتا تو غضب
سے ہی پیش آئے۔ اگر رحمت کی نظر نہیں ڈالتا تو چلو تندی سے ہی دیکھے
پھر درویش نے ایسا کیا مگر عشاء کی نماز پڑھکر سویا پھر خواب میں

حضرت سرورِ کائنات صلعم جلوہ گر ہوئے اور فرمایا تمہارا دوست تجھے سلام بھیجتا ہے اور فرمایا کہ نام دا بھیجڑا جلدی استقامت چھوڑ کر بھاگتا ہے جو مردوں کی شان کے خلاف ہے۔ اصل بات ثابت قدمی اور ملامت سے نہ ڈرنا اللہ نے مزید فرمایا کہ تمہاری چالیس سالہ طلب تمہاری گود میں رکھونگا اور جو کچھ تمہیں اُمیدیں ہیں پوری کرونگا۔ لیکن میرا سلام اس محبت کے دعویدار کو دینا لیٹیرے ذوالنونؒ کو اور کہدے اے جھوٹا دعوا کرنے والے اگر تمکو دنیا میں رسوا نہ کیا تو تمہارا خدا نہونگا۔ تاکہ ہمارے بے بس عاشقوں کے ساتھ مکروفریب کرو گے مرید بیداری ہوکر رونے لگا اٹھکر مرشد کو سارا خواب بیان کیا۔ جب ذوالنونؒ نے سُنا کہ آنحضورؐ نے مجھے خدا کا سلام پہنچایا ہے اور جھوٹا راہزن وغیرہ ناموں سے یاد کیا ہے۔ تو خوشی سے پھولے نہ سمایا۔ خوشی کے آنسو رونے لگا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرشد کیسے مُرید سے کہے۔ جانماز مت پڑھ۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ مرشد خدائی حکیم ہے۔ ظاہری اور باطنی علتوں کو جانتا ہے مُرید کے دِلی احوال سے اچھی طرح باخبر ہے وہ جانتا ہے کہ میرا مُرید نماز کسی صورت میں ترک نہیں کرسکتا۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ بیمار کا علاج کیسے ہو۔ بعض اوقات حکیم زہر جیسی چیز بھی بیمار کو کھلاتا ہے جو بعد میں تریاق کا کام دیتا ہے۔

اور بیمار سدھر جاتا ہے۔ (اس ضمن میں راقم کو حضرت پیر رومیؒ کے چند ابیات برمحل یاد آئے۔ سو آپ بھی سن لیجئے۔

ان حکیمان الہٰی در جہاں   چون بدانند از تو احوال نہاں

(اولیاء کرام خدائی حکیم ہیں اللہ کی طرف سے دنیا میں مقرر شدہ انکو جسم ہی نہیں دل اور روح پر نظر ہوتی ہے وہ تمام تمہارے راز اور کمزوریوں سے واقف ہوتے ہیں تنگئ داماں کی وجہ سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ ہاں حضرت حافظؒ کا یہ شعر بھی برمحل ہے۔

بہ می سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزل ہا

اگر پیر کوئی خلاف شرع بات بھی کرنے کا حکم دے تو بلا تامل کر کیونکہ وہ اس عالم کے رواج، قانون اور راہ و رسم سے واقف ہے)

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراھیم سے فرمایا کہ بیٹے کو قربان کر۔ وہ جانتا تھا کہ وہ ایسا کریگا

طریقت میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو ظاہری شریعت میں جائز نہیں۔ مثلاً حضرت خضرؑ کا خوبصورت لڑکے کو مارنا جو اس مقام پر نہ پہنچا ہو اُس سے اگر ایسا کام وقوع پذیر ہو جائے تو وہ زندیق ہے۔ رسالہ اقبالیہ میں شیخ علاؤ الدین سمنانیؒ کے سمنان آنے

کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام نوح تھا۔ وہ چار سال کا ہو گیا مگر شیخ اسکو اپنے پاس لانے نہ دیتا تھا۔ ایکدن وہ اچانک آیا اور سلام کیا۔ شیخ رح نے گود میں لیکر اُسے چُوما۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ ننگا ہوں اور لوگ میرے گرد جمع ہیں۔ میں کُرتے کو نیچے کھینچنے کی کوشش کرتا رہا مگر یہ ممکن نہ ہوا میں نے دل ہی دل میں خدا سے التجا کی۔ اسکی کیا وجہ ہے آواز آئی۔ اپنے بیٹے سے کہدے وہ تمہیں ستر عورت کرے۔ بس فوراً جان گیا۔ کہ عذاب کس لئے ہے کہ دنیا کی طرف تھوڑی سی رغبت دکھانے کا نتیجہ! یہ راہ سلوک ہے اللہ کا عتاب نازل ہوا۔

اس ضمن ایک واقعہ مجھے یاد آیا۔ وہ شاید سلطان ادہم رح کے بارے میں ہے جب وہ تخت وتاج کو لات مار کر فقیر ہو گئے مدینہ طیبہ میں جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بیچتے اور گذارہ فرماتے۔ ایک دفعہ آپکا فرزند جواب پورے جاہ وجلال کے ساتھ بادشاہ بنا تھا آپکی ملاقات کیلئے مدینہ پاک آیا۔ باپ کو بیٹے پر نظر پڑی اور دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا۔ جب بغلگیر ہوئے تو حضرت ادہم رح کو آواز آئی۔ اچھا!

اب ہمارے گھر میں کسی اور کو جگہ دینے لگے ہو فوراً باز د کھینچے۔ اپنے آپ کو چھوڑ کر دور کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ تو کون ہے کہ میں تجھے نہیں پہچانتا۔ میرے سامنے سے ہٹ جا ہر چند بیٹے نے منت سماجت کی اور

پیار و شفقت کا واسطہ دیا آپ نے یہی فرمایا کہ مجھے تم جیسے بادشاہ سے کیا کام میرا کوئی بیٹا نہیں۔ میں تمکو ہرگز نہیں پہچانتا کہتے ہوئے پیچھا چھڑا لیا۔ سبحان اللہ! قربان جایئے ایسے صبر و رضا توکل اور حب اللہ کے! (مترجم)

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ بینا دلبر واصل حق بزرگ کا ہر کام ہر لحاظ سے لائق ستائش ہے نہ کہ قابل اعتراض (العیاذ باللہ)

ہاں طالب کیلئے نیاز مندی پہلی شرط ہے اور کرّ و فر دنیا دی جاہ و حشمت کو رخصت کرنا۔!

اس شعر میں دراصل سلطان ولدؒ کے اس بیان کی طرف اشارہ ہے جو اسنے اپنی مثنوی میں کیا ہے کہ اولیاء اللہ کا فسق اور برائی دیگر لوگوں کی عبادت سے بہتر ہے حضرت سرور دو عالم صلعم کا ارشاد ہے نیکو کار لوگوں کی بھلائیاں مقرب لوگوں کے گناہ ہیں۔ مثنوی معنوی کے چند اشعار ملاحظہ ہوں

نیکئی اخیار پیش او بد است — چند نیکاں در آں دکاں زد لست

بھلے لوگوں کی نیکی انکے نزدیک بدی ہے اور نیکوں کے پُر خلوص اعمال ان

دکان میں غیر مقبول ہیں ۔ ناپسند!

نیکئی اشرار رازین کُن قیاس

تاچہ باشد پیش آں ای حق شناس

اب آپ اندازہ لگایئے کہ جن کے نزدیک نیکیاں عوام کی گناہ سمجھی جاتی

ہوں تو بُرے لوگوں کی نیکیوں کا کیا حشر ہوگا۔ کیا وقعت و مقبولیت ہوگی؟

فرماتے ہیں کہ جب وہاں بادشاہوں کے اعمال حقیر ہیں تو بکھاریوں کے چند اعمال

کی مقبولیت کیا ہوگی علامہ اقبالؒ کیا خوب فرما گئے ہیں ؎

بگیر از من کہ بر من بار دوش است

ثوابِ این نماز بے حضورے

اے پروردگار میرے کبیرہ گناہوں کو ایک طرف چھوڑ پہلے مجھے اُن بے حضوری

میں ادا شدہ نمازوں کے بارِ عذاب سے نجات دلایئے۔

جو میں نے آجتک یہ مان کر ادا کی ہیں کہ مجھے انکا ثواب ملیگا۔ (مترجم عفرلہٗ)

بود نقال ولی مطلق ز اوصاف البشر

نیست ممکن آنچنان تا آدمی پیکر شد است

فرماتے ہیں کہ جب تک آدمی کا جسم روح کا قید خانہ ہے یعنی جبتک زندگی ہے انسان کا بشریت کے اوصاف سے مبرا ہونا ناممکن ہے۔

رسالہ اقبالیہ میں لکھا ہے کہ انسان بشریت کے دائرے سے باہر نہیں آسکتا جب تک عالم ناسوت میں ہے۔ وہ اس بدلتی دنیا میں بشری تقاضوں سے پاک نہیں گردانا جاسکتا۔ عیوب سے مبرا صرف ذات الٰہی ہے۔ بقول کسے

انسان میں نیکی تلاش کر۔ بے عیب ڈھونڈتا ہے وہ اللہ ہے!

مصطفےٰ کو احسن الخلق از ہمہ مخلوق بود
گاہ گاہے در غضب چشمانِ او رخم شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ تمام خلائق سے برتر اور بہترین اخلاق کے حامل تھے مگر کبھی کبھی آپ کی چشمان مبارک غصہ کی حالت میں سرخ ہو جاتی تھیں۔

موجبِ لطف آں غضب بودی بمغضوب علیہ
ہمچنیں زاتباعِ او دان گر کشتی مظہر شدست

آنحضورؐ کا غضب جب کسی پر اُترتا تو وہ باعث مہربانی وکرم ہوتا۔ اسطرح
آنحضورؐ کے پیروؤں میں بھی سمجھ لے ہر کوئی پیر و حضور پاکؐ کا مظہر ہے
یہ دو اشعار اس حدیث پاک کی نقل ہیں جسکا ذکر حضرت امیر کبیر میر سید
علی ہمدانیؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ذخیرۃ الملوک میں فرمایا ہے حدیث
مبارک یوں ہے۔ مفہوم
حضور پاکؐ کسی وقت غصہ میں ہوتے کہ آپؐ کی چشمان مبارک اور روئے
پاک سرخ ہو جاتے۔ اور فرماتے۔ میں بشر ہوں اور غصے ہوتا ہوں جیسے
دوسرے لوگ ہوتے ہیں۔ پس اگر غصے کی حالت میں کسی مسلمان کو گالی دوں
یا لعنت کروں یا پیٹوں میری طرف سے اسکو وہ مغفرت کا سبب بنا دے
گویا حضور پاکؐ کا غصہ رحمت و مغفرت کا موجب بنتا (قربان جایئے
ایسے غصہ کے! آپؐ کے فضل وکرم اور رحمت کا عالم کیا ہوگا۔ مترجم عفولہٗ
آنحضورؐ دنیوی لذات کیلئے غصہ نہیں کرتے تھے۔ مگر حق یا دین کی
مخالفت برداشت نہیں کرتے تھے۔ غصہ کے وقت انکو کوئی پہچان نہیں سکتا
تھا۔ جب تک باطل کو رفع نہیں کرتے غصہ رفع نہیں ہوتا تھا۔
آنحضورؐ کا ارشاد ہے کہ میری اُمت کے بہترین لوگ تیز مزاج
والے ہیں جنکو غصہ آکر جلدی ختم ہو جاتا ہے۔

قولِ تلخ پیر جان را صد شفا بخش آمدہ است
در مذاقِ نفس تلخ از مثل عاقر قرحا است

علامہؒ فرماتے ہیں کہ مرشد کامل کا کڑوا تلخ، تیز و تند کلام طالب کی روح کو سینکڑوں قسم کی شفا دیتا ہے لیکن نفس کے ذائقہ پر وہ عاقر قرحا کی طرح تلخ ہے عاقر قرحا ایک تلخ درخت کے جڑ کا نام ہے جو دوائی کے طور استعمال ہوتا ہے۔ مثنوی کے چند اشعار حسب حال ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

گر بیک تواری گریزانی ز عشق!
تو بجز نامی چہ مے دانی ز عشق

اگر تم ایک ہی ٹھوکر کھا کر عشق سے بھاگ رہے ہو تو بغیر عشق کے نام کے اور کیا جانتے ہو۔

عشق را صد بار استکبار ہست
عشق با صد بار مے آید بدست

عشق میں سینکڑوں ناز اٹھانا پڑتے ہیں عشق تو تکلیفوں کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے۔

گر بسوزد باغ انگورت دہد
درمیان ماتمے سورت دہد

اگر ولی کامل تمہارا باغ جلا ڈالے۔ لیکن انگور دیگا ماتم کے بدلے خوشی دیگا

گفت پیغمبرؐ ز سرمائے بہار   تن مپوشانید یاران زینہار

آنحضورؐ نے فرمایا کہ بہار کی ٹھنڈی ہوائیں جسم کو کھلا رکھو۔

زانکہ باجان شما آں میکند   کاں بہاراں بر درختاں مے کند

یہ بہار کی ہوائیں تمہیں درختوں کی طرح سرسبز بناتی ہیں۔

لیک بگریز از سردی خزاں   کاں کند کہ کرد با باغ ازاں

سردی سے دور رہو۔ سردی تمہارے جسم پر وہی عمل کریگی جو یہ باغ انگور کے ساتھ کرتی ہے۔ راویوں نے اسکو مجازی معنوں میں لیا ہے۔ مگر خزاں نفسانی خواہشات ہیں۔ اولیاء کے پاک انفاس باد بہاری کی طرح ہیں انگور کے لئے پیغام زندگی اولیاء کے نرم و سخت باتوں سے فائدہ ہے۔ رضامندی کے ساتھ سنو تاکہ جہنم کی آگ سے بچو۔

گرم گوید سرد گوید خوش بگیر
تاز گرم و سرد برہی در سعیر

سانپ کی سیٹی میٹھی ہے لیکن یہی ہلاک کرنے والی ہے پانی کی آواز میں
شور ہے مگر اسمیں زندگی ہے۔ لطف ہے تیر ہے (آواز میں شر شر ہے
یعنی بُرائی بُرائی)

ارادت کا درجہ حاصل کرنے میں بڑا رکن فنا فی الشیخ کا مقام پانا
ہے جسکو یہ حاصل نہیں وہ مُدبر ہے یعنی اِدبار زدہ۔ افلاس زدہ
رسالہ غیبیہ میں درج ہے کہ پُر خلوص مرید فنا فی الشیخ کا مقام پائے
اور مرشد پر اعتراض کرنا ترک کرے۔ کوئی شکوک و شبہات دل میں نہ لائے
یہ شیطانی وسوسے ہیں کوئی قابل اعتراض بات دیکھے تو صبر کرے تاکہ اسکی
حقیقت کھل جائے۔ اگر ابتدائی دور میں ہو تو پیر سے دریافت کرے
تاکہ "خلاف شرع" کلام کی حقیقت معلوم ہو جائے سلوک درمیانی منازل
میں پوچھنا بھی منع ہے تاکہ اسکی حکمت خود بخود آشکار ہو جائے۔

یہاں میں ایک صاحب دل کا بتایا ہوا ایک واقعہ سنانے کی جسارت
کر رہا ہوں۔ (مترجم)

کسی مرید سے جو زیر تربیت تھا پیر نے ایک رات حکم دیا کہ وہ

آج کی رات قحبہ خانے میں گذارے۔ وہ اسپر متفق نہ ہوا اور خلاف شریعت سمجھکر اس کے برعکس اس رات اپنی بیوی سے ہمبستر ہوا تو مہینے گذر گئے اسکے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور طویل عرصہ گذرا کہ لڑکی بالغ ہوکر ایسی بدکرداری کے کام کرتی رہی جس سے اس مُرید کے خاندان کو بھٹہ لگ گیا وہ کسی کو مُنہ دکھانے کے قابل نہ رہا۔ پیر کے پاس جاکر رونے لگا کہ اس بڑھاپے میں یہ رسوائی مجھ سے برداشت نہیں ہوسکتی۔ خدارا میری اعانت فرمائیے۔ مرشد پاک نے اسکو وہ دن یاد دلایا جب اسنے اسکو قحبہ خانہ جانے کا حکم دیا تھا۔ فرمایا اگر تم نے ہمارے مشورے پر عمل کیا ہوتا تو آج اتنے عرصہ کے بعد تمہیں اس خجالت، اور افسوس کا منہ نہ دیکھنا پڑتا۔

سچ ہے بقول حضرت حافظؒ کہ ۔ سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزل ہا۔

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ جو مُرید شیخ کے فرمان سے بھاگے وہ طریقت میں مرتد ہے اور تمام اولیاء کے پاس ناپسندیدہ!

ارشاد المریدین میں مرقوم ہے کہ فقراختیاری میں فقیرمقام احدیت پر پہنچ جاتے ہیں ۔ الفقراء کنفس واحدہ (فقیر یکجان ہوتے ہیں ۔)

اس جماعت کا مقبول سب کا مقبول ہوتا ہے اور جو ایک کے پاس مردود وہ سب کا مردود! اس لئے پیر پر اعتراض کرنا چھوڑ دے اور توجہ کرے مُرید کی حیثیت ایک مُردہ جسم کی سی ہونی چاہیئے جسکو پیر نہلا کر طریقت کی عطر ملے اور خوشبودار ہوا کھلائے ۔ تاکہ ابدی زندگی پائے ۔ اور صاحب بصیرت بن جائے ۔

نظم :۔ زمن اے دوست ایں یک نکتہ بپذیر
برو فتراک صاحب دولتے گیر

اے دوست مجھ سے یہ بات جان لے ۔ کسی دولت والے (اہل طریقت) کا شکار بند پکڑ لے ۔ پانی کا قطرہ جبتک سیپی میں نہ پہنچ جائے قوی نہیں بن سکتا ۔ حق شناسی جبھی مکمل ہوگئی جب حضرت خضرؑ حضرت موسیٰؑ کے استاد بنے ۔

مثنوی کے چند بند ملاحظہ ہوں ۔

آئینہ جاں نیست الا روئے یار روئے آں یارے کہ باشد زاں دیار

آئینہ روح تو نہیں ہے مگر محبوب کا چہرہ ہے ۔ اُس محبوب کا چہرہ جو ملک الوہیت کا ہو

یار چشم تست اے مرد شکار از خس و خاشاک آں را پاک دار

اے شکاری محبوب تمہاری آنکھ ہے ۔ اسکو کوڑا کرکٹ سے صاف رکھ ۔

گفت آئینہ گناہ از من نبود جرم اورا کہ روے من زدود

آئینہ نے کہا یہ میرا جرم نہیں۔ صاف ہونا اور اسمیں عکس دکھائی دینا
۔ مجرم وہ ہے جس نے مجھے صیقل کرکے صاف کیا۔

ومرا غماز کرد وراست گو تا بگویم زشت کو وخوب کو

اسنے مجھے اشارہ کرنے والا اور سچا بنادیا۔ تاکہ میں کہوں کون بدصورت ہے اور کون خوبصورت!

گور دوہم رسالہ خوان وہم شیخ آزما!
بے رہبند جز آنکہ در فرمان شیخ اصبہ شد است

مرشد کی اجازت کے بغیر زیارت قبور کرنے والا۔ تصوف کی کتابیں پڑھنے والا بغیر عمل اور پیر کو آزمانے والا یہ سب گمراہ ھیں۔

"گور ورد" وہ ہے جو کسی زندہ مرشد کی رہبری کے بغیر اولیاء کی قبروں پر جاکر رہبری کی امید رکھیگا۔

"رسالہ خوان" وہ جو بے عمل تصوف کی کتابیں پڑھے قواعد جاننے کے باوجود حقیقت تک نہیں پہنچیگا۔ "شیخ آزما" وہ جو مرید ہے بنے بغیر آزماتا ہے مرشدوں کو!

دراصل وہی کامیاب ہے جو مرید بنا ہو نفس کو قابو میں رکھا ہو اور پیر کی

ڈانٹ ڈپٹ پر صبر کیا ہو۔ (مثنوی)

چوں گزیدی پیر نازک دل مباش

سست در زیدہ جو آب و گل مباش

جب تم نے پیر حاصل کیا۔ نازک مت بن۔ گارے کی طرح سست مت ہو۔

در بہر زخمے تو پُر کینہ شوی

پس کجا بے صیقل آئینہ شوی

اگر ہر چوٹ پر تم رنجیدہ ہو جاؤ تو بغیر سان پر چڑھنے کے آئینہ کیسے بنو گے۔

بے صبر و بے مستقل مرید کے بارے میں مثنوی میں ایک حکایت درج ہے کہ قزوین کے لوگ ایک تانبے کے ذریعہ سوئیاں چبھو کر اپنے جسم پر جانوروں کی شکلیں کندہ کرواتے۔ ایک پہلوان نے ایسے ولاک استاد سے کہا کہ میرے کندھوں کے درمیان شیر کی شکل کندہ کر۔ جب اس نے شیر کا سر بنانا چاہا تو اس نے کہا مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔ اسکے بغیر بناؤ تو اس نے پیٹ، کان، دُم بنانے شروع کیے۔ مگر وہ برداشت نہ کر سکا۔ خیال ہی چھوڑ دیا۔ یہی حال بے صبر مرید کا ہے۔

شکر اللہ کان ظہیر الدین پناہ و پشت ماست
قوت ظہیر از پشتی مستظہر شد است

اللہ کا شکر کہ میرا پیر حق جو دین اسلام کا مددگار ہے ہمارا پشت پناہ ہے اور خود آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ میرے مرشد کے کمال کا کہ اسنے کتنی حمایت سے ایک طالب کی مدد کی ہے گویا پیر کی قوت کا مظاہرہ اور اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ مرید اسکا کس مرتبے کا ہے۔ ؎

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

ایک مددگار کی طاقت کا اندازہ اسوقت معلوم ہوگا جب مدد پائے ہوئے کو دیکھو۔

حضرت علامہؒ فرماتے ہیں میں نے اپنے آپ کو پیر کے سپردگی میں دے دیا ہے اسلئے میری آرزو ہے کہ مجھے حضرت اسماعیل کی طرح قربان کرے جس کی والدہ حضرت ہاجرہ تھی۔ مثنوی شریف میں یوں بیان ہوا ہے

ہمچو اسماعیل پیشش سر بنہ ۔ پیش تیغش شاد و خندان جان بدہ

حضرت اسماعیل کی طرح اپنا سر رکھدے اسکے سامنے اور خوشی خوشی جان دیدے۔

کیمیائے سعادت میں تحریر ہے کہ مرشد پاک کے ساتھ کسی صورت میں بھی اختلاف یا بحث نہیں کرنا چاہیئے۔ آنحضورؐ فرماتے ہیں کہ جو کچھ تمہارا بھائی کہے اُس سے اختلاف مت کر۔

شکر للہ گشت پیدا در من الواحِ فرح
تا دوی از محض کرم غمخوار این غمخوار شد است

علامہ فرماتے ہیں اللہ کا شکر ہے کہ جب سے میرے مرشد پاک مجھ غمگین کے غمگسار و مددگار بنے ہیں۔ میرے دل میں قسم قسم کی فرحت پیدا ہوئی ہے یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم اپنے مرشد کے بارے میں اپنا اعتقاد اور پُر خلوص جذبات ظاہر کر سکتے ہیں کہ نہیں۔

اسکا جواب کیمیائے سعادت میں یوں دیا گیا ہے کہ پیر کا حق ہے کہ زبان سے اسکی دوستی اور محبت کا اظہار کرے اس ضمن میں حضرت سرور عالم صلعم کی اسی حدیث پاک کا حوالہ دینا ضروری ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں اِذا احبّ احدکم اخاہ فلیخبرہ اگر تم کسی کو دوست رکھتے ہو تو اسکو اسکی خبر کر دو تا کہ محبوب کے دل میں بھی تمہاری محبت پیدا ہو جائے۔ اسطرح دوسری جانب سے بھی محبت بڑھیگی اسکی خوشی اور غم میں شریک رہے۔

خاکِ پا یش چشمِ ما را بہتر است از توتیا
گرد ہش در دماغِ ما بہ از عنبر شد است

علامہؒ ازراہ عقیدت فرماتے ہیں کہ پیر برحق کے پاؤں کی مٹی ہمارے لئے سرمہ بصیرت [illegible] اسکے راستے کی گرد ہمارے دماغ بلکہ مشامِ جان کیلئے بھی [illegible] خوشبودار ہے۔

از کرم خواہد مرا در دین امان از ہر خطر
حالِ من چون واضح آن خاطر اخطر شد است

خاکی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد برحقؒ مجھے اپنے کرم سے دین کے معاملے میں ہر خطرے سے بچائینگے۔ چونکہ میرا سب حال آپ کے قلب مبارک پر روشن ہے۔ میرے آقا میرے حال سے خوب واقف ہیں۔

اسکا پہلا مصرع حضرت امیر سید علی ہمدانی قدس سرہٗ کے اس شعر کا مفہوم ادا کرتا ہے جو یوں ہے ؎

خاک راہے کہ سگ کوئے تو بروے گذرد
توتیائے در دیدۂ بینا بیند

اے میرے آقا آپ کی گلی سے جو آپ کا کتا گذر جائے۔ اس گلی کی خاک اہل بصیرت کیلئے سرمہ ہے۔

دوسرا مصرعہ بھی اس شعر کے موافق ہے۔

ریاضِ عالمِ جان مشکبوی گردانی　　　نسیمے از دم لطفش اگر سحر یابی

اگر صبح کے وقت اسکی مہربانی کی ٹھنڈی ہوا تم کو ملے تو روح کا باغ خوشبودار ہوگا۔

پا برہنہ چون زشوق اندر رکابش میدوم
خار و خاشاک طریقم بہتر از گلم شد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ جب میں کمال شوق سے اپنے مرشد کے آگے آگے ننگے پاؤں دوڑتا ہوں تو راستے کا کوڑا کرکٹ مجھے پھلواڑی بہتر لگتا ہے۔

خواجہ بایزید بسطامیؒ کے خادم ابوموسیٰؒ پر جب وجد طاری ہوتا تو یہ فرماتے تھے۔ جسکو آپ جیسا محبوب ملا ہو اسکی مسرت ہمیشہ پُربہار ہوگی۔ اگر یہ غلام آپ کی خدمت کے لائق ہو تو جہاں آپ کے پائے مبارک ہونگے وہاں میرا سر ہوگا

؎ ترا در ہو میرا سر ہو ۔ میرا دل ہو ترا گھر ہو ۔ تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی ۔ !

خلاصتہ المفاخر میں درج ہے کہ شیخ بقا علی ابن ہیتی اور شیخ ابو سعید حضرت پیران پیرؓ کے دروازے پر جھاڑو دیا کرتے تھے۔ شیخ کی سواری کے ساتھ ہمرکاب ہوتے۔ اسی طرح تقرب الی اللہ حاصل کرتے۔

رسالہ قشیریہ میں لکھا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضور ﷺ نے فرمایا جب کوئی جوان کسی بوڑھے کو عمر کے لحاظ سے اسکی عزت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بات کا ذمہ لیتا ہے کہ لوگ بھی اس جوان کی عزت کریں

علامہ خاکی پیر برحق رحمۃ اللہ علیہ سے التجا کرتے ہیں کہ خاکی بیچارہ پر ایسی نظر رحمت فرمائیے جس سے خاک تیرہ سونے میں تبدیل ہو جائے۔

اس ضمن میں یہ بھی یاد رکھئے۔

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

جو اولیائے کرام خاک کو سونا بناتے ہیں اپنی نظر مبارک سے۔ کاش ہم پر بھی ایسی ایک نگاہ کرم ڈالیں۔!!

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے منطق الطیر میں ہد ہد کے بارے میں ایک واقعہ درج کیا ہے جو یوں ہے۔

ایک پرندے نے ہد ہد سے سوال کیا تو بادشاہ کے پاس ہم سے

زیادہ مقرب کیسے بنے ہو جب تم ہم جیسے پرندے ہو تو فرق مراتب کیوں ہے ہمارے جسم میں کیا نقص ہے کہ گناہ ہمارے حصے میں آئے اور پاکیزگی تمہارے حصے میں۔

ہُدہُد نے جواب دیا کہ یہ حضرت سلیمانؑ کی مہربانی ہے جو انکی ایک نظر مجھ پر پڑی ہے یہ تقرب اور درجہ مجھے سیم و زر سے نہیں ملا بلکہ بادشاہ کی نظر کرم سے!

اگر کثرت عبادت سے یہ رُتبہ ملتا تو شیطان کے برابر کس نے عبادت کی ہے؛ لیکن یاد رکھو کہ کامل بنکر بھی عبادت ترک مت کرو تاکہ سلیمانؑ کی یہ نظر تم پر کسی وقت پڑ جائے۔!

حضرت اقبالؒ نے فرمایا ہے۔

قلندریم و کرامات ما جہاں بینی است زمانگاہ طلب کیمیا چہ مے جوئی

ہُدہُد نے ایک واقعہ بیان کیا کہ سلطان محمود جب ایکدفعہ فوج سے الگ ہو کر دریا کے کنارے گھوڑا تھامے چلتا گیا۔ تو دریا کے کنارے ایک لڑکے کو مغموم پایا۔ پوچھا تو کیوں غمگین ہے۔ اسنے کہا کہ میری ماں اور چھ بھائی ہیں۔ مجھے صبح سے شام تک ایک مچھلی ملتی ہے جو جال میں پھنستی ہے اسی پر ہم گذارا کرتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا چلو شراکت کریں۔ پھر سو مچھلیاں بادشاہ کے ہاتھ لگیں۔ لڑکے نے کہا یہ آپ کے خوش اقبال کی برکت ہے بادشاہ نے کہا کہ اے لڑکے تمکو کیا معلوم تمہارا مچھیرا کون تھا تو اپنی نیک بختی

پر ناز کرو گے ۔ یہ تمہاری دولت ہے اور اقبال جو بادشاہ تمہارا مجھ پر بن گیا۔ یہ کہکر بادشاہ گھوڑے پر سوار ہوا لڑکے نے کہا اپنا حصہ لیجئے۔ اسنے کہا آج کا حصہ رکھو لو۔ کل کا حصہ میں لونگا!۔ اسنے سوچا یہ تو کل میرا شکار ہوگا

اگلے روز بادشاہ نے لڑکے کو بلوایا۔ اپنے ساتھ بٹھایا۔ ہر چند دربار میں کہتے رہے کہ یہ بھکاری ہے۔ بادشاہ نے کہا یہ ہمارا شریک ہے۔ جیسے اسکو قبول کیا اب رد نہیں کیا جاسکتا۔ اسکو اپنا جیسا بادشاہ بنایا۔ لڑکے سے کسی نے پوچھا۔ تمہیں کیسے یہ رتبہ حاصل ہوا اسنے کہا ایک صاحب دولت نیک بخت میرے پاس سے گذرا یہ اس کی تحسین نظر کا فیض ہے۔

واضح رہے کہ اس شعر میں یہ طریقت کا۔ (حضرت خاکیؒ) اس حقیقت کے تخت پر بیٹھے ہوئے اپنے مرشد برحق سے ایسی ہی نظر کرم کا متمنی ہے اللہ تعالیٰ حضورؐ اور اسکی اولاد کے طفیل اسکی آرزو پوری کرے۔ آمین

حضرت خاکیؒ اپنے مرشد برحق کے حضور عرض کرتے ہیں اے کریم میرے جیب و دامان عشق الٰہی سے بھر دے۔ میں ایک ادنیٰ بھکاری بنکر آپکے در دولت پر حاضر ہوں۔

لطف فرما از کرم یک جرعہ این تشنہ را!
چون ز جام آب محبت پر ترا ساغر شد است

از راہ لطف وکرم اپنے اس بھرے ساغر میں سے مجھ پیاسے کو ایک گھونٹ عطا فرمایئے عشق کی شربت سے آپ کا میخانہ بر لبریز ہے۔
یہاں ایک بات بتانا ضروری ہے کہ مناجات میں اللہ سے دنیا و عقبیٰ مانگنے کی بجائے اسے اپنی محبت اور عشق طلب کرنا چاہیئے چنانچہ دعاؤں میں ہے
اللھم ارزقنا حبک وحب من یحبک وحب عمل یقربنا الی حبک
اے اللہ مجھے اپنا عشق عطا کر اور انکی محبت جو تم سے عشق کرتے ہیں۔ اور اُن عملوں کی محبت عطا کر جن سے ہمیں تمہارا قرب حاصل ہو۔
بقول حضرت حکیم الامت ذرہ عشق نبیؐ از حق طلب الخ

مدح شیخ این نظم من ورد المریدین نام یافت
زانکہ در دش ساختن بر ہر مرید اجدر شد است

آخر پر حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ یہ میرا قصیدہ جسکا نام ورد المریدین پڑا خالصتاً مرشد پاک کی مدح میں ہے۔ اسکا پڑھنا ہر مُرید کیلئے مفید اور موزوں ہے۔

ا [illegible] میں جہاں اللہ کی ذات وصفات سے
پہ [illegible] کیا گیا۔ وہاں حب رسول ؐ اور اہلبیت
اطہار [illegible] کی محبت ضروری ہے۔ پھر امام اعظم ابو حنیفہؒ کے
مسلک سے وابستگی کا اظہار کیا گیا ہے۔

شیخ علاؤ الدین سمنانی رحؒ فرماتے ہیں کہ مومن کو ہر صبح وشام
ایمان کی تجدید کرنا چاہیئے۔ حضرت میر سید علی ہمدانی رحؒ نے اوراد فتحیہ
میں اسکی صراحت کی ہے۔

رضینا باللہ تعالیٰ ...... الخ

خلاصۃ الاسلام میں درج ہے کہ تہتر فرقوں میں
سے اہل سنت والجماعت کے ساتھ وابستہ رہنا ناجی ہونے کی
علامت ہے۔

سنی مسلمانوں کو یہ کلمات صبح وشام پڑھتے رہنا چاہیے
تاکہ نامہ اعمال میں درج ہوں۔ ساتھ ہی اس قصیدہ کو
یاد رکھنا بطور وظیفہ ورد کرنا۔ بہت مفید اور لازم ہے۔

ہم بود نامش سزا بحرالحکم کز فیض او
میوہ زار اعتقاد ہر مریدا لفر شد است

اس قصیدہ کا نام بحرالحکم رکھا جائے تو بھی موزون و مناسب ہوگا کیونکہ اسکے فیض سے ہر مرید کا اعتقاد بالکل استوار ہوکر ہمیشہ سرسبز و شاداب رہیگا گویا اسکے عقیدہ کا باغ سدابہار میوہ زار ہوکر رہیگا۔

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ ماہِ صیام میں پیر برحقؒ کے حکم سے خلوت میں تھا۔ مجھے یہ قصیدہ لکھنے کا خیال آیا۔ لیکن ڈر رہا کہ کہیں معمول کے کام میں حرج واقعہ نہ ہو۔ آخر چالیس شعر کا یہ قصیدہ نظم کرکے استغفار کرنے لگا۔ پندرہ دن کے بعد مرشد پاکؒ نے بلوایا۔ روزانہ خدمتیں بجالانے کے بعد وہ مسودہ میں نے انکی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے انتہائی تعریف سے سربلند کرکے فرمایا۔ اس سے پہلے ہمنے ایک واقعہ میں تمکو ایک باغ میں تازہ بوٹے لگائے ہوئے پودوں کی گڈائی کرتے دیکھا۔ اور پانی دے رہے تھے۔ ایسے بوٹوں کو دیکھنے کا مطلب سالک اور مریدوں کی تربیت ہوتی ہے۔ لیکن خیال یہی تھا کہ کون کام کروگے جس سے انکی ترقی درجات ہوگی۔

اب مجھ کو الہام ہوا ہے کہ تمہارے اس قصیدہ سے مریدوں کی ترقی درجات ہوگی
انکا اعتقاد اسکے پڑھنے سے اور پختہ اور مضبوط ہوگا۔ سبحان اللہ! الحمد للہ!
اس نظم میں تیرے اور مریدوں کیلئے برکت ہے۔ خبردار اسکو زیادہ نظم
کرنے کی کوشش کر اور مریدوں سے فرمایا سب لکھکر یاد کرو اور پڑھتے رہو۔
مزید خاکیؒ فرماتے ہیں کہ اس خلوت میں میں نے خواب میں ایک مجلس میں جاہ وجلال
والا بزرگ تکیہ لگائے بیٹھا دیکھا میں نہایت عاجزی کے ساتھ اسکے سامنے گیا
آپ نے بڑی سرمہ دانی بھری ہوئی مجھکو دی ۔ اور رخصت کیا۔ میرے
مرشد برحقؒ نے اسکی تعبیر یوں فرمائی کہ تم نے حضرت علی مرتضیٰؓ کو جسم
مثالی میں دیکھا ہے انکی صحبت کی برکت سے انہوں نے باطنی سُرمہ
عطا فرمایا۔ تمہاری بصیرت تیز ہوگی جسکا اثر اس قصیدہ میں حقیقتوں
اور حکمتوں کے ذریعہ مل رہا ہے

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ اس قصیدہ کے چار سو چالیس اور
چند موتی جیسے اشعار ہر صوفی کیلئے موتیوں کی تسبیح ہے۔

بہر این نظم کہ تاریخ ز ہر مرشد رہبر است
فہم کن تاریخ سالش مرشدے رہبر شد است

اس قصیدہ کا سال تاریخ مرشدی رہبر ہے جو ۹۶۱ھ ہے
اور یہ پڑھنے والے کو رہبر کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ الحمدللہ

وصفِ شیخان است اندر ضمن وصفِ شیخنا
شیخنا تاریخ از شیخان ہمیں دیگر شد است

چونکہ اپنے مرشد برحق رح کی مدح کے ساتھ دیگر شیخوں کی تعریف کیگئی
ہے اسلئے شیخنا اور شیخان سے بھی تاریخ سال ظاہر ہوتا ہے۔

روح پیران در دلِ من باز تاریخے فگند
مفخرِ ما گوشش چون او ہمہ ما مفخرِ ما است

نیز خاکی صاحب رح فرماتے ہیں کہ مرشدوں کی ارواح پاک نے میرے دل
میں ایک اور تاریخ ڈالدی جسکا ماحصل مفخر تھا کیونکہ ہمارا مرشدِ
کامل باعث فخر یا مفخر ہے۔

خواستم تاریخ دیگر از پے این مدح شیخ !!
لبد سالے لفظ مدح شیخ ہم موقر شد است

فرماتے ہیں کہ ایک سال بعد میں نے دوسری تاریخ کی چاہت کی تو مدح شیخ نکلا

[illegible] از برای سامعان و قاریان
فیضناکش گر نگتم تاریخ او ہم مرشد است

پڑھنے اور سننے والوں کے لئے اس میں فیضان جاری ہے۔ اگر میں اسکی تاریخ فیضناک لکھوں تو موزوں ہوگا۔

سالِ تاریخش اگر فرخ نویسم دور نیست !!!
زانکہ سال از دولتِ تاریخ فرخ فر شد است

دیگر۔ اگر اسکا سال تاریخ فرخ لکھدوں تو مناسب ہوگا کیونکہ سال تاریخ کی دولت سے فرخ فر ہوا۔

آخیر پر علامہ خاکیؒ نے مرشدوں کی تعریف و فضیلت بیان کرنے پڑھنے سننے کے بارے میں ثواب کا ذکر کیا ہے۔ ان کے مقامات اور کرامات کو ظاہر کرنے کی شدت بتائی گئی ہے۔ اسکے پڑھنے کے فوائد پر بھی اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مدحِ شیخان است طاعت زان مولانایِ روم
مدحِ پیرِ خویشتن مقصودِ شش دفتر شد است

مرشدان کامل کی تعریف کرنا عبادت ہے کیونکہ مولانا رومؒ کے چھ دفتر لکھنے کا یہی مقصد تھا۔

مولانا نے صاف بیان فرمایا ہے۔ کہ میری مُدعا شش دفتر لکھنے سے یہی ہے۔ کہ مرشد کے حالات بیان کروں جسکا اسم گرامی شیخ شمس الدین تبریزیؒ ہے میں نے گذشتہ اولیاء اللہ کا ذکر خیر کرکے در پردہ اپنے مرشد پاک کی تعریف کی ہے۔ کیونکہ کہا گیا ہے۔ کہ اپنے دلبر کی بات اشارات اور کنایہ کے طور پر دوسرے انداز میں بیان کی جانی چاہیئے۔

؎ خوشتر آں باشد کہ سرّ دلبراں گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

بہتر یہی ہے کہ اپنے دلبر کے راز دوسروں کی باتوں میں بیان کی جائیں۔

اسبارے میں مولانا رومؒ کے فرزند ارجمند اور خلیفہ سلطان ولدؒ نے بہت سے اقوال درج کئے ہیں جو بہت مشہور ہوئے۔

چنانچہ آپ نے صاف طور بیان کیا ہے کہ میں اولیاءاللہ کی مدح کیا کرتا تھا۔ چنانچہ شیطان نے جسکا کام ایمان لوٹنے کا ہے۔ مجھ سے کہا کہ دوسروں کی تعریف کرنے سے کیا فائدہ۔ اور خواہش ظاہر کی کہ میں یہ کام چھوڑ دوں۔ مگر میں نے اسکا کہنا نہیں مانا۔

(دراصل دوستان خدا کی تعریف بالواسطہ اللہ کی تعریف ہے۔ اگر ان میں نقص نکالا جائے تو معاذ اللہ یہ اسکے بنانے والے پر حرف آئیگا) (مترجم) ایک اور واقعہ میں شیطان نے ایک شخص کو بہکایا جو یا ربّ یا ربّ کہتا تھا کہ دیکھو وہ تمہیں جواب نہیں دیتا۔ لبیک میں حاضر ہوں۔ اللہ نے فرمایا تمہارا یا ربّ کہنا ہی میرا حاضر ہوں کہنا ہے آخر میں ہی تمکو اس بات پر آمادہ کرتا ہوں کہ تم یا ربّ کہتے رہو۔ اگر ایسا نہیں ہے تو دوسرے لوگ کیوں نہیں کہتے۔ پھر جب وہ ہوش میں آیا تو سمجھا کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے۔

نیز حضرت سلطان ولدؒ نے اپنی کتاب کے دیباچہ میں انکا [illegible] حضرت
والد مرشد پاک نے جو دیگر اولیاء کرام کا ذکر کیا ہے اسمیں انکی غرض و غایت
اپنے مرشد کے مقامات درجات کے بارے میں واقفیت بہم پہنچانا تھا مثلاً
سلطان الوصلین سید برھان الدین محققؒ ترمذی۔ سلطان المحبوبین شمس
الدین تبریزیؒ قطب الاقطاب اصلاح الدین زرکوب اور زبدۃ الاولیاء
چلپی حسام الدین اور لداخی ترک قونویؒ وغیرہ وغیرہ۔

؎ مقصود ز عالم آدم آمد مقصود ز آدم آں دم آمد

عالم کی پیدائش کا مقصد انسان ہے۔ انسان کی پیدائش کی
غرض و غایت وہ وقت ہے جب وہ یاخدا ہو۔ سلطان ولد کے کلام میں
انکے تذکرہ کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے۔

نیز حضرت مخدوم جہانیاں میر سید جلال الدین بخاریؒ کے اوراد
کو جمع کرنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ حضرت مخدوم فرماتے تھے کہ میں نے
مولانا بہاؤالدین یعقوبؒ سے خواب میں دوسری دنیا کے بارے میں
پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجھے ملفوظات کے لئے بخشا گیا ہے۔ مولانا یعقوب
حضرت مخدوم جہانیاں کے ملفوظات انکی زندگی میں انکے ملفوظات
یعنی آپکا کلام جمع کرنے والے تھے۔

چند این شعری کہ فیضِ صحبتِ فیاضِ اوست
با بشارت باز ملکِ غیب مستبشر شد است

علامہؒ فرماتے ہیں کہ یہ قصیدہ نظم کرنے میں اپنے پیر برحقؒ کے فیض صحبت کا اثر کارفرما ہے اور اس ضمن میں عالم غیب سے بہت سی بشارتیں حاصل ہوئیں ان خوش خبریوں کے سنانے والے اول تو میرے پیر کاملؒ ہیں اور ساتھ رہی ہم صحبت اہل طریقت بھائیوں کی زبانی بھی یہ مژدۂ جانفزا سنی۔

حضرت علامہؒ فرماتے ہیں کہ اس قصیدہ کے بارے میں تین حضرات کو بشارت یعنی خوشخبری سنائیے۔ وہ ہیں پڑھنے والا، سننے والا اور لکھنے والا۔ جن پر رحمت خدا برستی ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یوں ہے کہ ایکدفعہ پیر کاملؒ کی مجلس پاک میں کچھ مخلص مرید یہ اشعار قصیدہ کے پڑھتے لکھنے میں مصروف تھے اور باقی حضرات بڑے ذوق و شوق سے سنتے تھے تو پیر برحق نے فرمایا۔ خبردار اس

کام کو ایک قسم کی عبادت تصور کرو کیونکہ مجھے اسی وقت دکھایا گیا کہ اس نیک شغل میں لگے رہنے کی وجہ سے تم پر رحمت خدا برستی ہے خواہ لکھنے والا ہو۔ پڑھنے والا ہو یا سننے والا۔ تب حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ یہ بشارت میں نے شعر میں موزون کر کے تبرک کے طور پر بطور سند تحریر کر دی۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے مرشد برحق رح کو عالم غیب سے بطور کشف یہ حالت معلوم ہوئی وہ اس مقولہ کے عین مطابق ہے کہ عند الذکر الصالحین تنزل الرحمہ (نیک بندوں کے حالات بیان کرنے میں رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے۔ کیونکہ اس قصیدہ میں بہت سے اولیاء اللہ اور صالحین کا ذکر خیر آیا ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی ذات وصفات کا بھی تذکرہ ہے اسلئے اسکی فضیلت اور ثواب، فیوض وبرکات کا نزول سورج کی طرح عیاں اور ثابت ہے۔

اس سلسلہ میں حدیث پاک کا تذکرہ ضروری ہے جو یوں ہے انا ضامنٌ لقاریھا وسامعھا وکاتبھا وحافظھا بدخول الجنۃ (میں اسکے پڑھنے والے سننے والے یاد کرنے والے کے جنت میں داخل ہونے کا ذمہ دار ہوں یہ بشارت حضور پاک ؐ نے اسوقت دیا۔ جب کعب بن زہیر رضؓ نے حضورؐ کی خدمت میں قصیدہ پیش کیا۔ اس میں اللہ کی حمد، حضور پاک کی تعریف اہل بیت صحابہ کرام اور خلفائے عظام کا تذکرہ ہے۔ اسی بنا پر ورد المریدین کے لکھنے والے۔ سامع اور حافظ اسی ثواب کے مستحق ہیں۔

شمائل الانبیاء میں حضرت کعبؓ کے اس قصیدہ بانت سعاد کے بارے میں یہ روایت خلیل احمدؒ نے بھی درج کی ہے کہ حضور پاک نثر کی بجائے شعر سننا زیادہ پسند فرماتے ہیں۔ اسی لئے کعبؓ بن زہیر نے اپنی محبوبہ سعاد کے حسن کے بارے میں چند اشعار غزل کے طور پر لکھے ہیں۔ بعد میں گریز کر کے حضرت سرور دو عالم کے بارے میں فرمایا ہے۔

- أُنبِئتُ ان رسول اللّٰہ اوعدنی والعفو عند رسول اللّٰہ مامول ”مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللّٰہؐ نے مجھے دھمکی دی ہے۔ لیکن مجھے ان سے عفو کی پوری اُمید ہے۔
- وقد اتیتُ رسول اللّٰہ معتذر

والعذر عند کرام الناس مقبول

بیشک میں رسول اللّٰہؐ کی خدمت میں عذر خواہ ہوں اور بزرگ لوگ عذر معذرت قبول فرماتے ہیں۔

جناب رسالتمآبؐ کو یہ نعت سنکر بہت خوشی ہوئی یہانتک کہ انکا ردائے مبارک شانہ مبارک سے گرا۔ صحابہ کرام نے لبطور تبرک اس ردائے پاک کے ٹکڑے آپسمیں تقسیم کئے۔ اسکے بعد آنحضورؐ نے فرمایا۔ انا ضامن لقاریہا و سامعہا و کاتبہا و حافظہا بدخول الجنۃ

اندریں وقت اینچنیں شعرِ مبارک کس نگفت
گرچہ از ابنائے جنسم ہر یکی اشعر شد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میرے جیسے اشعار ہمیں وقت کسی نے نہیں لکھے حالانکہ میرے ہمعصر سب شاعر بے بدل ہیں۔

شعرِ من اندر بیان اصل و فرع شرع شد
زان زمن راضی خدا و روح پیغمبر شد است

فرماتے ہیں کہ میرے شعر یعنی ورد المریدین میں راقم نے شرع کے اصول اور فروع بیان کئے ہیں۔ اسلئے مجھے اُمید ہے کہ مجھ سے خدا اور رسول اللہؐ راضی ہیں۔

ہم شریعت ہم حقیقت ہم طریقت اندرد
شد مبیّن فہم آن را منصفی کا فکر شد است

اس قصیدہ کے اندر شریعت۔ طریقت اور حقیقت کے راز موجود ہیں۔ ہاں صاحب بصیرت، انصاف پسند اور فہم و ادراک والا ہی سمجھ سکتا ہے۔

> [illegible] مقامات وصول !!!
> [illegible] ماہر شد است

فرماتے ہیں کہ میں نے اس قصیدہ میں سلوک کے مقامات کی نشاندہی کی ہے اور دین کے اصول اور اقوال درج کئے ہیں۔ جو انکو یاد کریگا وہ تصوف میں تجربہ کار ہوگا۔

> ہست اکثر معنیِ آیات و مضمون حدیث !
> با اثر با وصفِ آں صاحبدلِ ماہر شد است

فرماتے ہیں کہ اس قصیدہ میں کلام اللہ کے آیات اور احادیث پاک بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مرشد برحق رح کے اوصاف بھی اجاگر کیے ہیں۔

> با تدبر ہر کہ خواندش رہ بہ مقصود برد
> کز محققہای دین مردی تدبر تر شد است۔

فرماتے ہیں کہ جس کسی نے تدبر کے ساتھ سوچ سمجھکر یہ قصیدہ پڑھا۔ اسکی ہر مراد پوری ہو گئی۔ دین کے محقق حضرات کا فرمان ہے کہ اسکو مہم و فراست سے پڑھنا چاہیے۔

فرماتے ہیں کہ میرے پڑھنے والے انصاف سے کام لیکر پڑھ کیا لکھا ہے اور یہ مت سوچ کہ کسنے لکھا ہے یہ قول ہے حضرت شاہ ولایتؒ کا آپ کے ایک سو زریں اقوال میں سے گیارھواں قول یہ ہے۔

لا تنظر الی من قال وانظر الی ما قال۔ نہ دیکھ کہ کہنے والا کون ہے شریف ہے کمینہ ہے عالم ہے جاہل ہے بلکہ یہ سوچ کہ کیا کہا گیا ہے اور اگر اچھا لگے تو مان لے۔ (نظم)

؎ قاریا بر من مکن قہر و عتاب گر خطائے رفتہ باشد در کتاب

اگر کتاب میں کوئی غلطی ہو تو مجھ پر خشم آلودہ نہ ہو۔

؎ آں خطائے رفتہ را تصحیح کن از کرم واللہ اعلم بالصواب

مہربانی کر اس غلطی کو درست کرو۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

اختتامی کلمات

آخیر پر من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ پر عمل کرتے ہوئے ناچیز پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ عزیزان خواجہ محمد یوسف شاہ صاحب ساکن بوٹہ شاہ محلہ لعلبازار اور بشارت احمد بابا صاحب ساکن پیتی پورہ بالا چھتہ بل (کاتب) کا شکریہ ادا کروں۔ انہوں نے اس کتاب کی پروف ریڈنگ میں میری معاونت فرمائی۔ اللہ دونوں اصحاب کو خیر دارین عطا کرے۔ نیز محبان اولیاء حاجی شیخ محمد عثمان صاحب اور شیخ اعجاز احمد صاحب کو بھی فیضیاب کرے۔ آمین۔

یہ عرض کرنا بے جا نہ ہوگا کہ اس کتاب کی تکمیل پروف ریڈنگ وغیرہ میں کئی صبر آزما لمحات سے بھی گذرنا پڑا۔ محکمہ بجلی کی "کرم فرمائی" نے ہمیں شبستان شمع سے کام لینے پر مجبور کیا۔ اغلب ہے کہ دوران پروف ریڈنگ سہواً کوئی فرو گذاشت ہوئی ہو۔ اسکے لئے ہم باادب معذرت خواہ ہیں۔ اپنے کرم فرما قارئین سے یہی توقع ہے کہ وہ کسی بھی خامی یا سہو کے بارے میں ہمکو مطلع کریں گے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح ہو سکے۔ والسلام

خادم ملت طالب مغفرت

بندہ محبوب جلیل مخدوم محمد خلیل اللہ قریشی عفا اللہ عنہ

لال بازار سرینگر

آخر میں فرماتے ہیں کہ یہ کتاب ختم کرنے کے بعد میرے حق میں فاتحہ پڑھئے کیونکہ مرے عزیزو! میں مضطر و بے بس ہوں پھر اللہ کی حمد ثناء کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اے اللہ تمام کوتاہیوں کو معاف فرما۔ اگر کوئی غلطی سرزد ہوئی تو باز پُرس نہ کر۔ اور مغفرت کا خواستگار ہوں۔ اُن تمام چیزوں کے لئے جسکو تو ناپسند کرتا ہے خواہ وہ قولی ہوں یا فعلی۔

وصلے اللہ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ واولیاء امتہ اجمعین یا رب العالمین۔

نعت و مناقب

نام کتاب	مصنف / مرتب	قیمت
نعتِ رسول ﷺ	فقیر نثار احمد دلدار	Rs-70/-
گلزارِ مدینہ (نعت وسلام)	شوکت حسین کینگ (مولف)	
صدائے عشق	عبدالاحد بٹ	
نعتِ محمدی ﷺ		45/-
نالہ ہائے آتشین	مرتب ہمدانیہ مشن سوسائٹی	50/-
نعت وسلام بحضور خیر الانام ﷺ	عبدالستار (مرتب)	
نعوت و مناقب	پیر عبدالغنی شاہ	40/-
گلدستہ مناقب	خلیل محمد قریشی	
حضرتِ سلطان العارفینؒ		15/-
منقبت در رباعیات	فقیر نثار احمد دلدار، چرار شریف	
اسرارِ عرفان (منظوم)	" " " "	20/-
چشمۂ فیض	ویلفیئر سوسائٹی مخدوم صاحبؒ	15/-
چشمۂ عرفان	" " "	15/-
گلدستہ مناقبِ شیخ العالمؒ	مرتب ابو نعیم	15/-
معرفتِ رسول (نعوت)	مؤلف جاوید اکبر اصغر	10/-
مجموعہ گلشنِ نعت	غلام رسول کاوش	25/-
مجموعہ نعتِ مدینہ	مقبل محمد مقبول	
بجامیہ معرفت	پیر عبدالغنی شاہ	15/-

کتاب	مصنف	قیمت
مسلمان خاوند	مفتی عبدالرؤف	20/=
حقوق العباد	پیرزادہ سید محمد سعید نقشبندی	6/= روپے
والدین کے حقوق	مولانا حافظ عبدالاحد	15/= "
مردوں اور عورتوں کے مخصوص مسائل	عطاء الرحمٰن	
بچوں کیلئے قرآن	ڈاکٹر عبدالرؤف	15/=
بچوں کیلئے آسان کتاب حضرت محمدؐ	شرافت حسین	15/=
موت کی یاد	شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب	10/= "
آسان طریقہ فاتحہ	حافظ جلیل	15/=
مسلمان بچوں کے نام	محمد اسلم	20/=
خواب نامہ یوسفی		20/=
پیر رومی	عبدالاحد رفیق	30/= "
فضائل اعمال (اول و دوم)	شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب	
عین الفقر (سلطان باھوؒ)	ترجمہ:۔ خلیل محمد قریشی طالب	
شان رحمت	مولف " " "	"
چہل حدیث صلوٰۃ و سلام	مرتب محمد اقبال	5/= "
خطبات حنفیہ	مولوی محمد صالح	
کاشر ملہ کتاب	محمد حسن دوفانی اندرواری	"
اسلامی عقائد	محمد نور الدین قاری	
چراغ حرم	ابن اسماعیل	60/= "
دست قضا	" "	80/= "

ورد المریدین
تاج العارفین

ھدایت المنیر

مولانا جامی

حضرت خواجہ نقشبند
اور
طریقت نقشبندیہ